نظریہ پاکستان
اور
اس کے تقاضے

عطا محمد جنجوعہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

نظریہ پاکستان
اور
اس کے تقاضے

تصنیف

عطا محمد جنجوعہ

تقریظ

ڈاکٹر محمد امین
مدیر اعلیٰ ماہنامہ البرھان
لاہور

تقدیم

ڈاکٹر زاہد اشرف
مدیر اعلیٰ ماہنامہ المنبر
فیصل آباد

دار النوادر
الحمد مارکیٹ سیکنڈ فلور اردو بازار، لاہور: ۰۳۰۰ ۸۸۹۸۶۳۹

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

1440ھ/2019ء

نام کتاب: نظریہ پاکستان اور اس کے تقاضے

مصنف: عطا محمد جنجوعہ

ناشر: دار النوادر

طبع: اول

طابع: عمیر، عثمان، شفیق پریس۔ لاہور

ڈسٹری بیوٹرز

فضلی بک سپر مارکیٹ

اُردو بازار، نزد ریڈیو پاکستان، کراچی۔

فون: 32212991-32629724

کتاب سرائے

پبلشرز، ڈسٹری بیوٹرز، مشیران کتب خانہ جات

فرسٹ فلور، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ

اُردو بازار، لاہور فون: 37320318 فیکس: 37239884

ای میل: Kitabsaray@hotmail.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتساب

نام وَر دینی و فکری دانش وَر، وحدتِ امت

کے داعی، نڈر صحافی، شہرہ آفاق ماہرِ تعلیم

اور ممتاز طبی معالج

مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف رحمہ اللہ

کے نام

جن کی شخصیت نے ملّی و قومی حوالے سے

میری ذہنی و فکری آبیاری

میں اہم کردار ادا کیا۔

عطا محمد جنجوعہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

پیش لفظ		8
مقدمہ	ڈاکٹر زاہد اشرف	10
تقریظ	ڈاکٹر محمد امین	16
فرمودات علامہ اقبالؒ		17
فرمودات قائد اعظمؒ		18
سیّدنا عمر فاروقؓ کی وصیت		21
نظریہ پاکستان کا تاریخی ارتقاء		24
اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے بغیر کامیابی ممکن نہیں		33
قرآن اور ہمارا نظام تعلیم		36
ملی شعور کا تحفظ		38
مخفی سازش		40
فکری محاذ پر یلغار		42
معاشی وسیاسی علوم کی تدریس کی ضرورت		47
قومی نصاب تعلیم میں روح اسلام کی ضرورت		49
دینی نصاب میں اسلام اور عمرانی نظریات کا تقابلی جائزہ		55
شعبہ تعلیم میں سرمایہ کاری کی ضرورت		61
احتساب اسلام کا ضمنی پہلو ہے		67

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ معاشی دھماکہ کی ضرورت	70
❀ ایٹمی کے بعد ایمانی دھماکہ کی ضرورت	73
❀ لمحہ فکریہ! پاکستان کی اقتصادی زبوں حالی	78
❀ گداگری کی نوبت کیوں آتی ہے؟	80
❀ سی پیک منصوبہ	83
❀ معاشی خوشحالی کا زریں اصول	85
❀ رمضان المبارک کا تقدس بحال کریں	87
❀ میڈیا کے تقاضے	89
❀ مرد وزن کی مساوات فطرت کے منافی ہے!	96
❀ ہیلری کو شکست کیوں؟	99
❀ حقوق زوجین سے آگہی کی ضرورت	102
❀ آزادی نسواں کا ماٹو	107
❀ حقوق نسواں کا محافظ؛ دین اسلام	110
❀ شترِ بے مہار آزادی......یا......نبی ﷺ کی غلامی؟	114
❀ دفاعی تقاضے	119
❀ اشراق کا نظریہ جہاد؟	125
❀ شرعی دخود ساختہ نظامِ عدل کا جائزہ	137
❀ توہین رسالت کی سزا موت کیوں نہیں؟	149
❀ عدل وانصاف کے راہنما اُصول	153
❀ شرعی سزائیں وحشیانہ یا حکیمانہ......!	160
❀ ہجری کیلنڈر کے سلسلہ میں چند تجاویز	163
❀ قادیانی فتنہ کی بیخ کنی ملکی سالمیت کا ناگزیر تقاضا	166

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ فل باڈی اسکیننگ ملی غیرت کا امتحانی ٹیسٹ 183

❀ انتظامیہ کے اُوصاف 187

❀ سلامتی کے تقاضے 193

❀ داخلی استحکام کے تقاضے 197

❀ سی 130 کریش کا پس منظر 200

❀ مذہبی تصادم کے تدارک کا لائحہ عمل 204

❀ سانحہ پشاور فساد فی الارض 209

❀ رجوع الی اللہ 214

❀ عوامی حکومت قائم کرنے کا لائحہ عمل 217

❀ فلاحی جمہوری نظام کے تقاضے 221

❀ ون ٹو ون 227

❀ ووٹ کا حق دار کون؟ 230

❀ ملی اتحاد اور اس کے تقاضے 232

❀ ارباب علم ودانش کے لیے لمحہ فکریہ 238

❀ متحدہ مجلس عمل کے لیے لمحہ فکریہ 242

❀ رضائے الٰہی......کامیابی کی شاہ کلید 247

❀ توہین رسالت کے ممکنہ مقاصد اور تقاضے 254

❀ یک جہتی وسلامتی کے لیے اخوت ومحبت کی ضرورت 259

❀ قصور وار کون؟ 262

❀ فکری انتشار کے اسباب 264

❀ نظام کی تبدیلی 273

❀ نفاذ اسلام کے لیے تجاویز 276

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ قرآن و سنت کو سپریم لاء قرار دینے کی آئینی جدوجہد کی ضرورت		280
❀ غیرت کے نام پر قتل ...... اعتدال کی راہ		287
❀ روحانی انقلاب کی طرف پہلا قدم		290
❀ مقصدِ حیات		295
❀ غلبہ دین کے لیے فرد اور معاشرے کی اصلاح کی ضرورت		298
❀ فاٹا کی ترقی کیسے ممکن ہے؟		303
❀ بصیرت کا فقدان		307
❀ افغان مسئلہ کا حل		313
❀ توکل علی اللہ		315
❀ نظریہ پاکستان اُجاگر کرنے کی ضرورت		318
❀ عدالتی تقاضہ؛ حقائق پر مبنی رپورٹ		323
❀ ہم سب ایک ہیں!		326
❀ شورائی نظام		330
❀ اُردو زبان کا فروغ		345
❀ کرپشن کا چور دروازہ		351
❀ یک جہتی و سلامتی کا تقاضہ ...... قومی حکومت کی تشکیل		354
❀ ریاست مدینہ کے خدوخال		359
❀ ریاست مدینہ کے تقاضے		368
❀ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے		375
❀ حرفِ آخر		377
❀ آپ نے ہمیں لیلائے آزادی سے ہمکنار کیا	ڈاکٹر زاہد اشرف	378
❀ چند اہم خطوط		380

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

خاتم النبیین محمد ﷺ کا اسوۂ حسنہ کائنات کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ مائی آمنہ کے لعل غارِ حرا میں اللہ سبحانہ کی عبادت کرتے رہے تو رؤساءِ مکہ نے کسی قسم کا اعتراض نہیں کیا، جب نبی کریم ﷺ نے وحی الٰہی کی روشنی میں اُن کے عقائد باطلہ اور سماجی و معاشی برائیوں کی اصلاح کے لیے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیا تو وہ آپ ﷺ کے مخالف ہو گئے۔

قریش مکہ نے نبی کریم ﷺ کو پیشکش کی کہ آپ ہمارے نظام کی تردید کرنا ترک کر دیں تو ہم آپ کو مکہ کا مشترکہ سردار تسلیم کر لیں گے۔ پیکرِ صدق و صفا محمد ﷺ نے سن کر دوٹوک الفاظ میں فرمایا کہ تم میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند رکھ دو میں پھر بھی حق کی دعوت سے پیچھے نہ ہٹوں گا۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب وطن کی مٹی اسلام کی دعوت میں حائل ہوئی تو آپ ﷺ نے بیت اللہ کو الوداع کہہ کر ہجرت کی راہ اختیار کی۔ رہبرِ کائنات محمد ﷺ نے مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست کی تشکیل فرمائی جہاں آپ نے اجتماعی نوعیت کے معاملات میں اللہ کے نازل کردہ احکام نافذ کیے۔

برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے محسوس کیا کہ انگریزوں کے جانے کے بعد متحدہ ہندوستان میں مسجد میں عبادت کرنے پر پابندی نہ ہو گی لیکن اجتماعی نوعیت کے معاشی، معاشرتی عدالتی ضابطے کثرت رائے کی بنا پر ہندوؤں کی مرضی سے تشکیل پائیں گے تو علامہ محمد اقبالؒ نے ریاستی سطح پر غلبہ اسلام کے لیے علیحدہ ریاست کا تصور پیش کیا۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ کی بھرپور تحریک کی بدولت پاکستان وجود میں آ گیا۔ تقسیم ہند کے دوران مسلمانوں نے ہجرت کی صعوبتیں برداشت کیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برسر اقتدار طبقہ نے نظریہ پاکستان سے بے وفائی کی۔ نتیجہ یہ نکلا اس کا مشرقی بازو کٹ گیا لیکن ہم نے کوئی سبق حاصل نہ کیا۔

طاغوتی قوتوں نے افغانستان اور مشرق وسطیٰ کو خانہ جنگی میں مبتلا کرنے کے بعد ایٹمی پاکستان کو ہدف بنالیا، وہ مذہبی، سیاسی، نسلی اور لسانی تعصب کو ہوا دے کر وطن عزیز کی سالمیت کو ٹھیس پہنچانے کی تگ و دو میں ہیں۔ ان سنگین حالات میں وطن کی یک جہتی و سلامتی کا راز نظریہ پاکستان کے تقاضوں کو عملی جامہ پہنانے میں مضمر ہے۔

میں نے ''نظریہ پاکستان کا تاریخی ارتقاء'' تحریر کیا تو نامور اہلِ قلم نے میری حوصلہ افزائی کی چنانچہ قومی و ملی مسائل پر لکھنے کا ذوق پیدا ہوا۔ اسی لئے راقم حکومت کے مختلف شعبوں کو اسلامی سانچہ میں استوار کرنے، قرآن وسنت کو سپریم لاء بنانے، فلاحی حکومت قائم کرنے اور احیائے امت کے لیے دعوتی لائحہ عمل اپنانے جیسے موضوعات پر وقتاً فوقتاً اظہار خیال کرتا رہا۔

محترم ڈاکٹر زاہد اشرف نے مقدمہ اور محمد عبد الرحمٰن مدیر کشف الاحسان نے تاثرات لکھ کر میری حوصلہ افزائی کی اُن کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

الٰہی! ہم سب کو نظریہ پاکستان کے تقاضوں کو عملی جامہ پہنانے اور وطن عزیز کو حقیقی معنوں میں عالم اسلام کا قلعہ بنانے کی توفیق دے۔ اس علمی کاوش کو میرے لیے ذریعہ نجات بنا اور میرے مرحوم والدین ادر باجی صاحبہ کی مغفرت فرما۔

عطا محمد جنجوعہ
مہر نصر جنرل سٹور
کوٹ بھائی خان براستہ جھاریاں
ضلع سرگودھا
0302-6728908

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

ڈاکٹر زاہد اشرف

مدیر اعلیٰ

ماہنامہ "المبرز" فیصل آباد

عہدِ حاضر میں پاکستان کرۂ ارض کی اکلوتی ریاست ہے جو ایک نظریے کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آئی۔نظریہ پاکستان کے مخالفین جو کچھ بھی کہیں ، یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ قیامِ پاکستان کے لیے چلائی گئی تحریک کے دوران اگر اس نظریے کی قوت کارفرما نہ ہوتی تو یہ ملک وجود پذیر نہ ہو پاتا۔اسی نظریے نے تحریک میں روح پھونکی ، اسلامیانِ برصغیر کو ولولۂ تازہ عطا کیا، انہیں بیک وقت دو بڑی قوتوں ، انگریز اور ہندو ، سے لڑنے کا حوصلہ بخشا۔ایک طرف انگریز کی قوت وسطوت تھی اور دوسری جانب ہندو کی بے پناہ اکثریت، ان دونوں پر مستزاد ان دونوں کی ملی بھگت ، ایسے میں تحریکِ پاکستان کا کامیابی سے ہم کنار ہونا صرف اور صرف اسی نظریے کا مرہونِ منت تھا جس نے اسلامیانِ برصغیر کو جرأتِ رندانہ بخشی اور وہ ان دونوں کے مدِمقابل سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر ڈٹ گئے۔

دو قومی نظریے کو اکثریتی ہندو اور قوتِ حاکمہ کے مالک انگریز تو کہاں تسلیم کرتے، خود مسلمانوں کے چند ایک گروہوں اور شخصیات نے اسے ماننے سے انکار کردیا۔ بدیہی طور پر اس نظریے کی اساس پر علیحدہ ریاست کے قیام کا مطالبہ بھی ان کے لیے ناقابلِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبول ٹھہرا، چنانچہ انہوں نے قیامِ پاکستان کے لیے کی جانے والی جدوجہد کی مخالفت کی۔ مسلمانوں میں ایسی جماعتیں بھی تھیں جنہوں نے دو قومی نظریے کو تو درست جانا لیکن اس کی بنیاد پر ایک الگ وطن کے مطالبے کی اس لئے مخالفت کی کہ اسلام کے نام پر جداگانہ وطن کے قیام کے لئے نعرہ بلند کرنے اور تحریک اٹھانے والوں کا اپنا کردار اس دین کے سانچے میں ڈھلا ہوا نظر نہیں آتا۔

ان اعتراضات و خدشات اور مخالفت کے باوجود تحریکِ پاکستان برِصغیر میں پھیلتی گئی، اس کا نعرہ ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لاالہ الا اللہ'' متحدہ ہندوستان کے طول و عرض میں مقبول ترین نعرے کا روپ دھار گیا، حتیٰ کہ وہ علاقے، شہر اور ریاستیں، جن کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کہ وہ دو قومی نظریے کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آنے والے ملک کا حصہ بن پائیں گی، وہاں کے مسلمان بھی اسی نعرے کو بلند کرتے، تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور ایک نئی اسلامی ریاست کے قیام کے لئے تن، من، دھن کی قربانی دیتے رہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ دو قومی نظریہ کی اساس پر قائم ہونے والے ملک کا تصور شاعرِ اسلام اور مفکرِ پاکستان علامہ محمد اقبالؒ نے 1930ء کے خطبہ الٰہ آباد میں پیش کیا، 23 مارچ 1940ء کو قرار دادِ پاکستان منظور ہوئی اور محض سات سال کے قلیل عرصہ میں تحریکِ پاکستان کامیابی سے ہم کنار ہوتی ہوئی اسلامیانِ برصغیر کو پاکستان کے روپ میں ایک اسلامی ریاست کا ہدیہ دے گئی۔

یہ نوزائیدہ ریاست اسلامیانِ برصغیر کے لیے عظیم تحفہ ہے، اس کا اندازہ اس سے لگا لیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے مقدس ترین مہینے کی مقدس ترین رات 27 ویں شب، جو مسلمانوں کی اکثریت کے ہاں لیلۃ القدر کے طور پر مانی اور جانی جاتی ہے، میں ہمیں اس جلیل القدر نعمت سے سرفراز فرمایا۔ اس اعتبار سے پاکستان، رمضان اور قرآن کا آپس میں اٹوٹ رشتہ ہے کیونکہ قرآنِ پاک بھی اس مقدس مہینے کی اسی بابرکت رات میں نازل ہوا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ.

یقیناً ہم نے اسے (قرآن مجید کو) لیلۃ القدر میں نازل فرمایا ہے۔

پاکستان اس مقدس تکون کا ایک زاویہ ہے جبکہ اس کے باقی دونوں زاویے اس جلیل القدر ریاست کی شان اور عظمت کو بڑھاتے اور اس کے ارد گرد قداستوں کا ہالہ بُنتے دکھلائی دیتے ہیں۔

ان قداستوں کا لازمی تقاضہ یہ تھا کہ پاکستان کے معرضِ وجود میں آتے ہی اُس منزل کی طرف سفر کا آغاز کر دیا جاتا جس کا تعین تحریکِ پاکستان کے دوران کر دیا گیا تھا اور وہ تھا اسے اسلامی قوانین کی تجربہ گاہ بنانا، قرآن وسنت کو اس کا دستور بنانا اور اسے ریاستِ مدینہ کے تتبّع میں ایک اسلامی ریاست کا قالب عطا کرنا۔ بدقسمتی سے اسلامی قوانین کی تجربہ گاہ بنانے کا عزم کرنے والے اس کے قابلِ فخر بانی قائداعظم محمد علی جناحؒ بہت جلد ہمیں داغِ مفارقت دے گئے، اور یوں ہماری منزل کھوٹی کرنے کے لیے اَن گنت طبقات، شخصیات اور جماعتیں میدان میں کود پڑیں۔ دوسری جانب اس ریاست کے نظریے کو حرزِ جاں بنانے والے باہمی سر پھٹول کا شکار ہو گئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہم ہر نیا سورج طلوع ہونے کے ساتھ اپنی حقیقی منزل سے دور ہوتے چلے گئے۔ ملک پر مسلط اکثر و بیشتر سیاسی و عسکری قیادتوں کے عہد میں اگر نظریہ پاکستان سے کبھی وفاداری کا اقرار بھی کیا گیا تو محض زبانی کلامی حد تک، عملاً حکمران اور عوام اس سے بیگانہ ہوتے چلے گئے۔ اسی بیگانگی نے ہی ہمیں سقوطِ ڈھاکہ جیسے بدترین سانحے سے دوچار کیا۔

پاکستان کی بہتّر سالہ تاریخ میں قرار دادِ مقاصد کے بعد اگر نظریہ پاکستان کے حوالے سے درست سمت کوئی پیش رفت ہوئی اور پاکستان کی حقیقی منزل کی طرف سفر کا شعوری آغاز ہوا تو جنرل محمد ضیاء الحق شہید کے عہد میں، جب نفاذِ اسلام کے لئے ٹھوس اقدامات کئے گئے اور چند ایک اہم اداروں کا قیامِ عمل میں آیا۔ ان کی شہادت کے بعد نہ صرف یہ سفر رُکا بلکہ ہماری پے در پے آنے والی منتخب اور عسکری حکومتوں نے سفرِ معکوس کا آغاز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کردیا۔ اس میں ہر نوع کے حکم رانوں کے علاوہ مادر پدر آزاد میڈیا نے بھی انتہائی گھناؤنا کردار ادا کیا۔ یہ سفرِ معکوس اتنی برق رفتاری سے جاری ہے کہ اب تو نظریہ پاکستان کا نام لینا بھی دقیانوسیت کا مظہر قرار دیا جانے لگا ہے۔

ایسے ماحول میں وہ لوگ یقیناً قابل قدر ہیں جو نظریہ پاکستان سے اپنی وابستگی کا غیر متزلزل ثبوت دیتے ہیں، اُس فکر کو پروان چڑھانے کی جدوجہد کرتے ہیں جس سے نظریہ پاکستان ہماری آنے والی نسلوں کے اذہان میں راسخ ہوتا چلا جائے۔ ان کی یہ جدوجہد تحریری و تقریری دونوں حوالوں سے جاری رہتی ہے۔ وہ اس کے لیے فکری و نظری نشستوں کا بھی اہتمام کرتے ہیں اور اس کی ترویج کے لیے اپنے قلم سے بھی کام لیتے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب ''نظریہ پاکستان اور اس کے تقاضے'' کے مصنف جناب عطا محمد جنجوعہ اسی قبیل کے قیمتی افراد سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ اسلام اور پاکستان سے محبت جناب عطا محمد جنجوعہ کے رگ و پے میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ ان کے جسم میں دوڑنے والے خون کی ہر ہر بوند اسی محبت سے سرشار ہے۔ اسی سرشاری کے عالم میں ان کا قلم جب رواں ہوتا ہے تو وہ ہر جہت سے موضوع اور اس کے جملہ نکات کا احاطہ کیے چلے جاتا ہے۔

''نظریہ پاکستان اور اس کے تقاضے'' میں اسلامی نظریے پر قائم ہونے والی ریاست ''پاکستان'' سے متعلقہ بہت سے موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے۔ اس میں ملکی و قومی امور کے علاوہ ملّی مسائل کو بھی زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ اسلام اور عالم اسلام کے خلاف بین الاقوامی سازشوں کو بھی طشت ازبام کیا گیا ہے۔ وحدتِ اُمت کی ضرورت و اہمیت بھی اس میں اُجاگر کی گئی ہے۔ اسلامیانِ پاکستان کے درمیان اتحاد و اتفاق کی تخم ریزی کی سعی بھی اسی کتاب میں کی گئی ایک اہم کاوش ہے۔ اسلام کا عملی نفاذ اس کتاب کا خصوصی موضوع ہے اور اس کے مختلف زاویوں پر انہوں نے بھرپور روشنی ڈالی ہے۔ کبھی وہ براہِ راست ''نفاذِ اسلام'' کا موضوع منتخب کرتے ہیں تو کبھی ''نفاذِ حدود'' کا، کبھی ان کے قلم سے ''نظامِ حکومت''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا خاکہ تیار ہوتا ہے تو کبھی وہ بین الاقوامی امور پر اس پیرائے میں اظہارِ خیال کرتے ہیں جس سے پاکستان کی سالمیت کو محفوظ و مستحکم کرنے کا داعیہ دلوں میں موج زَن ہو۔ نفاذِ اسلام کے لیے وہ سماجی برائیوں پر بھی گرز برساتے ہیں اور ان تحریکوں پر بھی جو عالمِ اسلام اور مسلمانوں کی جڑوں کو کاٹنے کے لئے ہمہ وقت مصروفِ عمل رہتی ہیں۔ وہ بالخصوص قادیانیت اور اس کے پیروکاروں کی دسیسہ کاریوں سے پردہ چاک کرتے ہیں۔

''نظریہ پاکستان اور اس کے تقاضے'' میں سیاسی وسماجی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ نظامِ تعلیم اور عدل و انصاف کی مختلف جہات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ میڈیا کو ریاست کا چوتھا ستون گردانا جاتا ہے، جناب عطا محمد جنجوعہ نے اس حوالے سے بھی بڑی فکر انگیز تحریریں رقم کی ہیں اور اس کے منفی پہلوؤں کو پوری جرأت وتوانائی کے ساتھ اجاگر کیا ہے۔

''توہینِ رسالت'' کا موضوع ملکی و بین الاقوامی سطح پر بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ اس حوالے سے مغرب کے چند دریدہ دہن اسلامیانِ عالم کے جذبات سے کھلواڑ شروع کر دیتے ہیں، مصنف نے اس بارے میں بھی فکر انگیز تحریروں کو زیر نظر کتاب میں شامل کیا ہے۔ ریاستِ مدینہ آج کا اہم موضوع ہے، جناب عطا محمد جنجوعہ نے'' ریاست مدینہ کے خدوخال'' اور'' ریاست مدینہ کے تقاضے'' کے عنوان سے دو وقیع مضامین قلم بند کئے ہیں۔

الغرض مصنف نے زیر نظر کتاب میں کئی ایک متنوع موضوعات پر خامہ فرسائی کی ہے اور یہ کوشش کی ہے کہ نظریہ پاکستان پر استوار ہونے والی ریاست کے حوالے سے فکر و عمل کے مختلف زاویوں پر مشتمل تحریریں یک جا کر کے قاری کے لئے مفید مواد فراہم کر دیا جائے اور اسے یہ باور کروایا جائے کہ نظریہ پاکستان کے کئی جہتی تقاضوں کو وہ ایک اسلامی ریاست کا باسی ہونے کے ناطے کیوں کر پورا کر سکتا ہے۔

اس کتاب میں شامل تحریریں جناب عطا محمد جنجوعہ نے گزشتہ تین دہائیوں سے زائد عرصے کے دوران رقم کیں اور یہ قومی پریس اور دینی وفکری مجلات میں شائع ہوتی رہیں۔ ان تحریروں میں ان کا اسلوبِ نگارش مصالحانہ وناصحانہ ہے۔ وہ طنز وتعریض سے اجتناب کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تجزیاتی انداز اختیار کرتے ہیں۔ بسا اوقات وہ حوالہ جات کا اہتمام بھی کرتے ہیں جس سے ان کی تحریر میں استناد آ جاتا ہے۔ وہ بھاری بھرکم الفاظ استعمال کرنے کی بجائے بڑے سادہ پیرایے میں اظہار مافی الضمیر کرتے ہیں۔

جناب عطا محمد جنجوعہ کسی بھی موضوع پر لکھتے وقت موضوع کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہیں۔ وہ قاری کو اس کے بارے میں فکری نکات سے آگاہ کرتے ہیں۔ آپ ان میں سے کسی ایک سے اختلاف بھی کر سکتے ہیں لیکن انہیں پڑھتے ہوئے آپ کو یہ تسلیم کئے بِنا چارہ نہیں کہ صاحبِ تحریر پورے اخلاص کے ساتھ اپنی فکر کے نتائج آپ تک منتقل کر رہے ہیں۔ مصنف کا جابجا تحقیقی رویہ ان کے مضامین کی ثقاہت و وقعت میں اضافہ کرتا ہے۔ یہ مضامین بالعموم تفصیل سے رقم کئے گئے ہیں اور کچھ اختصار کا شاہکار ہیں۔

اللہ تعالیٰ جناب عطا محمد جنجوعہ کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازیں، اسلامیانِ پاکستان ان کے دلِ دردمند کی پکار کو سنیں اور پھر اس پر عمل پیرا ہو کر پاکستان کو نظریہ پاکستان کے مطابق ایک اسلامی ریاست کے قالب میں ڈھالنے کے لئے وہ تمام ذمہ داریاں بخوبی ادا کریں جو ایک مسلمان ہونے کے ناطے، تقدس کی حامل ریاست کے تحفظ و بقا اور استحکام کے لیے ان پر عائد ہوتی ہیں۔ آمین۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

ڈاکٹر محمد امین

مدیر اعلیٰ

ماہنامہ البرہان، لاہور

"نظریہ پاکستان اور اس کے تقاضے" عطا محمد جنجوعہ صاحب کے مضامین کا مجموعہ ہے جو وقتاً فوقتاً وہ مختلف دینی جرائد میں لکھتے رہے ہیں۔ ان مضامین کا مرکزی موضوع اسلام اور پاکستان ہے۔ ان کا کہنا بجا طور پر یہ ہے کہ پاکستان کے استحکام کا انحصار اس پر ہے کہ اس میں زندگی کے سارے شعبوں میں اسلامی تصورات و تعلیمات کو عملی شکل دی جائے۔ چنانچہ انہوں نے نظریہ پاکستان سے شروع کر کے پاکستان کے سیاسی، تعلیمی، قانونی، معاشی اور معاشرتی مسائل پر غور و خوض کر کے حکمرانوں، دینی قوتوں، اساتذہ اور سارے پڑھے لکھے لوگوں کو اس امر کی طرف متوجہ کیا ہے کہ جب تک ہم اسلام کو اپنی عملی زندگی، انفرادی اور اجتماعی، دونوں میں نافذ و غالب نہیں کریں گے، ہم دنیا میں بھی عزت و وقار کی زندگی سے محروم رہیں گے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی نعمتوں کے مستحق نہ ہو سکیں گے۔

جنجوعہ صاحب کا اسلوب عام فہم اور سلیس ہے۔ وہ سادہ انداز میں اپنی بات قارئین کے سامنے رکھتے ہیں جو دل و دماغ کو متاثر کرتی ہے۔ تذکیر کے لیے یہ کتاب ہر لائبریری اور ہر گھر کی ضرورت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقبالؒ اور دو قومی نظریہ

''کون نہیں جانتا کہ حضرت ابراہیمؑ سب سے پہلے پیغمبر تھے جن کی وحی میں قوموں، نسلوں اور وطنوں کو بالائے طاق رکھا گیا۔ بنی نوع آدم کی صرف ایک تقسیم کی گئی، موحّد و مشرک۔ اس وقت سے لے کر دو ہی ملتیں دنیا میں ہیں۔ تیسری کوئی ملت نہیں۔ کعبۃ اللہ کے محافظ آج دعوتِ ابراہیمیؑ اور دعوتِ اسماعیلیؑ سے غافل ہو گئے۔ قوم اور قومیت کی ردا اوڑھنے والوں کو اس ملت کے بانیوں کی وہ دعا یاد نہ آئی جو اللہ کے گھر کی بنیاد رکھتے وقت ان دونوں پیغمبروں نے کی:

وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمَاعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ.

''کیا خدا کی بارگاہ سے امتِ مسلمہ کا نام رکھوانے کے بعد بھی یہ گنجائش باقی تھی کہ آپ کی ہیئتِ اجتماعی کا کوئی حصہ کسی عربی، ایرانی، افغانی، انگریزی مصری، ہندی قومیت میں جذب ہو سکتا ہے۔ امتِ مسلمہ کے مقابل تو صرف ایک ہی ملت ہے اور وہ اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ ہے۔

امتِ مسلمہ جس دین فطرت کی حامل ہے، اس کا نام دینِ قیمؒ ہے۔ دینِ قیمؒ کے الفاظ میں ایک عجیب و غریب لطیفہ قرآن میں مخفی ہے اور وہ یہ کہ صرف دین ہی مقوّم ہے اس گروہ کے امورِ معاشی اور مادی کا جو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اس کے نظام کے سپرد کر دے، بالفاظ دیگر یہ کہ قرآن کی رو سے حقیقی تمدنی یا سیاسی معنوں میں قوم دینِ اسلام سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی تقویم پاتی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن صاف صاف اس حقیقت کا اعلان کرتا ہے کہ کوئی دستور العمل جو غیر اسلام ہو، نامقبول و مردود ہے''۔

(بحوالہ اقبال کے نثری افکار۔ تالیف: عبدالغفار شکیل ص: 192-193)

''مسلمان ہونے کی حیثیت سے انگریز کی غلامی کے بند توڑنا اور اس کے اقتدار کا خاتمہ کرنا ہمارا فرض ہے اور اس آزادی سے ہمارا مقصد یہی نہیں کہ ہم آزاد ہو جائیں بلکہ ہمارا اول مقصد یہ ہے کہ اسلام قائم رہے اور مسلمان طاقت ور بن جائے۔ اس لئے مسلمان کسی ایسی حکومت کے قیام میں مددگار نہیں ہو سکتا جس کی بنیادیں انھیں اصولوں پر ہوں جن پر انگریزی حکومت قائم ہے۔ ایک باطل کو مٹا کر دوسرے باطل کو قائم کرنا چہ معنی دارد؟

''ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان کلیۃً نہیں تو ایک بڑی حد تک دارالسلام بن جائے لیکن اگر آزادیٔ ہند کا یہ نتیجہ ہو کہ جیسا دارالکفر ویسا ہی ہے یا اس سے بھی بدتر بن جائے تو مسلمان ایسی آزادیٔ وطن پر ہزار مرتبہ لعنت بھیجتا ہے۔ ایسی آزادی کی راہ میں لکھنا، بولنا، روپیہ صرف کرنا، لاٹھیاں کھانا، جیل جانا اور گولی کا نشانہ بننا سب کچھ حرام اور قطعی حرام سمجھتا ہے''۔

(بحوالہ اقبال کے نثری افکار۔ تالیف: عبدالغفار شکیل ص: 196-197)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قائد اور دو قومی نظریہ

''اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اور وفا کیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآنِ مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے، نہ پارلیمنٹ کی، نہ کسی شخص یا ادارے کی۔ قرآن کریم کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعین کر سکتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اسلامی حکومت قرآنی اصول و احکام کی حکومت ہے''۔

(کراچی 1948ء)

''آپ نے غور فرمایا کہ پاکستان کے مطالبے کا جذبۂ محرکہ کیا تھا؟ مسلمانوں کے لیے ایک جداگانہ مملکت کی وجۂ جواز کیا تھی؟ تقسیمِ ہند کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کی وجہ نہ ہندوؤں کی تنگ نظری ہے، نہ انگریزوں کی چال، یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ تھا''۔

(مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ 8 مارچ 1944ء)

''پاکستان اسی دن وجود میں آ گیا تھا جب ہندوستان میں پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب یہاں مسلمانوں کی حکومت بھی قائم نہیں ہوئی تھی۔ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کلمہ توحید ہے، وطن نہیں اور نہ نسل۔ ہندوستان کا جب پہلا فرد مسلمان ہوا تو وہ پہلی قوم کا فرد نہیں رہا، وہ ایک جداگانہ قوم کا فرد ہو گیا، ہندوستان میں ایک نئی قوم وجود میں آ گئی''۔

(مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ 8 مارچ 1944ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''وہ کون سا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں۔ وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہے۔ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا کی کتاب قرآن کریم ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے۔ ہم میں زیادہ سے زیادہ اتحاد پیدا ہوتا جائے گا۔ ایک خدا، ایک رسولؐ، ایک کتاب، ایک امت''۔

(اجلاس مسلم لیگ کراچی.....1943ء)

''ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں''۔

(اسلامیہ کالج پشاور۔ 13 جنوری 1948ء)

''میں ان لوگوں کی بات نہیں سمجھ سکتا جو دیدہ دانستہ اور شرارت سے یہ پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں کہ پاکستان کا دستور شریعت کی بنیاد پر نہیں بنایا جائے گا۔ اسلام کے اصول عام زندگی میں آج بھی اسی طرح قابلِ اطلاق ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے تھے۔ میں ایسے لوگوں کو، جو بدقسمتی سے گمراہ ہو چکے ہیں، یہ صاف صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ نہ صرف مسلمانوں کو، بلکہ یہاں غیر مسلموں کو بھی کوئی خوف ڈر نہیں ہونا چاہیے۔ اسلام اور اس کے نظریات نے ہمیں جمہوریت کا سبق دے رکھا ہے۔ ہر شخص سے انصاف، رواداری اور مساوی برتاؤ اسلام کا بنیادی اصول ہے۔ پھر کسی کو ایسی جمہوریت، مساوات اور آزادی سے خوف کیوں لاحق ہو جو انصاف، رواداری اور مساوی برتاؤ کے بلند ترین معیار پر قائم کی گئی ہو۔

''ان کو کہہ لینے دیجیے ہم دستورِ پاکستان بنائیں گے اور دنیا کو دکھائیں گے کہ یہ رہا ایک اعلیٰ آئینی نمونہ''۔

(کراچی بار ایسوسی ایشن۔ 25 جنوری 1948)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وصیت

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شوریٰ کی نگرانی میں منتخب ہونے والے نئے خلیفہ کے لیے نہایت اہم وصیتیں کیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں تمہیں اللہ وحدہ لاشریک سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ ''مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضل وسبقت کا لحاظ رکھنا۔ انصار کے ساتھ بھلائی کرنا، ان کے اچھے کاموں کی قدر کرنا اور برے کاموں سے درگزر کرنا۔ شہر والوں کا خیال رکھنا۔ وہ دشمن کے خلاف ڈھال ہیں اور خراج وصول کرنے والے ہیں۔ ان سے صرف وہی لینا جو ان کی ضرورت سے زیادہ ہو۔ اہل دیہہ کے ساتھ بھلائی کرنا کیونکہ وہ عرب کی اصل (جڑ) اور اسلام کی بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان سے زکوٰۃ وصول کر کے انہی کے فقراء میں تقسیم کر دینا، ذمیوں کا خیال رکھنا، ان کی حفاظت کے لیے ان کے دشمنوں سے لڑنا اور جب وہ ماتحت رہ کر اپنے واجبات ادا کریں تو ان پر ضرورت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالنا۔ ہر حال میں خوفِ الٰہی اور تقویٰ کا لباس زیب تن رکھنا۔ اللہ کے غضب سے بچتے رہنا۔ لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا لیکن اللہ کے بارے میں لوگوں سے کبھی نہ ڈرنا۔ رعایا میں عدل و انصاف کرنا۔ ان کے لیے اپنا دروازہ کھلا رکھنا۔ دولت مند کو کبھی فقیر پر ترجیح نہ دینا، اس سے ان شاء اللہ آپ کی دلی حالت درست اور بوجھ ہلکا رہے گا۔ انجام کار کے لحاظ سے یہ بڑی اچھی بات ہے یہاں تک کہ تم دلوں کے بھید جاننے والے سے جا ملو۔ ہر عام و خاص پر اللہ کے معاملے میں سختی سے کام لینا۔ حدود اللہ نافذ کرنے میں کبھی مداہنت سے کام نہ لینا ورنہ تم بھی حدود اللہ کو پامال کرنے میں انہیں جیسے ہو جاؤ گے۔ کسی کا لحاظ کیے بغیر لوگوں سے برابری کا سلوک کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے جس مال پر تمہیں نگران بنایا ہے اس میں اقرباء پروری کر کے ظلم کا ارتکاب نہ کرنا۔ اپنے آپ کو ہر طرح اس مال سے دور رکھنا۔ تم دنیا اور آخرت کی دو منزلوں کے درمیان ہو، اگر تم نے اس سے کنارہ کشی کرتے ہوئے عدل سے کام لیا تو ایمان و خوشنودی کی دولت سے مالا مال ہو جاؤ گے اور اگر تمہاری خواہشات غالب آگئیں تو اپنے رب کو ناراض کر بیٹھو گے۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ کسی ذمی (وہ کافر جو مسلمانوں کے ملک میں مسلمانوں کے ساتھ کسی معاہدے کے تحت رہتے ہوں) کے ساتھ ظلم کرنا نہ عوام الناس کو اس کی اجازت دینا۔ میرے ان پند و نصائح سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت کا ثواب تلاش کرنا۔ جو پند و نصائح میں نے اپنے اور اپنی اولاد کے لیے پسند کیے ہیں وہی نصائح میں تمہیں بھی کر رہا ہوں۔

اگر ان نصیحتوں پر عمل پیرا ہو گے اور میرے احکام کی تعمیل کرو گے تو بہت کچھ حاصل کرلو گے۔ اگر تم نے ان سے روگردانی کی، انہیں اہمیت نہ دی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے بڑے بڑے امور کو ترک نہ کیا تو یہ طرزِ عمل تمہاری طرف سے ان نصیحتوں کی ناقدری ہوگی، پھر تمہاری رائے کا احترام نہیں رہے گا کیونکہ خیالات ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔

ابلیس ہر برائی کی جڑ ہے۔ وہ ہلاکت کی طرف دعوت دیتا ہے۔ تم سے پہلے اس نے بہت ساری قوموں کو گمراہ کیا اور بالآخر انہیں آگ کے دہانے پر لا کھڑا کیا۔ اللہ کے دشمنوں سے دوستی بہت مہنگی پڑتی ہے اور نافرمانوں سے تعلقات کی قیمت چکانی پڑتی ہے۔ حق کی پیروی کرو اور اکثریت کو اس کا قائل کرو۔ اپنے آپ کو نصیحت کرتے رہو۔

میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ مسلمانوں پر رحم کرنا، بڑوں کی تکریم کرنا۔ چھوٹوں پر شفقت کرنا۔ علماء کی توقیر کرنا اور انہیں ہر ممکن طور پر رسوائی سے بچانا۔ مال کے معاملے میں مجاہدین پر کسی کو ترجیح دے کر انہیں غضبناک نہ کرنا۔ انہیں عطیات سے محروم کر کے فقر کی طرف نہ دھکیل دینا۔ ان سب کو غزوات میں نہ بھیج دینا مبادا ان کی نسل ہی ختم ہو جائے۔ مال و دولت کو امراء کی اجارہ داری نہ بنا دینا۔ غرباء کے لیے اپنے دروازے کھلے رکھنا۔ ایسا نہ ہو کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طاقتور کمزور کو کھا جائے۔ میں تم پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں۔"

والسلام علیك (1)

(1) الطبقات لابن سعد: ٣/٣٣٩، والبيان والتبيين للجاحظ: ٢/٤٦، والكامل في التاريخ: ٢/٢١٠، والخليفة الفاروق عمر بن الخطاب للمعاني، ص: ١٧١، ١٧٢.

☆......☆......☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظریہ پاکستان کا تاریخی ارتقاء

امام کائنات محمد ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سوا لاکھ فرزندانِ توحید کے سامنے تعلیمات اسلامیہ کے جامع اور ابدی اہمیت کے نکات پیش فرمائے۔ آپ ﷺ نے اختتام پر حاضرین کو حکم دیا دیکھو جو لوگ موجود ہیں ان لوگوں کو جو موجود نہیں امن وسلامتی کا پیغام پہنچا دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلام کی تبلیغ کے لیے دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئے، شمع رسالت ﷺ کے جان نثار پروانے اسلام کا عادلانہ ومنصفانہ نظام لے کر صحرائے عرب سے ہندوستان تشریف لائے اس وقت ہندوستان کے لوگ بتوں کو خدا کا مقرب جان کر پرستش کرتے تھے۔ ہندوؤں میں طبقاتی تقسیم تھی، نیچ ذات کا ہندو جس کا سایہ پڑنے سے برہمنوں کا دھرم بھرشٹ ہو جاتا تھا۔ مسلمانوں نے مقامی باشندوں کو خدا کی وحدانیت کا درس دیا، رہبر کامل حضرت محمد ﷺ کی راہنمائی کو دین ودنیا کی فلاح وکامیابی کا ذریعہ بتایا اچھے برے اعمال پر روز جزا وسزا کا تصور پیش کیا عربی، عجمی اور غریب وامیر کا نسلی امتیاز مٹا دیا اسلام کی تبلیغ سے ہندوؤں کی معاشرت اپنے داخلی تضادات کی بنا پر اسلامی اخوت ومحبت کے سامنے سرنگوں ہوگئی رفتہ رفتہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہونا شروع ہوئے ۷۱۲ء میں محمد بن قاسمؒ نے برصغیر پاک وہند میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی ہندوؤں نے اقتدار حاصل کرنے کے لیے جنگ لڑیں مگر ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہندوؤں کے راجے مہاراجے اور برہمن اسلام کے فروغ کو اپنی جاہ وحشمت کے لیے خطرہ سمجھتے تھے۔ ۱۳۹۸ء میں امیر تیمور کے عہد میں تبلیغ اسلام کی سرپرستی رک گئی ملک میں سیاسی عدم استحکام پیدا ہوگیا عجمی اور بھگتی تحریکوں نے جنم لیا عجمی تحریک نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر من گھڑت رسوم ورواج کو فروغ دے کر شرک وبدعت کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقویت پہنچائی، اسلامی تہذیب و تمدن پر عجمی ثقافت کی ملمع سازی کی گئی ہندوؤں نے میدان جنگ میں مسلسل ناکامیوں سے تنگ آ کر بھگتی تحریک چلائی جس کا مقصد ہندومت اور اسلام کی آمیزش سے ہندوستان میں متحدہ تہذیب بنانا تھا تاکہ اسلام کے اصول وضوابط کو اندر سے کھوکھلا کر دیا جائے اسلام کی تعلیم وتزکیہ سے نابلد مسلمان بھی اس تحریک کے قائل ہو گئے تاہم علماء حق کی مزاحمت سے ہندو اسے مسلمانوں میں قبول عام نہ کرا سکے جب مغلوں کا دور شروع ہوا تو ہندوؤں نے اسلامی اثر ورسوخ کی حوصلہ شکنی کرنے کے لیے مسلمان حکمرانوں سے تعاون شروع کر دیا تاکہ اپنے ناپاک عزائم کو بروئے کار لاسکیں، اکبر بادشاہ جہالت کی بناء پر ان کے دام فریب میں آ گیا اس نے مختلف مذاہب کی کھچڑی تیار کر کے دین الٰہی کو بالجبر نافذ کر دیا مسلمانوں نے اس کی مخالفت شروع کر دی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی مجاہدانہ کوشش نے بالآخر اس فتنہ کو نیست ونابود کر دیا۔ ہندوؤں کی اسلامی تہذیب وتمدن کو مسخ کرنے کی یہ کوشش بھی ناکام ثابت ہوئی۔

اورنگ زیب نے اپنی بے مثال جرات وہمت اور بالغ نظری سے ہندو تہذیب کے فروغ اور سیاسی برتری حاصل کرنے کی تمام کوششوں کو دبا دیا لیکن اورنگ زیب کے جانشین نااہل عیش پرست اور خواہشات نفسانی کے پجاری ثابت ہوئے ان کی بے ہمتی کی بنا پر مرکزی حکومت برائے نام رہ گئی ہندو اور سکھ بہت سے علاقوں پر قابض ہو گئے اور مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنا لیا انگریز جو تجارتی غرض سے ہندوستان آئے تھے ان کا عملی دخل بھی بڑھ رہا تھا بھگتی وعجمی تحریکوں اور دین الٰہی کے فتنہ کو اگرچہ مسلمانوں میں مقبولیت حاصل نہ ہوئی تاہم ان کے اثرات مسلمانوں میں سرایت کر گئے رفتہ رفتہ مسلمان دینی تعلیم سے دور ہو گئے مسلمانوں کے عقائد وعبادت اخلاق وآداب اور شادی وغمی میں غیر شرعی رسم ورواج داخل ہو گئے اور وہ نفسانی خواہشات کے غلام بن کر رہ گئے تھے تاریخ کے اس نازک موڑ پر حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے تبلیغ وتصنیف کے ذریعے مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا۔ قرآن وحدیث کا ترجمہ کر کے مسلمانوں کو اس پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دی، مشرکانہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسم ورواج اور عادات وخصائل کو ترک کر دینے کی ترغیب دی شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ احمد شاہ ابدالی نے پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کو زبردست شکست دی۔ نام نہاد مسلم حکمرانوں نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ حکیم الامت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے مسلمانوں میں فکر وعمل کا جو انقلاب پیدا کیا تھا اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے آپ کی وفات کے بعد سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید رحمہما اللہ نے ہندوستان میں اسلامی ریاست کی تشکیل کے لیے عوامی سطح پر منظم جہاد کا اعلان کیا۔ تاریخ کے اس دور میں سکھ مسلمانوں سے انسانیت سوز سلوک کر رہے تھے، چنانچہ سب سے پہلے آپ نے پنجاب کی سکھ حکومت سے ٹکر لی ابتداء میں آپ کو بے حد کامیابی ہوئی وہاں آپ نے اسلامی شریعت کے مطابق قوانین کا نفاذ کیا غداروں نے مسلمانوں کے اندر ہی اس تحریک کو کھوکھلا کر دیا۔ بالآخر سید احمد اور شاہ اسماعیل رحمہما اللہ اپنے جاں نثار ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے۔

سانحہ بالاکوٹ کے بعد انگریزوں کا ہندوستان کے بیشتر علاقوں پر تسلط بڑھتا گیا، انہوں نے مقامی لوگوں پر بے پناہ ظلم وستم کرنا شروع کر دیا۔ ۱۸۵۷ء میں اہل ہند انگریزوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور آزادی حاصل کرنے کے لیے اعلان جنگ کر دیا غیر منظم تحریک ہونے کی بنا پر یہ جنگ آزادی ناکام ثابت ہوئی اور انگریز پورے ہندوستان پر قابض ہو گئے، ہندوؤں نے انگریزوں سے تعلقات استوار کر لیے اور حکومت کے اہم عہدوں پر تعینات ہو گئے، مسلمانوں سے دیرینہ عداوت برقرار رکھی، اردو ہندی کا تنازعہ کھڑا کر دیا تاکہ اردو کو ختم کیا جائے کیونکہ اس کا رسم الخط قرآن سے ملتا ہے، آریہ سماج تحریک چلائی جس کا مقصد ایسے غیر ہندوؤں کو ہندو بنانا تھا جو کبھی ہندو رہ چکے تھے۔ دوم جو نسلاً ہندو نہ تھے ان کو ملک بدر کرنا تھا ان دونوں تحریکوں نے ہندوؤں کو باہم منظم بنا دیا۔ انہوں نے ۱۸۸۵ء میں انڈین نیشنل کانگریس تشکیل دی جو پورے ہندوستان میں نمائندگی کرنے کی دعویدار تھی۔ انگریزوں کو ہندوستان پر قبضہ جمانے میں بنگال وحیدرآباد کی مسلم حکومت کی طرف سے مزاحمت کا سامنا ہوا تھا۔ اسی بنا پر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو انگریزوں سے مسلمانوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک اور کوشش تصور کیا، انگریزوں نے برسر اقتدار آ کر مسلمانوں کو ہی ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ اعلیٰ و ادنیٰ ملازمتوں کے دروازے بند کر دیے، منتخب اداروں میں نمائندگی سے محروم رکھا۔ انگریزوں نے اسلامی تہذیب و تمدن ثقافت و معاشرت اور دین اسلام سے لگاؤ ختم کرنے کے لیے شعبہ تعلیم کو ذریعہ بنایا لارڈ میکالے نے ایسا نظام تعلیم مرتب کیا جس سے مسلمانوں کو اسلامی روح سے برگشتہ کیا جائے، شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے جانشین جو پہلے ہی انگریزوں کے خلاف سرگرم عمل تھے انہوں نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا۔ مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہو گئے اور انگریزوں کے خلاف نفرت میں اضافہ ہوا۔ انگریزوں نے ملت اسلامیہ میں پھوٹ ڈالنے کے لیے مرزا غلام احمد کا پودا کاشت کیا جس نے نبوت کا دعویٰ کر کے انگریزوں کی اطاعت کو فرض (1) اور جہاد (2) کے حرام ہونے کا اعلان کیا۔

علمائے حق نے اسے اور اس کے ماننے والوں پر کفر کا فتویٰ دیا اس طرح انگریز مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو سرد نہ کر سکے۔ علمائے حق بدستور صادق پور، بنگال، پٹنہ میں انگریزوں کے خلاف لڑتے رہے۔ انگریزوں نے اسلام کے مجاہدین پر مقدمے چلا کر پھانسی پر لٹکایا باقی ماندہ کو دریائے شور کی سزائیں دیں۔

---

(1) سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔

شہادت القرآن ص 84 روحانی خزائن جلد 6 ص 380 از مرزا قادیانی

(2) اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

تحفہ گولڑویہ ضمیمہ ص 42 مندرجہ روحانی خزائن ص 77، 78 از مرزا قادیانی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرسید احمد خان نے مسلمانوں اور انگریزوں کے درمیان مفاہمت کی راہ ہموار کی انہوں نے علی گڑھ کالج قائم کیا۔ علی گڑھ میں مسلمانوں کو جدید تعلیم کے علاوہ دینی تعلیم بھی دی گئی سرسید نے جداگانہ نوعیت کا تصور پیش کیا ہندوؤں کی مذہبی متعصبانہ تحریکوں اور بنگال کی تقسیم کے خلاف ہندوؤں کے احتجاج نے مسلمانوں میں یہ احساس پیدا کر دیا کہ وہ اپنے حقوق و مفادات کی نگہداشت کے لیے سیاسی تنظیم قائم کریں اس مقصد کے لیے بیس دسمبر ۱۹۰۶ء کو ڈھاکہ کے اجلاس میں آل انڈیا مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی۔ محمد علی جناح ۱۹۱۳ء میں مسلم لیگ کے بھی رکن بن گئے، آپ کی کوشش سے ۱۹۱۶ء میں معاہدہ لکھنؤ کے تحت کانگریس نے مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد تنظیم تسلیم کر لیا۔ علامہ اقبالؒ نے اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر مسلمانوں کو اسلاف کی عظمتِ رفتہ یاد دلائی، ملت اسلامیہ کا تصور پیش کیا مغربی تہذیب پر اسلام کی برتری ثابت کی مسلمانوں کے ملی و قومی تشخص کو اجاگر کیا جداگانہ قومیت کا احساس اور اسلامی ریاست کے قیام کے لیے تڑپ پیدا کی، حکومت برطانیہ نے ہندی مسلمانوں سے حسبِ وعدہ خلافتِ عثمانیہ اور مقدس مقامات کے تحفظ سے متعلق اپنے وعدے نظر انداز کر دیئے تو ہندوستان میں مولانا محمد علی جوہر رحمہ اللہ کی قیادت میں تحریکِ خلافت شروع ہوئی، جس نے مسلمانوں میں از سر نو ایمان کی حرارت پیدا کی۔ مسلمانوں کے دل میں انگریزوں کے خلاف شدید نفرت پیدا ہوگئی علمائے دین کو انگریزوں نے گرفتار کر کے مالٹا کے جزیرے میں قید کر دیا، اس تحریک خلافت نے برطانوی حکومت کی جڑیں ہلا دیں، مسلم لیگ کے فکر و عمل میں انقلاب پیدا کر دیا۔ مسلم لیگ مسلمانوں کے حقوق و مفادات کا تحفظ کرنے والی آزاد تنظیم بن گئی۔ محمد علی جناح نے انگریزوں اور ہندوؤں سے مذاکرات جاری رکھے۔ نہرو رپورٹ میں جداگانہ انتخاب کی بجائے مخلوط انتخابات رائج کرنے کی سفارشات دیکھ کر محمد علی جوہر رحمہ اللہ نے یکم جنوری ۱۹۲۹ء کو دہلی میں ہندوستان کی تمام مسلم جماعتوں کی کانفرنس بلائی جو اپنے اپنے لائحہ عمل کے مطابق انگریزوں کے خلاف سرگرم عمل تھیں۔ اس کانفرنس میں مسلمانانِ ہند نے اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے متفقہ قرارداد کے ذریعے آواز بلند کرنے کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ کیا۔ قائداعظم نے مارچ ۱۹۲۹ء میں مسلم لیگ کونسل کا اجلاس دہلی میں بلایا مسلمانوں کے حقوق ومفادات کے لیے چودہ نکات پیش کیے جنہیں تمام مسلم جماعتوں نے منظور کر لیے، کانگریس نے زبردست مخالفت کی، علامہ اقبال نے ہندوؤں کے عزائم دیکھ کر ۱۹۳۰ء الہ آباد کے مقام پر مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ہندوستان میں مختلف قومیں آباد ہیں جن کا مذہب رہن سہن ایک دوسرے سے مختلف ہے، مسلمان ہر لحاظ سے ایک الگ قوم ہیں اور منفرد قوم ہیں، ہندوستان میں انگلستان کی طرح ایک قوم آباد نہیں۔ آپ نے کانگریس کے دعویٰ کی تردید کی کہ ہندوستان میں ایک قوم آباد ہے، ہندوستان میں امن وامان اور استحکام کے لیے ضروری ہے ہندوستان کے اندر ایک مسلم ہندوستان پیدا کیا جائے۔ اور اس کے لیے ضروری ہے کہ پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک ریاست بنا دیا جائے تاکہ مسلمان ایک آزاد ریاست میں اسلامی اصول وضوابط کے مطابق زندگی گزار سکیں۔

قائداعظم نے مسلم لیگ کی تنظیم کا کام تیز تر کر دیا مسلم لیگ کے ممبروں کی تعداد روز بروز بڑھتی گئی کانگریس راج کی مسلم کش اصلاحات نے مسلم لیگ کو یہ موقع فراہم کر دیا کہ وہ علی الاعلان علیحدہ اسلامی ریاست کی تشکیل کے لیے مطالبہ کریں۔ چنانچہ بائیس مارچ ۱۹۴۰ء کو مسلم لیگ کا تاریخی اجلاس قائداعظم کی صدارت میں منٹو پارک (اقبال پارک) لاہور میں منعقد ہوا، قائداعظم نے کہا اگر حکومت برطانیہ چاہتی ہے کہ برصغیر کے لوگوں کو امن اور خوشی حاصل ہو تو اس کی صرف یہ ایک صورت ہے کہ ہندوستان کو آزاد قومی مملکتوں میں تقسیم کر کے بڑی اقوام کے لیے قومی وطن قائم کر دیئے جائیں کانگریس کا دعویٰ خواب ہے کہ ہندو اور مسلم کبھی ایک مشترکہ قوم بن سکیں گے کیونکہ یہ نہ تو آپس میں شادی بیان کرتے ہیں اور نہ ایک ساتھ بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ قائداعظم نے اپنے صدارتی خطبہ میں مسلمانوں کے لیے علیحدہ آزاد وطن کی اہمیت پر مزید روشنی ڈالی اجلاس کے دوسرے روز ۲۳ مارچ کو مولوی اے کے فضل الحق نے مسلمانوں کے مطالبات پر مبنی ایک تاریخی قرارداد پیش کی جسے قرارداد پاکستان کے نام سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یاد کیا جاتا ہے۔ جس میں کہا گیا کہ اس ملک میں کوئی ایسا آئینی منصوبہ قابل عمل اور مسلمانوں کے لیے قابل قبول نہیں ہوگا، جو مندرجہ ذیل بنیادی اصولوں پر مبنی نہ ہو یعنی یہ کہ جغرافیائی اعتبار سے متصلہ واحدوں میں ضروری رد و بدل کر کے انہیں ایسے خطے بنا دیا جائے کہ وہ علاقے جہاں مسلمانوں کی کثرت ہے (جیسا کہ شمال مغربی اور مشرقی حصوں میں) یکجا ہو کر ایسی آزاد مملکتیں بن جائیں جن کے ترکیبی واحدے بااختیار اور خود مختار ہوں، مسلم رہنماؤں نے بڑے جوش و خروش اور خوشی و مسرت کے جذبات سے نعرہ ہائے تکبیر کی گونج میں قرارداد لاہور کی تائید و حمایت کا اعلان کیا اس کے بعد مسلم لیگ کے راہنماؤں نے نظریہ پاکستان کی تکمیل کے لیے اپنی کوشش تیز کر دیں، تاریخ کے اس نازک موڑ پر علماء بزرگان دین طلباء اہل قلم اور خواتین نے پاکستان کا ساتھ دیا۔ علماء نے ہندوستان بھر کے دورے کیے اور تمام مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ اس عظیم مقصد کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں کیونکہ نئی آزادی اسلامی ریاست میں قرآن وسنت کا نفاذ ہوگا ہر اٹھنے والی عجمی بھگتی تحریک اپنی موت آپ مر جائے گی، اس طرح علماء کی مساعی سے عوام میں آزادی کی لہر دوڑ گئی ادیبوں اور شاعروں نے خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر قوم کو حصول آزادی کے لیے بیدار کیا، مسلم اخبارات نے مسلمان راہ نماؤں اور دانشوروں کے خیالات نمایاں طور پر پیش کر کے تحریک پاکستان کو آگے بڑھانے میں مدد و معاون ثابت ہوئے۔ یہ قافلہ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ بلند کر کے منزل مقصود کی جانب روز بروز بڑھتا رہا۔ اللہ سے وعدہ کیا تو ہمیں زمین عطا کر ہم تیری زمین میں تیرا رائج کردہ نظام رائج کریں گے۔ ۱۹۴۵ء کے انتخاب میں تمام مسلمانوں نے نظریہ پاکستان کے حق میں ووٹ دیا، مرکزی و صوبائی نشستوں پر مسلم لیگ کامیاب ہوئی آخر کانگریس اور برطانوی حکومت نے تحریک پاکستان کے جوش و خروش اور اسلامی تڑپ کو دیکھ کر مسلمانوں کے لیے علیحدہ اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ تسلیم کر لیا۔
محمد بن قاسم سے لے کر غزنوی اور اورنگزیب تک برصغیر کے مسلمان بادشاہوں کی فتوحات کی یادگار، شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی تحریک کا نچوڑ سید احمد شہید اور احمد شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہما کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عملی جہاد کی پیش رفت، محمد علی جوہر کی قیادت میں سیاسی بیداری کی لہر کا ساحل، علامہ اقبال کے خواب کی تعبیر، محمد علی جناح کی محنت کا ثمر، تحریک آزادی میں توحید کے جام سے سرشار اور عشق رسالت پر جاں نثار پروانوں کی اَن گنت قربانیوں کی بدولت اللہ ذوالجلال نے ہمیں 27 رمضان بمطابق ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان عنایت فرمایا۔

تقسیم ہند کے موقع پر ہندوؤں، سکھوں اور انگریزوں کی ملی بھگت سے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی ہوگئی، جس میں پانچ لاکھ افراد کو شہید کیا گیا ایک لاکھ سے زائد مسلمان خواتین کو اغواء کیا گیا، پچاس لاکھ مہاجرین بھائیوں نے اپنا گھر بار چھوڑ کر پاکستان میں ہجرت کرنے کا فیصلہ کیا دل میں پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کا تصور کر کے راستے کے تمام مصائب ومشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا، سرزمین پاک پر جونہی قدم رکھا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں سجدہ شکر ادا کیا، اب اس باغیچہ میں کتاب وسنت کی آبیاری ہوگی، ہماری جان ومال کا تحفظ حاصل ہوگا، سستا اور جلد انصاف مہیا ہوگا، اب کسی کی آبرو ریزی نہیں ہوگی، کوئی طاقتور کسی کمزور پر ہاتھ نہیں اٹھا سکے گا۔ اب ہمارے گلستان میں امن وامان کا دور دورہ ہوگا۔ ہمارے معاشرہ سے بے حیائی وعریانی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے گا۔ ہمارے چمن میں نئی پود کو تعلیمات اسلامیہ سے روشناس کرایا جائے گا، غریبوں پر جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا استحصال نہیں ہوگا، ارتکاز دولت کی بجائے گردش دولت ہوگی۔ ہمارا معاشرہ ہندوؤں اور دیگر غیر مسلموں کی سماجی واخلاقی برائیوں سے پاک صاف ہوگا۔

افسوس! ہمارے ان مہاجرین بھائیوں کی ان حسرتوں کو حقیقت نہ مل سکی نہ ہمارے بزرگان دین کی علمی فکری اور عملی کاوشوں کو آج تک عملی جامہ پہنایا گیا، آزادی کی خاطر آزادی ملک میں کسی کے مر جانے کی آرزو کا خیال آیا نہ کسی کے انمول خواب کا احساس کیا گیا نہ کسی کی بے لوث خدمت کو قابل توجہ سمجھا گیا آج تک بعض مفاد پرست عناصر من مانی کرتے رہے وہ بنیادیں جو اسلامی نظریات کی آبیاری کے لیے مختص تھیں غیر اسلامی نظریات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو آماجگاہ بن گئیں صیہونی تحریک سے متاثر افراد نے آزادی نسواں کے نام پر بے حیائی و فحاشی کو کئی حربوں سے پھیلایا ہم جسمانی طور پر آزاد ہونے کے باوجود ذہنی طوور پر آزاد نہ سکے اسلام ذاتی مفاد کی خاطر بطور نعرہ استعمال ہوتا آرہا ہے مگر عملی طور پر ہمارے گلستان میں نافذ نہ ہوسکا۔

بدعہدی کا نتیجہ ہے کہ ہم ہندوؤں کی اقتصادی غلامی سے خلاصی پا کر یہودی مالیاتی اداروں کے مقروض ہو چکے ہیں۔

ہمیں یوم آزادی کے موقع پر یہ عہد کرنا چاہیے کہ ہم رب کی دھرتی پر رب کا نظام نافذ کرنے کے لیے کسی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے اور پاک وطن کو امن وسلامتی کا قلعہ بنا کر ہی دم لیں گے۔ انشاء اللہ اور رب اعتمادی وخود انحصاری کی پالیسی اپنا کر ملک کو معاشی طور پر خود کفیل بنائیں گے۔☆

☆ مطبوعہ ہفت روزہ نقیب ملت لاہور، یکم تا ۳۰ اپریل ۱۹۸۳ء، روزنامہ وفاق لاہور ۲۳ مارچ ۱۹۸۳ء، ہفت روزہ تسخیر لاہور یکم تا ۷ اگست ۱۹۹۷ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے بغیر کامیابی ممکن نہیں

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے حساب نعمتیں عطا کی ہیں، جن کو بے شک نہیں گن سکتے۔ رب ذوالجلال کے اَن گنت احسانوں اور نعمتوں میں سے سب سے بڑا احسان اور بے مثال نعمتِ عظمیٰ حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔ آپ کی نبوت و رسالت ہے، اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی راہ نمائی کے لیے رہبر کامل حضرت محمد ﷺ پر قرآنِ مجید نازل فرمایا۔ قرآن حکیم مسلمانوں کا ہمہ گیر ضابطہ حیات ہے۔ مذہبی و معاشرتی، دیوانی، عدالتی غرضیکہ ہماری مذہبی رسومات سے لے کر روز مرہ زندگی کے معاملات تک روح کی نجات سے جسم کی صحت تک اجتماعی حقوق سے انفرادی حقوق تک، اخلاقیات سے جرائم تک اور دنیاوی سزاؤں سے آخرت کی سزا و جزا تک کے تمام معاملات پر اس کی عملداری ہے۔

﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ (آل عمران: ۱۹)

”دین تو اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔“

دینِ اسلام کیا ہے اس کی وضاحت میں حبیب کبریا جناب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله وسنة رسوله. (موطا امام مالک)

”چھوڑ چلا تم میں دو چیزیں (جو دین اسلام ہے) ہرگز گمراہ نہ ہو گے جب تک ان دونوں کو مضبوط پکڑے رکھو گے (ایک) اللہ کی کتاب (دوسری) رسول کی سنت۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوا کہ اسلام کتاب وسنت پر مکمل ہوا۔ قرآنِ مجید دینِ اسلام کا دستور ہے اور سنت اس کی شرح ہے۔ حضرت رسول کریم ﷺ کی ذات ہی ناطقِ قرآن، عاملِ قرآن اور فعالِ قرآن ہے۔

باعث افسوس ہے کہ مسلم دنیا غیر اسلامی نظریات کے اصول وضوابط کو اپنا کر ترقی کرنا چاہتی ہے۔ ان تمام نظریات میں ایک ایک پہلو پر اہمیت دی گئی ہے وہ اصول بھی قرآن حکیم سے اخذ شدہ ہیں۔ وہ دنیا میں معزز ہیں اسلامی دنیا ان کے رحم وکرم پر ہے۔ قرآن کے ضابطوں پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے اللہ بعض قوموں کو بلند کرتا ہے اور ان ضابطوں کو پس پشت پھینکنے کی وجہ سے بعض قوموں کو ذلیل کرتا ہے۔ سقوطِ ڈھاکہ کیوں رونما ہوا؟ افغانستان میں کیمونسٹوں نے کیوں مداخلت کی؟ اسرائیل کیوں دردِ سر بنا ہوا ہے۔ عربوں کا آپس میں اتحاد کیوں نہیں ہو سکا۔ یہ مختلف غیر اسلامی نظریات کی رسہ کشی کا نتیجہ اور اسلامی تعلیم کی کمی ہے۔ ورنہ اسلام ہمہ گیر خوبیوں سے مزین وآراستہ ہے۔ اسلام میں گردشِ دولت ہے دولت جمع کرے تو زکوٰۃ ادا کرنا پڑتی ہے صنعت یا کارخانہ قائم کرے ایک طرف تو غریب نادار لوگوں کو روزگار مہیا ہوں گے دوسری طرف کارخانے کے منافع پر زکوٰۃ ادا کرنی پڑے گی۔

اسلام میں مساوات ہے۔ امیر غریب، گورے، کالے اور حاکم ومحکوم سب کے لیے یکساں قوانین ہیں۔ اسلام میں ہر فرد کو آزادی رائے کا حق حاصل ہے لیکن بندوں کو گنا نہیں جاتا بلکہ رائے پرکھی جاتی ہے۔ ایک فرد کی مثبت رائے پر خندق کھودی گئی۔ نظامِ مصطفیٰ میں دو تہائی اکثریت نہیں ایک فرد بھی حاکم وقت کی جواب طلبی کرسکتا ہے۔ اسلام میں ''حرکت میں برکت ہے۔'' کا حکم دے کر محنت ومزدوری کو خاص اہمیت دی ہے، بیکاری وگداگری سے نفرت کا اظہار کیا گیا ہے۔

ہمارے اسلاف نے انہی اصول وضوابط پر عمل پیرا ہو کر قیصر وکسریٰ کے استبداد کو خاک میں ملا دیا اور توحید کا پرچم بلند کیا، تاریخ گواہ ہے کہ سپر طاقتوں سے ہمارا اسلحہ کا تناسب آج بھی وہی ہے، جو روم وایران کو ہمارے اسلاف سے تھا پھر ہم ذلیل وخوار کیوں ہیں؟ دوسروں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مرہونِ منت کیوں ہیں؟ ہمارا کلمہ طیبہ پر آباؤ اجداد جیسا پختہ عقیدہ نہیں رہا۔ ہم مادی وسائل کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ حالانکہ فلاح روحانیت میں ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اللہ کے سوا کسی کو مددگار، حاجت روا، قادر مطلق، مقتدرِ اعلیٰ، رب العالمین اور معبود تسلیم نہ کریں۔ ربِ ذوالجلال کے سوا ہمارے دلوں میں کسی کا ڈر خوف اور خطرہ نہ ہو۔ کتاب اللہ کو کائنات کی راہنمائی کے لیے ہمہ گیر خوبیوں سے مزین و آراستہ تسلیم کریں اور حضرت محمد ﷺ کے سوا کسی دوسرے کو برتر پیشوا، رہبر کامل، مصلح معاشرہ، عظیم ماہر اقتصادیات، انسانی مساوات کا عظیم علمبردار، منبع اخلاق اور منتظم اعلیٰ تسلیم نہ کریں۔ حضور پاک ﷺ کی سنت کو قرآن حکیم کی شرح تسلیم کریں۔

کلمہ پر ہمارا پختہ ایمان ویقین کس طرح ہوگا۔ اس بارے رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ہر شخص قرآن حکیم سمجھ کر پڑھے۔ اس سے راہ نمائی حاصل کرے۔ کیونکہ یہ کامل ضابطہ حیات ہے جو مسلم معاشرہ کی تشکیل کرتا ہے۔ اگر تمام اسلامی ممالک قرآن وحدیث کی تدریس تعلیمی اداروں میں لازمی قرار دے دیں تو اسلامی دنیا اپنے اسلاف کی مثالوں کو از سرنو زندہ کرے گی۔ بی اے یا اس کے مساوی ڈگری تک مکمل قرآن حکیم کا ترجمہ شان نصاب کیا جائے کیونکہ آج کی پود مستقبل کے شہری ہیں۔ اگر ان پر توجہ دی جائے تو مستقبل میں مسلم ریاست مستحکم، مضبوط اور فلاحی معاشرے کی حامل ہوسکتی ہے۔ (1)

---

(1) راقم کی پہلی کاوش، روزنامہ وفاق لاہور: 30-1-1982

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن اور ہمارا نظام تعلیم

تحریکِ پاکستان کے دوران برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں نے اللہ ذوالجلال سے وعدہ کیا تھا کہ یا اللہ! تو ہمیں زمین عطا کر ہم تیری زمین میں تیرا نظام رائج کریں گے۔ نصف صدی بیت گئی مگر تا حال اسلام کی حکمرانی قائم نہ ہو سکی۔ اسلام کی بالادستی تو دور کی بات ہے ہم نصاب تعلیم کو اسلامی سانچے میں نہ ڈھال سکے۔ نتیجتاً وطن عزیز کی نئی پود بدستور اسلام سے بے بہرہ ہو کر پروان چڑھ رہی ہے۔ لادینی قوتیں ہمیں اسلام سے دور کرنے میں پوری طرح سرگرم عمل ہیں۔ جس کا ہمیں احساس تک نہیں۔

مڈل کے نصاب میں ناظرہ قرآن مجید شامل ہے، لیکن میٹرک پاس طلباء کی اکثریت قرآن خوانی کی صلاحیت سے عاری ہے۔ وہ کونسی وجہ ہے؟

مڈل مدارس میں عربی اساتذہ کی تعداد برائے نام ہے جبکہ پرائمری مدرسہ میں عربی اساتذہ موجود نہیں۔ سرکاری مدارس میں ناظرہ قرآن کی طرف بھرپور توجہ نہیں دی جاتی کیونکہ مڈل میں قرآن خوانی میں کامیابی کی شرط لازمی نہیں۔

پرائیویٹ طلباء جو براہ راست میٹرک کا امتحان دیتے ہیں انہیں مڈل نصاب کی عربی وقرآن خوانی میں توجہ دینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

قرآن دستورِ حیات ہے جو بنی نوع انسان کی ہدایت کا سرچشمہ اور زندگی گزارنے کا مکمل نظام ہے۔ قرآن کا پڑھنا باعث ثواب، اس کا سمجھنا باعث ہدایت اور اس پر عمل کرنا باعث نجات ہے۔ اسلامی ملک کی حکومت کا اولین فرض تھا کہ مکمل قرآنِ حکیم کا فہم وادراک ایم اے تک شامل نصاب کیا جاتا۔ مگر مادہ پرست ذہن کی سوچی سمجھی اسکیم کے تحت قرآن خوانی کے سرٹیفکیٹ کو میٹرک کے امتحانی داخلہ فارم سے ۱۹۹۲ء کے بعد غیر ضروری جان کر ختم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر دیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
ہم ہوئے خوار تارک قرآں ہو کر

ہمارے اسلاف نے قرآن کے تقاضوں کو پورا کیا تو اللہ نے ان کو زندہ جاوید بنا دیا۔ ان کا رعب و دبدبہ اس قدر تھا کہ دشمن نام سن کر تھر تھر کانپتے تھے۔ قیصر و کسریٰ کے فلک بوس محل اللہ اکبر کی فضا سے گونج اٹھے۔ جب مسلمانوں نے قرآن سے رخ بدل لیا تو وہ سیاسی عدم استحکام اور اقتصادی بدحالی کا بھی شکار ہو گئے۔ مخبر صادق ﷺ نے فرمایا:

''اللہ اس قرآن کے ذریعے بہتوں کو بلند کرتا ہے اور بعضوں کو پستی میں گرا دیتا ہے۔'' (صحیح مسلم)

اسلام پسند طبقہ جو اصلاح معاشرہ کے لیے کوشاں ہے ان سے دردمندانہ التماس ہے کہ وہ میری ان معروضات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے حتی المقدور کوشش کریں تاکہ وطن عزیز میں اسلامی معاشرہ کی تشکیل ہو سکے اور ہم از سر نو قرآن وحدیث سے رشتہ استوار کر کے عالمی سطح پر اپنا کھویا ہوا وقار بحال کر سکیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ

جس طرح سائنس کے مضامین میں کامیابی کے لیے عملی امتحان ضروری ہے۔ اسی طرح میٹرک کے امتحان میں اسلامیات کے مضمون میں کامیابی کے لیے ناظرہ قرآن کا امتحان لیا جائے۔ حاصل کردہ نمبروں کو اسلامیات کے میزان میں شامل کیا جائے۔

پرائمری مدارس میں قرآن خوانی واسلامیات کی تدریس کے لیے عربی ٹیچر کی ایک ایک آسامی منظور کی جائے۔ جب انگریزی کی تعلیم کے لیے انتظام ہو سکتا ہے تو اسلام کی بنیادی تعلیم کے لیے بندوبست کیوں نہیں ہو سکتا۔

میٹرک کے چال چلن کے سرٹیفکیٹ میں ''نماز پنجگانہ کا پابند ہے۔'' کی عبارت کا اضافہ کیا جائے۔ (1)

---

(1) ماہنامہ ارقم، سرگودھا، مئی ۱۹۹۴ء، الفاروق: جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ، الاعتصام: ۱۳ مئی ۱۹۹۴ء۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ملی شعور کا تحفظ

قیامِ پاکستان کے بعد اسلامی تحریکوں میں عوام کی بھرپور ولولہ انگریز شرکت نے ایک بار پھر ثابت کر دیا کہ پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ریاست ہے۔ کسی دوسرے مقصد کے حصول کے لیے لوگوں کو قربانی دینے پر آمادہ نہیں کیا جا سکتا۔ برصغیر کے مسلمانوں کے دلوں میں اسلامی جذبہ موجزن ہے۔ غلامی کے دور میں ترک بھائیوں پر مظالم کی داستان سنی تو وہ انگریز سامراج کے جبر و استبداد کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے۔ طاغوتی طاقتوں کو برصغیر کے مسلمانوں کے دلوں میں اسلامی تڑپ ایک آنکھ نہیں بھائی۔ وہ مختلف حربوں سے نظریہ پاکستان کو مٹانے کے لیے ظاہری اور خفیہ سرگرمیوں میں مصروف کار ہیں۔ تاکہ پاکستان کو اندر سے کھوکھلا کر کے اسلامی ریاست کی بجائے سیکولر سٹیٹ میں تبدیل کر دیا جائے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ آزادی کے تحفظ کے لیے زندگی کے تمام شعبوں میں اسلام کی حکم رانی قائم کی جائے۔ نئی پود کی اسلامی تعلیم و تربیت کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔ اور ان کو اسلام سے بے بہرہ کرنے والی سرگرمیوں کا سختی سے محاسبہ کیا جائے، نئی نسل میں ملی و قومی شعور کے تحفظ کے لیے دینی و دنیوی تعلیم کو عام کیا جائے۔

درسی نصاب میں اسلام کی عظمت اور نظریہ پاکستان کے فروغ کو خصوصی طور پر مدنظر رکھا جائے۔ انسانی تہذیب و تمدن اور مختلف علوم و فنون کے ارتقاء میں اسلام کی شاندار خدمات کو پیش کیا جائے۔ پھر آزادی سے قبل مسلمانوں پر مذہبی قدغن، اقتصادی بدحالی، بے روزگاری، زرعی و صنعتی پسماندگی اور آزادی کے بعد ان شعبوں میں نمایاں ترقی کا تقابلی جائزہ شامل کیا جائے تاکہ نئی پود میں مسلم اور پاکستانی کہلانے پر احساس تفاخر پیدا ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قومی تہواروں کے موقع پر مختصر اور جامع انداز میں پاکستان کی کہانی اور سرگرم راہنماؤں کے حالات زندگی پر پمفلٹ درس گاہوں اور یونین کونسل کی سطح پر تقسیم کیے جائیں۔ اب موجودہ دور میں جدید نصاب کا دائرہ کار درسی کتب تک محدود نہیں رہا۔

ہر وہ سرگرمی جو بچے کے کردار پر اثر انداز ہوتی ہے وہ نصاب کا حصہ بن جاتی ہے۔ اس لحاظ سے غیر درسی کتب، اخبارات ورسائل، ریڈیو، ٹی وی، فلم، وی سی آر اور وڈیو گیمز وغیرہ نصابی سرگرمیاں ہیں۔ نئی نسل کے بچے ان سرگرمیوں میں دلچسپی سے حصہ لیتے ہیں۔ اگر آپ ذرا غور فرمائیں تو ایک استاد بچے کے بارے میں زبانی اطلاع ہی دے سکتا ہے جب کہ اس کے برعکس دلفریب ذرائع ابلاغ انسانی دماغ پر دیرپا اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان ذرائع ابلاغ کو تعلیم و تربیت کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اسلام کی روح سے بیگانہ کرنے والے ذرائع ابلاغ کا قبلہ درست کیا جائے۔ تا کہ وطن عزیز کی نئی پود میں اولیاء اللہ کے مثالی کردار کو اپنی عملی زندگی میں آئیڈیل بنا لینے کا جذبہ پیدا ہو چنانچہ نظریہ پاکستان کو فروغ دینے کے لیے نئی پود کے ملی و قومی شعور کا تحفظ ضروری ہے۔ (1)

---

(1) المنبر فیصل آباد 15 تا 19 اکتوبر 1997ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخفی سازش

پاکستان کی نئی نسل کو سیکولر بنانے کے لیے متعدد جتن کیے گئے۔ پہلی جماعت سے انگریزی زبان کی تدریس لازمی کرنا، درسی نصاب میں خاندانی منصوبہ بندی کے جراثیم داخل کرنا، اسلامیات کے نصاب سے جہادی آیات کو خارج کر کے اسے اخلاق و آداب تک محدود کرنا، دینی مدارس کو سرکاری نصاب تعلیم کی تدریس پر مجبور کرنا اور مساجد و مدارس میں بم دھماکے وغیرہ سب اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔لیکن اس کے باوجود موجودہ دور کے والدین یہ تڑپ رکھتے ہیں کہ ان کی اولاد قرآن کی تعلیم حاصل کرئے تاکہ ان کی آخرت سنور جائے۔ طلباء صبح سویرے اٹھ کر محلے کی مسجد میں قرآن خوانی کے لیے جاتے، بعد ازاں سرکاری سکولوں میں حاضر ہوتے رہے۔اسی طرح بچے دینی تعلیم وتربیت بھی حاصل کر لیتے اور مسجد سے فطری طور پر مانوس بھی ہو جاتے تھے۔ اگر خدانخواستہ ماحول کی خرابی کی بنا پر جوانی میں مسجد سے رشتہ مدھم بھی پڑ جاتا لیکن بچپن کی دینی تعلیم وتربیت کا اتنا اثر ضرور رہتا کہ جب کبھی ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے تن من دھن کی قربانی دینے کا مرحلہ آ جاتا تو وہ پہلی صف میں شامل ہو کر سینہ تان کر کھڑے ہو جاتے۔تحریکِ ختمِ نبوت میں اس قسم کی قربانیوں کا بین ثبوت موجود ہے۔

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ قرآنِ حکیم سے رشتہ مضبوط رکھنے اور امام کائنات ﷺ کی سنت پر صحیح عمل کرنے کی وجہ سے اس امت میں اسلام کی سربلندی کے لیے مر مٹنے کا جذبہ موجود رہتا ہے۔

۶/ ۷ اپریل کی درمیانی شب گھڑی کی سوئی ایک گھنٹہ آگے کرنے کا آرڈر جاری ہوا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور موقف یہ اپنایا گیا کہ فیکٹریاں، کارخانے اور دفاتر میں ایک گھنٹہ پہلے کام شروع ہوگا اور ایک گھنٹہ پہلے بند ہو کر وقت اور توانائی کی بہت بچت ہوگی۔

شہری علاقوں میں مشنری تعلیمی ادارے عموماً سرکاری اداروں سے نصف گھنٹہ پہلے کھلتے تھے۔ ان اداروں میں زیرِ تعلیم بچے بمشکل سکول جانے کی تیاری کر سکتے تھے۔ لیکن سرکاری سکولوں میں جانے والے بچے علی الصبح قرآن کا سبق پڑھ کر بروقت سکول پہنچ سکتے تھے۔ تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ تعلیمی اداروں میں سرکلر جاری کر دیا گیا کہ سکول نئے ٹائم کے مطابق ساڑھے سات بجے کھلیں گے۔ وہ معصوم بچے جو عموماً دیر سے اٹھتے ہیں پھر مسجد جانا، سکول جانے کے لیے نہانا، کپڑے تبدیل کرنا، ناشتہ کرنا اور سکول جانے کے لیے کم از کم ۳۰ منٹ پہلے نکلنا جیسے مراحل بمشکل طے کر کے سکول پہنچتے تھے۔ جب سورج ۶:۳۰ بجے کے لگ بھگ طلوع ہو تو بچے ۷:۳۰ بجے سکول میں حاضر ہونے کی تیاری کریں یا قرآن خوانی کے لیے مسجد کا رخ کریں۔ یہ صیہونی شرارت ہے کہ نئی نسل بچپن سے ہی سیکولر ماحول میں ڈھل جائے۔ ماہرین نفسیات بچپن کی عمر کو ترکیب کے لیے موزوں تصور کرتے ہیں۔ اس طرح صبح کا وقت علم حاصل کرنے کے لیے دن کے دیگر تمام اوقات سے فضیلت رکھتا ہے۔

اہلِ مغرب نے انفارمیشن وائیٹی ٹیکنالوجی میں ترقی کر کے اپنی صلاحیت کا لوہا منوایا اس کے برعکس ہم نے توانائی کی بچت کی خاطر وقت کی رفتار کو ایک گھنٹہ آگے کر دیا۔ ہم قرآن اور صاحبِ قرآن سے رشتہ ختم کر کے ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کم از کم تعلیمی اداروں کے کھلنے کا وقت پہلے کی طرح مقرر کیا جائے تاکہ ملازمین سکون سے قرآنِ کریم کی تلاوت کر سکیں اور طلباء قرآن خوانی کا سبق از بر کر سکیں۔ (1)

---

(1) الاعتصام: ۳۱ مئی ۲۰۰۲ء، صفحہ ۱۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فکری محاذ پر یلغار

دریا پہاڑی علاقوں سے نکل کر میدانی علاقوں میں بہتے ہوئے سمندر میں غرق ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی عام فہم شخص شیخی مارے کہ دنیا کے فلاں علاقہ میں دریا بحیرہ سے نکل کر میدانی علاقوں کو سیراب کر رہے ہیں تو موجودہ سائنسی دور میں غور طلب پہلو نکل سکتا ہے۔ اس کے برعکس کوئی پی ایچ ڈی صاحب، دلائل کے انبار لگا دے کہ یہود ونصاریٰ ملتِ اسلامیہ کے خیر خواہ ہیں تو یہ ناممکن ہے۔ حکومتِ پاکستان نے بردار مسلم ملک کے خلاف امریکہ سے لاجسٹک تعاون کیا۔ اس کے صلہ میں امریکہ نے پاکستان کی اقتصادی ترقی میں حائل کونسا سودی قرضہ معاف کیا۔ بلکہ قرضہ کی واپسی کی مدت میں توسیع کر کے احسان نہیں کیا بلکہ غلامی کے طوق کو مضبوط کیا۔ امریکہ مسئلہ کشمیر کا حل، استصواب رائے کی قرار داد پر عمل کرنے کی بجائے ریاستی انتخاب میں تلاش کر رہا ہے۔ بھارت نے ان انتخابات میں امریکہ کو عالمی مبصروں کے داخلہ کی اجازت دینے سے انکار کر دیا لیکن امریکہ پاکستان پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ وہ حریت کانفرنس کو ریاستی انتخابات میں حصہ لینے پر مجبور کرے۔ آزادی کشمیر کی پچپن سالہ جدوجہد جو عروج کو پہنچ چکی ہے امریکہ، بھارت کا ہم نوا بن کر اس پر خطِ تنسیخ پھیرنا چاہتا ہے۔

امریکہ میں مقیم صیہونی ماسٹر مائنڈ نے میڈیا کے ذریعے واویلا مچا دیا کہ ''دینی مدارس اور جامعات ہی دہشت گردی کا گڑھ ہیں، یہیں سے دہشت گردوں کے لیڈر پیدا ہوتے ہیں، دہشت گردوں کے انہی سوتوں کو خشک کرنے کی ضرورت ہے۔''

جہاد اسلام کی روح ہے، صیہونی تعلیمی پالیسی کا مقصد ملتِ اسلامیہ سے جہادی روح کو سلب کرنا ہے تاکہ مسلمانوں کی نئی نسل کے ذہنوں سے یہود ونصاریٰ سے عداوت ختم ہو جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور وہ شرم وحیا کا لبادہ اتار کر ان کے ہم نوالہ وہم پیالہ بن جائیں۔ صیہونی پروپیگنڈہ سے متاثر ہوکر امریکہ پاکستان، سعودی عرب اور دیگر مسلم حکومتوں پر پریشر ڈال رہا ہے کہ وہ ان مدارس اور جامعات کو سرکاری تحویل میں لے کر ان کا نصاب تعلیم فوری طور پر تبدیل کریں۔

صیہونی قوتیں مسلم ممالک کے نصاب تعلیم سے ان قرآنی آیات اور احادیث کو خارج کرنا چاہتی ہیں جن میں یہودیوں کی مسلم دشمنی اور کفار دوستی کی ممانعت کا تذکرہ ہے اور شرم وحیا، برائیوں کے بدانجام اور اسلامی اخوت پر احکام موجود ہوں۔ البتہ اسلامیات کے نصاب میں ان آیات واحادیث کو داخل نصاب کرانا چاہتے ہیں جن میں اسلام اور دیگر مذاہب بارے مشترک احکام موجود ہیں تاکہ وحدت ادیان کے نظریہ کو تقویت حاصل ہو۔

مزید برآں حکومت نیشنلائزڈ تعلیمی اداروں کو نجی مالکان کے حوالے کر رہی ہے۔ ان میں سے اکثر کے مالکان سیکولر ہیں جو اپنے اداروں میں زیر تعلیم طلباء کو جدیدیت کے سانچے میں ڈھال دیں گے۔ دوسری طرف حکومت اہم سرکاری تعلیمی اداروں کی نجکاری کر رہی ہے، چاہے مسلم خریدیں یا غیر مسلم، کوئی پابندی نہیں۔ جن کی بھاری فیس سے ذہین غریب طلبہ اعلیٰ تعلیم سے محروم ہو جائیں گے۔ (1)

امریکہ نے مسلم ممالک کے خلاف جارحانہ پالیسی اختیار کر رکھی ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ نظریاتی محاذ پر بھی بدستور سرگرم عمل ہے۔ پاکستان چونکہ دوقومی نظریے کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا، اس نے آج تک اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا اور افغانستان میں جن طالبان نے امارت اسلامیہ قائم کی تھی میڈیا میں ان کے بارے تاثر یہ تھا کہ وہ پاکستان کے دینی مدارس سے فارغ التحصیل تھے۔ اس بنا پر صیہونی تحریک نے پاکستان کے دینی مدارس کو ہدف بنا لیا۔ سب سے پہلے غیر ملکی طلباء کے داخلے پر کڑی شرائط عائد کر دیں۔ بعد ازاں نصاب تعلیم میں تبدیلی کا مطالبہ کر دیا تاکہ نئی نسل اسلام کی بنیادی تعلیم سے عاری ہو جائے۔ فوری قدم یہ اٹھایا کہ دہشت گردوں کی تلاش کی آڑ میں دینی مدارس میں چھاپے مار کر اور کبھی بمباری کر کے زیر تعلیم طلباء میں خوف وہراس پھیلایا۔ ان حربوں کے باوجود نئے سال کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آغاز پر دینی مدارس میں داخل ہونے والے طلباء کی تعداد میں کوئی خاص کمی نہ ہوئی بلکہ بعض اعداد و شمار کے مطابق پہلے کی نسبت اضافہ ہوا۔

صہیونی تھنک ٹینک کو اندھیرے میں دور کی سوجھی۔ دینی مدارس میں طلباء کو مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ ان کو خوراک، رہائش اور کتب بھی مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ ذہین اور غریب طلباء کو ماہانہ وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔ اس بنا پر غریب اپنے بچوں کو دینی مدارس میں داخل کراتے ہیں۔ چنانچہ صہیونی تھنک ٹینک نے تجویز پاس کی کہ پاکستان کے سرکاری سکولوں میں مفت تعلیم فراہم کی جائے اور ان کا تعلیم معیار بلند کرنے کے لیے اساتذہ کو خصوصی تربیت دی جائے۔

حکومتِ پاکستان جو اپنے قرضوں کی سالانہ قسط ادا کرنے کے لیے بھاری شرح سود اور کڑی شرائط پر مزید قرضہ لیتی ہے۔ پنجاب کے ۴۵ ہزار سکول کمروں اور فرنیچر کے بغیر چل رہے ہیں، حکومت پنجاب کے پاس اتنے مالی وسائل نہیں کہ انہیں سر ڈھانپنے کے لیے عمارت اور بیٹھنے کے لیے ٹاٹ بھی مہیا کر سکے۔

وہی حکومت ٹیوشن فیس ختم کر کے ۵ کروڑ ۹۳ لاکھ ۳۷ ہزار روپے کے اخراجات کیسے برداشت کرے گی؟ صہیونی مالیاتی اداروں کے اشارے اور تعاون پر حکومت پنجاب اور سرحد (خیبر پختونخواہ) نے میٹرک تک مفت تعلیم دینے کا اعلان کر دیا۔ تاکہ دینی مدارس میں طلباء کے داخلہ کی شرح کو کم کیا جا سکے۔

پاکستان کے سرکاری تعلیمی اداروں میں میٹرک تک ۱۰ سے ۱۵ روپے تک ماہانہ ٹیوشن فیس وصول کی جاتی ہے۔ اگر وہ معاف ہوگئی تو اس سے غریب پر مالی بوجھ کم ہوگا اس بنا پر بعض احباب نے اسے ''جمہوری برکات میں سے ایک قدم کہا'' ہائی سکول میں داخل ہونے والے طالب علم کی کتب کا پیاں خریدنے پر درجہ چہارم کے سرکاری ملازم یا یومیہ اجرت پر کام کرنے والے مزدور کی ماہانہ آمدنی ہڑپ ہو جاتی ہے۔ سکول کی وردی، آمد و رفت اور تفریح کے لیے روزانہ جیب خرچ اس کے علاوہ ہے۔ اگر مفت تعلیم کا اعلان صرف ٹیوشن فیس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشی تک محدود رہا تو اس سے دینی مدارس میں داخل ہونے والے طلباء کی تعداد میں کمی نہیں ہوگی۔

معاشرہ میں ایسے افراد یقیناً موجود ہیں جو خود نماز پڑھنے میں لاپرواہی کرتے ہیں اور وہ سوسائٹی میں شامل ہو کر چرسی جواری بن جاتے ہیں لیکن ان میں بھی تڑپ ہوتی ہے کہ ان کا بیٹا حافظ قرآن بن جائے اور ان کی آخرت سنور جائے۔ جب ان کے بچے کرکٹ فوبیا یا وڈیو گیمز کے شوق میں مسجد جانے میں سستی کا مظاہرہ کریں تو وہ اپنے بچوں کو مار پیٹ کر مسجد ضرور بھیجتے ہیں۔ روس نے وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں پر قبضہ کیا۔ تقریباً ۸۰ سال پر محیط کیمونزم کی بے دینی کی لہر اسلامی حمیت کو ختم نہ کر سکی۔ یقین کی آنکھوں سے دیکھنا ہو تو چیچنیا کے تازہ حالات کا مشاہدہ کریں کہ امام شامل رحمہ اللہ کی روحانی اولاد کس طرح روسی درندوں کے دانت کھٹے کر رہی ہے۔ اہلِ یورپ مجاہدِ اسلام ٹیپو سلطان رحمہ اللہ کا نام سن کر تھر تھر کانپ جاتے تھے آج روس پر چیچن جانبازوں کا خوف سوار ہے۔

نئی نسل کو دینی تعلیم سے محروم کرنے کے لیے صہیونی تحریک کی طرف سے نئے سے نئے منصوبے منظر عام پر آ رہے ہیں۔ ہم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اپنے خویش و اقارب کے بچوں کو اسلام کی بنیادی تعلیم سے ضرور روشناس کرائیں۔

حکومت نے نجی تعلیمی اداروں کے کھولنے کی اجازت دی تو پرائیویٹ سطح پر انگلش میڈیم سکولز کی بھرمار شروع ہوگئی۔ این جی اوز متحرک وفعال ہوگئیں۔ انہوں نے وسیع وعریض شاندار کوٹھیوں میں سکولز کا اجراء کیا اور خوش حال طبقہ کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اگرچہ بعض مسلم تنظیموں کی طرف سے اسلامی سکول سسٹم کا اجرا ہوا لیکن ان کی تعداد ناکافی ہے۔ مسلم این جی اوز کا فرض اولین ہے کہ وہ متبادل عصری تعلیم کا ایسا انتظام کریں جن سے فارغ ہونے والے ایسے سائنس دان نکلیں جو رب کے نظریہ تخلیق کو اجاگر کریں اور ڈارون کے انسانی تخلیق کے نظریہ کو سائنسی نقطہ نظر سے جھوٹ کا پلندہ ثابت کریں۔ اسی طرح ماہر معاشیات کی ایسی کھیپ تیار کی جائے جو عقلی ونقلی دلائل کے انبار لگا کر سود کی حرمت ثابت کریں اور اسلامی معیشت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ثمرات سجا کر عالمی ساہوکاروں کو اسے اپنانے کی دعوت دیں۔ جابر بن حیان جیسے مسلم سائنس دانوں نے اہل یورپ کو سائنس کی بنیادی تھیوری فراہم کی۔ انہوں نے تحقیق جاری رکھی ہم غافل ہوگئے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے تعلیمی اداروں سے فارغ ہونے والے اٹامک ٹیکنالوجی میں اتنی مہارت حاصل کر لیں کہ وہ جدید ٹیکنالوجی کو امت مسلمہ کے دفاع اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے بروئے کار لا کر اپنی صلاحیت کا لوہا منوائیں۔ یہی صہیونی ورلڈ آرڈر کی فکری یلغار کے سدباب کے لیے لائحہ عمل ہے۔ (2)

---

(1) پندرہ روزہ المنبر فیصل آباد اکتوبر 2002ء۔

(2) الاعتصام: ۰۲ مئی ۲۰۰۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشی وسیاسی علوم کی تدریس کی ضرورت

قرونِ اولیٰ کے دور میں دینی درسگاہوں سے نامور محدث اور فقیہہ پیدا ہوئے جن کی دینی خدمات آج بھی زندہ وتابندہ ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ سائنسی علوم وفنون کے نامور ماہر نمودار ہوئے جنہوں نے خشکی پر بحری جہاز دوڑا کر اپنی فنی صلاحیت کا لوہا منوایا۔ تاریخ کے اس دور میں یورپی اقوام علوم وفنون سے بیگانہ تھے انہوں نے ہسپانیہ کی جامعات سے علمی استادہ حاصل کیا اور مسلمانوں کی علمی وتحقیقی کتب کو اپنی زبان میں منتقل کیا۔ مزید برآں وہ فنی میدان میں تحقیق پر گامزن رہے جبکہ مسلم حکمران ناعاقبت اندیش پالیسی کی بدولت اسلام کی اساسِ تعلیم اور فنی تحقیق کے فرض سے غافل ہوگئے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپی اقوام مختلف حربوں اور حیلوں کو بروئے کار لاکر یکے بعد دیگرے مسلم ریاستوں پر قابض ہوگئے۔ انگریزوں نے برصغیر پاک وہند کے دینی مدارس کو مقفل کردیا۔ ان کی جائیدادوں کو ضبط کرلیا۔ انہوں نے اس کے متبادل ایسا نظامِ تعلیم رائج کیا جس سے فارغ ہونے والے اکثر، ذہنی طور پر مغربی افکار اور تہذیب وتمدن کے اسیر ہوگئے۔ چند علماءِ حق نے بے سروسامانی کے عالم میں درختوں کے سایہ تلے دینی مدارس کی بنیاد رکھی جنہوں نے حتی المقدور نئی نسل میں اسلامی تشخص کو برقرار رکھا۔

قیامِ پاکستان کے بعد حق تو یہ تھا کہ سرکاری تعلیمی اداروں میں جدید علوم کے ساتھ ساتھ اسلامی علیم وتزکیہ کا خصوصی اہتمام کیا جاتا تو جداگانہ نظام تعلیم کی ضرورت نہ رہتی۔ لیکن کسی نے اس طرف توجہ نہ دی۔ روشن خیالی کی لہر میں وہ جدیدیت کے مرکز بن گئے چنانچہ اہل خیر نے نئی نسل کو شریعت محمدیہ کے علم سے روشناس کرانے کے لیے دینی مدارس کو مزید وسعت دی، لیکن نصابِ تعلیم کو جدید تقاضوں کے مطابق ہم آہنگ کرنے سے قاصر رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان سے فارغ التحصیل ہونے والی کھیپ اہلِ مغرب کے سیاسی ومعاشی باطل نظریات کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدلل انداز میں تردید کرنے اور اسلام کو آفاقی حیثیت میں اجاگر کرنے کی صلاحیت سے محروم ہوگئی۔ معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں، دیگر مذاہب عالم پر اسلام کی برتری کی نمائندگی کرنے کی بجائے، اپنے اپنے مکتبہ فکر کے امتیازی مسائل کے ترجمان بن گئے۔

عصری یونیورسٹیوں میں مختلف علوم وفنون میں تخصص کی ڈگریاں حاصل کرنے والے سکالر جب کسی فورم میں قومی دبین الاقوامی مسئلہ پر اظہار خیال کرتے ہیں تو عموماً ان میں سے اکثر مغربی مفکرین کے نظریات کو اسلام کا لبادہ پہنانے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔ قصور اس نصاب کا ہے جس میں مغربی مفکرین کے نظریات کی افادیت واہمیت پر زور دیا جاتا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ دینی مدارس میں سیاسی، معاشی وعمرانی نظریات سے متعلق مغربی مفکرین اور اسلام کے آفاقی نظریات کا تقابلی جائزہ پیش کیا جائے مثلاً اسلام کا سیاسی نظام شورائی ہے جو کیپٹل ازم اور سوشلزم سے متصادم ہے جہاں فیصلے دلائل و براہین کی بنیاد پر اتفاق رائے سے ہوتے ہیں، پارٹی مفاد کو ترجیح دی جاتی ہے اور نہ ہی رائے شماری سے حتمی فیصلہ کیا جاتا ہے۔ نئی نسل کو تاریخِ پاکستان سے آگاہی ضروری ہے، لیکن ان کو خلافتِ اسلامیہ کے دور کی فتوحات، امن واستحکام اور علوم وفنون کی ترقی سے محروم رکھنا سراسر ناانصافی ہے۔

وطنِ عزیز کے معروف دینی مدارس میں بی اے کی تیاری کا اہتمام ہے، میرا نقطہ نظر یہ ہے چونکہ عربی، اسلامیات میں وہ پہلے ہی مہارت رکھتے ہیں چنانچہ ان کو اختیار مضامین میں تاریخ، معاشیات، سیاسیات، عمرانیات وجغرافیہ میں کم از کم ایک مضمون کی تعلیم کا خاطر خواہ اہتمام کیا جائے۔ انگلش زبان کی تدریس، امتحان میں کامیابی کے نقطہ نظر سے نہ پڑھائی جائے بلکہ اس طرح ماہر کیا جائے کہ وہ دوسروں کے نظریات کو سمجھ سکیں اور اپنا مافی الضمیر انگریزی زبان میں ادا کرسکیں اور احسن طریق سے لکھ سکیں تاکہ زندگی کے عملی میدان میں باطل عقائد ونظریات کا مدلل انداز میں رد کرسکیں اور اسلام جو ہمہ گیر ضابطہ حیات ہے، کے دائمی اصولوں کو بین الاقوامی فورم پر پیش کرسکیں۔ (1)

(1) ماہنامہ المنبر فیصل آباد اپریل 2010ء۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قومی نصابِ تعلیم میں روحِ اسلام کی ضرورت

اقوام کی ترقی علوم وفنون میں مہارت کی مرہونِ منت ہے۔ جس طرح دماغ انسانی جسم میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے اسی طرح تعلیمی نظام قوموں کے عروج، تہذیب وتمدن کی نشوونما اور مذہبی وسیاسی شعور کی بیداری میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔

چینی کہاوت ہے کہ اگر انسان ایک سال کا منصوبہ بنانا چاہتا تو کاشتکاری کرے، اگر منصوبہ دس سال کا ہے تو شجر کاری کرے اور اگر سو سال کا منصوبہ ہے تو انسان سازی کرے۔ چینی قوم نے اپنی اس کہاوت کو عملی جامہ پہنایا۔ وہی قومیں جو نظریاتی اختلاف کی بنا پر مخالف تھیں آج انھوں نے چین کو ایٹمی پاور تسلیم کرلیا۔

اسلام میں علم کی اہمیت اس قدر ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پہلی وحی میں نبی کریم ﷺ کو ''اقراء'' کا حکم دیا تو نبی کریم ﷺ نے جناب ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر میں نومسلموں کی تعلیم وتربیت کا آغاز کردیا۔ جب مدینہ منورہ میں اسلامی حکومت قائم ہوگئی تو معلمِ انسانیت ﷺ نے مسجد نبوی میں صفہ مدرسہ کا اجراء کیا، جہاں اُن کو وحی الٰہی کی تعلیم کے ساتھ تیراندازی کی مشق بھی کرائی جاتی تھی۔ خلافتِ اسلامیہ کے شہری دور میں مدارس میں علوم وفنون کی تعلیم کا اہتمام تھا۔ دیارِ غیر سے غیر مسلم بھی ان اداروں میں آکر علم کی پیاس بجھاتے تھے۔

ہر حاکم قوم اپنی تہذیب وتمدن کے فروغ اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے سب شعبوں سے بڑھ کر تعلیم پر توجہ دیتی ہے۔ سامراجی طاقتوں نے نوآبادیاتی دور میں مسلمانوں کو مستقل غلام بنانے کے لیے مخصوص تعلیمی پالیسی تشکیل دی۔ لارڈ میکالے نے ۱۸۳۴ء میں ہندوستان میں رائج تعلیمی پالیسی کے بارے پیشین گوئی کی تھی کہ یہ لوگ رنگ اور نسل کے اعتبار سے دیسی ہوں گے لیکن خیالات اور تمدن میں انگریز ہوں گے۔ اس نظام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مسلمان اُن کے ذہنی غلام بن کر رہ گئے۔ اُن سے اسلامی روح چھین لی گئی اور تعلیم کا مقصد اصلاح ختم ہو کر حصولِ معاش تک محدود ہو گیا۔

اسلام میں علم وحی الٰہی ہے جو قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ ایسی تعلیم جس کا مقصد معاش ہو وہ فن ہے۔ اسلام نے فن حاصل کرنے سے منع نہیں کیا۔ لیکن فنی مہارت سے قبل قربِ الٰہی کا سلیقہ سیکھنا ضروری ہے۔

اسلامی ممالک کو سامراجی قوتوں سے جغرافیائی آزادی حاصل کیے ہوئے طویل عرصہ گزر گیا مگر ان کا نظامِ تعلیم سیکولر تعلیم کی عکاسی کرتا ہے۔ اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ نظامِ تعلیم کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیے ضروری اقدامات کرے تاکہ مسلمان علم وفن میں کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر سکیں۔

اسلام سے عدم دلچسپی، ترقیاتی منصوبوں کی ناکامی، سیاسی شعور کی کمی اور اہلِ مغرب کی اندھی تقلید کا سبب تعلیم کی کمی ہے۔ اسلامی ممالک خصوصاً پاکستان میں خواندگی کا تناسب دوسروں سے کم ہے۔ جبکہ قوموں کی بقا کا انحصار تعلیم وحکمت پر ہے۔ نئی پود کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا والدین اور حکومت کا فریضہ ہے، چنانچہ شرح خواندگی میں اضافے کے لیے بنیادی تعلیم لازمی کر دی جائے تاکہ نوخیز نسل پروان چڑھ کر ملی وقومی اور عالمی مسائل سے آگاہ ہو سکے، اور خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر قومی ترقی میں اہم کردار ادا کر سکے۔ ووٹ مقدس امانت ہے۔ یہ حق استعمال کرتے وقت اہلیت کے حامل امیدوار کا انتخاب کر سکے۔

وسائل کی کمی کے پیشِ نظر محلہ کی مساجد میں ابتدائی تعلیم کے مرکز قائم کیے جائیں۔ اسلامیات میں ارکانِ اسلام اور اخلاق وآداب شامل ہوں، نماز، ادعیہ مسنونہ اور قرآنِ مجید کی چند سورتیں باترجمہ شاملِ نصاب ہوں۔

سکولوں میں ناظرہ قرآن کی تعلیم لازمی ہو۔ سائنس کے عملی امتحان کی طرح سیکنڈری بورڈ ناظرہ قرآن خوانی کا امتحان بھی لے۔ میٹرک کی سند اُس وقت تک جاری نہ کی جب تک امیدوار قرآن خوانی اور قرآن فہمی میں عبور حاصل نہ کر لے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناظرہ قرآن اور اسلامیات کی تدریس' کے لیے پرائمری سکولوں میں بی۔ اے، بی۔ایڈ کی تعلیم کے علاوہ حافظِ قرآن ہونا ضروری ہو۔ قاری قرآن کو ترجیح دی جائے۔

سرکاری اداروں میں میٹرک تک تعلیم مفت ہے لیکن بے بہا فیس وفنڈ کی وجہ سے غریب طلباء کا کالج ویونیورسٹی میں تعلیم جاری رکھنا دشوار ہوگیا ہے۔ تعلیمی وطبی سہولتوں کا مفت فراہم کرنا جمہوری حکومت کا فرض ہے، حکومت اپنے اس فرض کو بخوبی ادا کرے۔

غیر ملکی مشنری و پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں قومی نصاب رائج کیا جائے۔ غیر مسلموں کو مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے لیے سکول قائم کرنے کی اجازت ہو لیکن اُن میں مسلم طلباء کا داخلہ ممنوع ہو۔

ملک کے تمام تعلیمی اداروں کا نصاب یکساں ہو

فہم قرآن وحدیث اور عرب ممالک میں گفت وشنید کی سہولت کے لیے عربی کی لازمی حیثیت برقرار رکھی جائے۔

پرائمری کے نصاب میں طب نبویؐ کی روشنی میں جسمانی صحت کے اصول وضوابط اور ابتدائی طبی امداد کے طریقے سائنس کے نصاب میں شامل کیے جائیں۔

قیامِ پاکستان کے بعد ابتدائی دور میں معاشرتی علوم کے حصہ تاریخ میں خلافتِ راشدہ سے خلافتِ عباسیہ تک کے حالات وواقعات شاملِ نصاب رہے ہیں۔ نظریہ پاکستان سے آگاہی اور دوقومی نظریہ کی ضرورت اور تشکیل پاکستان کی تحریک لازمی طور پر شامل نصاب ہو۔ لیکن نئی نسل کو اسلام کے سنہری دور سے متعارف نہ کرانا سراسر ناانصافی ہے۔ انگریزوں نے اپنے دور میں تاریخ خلافتِ عثمانیہ کو نصابِ تعلیم کے کسی بھی درجے میں شاملِ نصاب نہیں کیا، وہی پالیسی آج تک برقرار ہے۔ اُن کا یہ جرم تھا کہ انھوں نے خشکی پر بحری جہاز دوڑا کر اہلِ مغرب کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا اور وسطی یورپ تک اسلامی پرچم لہرایا۔ چنانچہ مڈل سے بی۔ اے تک تحریکِ پاکستان کے ساتھ عالمِ اسلام کے شاندار ماضی کو بھی شامل نصاب کیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میٹرک میں سائنس و آرٹس گروپ قائم ہیں، چنانچہ آرٹس گروپ میں تاریخ، جغرافیہ، شہریت اور اسلامیات کے مضامین شامل ہوں۔

انگلش بین الاقوامی زبان ہے۔ موجودہ دور میں اس کی افادیت سے انکار نہیں، پس اس کی حوصلہ افزائی کی جائے لیکن اس کو نصابی اور تدریسی حیثیت نہ دی جائے تاکہ دوسرے علوم میں اعلیٰ مہارت حاصل کرنے میں آڑے نہ آئے۔ چنانچہ نصابی اور تدریسی زبان قومی ہو، تاکہ بچوں کو علوم وفنون سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

فنی علوم اور دفتری امور قومی زبان میں منتقل کیے جائیں، البتہ جن محکموں کے معاملات انگریزی زبان میں ناگزیر ہوں، مثلاً امور خارجہ، سائنس و ٹیکنالوجی وغیرہ ان محکموں میں بھرتی کے لیے محکمانہ اہلیت وصلاحیت کے علاوہ انگریزی میں مہارت کی لازمی حیثیت برقرار رہے۔

انٹرمیڈیٹ اور بی۔ اے سطح پر سائنس و آرٹس گروپ کی طرز پر اسلامی گروپ قائم کیا جائے۔ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں میں ہماری راہ نمائی کرتا ہے۔ اسلامی گروپ کے مضامین میں تفسیر القرآن، معارف الحدیث، علم الفقہ، تاریخ اسلام، اتحاد اسلامی، سیرت طیبہ ﷺ، سیرت صحابہ ﷺ، اللہ تعالیٰ کا نظام عدل، اسلامی معیشت، انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، الاحکام السلطانیہ وغیرہ ہوں۔ البتہ عورتوں کے لیے تاریخ صحابیات، تہذیب نسواں اور انسانی تعمیر وترقی میں عورتوں کا کردار جیسے مضامین کا اضافہ ہو۔ طلباء ان میں چناؤ کریں۔ سائنس گروپ میں یورپ پر اسلام کے احسان، میڈیکل گروپ میں طب نبوی اور جدید سائنس اور کامرس گروپ میں اسلام اور جدید معیشت وتجارت کتب کو شامل نصاب کیا جائے۔

آرٹس گروپ کے مضامین سیاسیات، معاشیات، عمرانیات، نفسیات اور فلسفہ میں اسلامی وغیر اسلامی نظریات کا تقابلی جائزہ پیش کر کے ملحدانہ نظریات کی تردید کی جائے اور اسلام کے ہمہ گیر آفاقی اصولوں کو اجاگر کیا جائے، مثلاً سود کے مضرات اور زکوٰۃ کے ثمرات وغیرہ۔

فنی وسائنسی علوم کو قومی زبان میں منتقل کیا جائے۔ عملی تجربات کے لیے وافر مقدار میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضروری سامان مہیا کیا جائے۔ اس شعبے میں ذہین نادار طلباء کو خصوصی الاؤنس دیا جائے۔

مخلوط نظامِ تعلیم کو ختم کیا جائے اور خواتین کے لیے علیحدہ یونیورسٹی اور فنی ادارے قائم کیے جائیں۔ محکمانہ تربیت اور دفتری امور سرانجام دینے کے لیے عملہ خواتین پر مشتمل ہو۔

تعلیمی اداروں میں دارالمطالعہ کو مؤثر اور جاندار بنایا جائے۔ ہر جماعت کے ٹائم ٹیبل میں مطالعہ کے لیے ہفتہ وار چند پیریڈ مخصوص ہوں۔ طلباء کے زیر مطالعہ کتب کو رجسٹر میں درج کیا جائے۔ اسلامی دور کی درسگاہوں میں بچوں کو تیراندازی، تیغ بازی اور گھڑسواری کی مشق کرائی جاتی تھی، چنانچہ موجودہ دور میں طلباء کو فوجی تربیت لازمی دی جائے، تاکہ بوقت ضرورت ہر فرد مسلم جہاد جیسے اہم فریضے کو انجام دے سکے۔ دورانِ تعلیم بچوں کی تعلیم وتزکیہ کا خصوصی انتظام کیا جائے اور انھیں صوم وصلوٰۃ کا پابند بنایا جائے۔ درس گاہ سے فارغ ہوتے وقت اس کے چال چلن سرٹیفکیٹ میں یہ تصدیق لازمی ہو کہ وہ صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے۔

غیر مسلم علاقوں میں مسلم طلباء کو فنی وسائنسی تحقیق کے سوا قطعاً نہ بھیجا جائے۔ وہاں اُن کی رہائش کا خصوصی انتظام کیا جائے تاکہ اسلامی تشخص برقرار رکھ سکیں اور وہ دوسروں کے لیے علم وعمل کا عمدہ نمونہ ہوں۔ وہ دوسرے مسلم ممالک سے آئے ہوئے مسلمان طلباء سے رابطہ قائم کریں۔ شرعی وعقلی علوم پر تبادلہ خیال کریں، مزید برآں عالم اسلام کو درپیش مسائل کے حل کے لیے حتی المقدور کوشش کریں۔

تعلیمی درس گاہوں میں اساتذہ کا معیار زندگی بہتر بنانے کی کوشش کی جائے، تاکہ علم وعمل کے پیکر اور ذہین طلباء شعبہ تعلیم کی طرف رجوع کریں۔ حاضر حال اساتذہ کو محکمانہ تربیت کے علاوہ تعلیم وتزکیہ کا کورس کرایا جائے، جس میں بحیثیت معلم اُن کو اخلاقی ذمہ داریوں کا احساس دلایا جائے اور نااہل اور بے عمل اساتذہ کو برطرف کردیا جائے۔ ☆

☆ طبع ہفت روزہ نقیب ملت لاہور اپریل 1983ء۔ نظر ثانی الاعتصام 6 جنوری 2012ء۔ المنبر ستمبر 2012ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دینی وعصری تعلیم سے متعلق مفتی محمد زاہد کا موقف: ☆

’’میں اس مسئلہ کو اس طرح سے دیکھتا ہوں کہ تعلیم خواہ دینی ہو یا عصری، ابتدائی تعلیم سے لے کر انٹرمیڈیٹ تک ایسا نصاب تعلیم ہونا چاہیے۔ جس میں ہر طالب علم تمام مضامین پڑھے، جس کی آج کے دور میں ضرورت ہے۔ اس مشترکہ تعلیم میں دین کی بنیادی معلومات بہت مستحکم انداز سے ہر طالب علم پڑھے، خواہ اسے عالمِ دین بننا ہو، یا دنیا کے کسی شعبے میں جانا ہو، بارہ سال کی اس تعلیم کے بعد مختلف شعبوں کی خصوصی تعلیم کا آغاز ہو۔ وہ شعبہ میڈیکل ہو۔ انجینئرنگ ہو، کامرس ہو، کمپیوٹر سائنسز ہو، طب ہو، زبان وادب یا کچھ اور، اسی طرح ایک شعبہ دین کی تعلیم بھی ہے۔ اس میں پڑھنے والے دینی مدارس کا رخ کریں، تحقیق و افتاء سے وابستہ ہوں۔ تصنیف و تالیف کے میدان میں قدم رکھیں۔ البتہ کچھ ڈسپلنز ایسے بھی ہیں جہاں کچھ ایسے علماء کی ضرورت ہوتی ہے جنہوں نے ان میں کسی حد تک خصوصی تعلیم حاصل کی ہو۔ مثلاً قانون کا شعبہ ہے، اس کا فقہ اسلامی سے گہرا تعلق ہے، اسی طرح معاشیات اور اس سے منسلک شعبہ جات ہے، سوشیالوجی ہے، اسی طرح behavioral Sciensesہیں، یعنی وہ علوم جو انسانی رویوں سے بحث کرتے ہیں، اس طرح سوشل سائنسز کے کچھ اور شعبے بھی ہیں۔ اس کی دو وجہتیں ہیں، ایک تو یہ کہ اسلام کے ساتھ ٹکراؤ عموماً انہیں سائنسز کا ہوتا ہے، دوسرے ان علوم میں اب تک ہونے والے تجربات سے دین کے اصولوں کو زندگی میں راسخ کرنے میں مدد لی جا سکتی ہے۔ باقی یہ کہنا کہ ہر عالم عالم دین ہونے کے ساتھ ڈاکٹر، انجینئر یا وکیل وغیرہ بھی ہو حقیقت سے ناواقفیت کی علامت ہے۔‘‘ (ماہنامہ پیام آگہی فیصل آباد نومبر 2015ء۔)

☆ رکن شریعہ ایڈوائزری سیل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دینی نصاب میں اسلام اور عمرانی نظریات کا تقابلی جائزہ

اسلام میں علم قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے خلافتِ اسلامیہ کے سنہری دور میں مسلمانوں کے علوم وفنون کی اساس قرآن وسنت تھی لیکن اس کے ساتھ تعلیمی اداروں میں طب، ہندسہ، فلکیات، کیمیا، ریاضی اور فلسفہ جیسے سائنسی وعمرانی علوم وفنون سکھائے جاتے تھے۔ یہاں سے فارغ التحصیل احباب نے انسانی تاریخ میں بے پناہ خدمات سرانجام دیں۔ بارہ صدیوں تک مسلمانوں کی سلطنت نصف کرۂ ارض پر محیط رہی لیکن اسلامی نظامِ تعلیم دینی ودنیوی تقاضوں پر احسن طریق سے پورا اترا۔

یہود ونصاریٰ نے عسکری میدان میں شکست کھا کر اسلام کی نظریاتی عمارت میں نقب لگانے کے لیے کئی فتنوں کو جنم دیا۔ اُس دور کے علماء نے اُن نظریات کو اسلام کا لبادہ نہیں پہنایا بلکہ ان فتنوں کا ادراک حاصل کر کے علمی انداز میں تعاقب کیا۔ جس طرح امام ابن تیمیہ نے عجمی فتنہ اور امام غزالی رحمہ اللہ نے یونانی فلسفے کا محاکمہ کیا۔ اگر کسی دور میں مسلمان حکمران سیاسی وعسکری لحاظ سے کمزور ثابت ہوئے اور دشمن نے غلبہ بھی حاصل کرلیا، انھوں نے لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں کو تہ تیغ بھی کیا لیکن مسلمانوں کا نظامِ تعلیم وتزکیہ مستحکم بنیادوں پر استوار تھا کہ وہی ظالم اسلام کے آفاقی وفلاحی اصولوں سے متاثر ہوئے۔

یہودی مائی مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بہتان تراشی کرتے تھے، اس لیے عیسائی فطری طور پر یہودیوں کے مخالف تھے۔ یورپ میں مقیم یہودی اپنی خباثتوں سے باز نہ آتے تھے۔ چرچ اُن کے قتل کا فتویٰ دائر کرتا اور بادشاہ حکم جاری کرتا۔ اور عیسائی یہودیوں کو قتل کرنا مذہبی فریضہ سمجھتے تھے لیکن اس کٹھن دور میں بھی یہودیوں نے اپنی نسل نو کو ابتدائی تعلیم وتربیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معبدوں میں دی۔ وہی نسل پروان چڑھی۔ انھوں نے قدیم وجدید علوم کا مطالعہ کیا۔ جنھوں نے اپنی قوم کی بقا اور ترقی کے لے صہیونی تنظیم قائم کی۔ جنھوں نے وحی الٰہی کی بجائے ارادۂ عمومی جیسے نظریات کو فروغ دیا۔ جس کے نتیجے میں اہلِ یورپ اپنے بادشاہوں اور چرچ کے مخالف بن گئے۔ انقلاب فرانس نے عیسائیت کو چرچ میں مقید کردیا۔ عیسائی معاشرے اور حکومت میں قانون سازی کے اختیارات انسان کو حاصل ہو گئے۔

یوری اقوام نے خلافتِ اسلامیہ کو سبوتاژ کیا اور اسلامی ریاستوں پر تسلط جمالیا تو انھوں نے مسلم دنیا، خصوصاً ترکی، مصر اور ہندوستان، میں صہیونی افکار کی آبیاری کی۔ انگریزوں کی آمد سے قبل برصغیر پاک وہند کے تعلیمی اداروں میں دینی ودنیوی تعلیم دینے کا اہتمام تھا۔ یہاں سے فارغ ہونے والے اسلام کے داعی اور مجاہد بن کر نمودار ہوئے۔ دوسری طرف انھوں نے مغلیہ خاندان کے وسیع وعریض سلطنت کے انتظامی تقاضوں کو خوش اسلوبی سے سرانجام دیا لیکن انگریزوں نے برسر اقتدار آکر مسلم تعلیمی اداروں کو مقفل کردیا اور ان کے اثاثوں کو ضبط کرلیا۔ اس کے متبادل سیکولر نظام تعلیم رائج کردیا۔ اور بااثر خاندان کے ذہین افراد کو مراعات دے کر برطانوی تعلیمی اداروں میں بھیجا۔

یہی وجہ ہے کہ مصر، ترکی اور ہندوستان کے جن سکالروں نے آزادی رائے، نسوانی حق تلفی، ارادۂ عمومی معیار حق اور آئین سازی میں پارلیمنٹ کی فوقیت پر تحقیقی کام کیا۔ یورپی اقوام نے اُن کو اعزازات سے نوازا۔ البتہ ایسے ہونہار مسلم طلباء جنھوں نے بچپن میں دینی ابتدائی تعلیم حاصل کی ہوئی تھی۔ اگرچہ انھوں نے مغربی اداروں سے اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کی لیکن اُنھوں نے لیڈر بن کر یورپ کے ایوانوں میں صدائے حق کی شمع روشن کی۔ اور صلیبی تہذیب وتمدن اور صہیونی فکر وفلسفہ کے بخیے ادھیڑ دیے لیکن ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر تھی۔

مغلیہ دور کی عدالتوں میں فقہ اسلامی رائج تھا۔ اسلامی قانون کے ماہرین جج مقرر تھے۔ لوگ تجارتی لین دین، وراثتی امور ودیگر خانگی معاملات کے فیصلوں کے لیے قاضیوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خدمات حاصل کرتے تھے۔ انگریزوں نے برسر اقتدار آ کر انسانی خودساختہ قانون نافذ کر دیا اور مغربی علوم کے ماہر جج مقرر ہوئے۔ محکومی کے دور میں علماء حق نے چند دینی مدارس قائم کیے۔ ناساز حالات کی بدولت اور وسائل کی عدم دستیابی کی وجہ سے عدالتی، عمرانی اور سائنسی علوم پر تو توجہ نہ دے سکے، البتہ عربی و فارسی میں مہارت، ناظرہ قرآن اور ارکانِ اسلام سے متعلقہ احادیث اور فقہی احکام نئی نسل کو منتقل کرتے رہے لیکن ارکانِ خمسہ اسلام کا جزو ہیں، کل نہیں۔ عربی صرف ونحو اور منطق ذریعہ تعلیم تو ہیں، اساس نہیں۔ انگریزوں کے دور میں المیہ یہ ہوا کہ ملت اسلامیہ علوم وفنون کی اساس صرف (قرآن وسنت) میں مہارت سے محروم ہوگئی۔ دوسرا المیہ یہ ہوا کہ چند فقہی اختلافات کی بنیاد پر امت مسلمہ مختلف مکاتیب فکر میں منقسم ہوگئی۔ یہ حقیقت ہے کہ انگریزوں کے دور میں سرکاری تعلیمی اداروں کا مقصد ذریعہ معاش بن گیا اور دینی مدارس سے فارغ التحصیل کی راہ نمائی مسجد و مدرسہ تک محدود ہوگئی۔ الٰہی! اسلاف کی قبروں کو منور فرما جنھوں نے کٹھن دور میں مسلمانوں کی نئی نسل کو اسلام کی بنیادی تعلیم و تزکیہ کے زیور سے آراستہ کیا۔

انگریز دور حکومت میں مغربی تہذیب و تمدن اختیار کرنے والوں کو مسلم معاشرے میں نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا لیکن آج مغربی فکر وفلسفہ کی اثر پذیرائی کا نتیجہ ہے کہ مسلم دنیا میں اللہ کی قانونی حاکمیت بنی نوع انسان کو منتقل ہوگئی ہے۔ کسی کو احساس نہیں بلکہ علماء اس نظام سے اسلامی قانون کے غلبے کی آس لگائے ہوئے ہیں۔ علامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ نے انجیل کا مطالعہ کیا، پھر عیسائیت کی تردید میں ''اظہار حق'' تصنیف کر کے اسلام کی ترجمانی کی۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے بدنام زمانہ کتاب کا جواب دینے کے لیے ہندومت کے فلسفے کا مطالعہ کرنے کے بعد ''مقدس رسول'' تحریر کی۔ اسی طرح موجودہ دور میں مغربی فکر وفلسفہ کا ناقدانہ جائزہ لینے کے لیے سیاست و معیشت، معاشرت، نفسیات اور عدل وانصاف سے متعلق اُن کے نظریات کا مطالعہ اشد ضروری ہے۔ چنانچہ مغربی علوم وفنون کو سمجھنے اور اس کا مؤثر دفاع کرنے اور عالمی سطح پر اسلام کی تبلیغ کے لیے انگلش زبان پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبور حاصل کرنا ضروری ہے۔ مدارس میں امتحانی نقطہ نظر سے پڑھایا جاتا ہے لیکن میرا مدعا یہ ہے کہ طلباء کو اس قدر ماہر کر دیا جائے کہ وہ تحریری و تقریری انداز میں اسلام کی ترجمانی کر سکیں اور اسلامی علوم فنون کی برتری ثابت کر سکیں۔

مقام شکر ہے کہ دینی مدارس سے فارغ التحصیل عربی اور اسلامیات میں پی ایچ ڈی کر کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں آ رہے ہیں۔ اس وقت مختلف مکاتیب فکر کے کئی دینی مدارس قائم ہیں۔ ہر ایک مدرسے سے امید رکھنا کہ وہ دینی تعلیم کے ساتھ تمام عمرانی علوم سکھائے مشکل امر ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر ایک دینی مدرسہ دینی تعلیم کے ساتھ سیاست، معیشت، نفسیات، عمرانیات اور انفارمیشن میں سے کسی ایک مضمون پر خصوصی توجہ دے۔ تقابلی نظریات پیش کر کے اسلام کی دائمی اور آفاقی حیثیت کو اجاگر کیا جائے۔

کرۂ ارض میں کئی علاقے ایسے ہیں جو اسلام کی روشنی سے محروم ہیں۔ اصحاب خیر کی مساعی جمیلہ سے اسلام دوسری زبانوں میں منتقل ہو رہا ہے لیکن تاحال کئی زبانوں میں منتقل نہیں ہوسکا۔ چونکہ خاتم النبیین ﷺ نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ذمہ داری امت مسلمہ پر عائد کی ہے لیکن صیہونی جنگ کے دور میں مسلمانوں کا تبلیغی سفر کرنا پیچیدہ مسئلہ بن گیا ہے۔ دنیا کی معروف زبانوں میں فہم قرآن وحدیث کا ترجمہ کرنا ضروری ہے، اس لیے اصحابِ خیر مل کر لسانی تفہیم کے ادارے قائم کریں جہاں فارغ التحصیل علماء کو معقول وظیفہ دے کر معروف زبانوں میں سے کوئی ایک زبان سکھائی جائے تاکہ وہ پرنٹ والیکٹرانک میڈیا کے ذریعے اسلام کی تبلیغ کر سکیں۔

اسلامی نکتہ نظر سے زبان ذریعہ علم ہے۔ قرآن وسنت میں مہارت اساس ہے۔ دینی مدارس کے نصاب کا دورانیہ چھ سے آٹھ سال تک ہے۔ بعض طلباء خانگی مجبوری سے ادھوری تعلیم حاصل کرتے ہیں اور خوش الحانی کی وجہ سے دیہی مسجد کی امامت وخطابت پر فائز ہوجاتے ہیں۔ لیکن وہ اسلام کے اساسی علم سے محروم ہوتے ہیں، اس لیے وہ کماحقہ دینی خدمت سرانجام نہیں دے سکتے، چنانچہ کورس کی دوانیہ مدت کو مدنظر رکھ کر آسان سے مشکل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور روزمرہ مسائل سے پیچیدہ قانونی احکام کی طرف اسلام کے سرچشمہ قرآن وسنت کا نصاب ترتیب دیا جائے تاکہ طالب علم تعلیم کے پہلے سال سے ہی عربی کے ساتھ ساتھ دین کی ابتدائی تعلیم سے بہرور ہو جائے۔

اہل مغرب میں سائنس وٹیکنالوجی کی ترقی مسلمانوں کی مرہونِ منت ہے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کے تعلیمی ادارے تفریحی سیرگاہ اور جلسے جلوسوں کی آماجگاہ بن چکے ہیں۔ کیمسٹری اور فزکس کی تدریس کے لیے وسیع تر لیبارٹریوں کی ضرورت ہے، اس لیے دینی مدارس اس کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ معاشرے میں سماجی کارکنوں کی اپیل پر یونیورسٹی قائم ہوسکتی ہے تو علماء کی اپیل پر بھی یقیناً سائنس یونیورسٹی قائم ہوسکتی ہے جہاں میٹرک سائنس پاس طلباء کو میرٹ کی بنیاد پر داخلہ دیا جائے۔ سائنسی علوم میں تدریس کے علاوہ مسلم وغیر مسلم سائنس دانوں کے تجربات کو عملی طور پر کرانے کا اہتمام ہو، تاکہ اُن میں تحقیقی ذوق اجاگر ہو۔ یونیورسٹی میں طلباء کی بود و باش اور سہولیات کی فراہمی کا خاطر خواہ اہتمام ہو۔ تاہم یونیورسٹی کی کفالت کے لیے مناسب فیس و فنڈ وصول کیے جائیں جہاں طلباء میں زراعت، صنعت، کیمیا وطبیعات اور فلکیات کے شعبوں میں تحقیقی ذوق پیدا کیا جائے تاکہ مسلمان علمی وفنی لحاظ سے کھویا ہوا مقام حاصل کرسکیں۔

مادی دور میں ڈاکٹر صاحبان نے دولت کے چکر میں آکر خدمت کے جذبے کو نظر انداز کردیا ہے۔ صلیبی قوم نے مسلم دنیا میں ہسپتال اور رفاہی ادارے قائم کیے ہوئے ہیں جہاں وہ مفت یا سستے داموں علاج کر کے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی تگ ودو میں ہیں۔ جبکہ پہلے دور میں دینی مدارس سے فارغ التحصیل علماء کسی مستند حکیم سے علم طب حاصل کرلیتے تھے، اس طرح وہ روحانی وجسمانی امراض کا بیک وقت علاج کرتے تھے۔ موجودہ دور میں طب کی سند کے لیے چار سالہ کورس مختص ہے لیکن دینی مدارس سے آٹھ سالہ کورس کرنے والوں کے لیے طب کی سند حاصل کرنا مشکل امر ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ بعض دینی مدارس حکومت سے اجازت نامہ لے کر میٹرک پاس طلباء کو دینی تعلیم کورس کے ساتھ طب کا سمسٹر کرائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طب یونانی مرض کو جڑ سے اکھاڑتا ہے جبکہ ایلوپیتھی علاج مرض کے ظاہری اثرات پر جلد قابو پالیتا ہے، اس لیے معاشرے میں لوگوں کا رجحان اس طرف ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ اصحابِ خیر ایسے میڈیکل کالج قائم کریں۔ ذہین طلباء کو داخل کیا جائے جہاں اُن کو ایم بی بی ایس کورس کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا نصاب بھی پڑھایا جائے۔ اُن کے تزکیے کا خصوصی اہتمام کیا جائے تاکہ وہ خدمت انسانیت کو اولین ترجیح دیں اور معاش کو ثانوی حیثیت دیں۔

دینی مدارس اپنے مسلک کے فروعی مسائل کا تعارف ضرور کرائیں لیکن مناظر بنانے سے اجتناب کریں۔ بلکہ مذاہب عالم عیسائیت، یہودیت، ہندومت، بدھ مت، قادیانیت اور اسمٰعیلیہ وغیرہ سے سنجیدہ بحث مباحثہ کرنے کی صلاحیت پیدا کریں تاکہ وہ اپنے مسلک کی بجائے اسلام کے ترجمان بن کر فارغ ہوں۔ (1)

---

(1) الاعتصام 20 تا 26 جنوری 2012ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعبہ تعلیم میں سرمایہ کاری کی ضرورت

عصر حاضر میں صلیبی قوم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم بھلا کر شتر بے مہار آزادی کو ماٹو بنا لیا، صلیبی تھنک ٹینک جس کے پرچار کے لیے کوشاں ہیں۔ امریکہ ملت اسلامیہ کے اذہان کو مسخر کرنے کے لیے میڈیا اور تعلیم کے شعبے پر ڈالر خرچ کر رہا ہے۔ مسلم حکمران امریکی دباؤ کی وجہ سے روشن خیالی کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا پر نگاہ ڈالنے سے یوں گمان ہوتا ہے کہ انسان دنیا میں صرف جنسی میلان استوار کرنے کے لیے ہی پیدا ہوا ہے۔ وہ مسلمان جنھوں نے بچپن میں دین کی بنیادی تعلیم حاصل کی ہو اُن کو آزادی کی روشن پری کا اسیر بنانا قدرے مشکل امر ہوتا ہے، اس لیے امریکہ مسلم دنیا کی نئی پود کو اسلامی تعلیم وتزکیہ سے محروم کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔

امریکہ نے افغانستان کی تعلیمی درسگاہوں کو مغربی ماحول میں ڈھالنے کے بعد عراق کا تعلیمی نصاب بھی تبدیل کر دیا ہے۔ نئی درسی کتب کے پرنٹ کے لیے ۶۵ ملین ڈالر کی لاگت سے نیا نصاب تشکیل اور اساتذہ کی تربیت کا خصوصی انتظام کیا ہے۔ تعلیمی رجحانات میں یہ تبدیلی سعودی عرب، کویت اور یمن میں بھی جاری ہے۔

امریکی حکومت نے پاکستان کی معیشت پر آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے ذریعے قبضہ جمانے کے بعد پاکستان کے تعلیمی نظام کو اپنے کنٹرول میں لینے کے لیے اقدامات شروع کیے ہیں۔ اس سلسلے میں امریکی حکومت اور آغا خان یونیورسٹی کے درمیان ۱۳/ اگست ۲۰۰۳ء کو معاہدہ طے پایا جس کے تحت آغا خان یونیورسٹی ملک بھر کے ۲۳ تعلیمی بورڈز کا نظام اپنے ماتحت چلائے گی۔ ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ امریکی حکومت آغا خان بورڈ کو ۴۵۰ لاکھ ڈالر کی امداد بھی فراہم کرے گی۔ (نوائے وقت، ۲۹ جنوری ۲۰۰۴ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نئے نصاب اور امتحانی نظام میں جنسی تعلیم کے فروغ کو محور بنایا گیا ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان جس ایٹمی پاکستان کو اسلام کا قلعہ تصور کرتے تھے وہ صہیونی جنگ میں امریکہ کا لاجسٹک اتحادی اور عالم اسلام میں فکری یلغار برآمد کرنے کے لیے اس کا ماڈل اور آلہ کار بن گیا۔

برصغیر کی تعلیمی درسگاہوں میں دینی و دنیوی تعلیم کا امتزاج تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے مذکورہ نظام کو درہم برہم کر کے اسکول و کالج قائم کیے ہیں، تاہم ابتدائی تعلیمی نصاب میں اسلامیات بطور مضمون شامل رہا۔ آزادی کے کچھ عرصہ بعد عربی بھی مڈل کے نصاب میں لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل ہوئی۔ حکومت نے اہل مغرب کے دباؤ پر نصاب کو تبدیل کر دیا۔ عربی زبان اختیاری ہوگئی لیکن انگلش زبان کی تدریس پہلی جماعت سے لازمی ہوگئی ہے۔ دیگر مضامین کا نصاب انگلش میں منتقل ہوگیا ہے۔ ۲۰۱۱ء کے تعلیمی سال سے تمام بچے انگلش میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ دینی تعلیم سے ملت اسلامیہ کی نئی نسل میں اللہ کی حاکمیت اور خاتم النبیین ﷺ سے والہانہ عقیدت اور دشمنانِ اسلام کے خلاف اصلاحی جدوجہد کا جذبہ ابھرتا ہے۔ لیکن حکومت نے اسلامیات کے نصاب کو صرف اخلاقی تعلیم تک محدود کر دیا ہے۔ جوا، سود، شراب کی حرمت اور زنا، چوری اور نشہ کی ممانعت سے متعلق آیات و احادیث کو شامل کرنے سے اجتناب کیا گیا ہے۔

ارباب علم و دانش کا اس امر پر اتفاق ہے کہ بچپن کا علم پتھر پر لکیر کی مانند ہوتا ہے، چنانچہ مسلم تنظیموں کا فرض منصبی ہے کہ ممکنہ آئینی ذرائع بروئے کار لا کر حکومت کو نظریہ پاکستان سے وفاداری کا احساس دلائیں تاکہ وہ نئی پود کے ملی و قومی شعور کے تحفظ کے لیے اسلامی تعلیم و تزکیے کا اہتمام کرے اور اسلام سے بے بہرہ کرنے والی میڈیا کی منفی سرگرمیوں کا محاسبہ کرے۔

اسرائیل ایسی ریاست ہے جو نسلی و مذہبی بنیاد پر معرضِ وجود میں آئی، وہ اپنے نظریے پر سختی سے عمل پیرا ہے۔ وہاں پرائمری سطح تک تعلیم مذہبی اداروں میں دی جاتی ہے اور اُن کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قومی زبان عبرانی بھی سکھائی جاتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ وہ یورپ میں مقیم رہے یا امریکہ میں، انھوں نے اپنے بچوں کو ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے مذہبی اداروں میں دی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ سترہ صدیوں تک صلیبی درندوں کی چیر پھاڑ کا ہدف رہنے کے باوجود انھوں نے اپنا قومی تشخص برقرار رکھا۔ اس وقت بھی امریکہ میں عیسائیوں اور یہودیوں کے مذہبی سکول قائم ہیں جن کی تعداد ۳۰ ہزار کے لگ بھگ ہے۔

مسلم دنیا میں پاکستان بھی اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ملک ہے، جہاں آئینی طور پر قرآن وسنت کی حکمرانی تو درکنار نصاب تعلیم کی تدریس کا کام بھی غیر مسلموں کی مرضی کے مطابق تشکیل دیا جاتا ہے۔ حکومت پاکستان صحت کی سہولت فراہم کرنے اور تعلیم عام کرنے کے لیے امریکی این جی اوز کو طویل المیعاد ٹھیکے پر زمینیں الاٹ کر رہی ہے۔

صہیونی تحریک نے روس میں کمیونزم کو بھسم کرنا تھا تو پاکستان میں اسلامی تشخص کو اجاگر کرنا اُس کی مجبوری تھی۔ لیکن کمیونزم کے زوال کے بعد جب صہیونی تحریک نے اسلام کو مسخ کرنا اور مسلمانوں کو ملیامیٹ کرنا اپنا ہدف بنا لیا تو پاکستان میں روشن خیالی کے نام پر بے حیائی کا طوفان اُمڈ آیا۔

صہیونی سرپرستی میں ہم جنسی کو فروغ دینے کے لیے عالمی سطح پر LGBTIQ ایک تحریک ہے۔ مغرب میں مقیم وہ مسلم سکالر جن کا موقف ہے کہ مسلم معاشرے میں ہم جنس پرستی کوئی گناہ نہیں۔ امریکہ کی تگ ودو ہے کہ ایسے سکالروں کو پاکستان کی یونیورسٹیوں میں تعینات کیا جائے، اس لیے جدت پسند حکومت سے اسلامی اقدامات کے فروغ کی توقع رکھنا خود فریبی اور وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے، چنانچہ مسلم امہ پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اسلام کے منافی حکومتی اقدامات پر نہی عن المنکر کا فریضہ کمال حکمت عملی سے ادا کریں۔

برصغیر کے مسلم مفکرین نے ایسٹ انڈیا کے دور حکومت میں کٹھن حالات کے باوجود کتاب وسنت کے علم کو نئی پود تک منتقل کیا۔ نائن الیون کے بعد امت مسلمہ دوبارہ اُسی دوراہے پر کھڑی ہے، چنانچہ مسلم تنظیمیں اپنی مدد آپ کے تحت ملی و قومی شعور کے تحفظ کو یقینی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنانے کے لیے اسلامی تعلیم وتزکیہ کا اہتمام کریں۔

اسلامی ماہرین تعلیم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ فہم قرآن وحدیث اسلامی تعلیم کی اساس ہے۔ امام ابن خلدون کا موقف ہے کہ بلاد اسلامیہ میں قرآنِ کریم کی تعلیم کو تمام مراحل تعلیم کی اساس ہونا چاہیے کیونکہ یہ دین اسلام کا بنیادی نامہ ہدایت ہے جو عقیدے میں پختگی اور ایمان میں رسوخ پیدا کرتا ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ سکول میں بچے کی بالتدریج تعلیم وتربیت بیان کرتے ہوئے سب سے پہلے قرآنِ حکیم پھر فرامین نبوی پھر نیک لوگوں کی حکایات اور پھر فقہی احکام کی تعلیم کو پیش کیا ہے۔

اصحاب علم مختلف سکولز میں زیر تعلیم طلباء وطالبات کی دینی تعلیم کا جائزہ لیں تو نصف سے زیادہ پود قرآن خوانی کی استعداد سے محروم ہوگی۔ بلاشبہ روز محشر اُن کے والدین سے باز پرس ہوگی۔ لیکن اصحابِ محراب ومنبر سے بھی جواب دہی ہوگی کہ انھوں نے نئی پود کی اسلامی تعلیم کا اہتمام کیوں نہیں کیا اور اُن کے والدین کو اس امر کی دعوت کیوں نہیں دی؟

وطن عزیز کے ہر محلے اور گاؤں میں دیدہ زیب مساجد موجود ہیں جو کسی نہ کسی مسلکی تنظیم سے وابستہ ہیں۔ مسجد سے منسلک آبادی کے لحاظ سے نمازیوں کا تقابلی جائزہ لیں تو اُن کی تعداد نہایت کم ہے۔ الحمد للہ، اکثر مساجد میں مقامی بچوں کو ناظرہ قرآن پڑھانے کا اہتمام ہے لیکن بعض مساجد میں یہ سہولت میسر نہیں۔

مذہبی جماعتیں انتخابی سرگرمیوں کے لیے متحرک رہتی ہیں۔ ہڑتالوں اور دھرنوں کو کامیاب بنانے کے لیے دیہی علاقوں کا دورہ کرتی ہیں۔ اُن سے دردمندانہ التماس ہے کہ وہ مقامی عہدیداروں کی ڈیوٹی لگائیں کہ وہ اپنے علاقے کے مکینوں کو نماز قائم کرنے کی دعوت دیں۔ مسجد میں ناظرہ قرآن کی تدریس کے لیے حافظ کا اہتمام کریں۔ محلے کے بچوں کو فہم قرآن کی دعوت دیں۔ ضلعی تنظیمیں اُن کی مالی ودیگر مشکلات کا ازالہ کریں۔ کوتاہی کی صورت میں اُن کا محاسبہ کریں۔ طلباء وطالبات کو قرآنِ کریم کی تعلیم فراہم کرنا اور اسوۂ حسنہ سے روشناس کرانا عصر حاضر میں صیہونی فکری یلغار کا مؤثر اور دیرپا دفاعی لائحہ عمل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسٹ انڈیا کمپنی نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد دینی مدارس کو بند کر دیا تھا اور اُن کی جائیدادیں اور اثاثے ضبط کر کے اپنے ہم نواؤں میں تقسیم کر دیے۔ اس کٹھن دور میں جماعت مجاہدین انگریزوں کے خلاف برسر پیکار رہی۔ دوسری طرف علماء کے ایک طبقے نے نامساعد حالات کے باوجود حجروں میں اور درختوں کے سائے تلے ٹاٹ بچھا کر قرآن وحدیث کی شمع روشن رکھی۔ موجود دور میں وہی حالات درپیش ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جو تنظیمیں یہود ونصاریٰ کے مظالم کے خلاف مظلوم مسلمانوں کی پشت پناہی کر رہی ہیں اُن سے بھرپور تعاون کیا جائے۔

حکومت کی نئی تعلیمی پالیسی سے عصری تعلیمی ادارے یورپی تہذیب وتمدن میں ڈھل چکے ہیں۔ مزید برآں حکومت معروف دینی مدارس کو سکول وکالج کے ماحول میں تبدیل کرنا چاہتی ہے، چنانچہ دیہی علاقوں میں خالص کتاب وسنت کی تعلیم اور روحانی تزکیہ کے لیے نئے مدارس قائم کیے جائیں۔

اس وقت دینی مدارس کے تحفظ کے لیے علماء متحد ومتحرک ہیں۔ مخلص احباب کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھا کر علماء کو آمادہ کریں کہ وہ قرآن وحدیث کو بنیاد بنا کر دینی مدارس کے نصاب میں یکسانیت کو فروغ دے کر فرقہ وارانہ کشیدگی کے ماحول کو سازگار بنائیں۔

مزید برآں زیر تعلیم طلباء کو معروف غیر ملکی زبانوں کے علاوہ معاشیات، نفسیات اور سیاسیات سے روشناس کرائیں۔ اسلام اور مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ کرایا جائے تاکہ وہ جدید دور میں اسلام کی تبلیغ مؤثر انداز میں کرنے کے اہل ہو جائیں۔

صیہونی ورلڈ آرڈر کے گماشتے ایک طرف بھیڑیے بن کر امت مسلمہ کا خون چوس رہے ہیں اور دوسری طرف بین المذاہب کانفرنسیں منعقد کر کے وحدت الادیان کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں۔ جدید مسلم مفکرین اس سازش کا شکار ہو گئے۔ وہ انسانی بھائی چارہ کا نعرہ لگا کر یہود ونصاریٰ سے محبت کی پینگیں بڑھا رہے ہیں۔ حکومت دینی مدارس کو بھی وحدت الادیان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی صہیونی پالیسی پر کاربند کرنا چاہتی ہے۔ علماء اس سازش کے سد باب کے لیے ملی اتحاد کو پائیدار بنائیں۔ دفاعی لحاظ سے روکھی سوکھی کھا کر آسمان کے سائے تلے درس وتدریس کے لیے کمر کس لیں لیکن یہود ونصاریٰ کی خباثتوں کو طشت از بام کرنے سے باز نہ آئیں۔

ریاست میں مفت تعلیم کی فراہمی اور صحت کی سہولتیں عام کرنا اسلامی حکومت کا فرض ہے۔ چونکہ پاکستان اربوں ڈالر کا مقروض ہے اس بنا پر حکومت تعلیمی بجٹ کو بوجھ سمجھتی ہے، اس لیے حکومت پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔

عیسائی، قادیانی اور سیکولر سرمایہ دار طبقہ اس شعبے پر چھا گئے ہیں۔ وہ ایک طرف بھاری فیس وصول کر کے دولت کما رہے ہیں اور دوسری طرف نئی نسل میں اسلام سے نفرت کے جراثیم داخل کر رہے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ مذہبی جماعتیں روحانی انقلاب برپا کرنے کے لیے تعلیمی میدان کا رخ کریں۔

دینی جماعتیں اسلامی ذہن کے سرمایہ داروں کو ترغیب دیں کہ وہ شتر بے مہار آزادی کے سیلاب کے سامنے بند باندھنے اور وطن عزیز میں روحانی انقلاب برپا کرنے کے لیے تعلیمی شعبے میں سرمایہ کاری کریں۔ سرمایہ دار طبقہ اگر مل یا فیکٹری میں کوالٹی کنٹرول پیداوار مہیا کرتے ہیں تو یہ اُن کی قومی خدمت تو ہے لیکن صدقہ جاریہ نہیں۔ اگر وہ محلہ اور گاؤں کی بنیاد پر پرائمری اور قصبے کی سطح پر ہائی اسکولز کا اِجرا کر کے طلباء وطالبات کی اسلامی ماحول میں آبیاری کا اہتمام کریں تو اس طرح وہ رزق حلال بھی کمائیں گے اور یہ کام اُن کے لیے صدقہ جاریہ بھی ہوگا۔ ان سکولز میں سائنس، انفارمیشن، ٹیکنالوجی، زرعی وصنعتی مہارت حاصل کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ ان درسگاہوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہو کہ اُن میں طلباء وطالبات کی تربیت کا اہتمام خالص اسلامی منہج پر کیا جائے تاکہ ایسے طلباء پاکستان کی ترقی واستحکام میں قائدانہ کردار ادا کرسکیں اور صہیونی افکار کی یلغار کا علمی انداز میں محاسبہ کرسکیں۔ (1)

(1) الاعتصام 17 تا 23 فروری 2012ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احتساب اسلام کا ضمنی پہلو ہے

مغربی سامراج نے پاکستان میں روس کا راستہ روکنے کے لیے روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ لگوایا اس نعرہ کے بل بوتے پر آنے والے طبقہ نے سوشلزم کا ایسا حلیہ بگاڑا کہ بائیں بازو کی جماعتوں نے مستقبل میں سوشلزم کے نعرہ سے کنارہ کشی اختیار کر لی سوشلزم کا ردعمل تحریک نظام مصطفیٰ کی صورت میں نمودار ہوا۔ ان سازگار حالات کے تحت فوری طور پر انتخابات ہو جاتے تو قومی اتحاد کی کامیابی کے امکان روشن تھے جس کے سربراہ اسلام کے نامور عالم دین مولانا مفتی محمودؒ تھے۔

ان حالات میں جمہوریت کے علمبرداروں نے مارشل لاء کو اضطراری طور پر قبول کر لیا اور جمہوریت کو خیرباد کہہ دیا تاکہ اسلام پسند طبقہ سیاسی غلبہ حاصل نہ کر سکے۔ مسلسل گیارہ سال تک اسلام کا چرچا رہا لیکن عملی طور پر اسلام نافذ نہ ہو سکا۔

اس طرح نظریہ پاکستان کے خواب کی تعبیر دھندلا گئی اس سے دینی جماعتوں کی کمر ٹوٹ گئی اور ان کی قائدانہ حیثیت ختم ہو کر رہ گئی۔ اور عوام کا دینی جماعتوں کے اسلام کے نعرہ پر اعتماد متزلزل ہو گیا۔

موجودہ الیکشن مہم میں احتساب کے نعرہ نے پاکستان کی سیاسی فضا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ مقبوضہ کشمیر کے مظالم، افغانستان کی خانہ جنگی اور فلسطین میں نئی یہودی بستیوں کی آباد کاری جیسے عالمی مسائل کو پس پشت ڈال کر پاکستان کا ہر شہری احتساب کا ورد کر رہا ہے۔

سیاسی و مذہبی لیڈر عوامی حمایت کے لیے احتسابی عمل سے متعلق ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بیان بازی کر رہے ہیں۔

اہل علم بخوبی واقف ہیں کہ خوراک، لباس اور رہائش مہیا کرنا اسلامی حکومت کا اولین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشی مقصد رہا ہے۔ اسی طرح دنیا و آخرت میں احتساب کا تصور بھی سب سے پہلے اسلام نے پیش کیا، تاریخ اسلام میں بے شمار واقعات موجود ہیں۔ خلیفہ وقت اور صوبائی عمال کا مسجد میں محاسبہ کیا گیا جس کی نظیر دنیا کی کسی دوسری قوم کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

اسلام ہمہ گیر ضابطہ حیات ہے۔ احتساب اس کا ضمنی پہلو ہے۔ اس لیے دینی جماعتیں اپنی صفوں میں اتحاد قائم کر کے اسلام کی بالادستی کے لیے جدوجہد کریں۔ اور احتساب کو محض اپنی سرگرمیوں کا محور نہ بنائیں۔

سیاسی کرپشن کا خاتمہ کیسے ممکن ہے؟

عالمی بنک اور عالمی مالیاتی فنڈ سے قرضے لے کر غیر ترقیاتی اور غیر پیداواری اخراجات پر بے پناہ دولت خرچ کی گئی سیاسی وفاداریاں تبدیل کرنے پر دولت ضائع کی گئی، حکومت کا کوئی شعبہ سیاسی لٹیروں کی لوٹ کھسوٹ سے محفوظ نہ رہا۔ اب ان کے محاسبے کا عمل شروع ہے۔ ثبوت ملنے پر چند بدعنوان ممبران آئندہ انتخابات کے لیے نااہل ہو جائیں گے۔ دوسروں کو عوامی احتساب کے ترازو میں تولا جائے گا۔ اور احتساب کا باقی ماندہ عمل آئندہ منتخب حکومت کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے گا۔ لیکن پاکستان کے سول دور کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ حزب اقتدار اور اختلاف ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی تو کر سکتے ہیں لیکن ٹھوس عملی کارروائی کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ

قومی خزانہ کو ناجائز انداز میں لوٹنے والے، نادھندہ اور قرضوں کی معافی کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے والے افراد سے دولت لے کر عالمی مالیاتی فنڈ میں جمع کرائی جائے تاکہ غریب عوام پر مزید ٹیکس نہ لگانے پڑیں۔

جمہوری نظام حکومت میں مقننہ کے فرائض میں قانون سازی شامل ہے۔ سڑکیں نالیاں تعمیر کرنا اور تبادلے تقرریاں کرانا اسمبلی کے ممبران کے ذمہ داری نہیں ہے۔ یہ انتظامیہ کے فرائض میں شامل ہے انتظامیہ میں کسی قسم کے بدعنوانی کا محاسبہ ممکن ہے کیونکہ وہ مستقل ملازم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں جبکہ ممبران اسمبلی کے محاسبہ میں حکومت کو ہارس ٹریڈنگ کا خطرہ درپیش رہتا ہے۔ بدعنوانی کے خاتمہ کے لیے ایک قانون کی ضرورت ہے کہ آئندہ سے منتخب ارکان کو کسی قسم کے انتظامی اختیارات تفویض نہ کیے جائیں علاوہ ازیں ترقیاتی سکیموں کی آڑ میں سیاسی رشوت کا دروازہ بند کیا جائے۔ یہی کرپشن کے جراثیم کے خاتمہ کا واحد حل ہے۔ (1)

(1) ہفت روزہ تسخیر لاہور زیر ادارت صاحبزادہ خورشید احمد گیلانیؒ، 23 تا 30 جنوری 1997ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشی دھماکہ کی ضرورت

11 مئی 2013ء کے الیکشن کے ابتدائی نتائج میں مسلم لیگ (ن) کو برتری حاصل ہوئی تو رات گئے میاں محمد نواز شریف نے پریس کانفرنس میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا کہ دعا کریں ''مجھے کسی بیساکھی کی ضرورت نہ رہے۔'' اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے حمایتوں کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور وہ واضح اکثریت سے کامیاب ہوئے پھر 28 مئی یوم تکبیر کے موقع پر وزیر اعظم محمد نواز شریف نے خطاب میں کہا کہ میں نے پہلے ایٹمی دھماکہ کیا اب میں معاشی دھماکہ کروں گا۔ محترم میاں صاحب 1997ء میں جب برسر اقتدار تھے اس وقت میں نے گزارشات کیں جس کا عنوان تھا:

معاشی بحران کے سدباب کے لیے پائیدار قانون کی ضرورت

آزادی سے قبل ہم ہندوؤں کی اقتصادی اور انگریزوں کی سیاسی غلامی میں جکڑے ہوئے تھے۔ برصغیر کے مسلمانوں کی ان تھک محنت رنگ لائی۔ تو دنیا کے نقشہ پر پاکستان نمودار ہوا۔ افسوس کہ سابقہ حکمرانوں کی ہیرا پھیری اور اسلام کے معاشی نظام سے انحراف کی بدولت آج ہم اربوں ڈالر کے حساب سے عالمی مالیاتی اداروں کے مقروض بن چلے ہیں۔ ہم نہ صرف اپنے سالانہ بجٹ کا بیشتر حصہ قرضوں اور سود کی ادائیگی پر ضائع کر دیتے ہیں بلکہ بھاری شرح سود پر شارٹ سکیم کے تحت مزید قرضہ لینا پڑتا ہے۔

۱۹۹۷ء کی الیکشن مہم میں مسلم لیگ نے معاشی انقلاب برپا کرنے کا اعلان کیا تو قوم نے ان کو واضح مینڈیٹ دیا۔ محترم وزیر اعظم جناب محمد نواز شریف نے برسر اقتدار آ کر قرض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اتارو ملک سنوارو مہم شروع کی تو عوام نے دل کھول کر عطیات جمع کرائے جو ان کی حب الوطنی کا بین ثبوت ہے۔ لیکن یہ خبر پڑھ کر انتہائی دکھ ہوا کہ حکومت نے آئی ایم ایف سے ایک ارب ۶۰ کروڑ ڈالر قرضہ لینے کا معاہدہ کر لیا ہے جو قوم کے روشن مستقبل کے لیے تاریک پہلو ہے۔ آئی ایم ایف کے پالیسی ساز یہودی ہیں جو ڈیپازٹ کی بنیاد پر عالمی مالیاتی اداروں پر چھائے ہوئے ہیں جو دنیا بھر میں یہودی حکومت قائم کرنے کے ناپاک منصوبہ پر کوشاں ہیں اور اقوامِ عالم خصوصاً مسلم ممالک کو سود کے جال میں پھنسا کر اقتصادی سطح پر مفلوج کر کے سیاسی سطح پر بالادستی قائم کرنا چاہتے ہیں۔

اللہ ذوالجلال اور امام کائنات ﷺ نے سود کو قطعی طور پر حرام قرار دیا ہے۔ اس بارے میں کسی قسم کی مصلحت کی گنجائش نہیں۔

ہم وزیراعظم پاکستان محترم میاں محمد نواز شریف صاحب سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ قومی اسمبلی کے اجلاس میں آئندہ سودی قرضہ نہ لینے کا پائیدار قانون وضع کریں تاکہ آپ کے بعد بھی کوئی حکمران وطن عزیز کو آئی ایم ایف I.M.F کی کالونی نہ بنا سکے۔ یہی گولڈن جوبلی سال کا نادر تحفہ ہے جس کے ہم منتظر ہیں۔ (1)

صیہونی تنظیم افغانستان میں طالبان کی اسلامی حکومت کو ختم کرنا چاہتی تھی جو حکومت پاکستان کی سپورٹ کے بغیر مشکل امر تھا جبکہ پاکستان کی سول حکومت سے تعاون کی کوئی توقع نہ تھی منظم منصوبہ سے مارشل لاء کے لیے فضا سازگار کی گئی۔ میاں محمد نواز شریف کو ملک بدر کر دیا گیا اور جنرل پرویز مشرف نے برسر اقتدار آکر امریکہ کو مطلوبہ سپورٹ فراہم کی۔

13 سال بعد جب میاں محمد نواز شریف صاحب تیسری دفعہ برسراقتدار آئے تو قوی امید تھی کہ جس طرح انہوں نے امریکی دھمکی کی پرواہ کیے بغیر ایٹمی دھماکہ کیا تھا اسی طرح وہ پاکستان کی خوشحالی کی خاطر پارلیمنٹ میں سودی قرضہ نہ لینے کا کوئی قانون پاس کر کے معاشی دھماکہ کریں گے جو پاکستان کی سلامتی و خودمختاری کے لیے از حد ضروری ہے مگر افسوس صد افسوس میاں صاحب نے عامۃ الناس کے خوابوں کو چکنا چور کر دیا اور پاکستان کو مستحکم اور خود

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختار بنانے کی بجائے اسے لبرل پاکستان بنانے پر گامزن ہیں اور آئی، ایم، ایف کے سودی قرضے کے خاتمہ کی بجائے خاطر خواہ قرضے پہ قرضہ لیے جا رہے ہیں۔

میاں صاحب! خدارا اس ملک کو یورپی ملک نہ بنائیں، اگر وطن عزیز کا استحکام چاہتے ہیں تو سیدنا عمر فاروق کی وصیت پر عمل کریں تو یقیناً ملک معاشی طور پر خوشحال ہوگا۔ (2)

---

(1) ہفت روزہ الاعتصام 31 اکتوبر 1997ء۔

(2) ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث 15 اپریل 2016ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایٹمی کے بعد ایمانی دھماکہ کی ضرورت

ہندو سامراج نے آج تک پاکستان کے وجود کو تسلیم نہیں کیا۔ وہ اب بھی اکھنڈ بھارت کی سازش میں مصروف ہے۔ مسئلہ کشمیر بھی اسی ناپاک منصوبہ کا حصہ ہے۔ وہ پاکستان پر کئی بار جنگ مسلط کر چکا ہے۔ جس کے نتیجہ میں پاکستان کا ایک بازو کٹ کر رہ گیا ہے۔ اکھنڈ بھارت کے لیے را کے ایجنٹ سیاسی ونسلی اور لسانی تعصبات کو بھڑکا رہے ہیں تاکہ پاکستان پانچ یا زائد خود مختار حصوں میں بٹ کر رہ جائے۔ بصورت دیگر کنفیڈریشن پر دستخط کرنے پر مجبور ہو جائے۔ ارباب غلام رحیم رکن قومی اسمبلی کا بیان ۱۶/۶/۹۶ کے اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ "سندھ کے تھر کو ہندوسٹیٹ بنانے کے لیے زور دار مہم کا آغاز، ہندو، قادیانی، اور عیسائیوں نے علاقے کے نوے فی صد سے زائد کاروبار پر مکمل کنٹرول کرلیا۔ لابی اسلام کوٹ کو منی ہندوستان کے نام سے پکارتی ہے۔ اور ہم اسلام کا قلعہ تصور کرتے ہیں۔"

ہندو سیاست کی بنیاد اس کے سب سے بڑے سیاسی مفکر کوٹھیا کی فکر پر ہے، کوٹھیا نے صاف کہا ہے کہ ریاست کو ہر لحہ اس کی فکر ہونی چاہیے کہ اس کا دائرہ حکومت وسیع ہو۔ سرحدیں برابر پھیلیں اور دوسری ریاستوں میں تفریق ڈال کر وہ اپنا اثر برابر بڑھائے اور ان کو اپنے زیر تسلط لائے۔ (ہسٹری آف فلاسفی جلد اول صفحہ نمبر ۱۱۵)

ہندو بھارت کی حفاظت کے لیے بحر ہند اور گرد ونواح کی ریاستوں پر کنٹرول کرنا چاہتے ہیں۔ اسی لیے بھارت نے بحری وہوائی قوت میں اضافہ کرنے کے لیے بجٹ کا وافر حصہ مقرر کیا۔ اور اٹامک انرجی کے حصول کے لیے تگ ودو شروع کر دی۔

برصغیر کے مسلمانوں کا اسلام سے لگاؤ اپنی مثال آپ ہے۔ اور عالم اسلام کے اتحاد کی تڑپ اور مسلم ممالک کے مسائل سے گہری دلچسپی پاکستان کی خارجہ پالیسی کا طرۂ امتیاز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ پاکستان نے آج تک اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ عرب اسرائیل جنگ کے دوران پاکستان نے کھل کر اسرائیل کی مخالفت کی اور عربوں کی حمایت کی۔ اسی لیے اسرائیل نے پاکستان کے دشمن بھارت کے ساتھ فوجی تعاون کے معاہدوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ایٹمی ٹیکنالوجی اور یورینیم فراہم کرنے کا معاہدہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

جب بھارت نے ۱۹۷۴ء میں ایٹمی دھماکہ کر دیا تو اس وقت پاکستان کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے برملا اعلان کر دیا کہ ''ہم گھاس کھالیں گے مگر ایٹم بم ضرور بنائیں گے۔'' انہوں نے اٹامک انرجی کی بنیاد رکھ دی اور اس کی ممکنہ ضروریات پوری کرنے کی از حد کوشش کی۔ اسرائیل میں نوے ہزار بھارتی اور یہودی آباد ہیں، جنہوں نے دنیا بھر میں پراپیگنڈہ شروع کر دیا کہ پاکستان اسلامی ایٹم بم بنا رہا ہے۔

افغان روس جنگ کے دوران امریکہ کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر صدر ضیاء الحق نے ایٹمی توانائی پر تیزی سے کام جاری رکھا، روسی فوجوں کی شکست کے بعد امریکہ کو پاکستان سے تعلقات قائم رکھنے کی مجبوری ختم ہوگئی تو امریکہ کی طرف سے پاکستان پر فائی نوعیت کی پابندیاں عائد ہوگئیں۔ بلکہ پاکستان کی ماہرانہ صلاحیت عالم کفر کے لیے خطرہ کی علامت بن گیا اور وطن عزیز غیر مسلم قوتوں کے فتنوں کی آماجگاہ بن گیا۔ (صوبائی تعصب کا زہر، مذہبی تصادم اور بم دھماکوں میں بے گناہ افراد کا قتل اور نسلی ولسانی بنیادوں پر سیاسی تنظیموں کا قیام ان کی پالیسی کا نتیجہ ہے) دوسری جانب امریکہ اور اس کے اتحادی چین کا گھیراؤ کرنے کے لیے پر تول رہے ہیں۔ اسے علاقے میں پولیس مین کی ضرورت تھی۔ اور بھارت کو بھی ایشیا میں برطانوی ایمپائر کا جانشین بننے کا شوق تھا۔ روس کی جانب سے مالی ناامیدی کے بعد اب اس کی نظریں امریکہ پر لگی ہوئی تھیں۔ چونکہ کلنٹن کابینہ کا ان سرکل یہودی النسل ہے۔ امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ میڈلین البرائیٹ، سینٹر ولیم کوہن امریکی سیکرٹری دفاع، امریکی سیکرٹری خزانہ روبن اور سموئیل برگر نیشنل سیکورٹی ایڈوائزر یہ سب یہودی ہیں۔ امریکہ کے نائب صدر الگور انتظامیہ میں شامل سب افراد سے زیادہ اسرائیل کے حامی ہیں۔ اس لیے امریکی حکومت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اکثر اہم فیصلے تل ابیب میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسرائیل نے بھارت اور امریکہ کے درمیان گلے شکوے دور کرا دیئے اور ان کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا۔ امریکہ اور اسرائیل کے اشارے پر بھارت نے پانچ ایٹمی دھماکے کر دیئے تو پاکستانی عوام میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ عالمی غنڈوں کی طرف سے ہندوستان پر تجارتی واقتصادی پابندیاں عائد کرنے کی بجائے پاکستان پر دباؤ بڑھ گیا کہ ایٹمی دھماکہ نہ کیا جائے۔ لیکن پاکستان نعرہ تکبیر کی فضاؤں میں چھ ایٹمی دھماکوں کے بعد دنیا کی واحد مسلم ایٹمی قوت کے طور پر نمودار ہوا ہے اور پوری دنیا کے مسلمان پاکستان کے ایٹمی قوت بن جانے پر خوش ہیں۔ اور خطے کے مسلمان ممالک اسرائیل کی ایٹمی قوت سے خود کو محفوظ کرنے لگے ہیں کیونکہ اسرائیل گیارہ ایٹمی تجربات امریکہ میں اور دو تجربات بھارت میں کر چکا ہے۔ جہاں ایک طرف پاکستان کے ایٹمی دھماکوں پر امریکہ اور اس کے اداروں کی طرف سے لگنے والی پابندیوں کے ساتھ ہی سعودی عرب ودیگر اسلامی ملکوں کے نمائندے پاکستان آئے ہیں اور پاکستان کو اخلاقی واقتصادی امداد کی حمایت کا یقین دلایا ہے۔ جب کہ پاکستان کی میزائل ٹیکنالوجی میں ریکارڈ کامیابیوں کے بعد یہودی لابی نے اسی پروگرام کو اسرائیل کے لیے خطرہ قرار دینا شروع کر دیا تھا۔ اس پروپیگنڈہ کی آڑ میں امریکہ سے پیٹریاٹ سسٹم کی درخواست کی۔ امریکی محکمہ دفاع کے پینٹاگون نے اسرائیل کے دفاع کو ناقابل تسخیر بنانے کے لیے اسے ۷۲ ملین ڈالر کی لاگت کا پیٹریاٹ میزائل سسٹم دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

یہ درست ہے کہ اگر اسرائیل نے کسی مسلم ملک کے خلاف ایٹمی جارحیت کا ارتکاب کیا تو پاکستان اس کا منہ توڑ جواب دے گا۔ ان شاء اللہ لیکن اس سے بڑھ کر مناسب یہ ہے کہ ہر اسلامی ملک کو اپنے دفاع کے لیے ایٹمی ٹیکنالوجی خود حاصل کرے چاہے اس کے حصول کے لیے پاکستان کے ساتھ معاہدہ کرنا پڑے یا بھاری قیمت ادا کر کے خرید لی جائے۔ پاکستان کو بھی منتقل کرنے میں بخل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ایک تو وہ خود یہودی اداروں کے سودی قرضوں سے نجات حاصل کر لے گا۔ دوسری طرف مسلم بھائی کے یہود کے خلاف ہاتھ مضبوط ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائیں گے۔

پاکستان کو سی ٹی بی ٹی پر اس وقت تک دستخط نہیں کرنا چاہئیں جب تک ایٹمی کلب کا ممبر بنا کر سلامتی کونسل میں اسے مستقل رکن کی حیثیت سے تسلیم نہ کر لیا جائے۔ مسلمان جنہوں نے سپین میں اہل یورپ کے علوم وفنون سکھائے۔ اہل مغرب کی سائنسی ترقی دیکھ کر مسلمانوں کی نئی نسل اپنے اسلاف کو بھول چکی تھی۔ آج پھر ڈاکٹر عبدالقدیر نے ثابت کر دیا ہے

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

بھارت کے ایٹمی دھماکہ میں ڈاکٹر عبدالکلام اور فرانس کے جوہری تجربوں میں پاکستانی سائنس دان محمد اصغر کا وافر حصہ ہے۔ آج بھی اگر مسلم سائنس دانوں اور فنی ماہرین کی حوصلہ افزائی اور خصوصی مراعات دی جائیں تو وہ خلائی سیارے چھوڑ کر دنیا کی حرکات وسکنات پر کنٹرول کر سکتے ہیں، اور بحری بیڑے بنا کر سمندری حدود میں ملت اسلامیہ کی سلامتی کا پرچم لہرا سکتے ہیں۔ کیونکہ بھارت نے اسرائیلی ماہرین کی مدد سے تیز رفتار فوجی کشتیاں تیار کر لی ہیں جو اب بھارتی بحریہ کے سپرد کر دی گئی ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کو بحری قوت میں اضافہ کرنے پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

ایمانی دھماکہ کے لیے فضا سازگار ہے:

پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کی خبر سن کر وطن عزیز کے کونے کونے میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ نیک بندے رب کے دربار میں سجدہ شکر بجا لائے۔ مخیر احباب نے غرباء میں مٹھائیاں تقسیم کیں، ملک کی تمام سیاسی جماعتوں نے ایٹمی دھماکہ پر تائیدی بیان جاری کیے۔ ایٹمی دھماکہ نے پاکستان کو قومی اتحاد کی نعمت سے بھی نوازا۔

جناب میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم پاکستان نے ڈالروں کو ٹھوکر مار کر قومی غیرت کا ثبوت دیا۔ محض اللہ کے بھروسہ پر کشکول توڑ دیا اور امریکہ پابندیوں کو ''تھینک یو امریکہ'' کہہ کر خیر مقدم کیا تو ارض وسموات کے مالک کی نصرت غالب آئی اور چاغی کے پہاڑی علاقے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں تیل کے وسیع ذخائر نکل آئے جو پاکستان میں دریافت ہونے والا سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔ ذخیرہ کا انکشاف ایٹمی دھماکہ کے وقت سرنگ کھودتے وقت ہوا۔ (1)

قومی اتحاد کی سازگار فضا سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلامی ریاست کے تمام شعبوں میں شرعی قانون کا نفاذ کر کے قوت ایمانی کا دھماکہ کر دیا جائے۔ سودی نظام کا خاتمہ اور اسلامی معیشت کا قیام برطانوی نظام عدل کی بجائے شرعی عدالتوں کا قیام اور حکومتی افراد کے چناؤ کے لیے اہلیت وقابلیت کو بنیاد بنا دیا جائے تو وہی رب ذوالجلال پاکستان کو معدنی دولت سے مالا مال کرنے پر قادر ہے جس طرح اس نے سعودی حکومت کو شرعی قانون لاگو کرنے پر تیل کی دولت عطا کر دی تھی۔

یہودی مالیاتی اداروں نے عالمی سطح پر اپنی گرفت مضبوط کی ہوئی ہے۔ وہ سودی قرضوں کی دلدل میں پھنسا کر جو چاہتے ہیں منوا لیتے ہیں۔ ان قرضوں کا بیشتر حصہ وہ ادارے چور دروازوں سے خود ہضم کر لیتے ہیں۔ جو کچھ ملک میں آتا ہے اس کا غالب حصہ سیاسی مفادات کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔ ایٹمی دھماکوں کے بعد امریکہ کی طرف سے جو پابندیاں عائد ہوئی ہیں وہ زیادہ دیر تک قائم نہیں رہیں گی۔ کیونکہ امریکہ کے اقتصادی وتجارتی مفاد کو نقصان پہنچے گا۔

وطن عزیز کے مفاد کے لیے ضروری ہے کہ قومی ایجنڈا پر سختی سے عمل کیا جائے اور سابقہ قرضہ ادا کیا جائے۔ علاوہ ازیں آئینی طور پر قانون پاس کر دیا جائے کہ آئندہ کسی ادارہ سے سودی بنیاد پر قرضہ نہ لیا جائے گا۔ خواہ حالت جنگ میں اسلحہ ناپید ہو جائے یا حالت امن میں لوگ بھوک سے نڈھال ہو رہے ہوں۔ یہودیوں کی معاشی جنگ سے بچ نکلنے کا یہی راستہ ہے۔ جب اس پر عمل پیرا ہوں گے تو ہم صحیح معنوں میں سیاسی سطح پر آزاد ہوں گے۔ ورنہ یہودی ورلڈ آرڈر کے تابع ہو کر رہنا پڑے گا۔ (الاعتصام: ۳۱ جولائی ۱۹۹۸ء)

---

(1) نوائے وقت ۲۰/۶/۹۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لمحہ فکریہ! پاکستان کی اقتصادی زبوں حالی

جب پاکستان دنیا کے نقشہ پر نمودار ہوا تو تقسیم ہند کی بنا پر مہاجرین کی آبادکاری کے لیے مالی مشکلات کا سامنا تھا، تب ہماری بے لوث قیادت نے کسی سامراجی ملک یا بین الاقوامی ادارہ سے سودی قرض نہیں لیا اور نہ کسی نے پیش کش کی۔

مگر جب وطن عزیز اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا تو ۱۹۵۶ء میں چوہدری محمد علی کی وزارت عظمیٰ میں ۴ کروڑ ڈالر قرضے کا سلسلہ شروع ہوا۔ بدقسمتی یہ رہی کہ آنے والی ہر حکومت غیر پیداواری کاموں کے لیے مزید قرضے حاصل کرتی رہی اور سالانہ سود تو ادا کرتی رہی مگر کسی نے اصل زر واپس کرنے کی کوشش نہ کی۔ ۹۹، ۱۹۹۸ء میں یہی قرضہ ۴۱ ارب ۷۰ کروڑ ڈالر تک پہنچ گیا۔ ملکی بجٹ کا زیادہ حصہ سودی قسط کی ادائیگی میں صرف ہو جاتا ہے اب تو صورت حال یہ ہے کہ بھاری شرح پر سودی قرضہ لے کر پہلے قرضہ کی سودی قسط ادا کرنا پڑتی ہے حتیٰ کہ قرضوں کی ادائیگی کے چکر میں حساس محکمے وادارے اور اہم مقامات غیر ملکی کمپنیوں کو فروخت ہو رہے ہیں۔

آزادی سے پہلے مسلمان ہندوؤں کے مقروض تھے جبکہ آزادی کے بعد زرعی، کاروباری طبقہ بنکوں کا مقروض ہے جو اپنے خون پسینہ کی کمائی ان بنکوں کو سود کی شکل میں ادا کرتا ہے۔ اس طرح ہماری حکومتیں بین الاقوامی اداروں سے قرض لیتی ہیں، پھر سود کی ادائیگی کے لیے عوام پر بے جا ٹیکس عائد ہو جاتے ہیں۔ ان مالیاتی اداروں پر یہودی تسلط ہے جو قرضہ دیتے وقت ریاست کی سالمیت کے منافی کڑی شرائط بھی عائد کرتے ہیں۔ اس بنا پر مقروض ملک اپنی مرضی سے داخلی و خارجہ پالیسی وضع نہیں کر سکتے۔ جب تعلیمی نصاب یہود

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

این جی اوز کی مرضی سے مرتب ہوتو عدالتوں میں شرعی قانون کیسے نافذ ہو سکتا ہے؟ پاکستان ملٹی نیشنل کمپنیوں کے لیے سونے کی چڑیا بن چکا ہے۔ جب کوئی قوم پینے کے لیے مشروبات، کھانے کے لیے برگر، علاج کے لیے ادویات، زرعی پیداوار کے لیے بیج، کھاد، ادویات، شیو کے لیے بلیڈ، ہاتھ دھونے کے لیے صابن، نہانے کے لیے شیمپو، چہرہ کی خوبصورتی کے لیے پوڈر، کریم، پاؤں کے لیے جوتی، سواری کے لیے موٹر سائیکل، عورتوں کے زیب وزیبائش کے لیے میک اپ کا سامان، عادت کے لیے سگریٹ نوشی وغیرہ غرضیکہ روزمرہ زندگی کے استعمال کی اشیاء تک ملٹی نیشنل کمپنیوں کی تیارشدہ استعمال کرتی ہو اس ملک کو ملٹی نیشنل کمپنیوں کے لیے سونے کی چڑیا نہ کہیں تو اور کیا کہیں، صرف امریکہ کی ملٹی نیشنل کمپنیوں نے ۹۹، ۱۹۹۸ء میں پاکستان سے ۴۵ ارب روپے کمائے۔

یہ کمپنیاں اربوں ڈالر کا سرمایہ کما کر پاکستان کو سود پر قرضہ دیتی ہیں گویا ہماری جوتی ہمارے سر پر۔ وہ قوم جو ایٹم بم بنا سکتی ہے وہ روزمرہ ضروریات کی اشیاء کیوں نہیں بنا سکتی، یہی توجہ طلب پہلو ہے۔(1)

---

(1) المنبر: ۱ تا ۳۱ مارچ ۲۰۰۲ء، ماہنامہ الفاروق، کراچی، جمادی الاولی ۱۴۲۳ھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنکاری کی نوبت کیوں آتی ہے؟

صیہونی اکابرین نے تدریجی تگ و دو سے بنکاری کا نظام وضع کیا۔ سابقہ دور میں عیار طبقہ سازشی جال سے ریاستوں کو محاذ آرائی میں مبتلا کرتا رہا تو متحارب حکومتیں معاشی بحران پر قابو پانے کے لیے سودی قرضہ لینے پر مجبور ہوتی رہیں۔ اگر گردش ایام سے حکومت تبدیل ہو جاتی تو برسر اقتدار بادشاہ قرضہ دینے سے انکار کر دیتا کہ آپ سے میں نے حاصل نہیں کیا۔ چنانچہ صیہونی مدبرین کی مسلسل فکری تگ و دو سے بادشاہت کے خلاف انقلابی تحریک نمودار ہوئی۔ انقلاب فرانس کے بعد عوام کو اقتدار اعلیٰ کے اختیار مل گئے، یہی وجہ ہے کہ نومنتخب حکومت سابقہ جمہوری حکومت کے کیئے گئے معاہدوں پر عمل پیرا ہونے کی پابند ہے۔

جمہوری نظام میں عوام مقررہ مدت کے بعد ارکان پارلیمنٹ کا چناؤ کرتے ہیں لیکن وہی منتخب نمائندے رائے عامہ کو پس پشت ڈال کر قانون سازی کرتے ہیں اور وطن کی سلامتی کے منافی معاہدے کرتے ہیں۔ وہ خفیہ قوت عالمی ساہوکاروں کی ہے جو حکومت کو قرضہ فراہم کرتے ہوئے کڑی شراط عائد کرتے ہیں۔ عالمی مالیاتی اداروں کے کئی حصہ دار ہوتے ہیں۔ جن کا سرمایہ زیادہ ہوتا ہے اس کے ووٹ کی قدرو قیمت زیادہ ہوتی ہے چنانچہ یہودی کثیر سرمائے کے بل بوتے پر اپنی مرضی کے فیصلے صادر کرواتے ہیں۔ قومی امیدوار مہنگائی کے دور میں لاکھوں سے بڑھ کر کروڑوں روپیہ تک الیکشن مہم پر خرچ کرتے ہیں وہ ترقیاتی منصوبوں کی آڑ میں خرچ شدہ رقم کا کئی گنا وصول نہ کرلیں انہیں چین ہی حاصل نہیں ہوتا۔ بعض ہارس ٹریڈنگ کے دوران کروڑوں میں بک جاتے ہیں۔ وزارتی ٹیم کے بیشتر ارکان بین الاقوامی سطح پر تجارتی لین دین اور اپنے ملک میں غیر ملکی کمپنیوں کو تعمیراتی منصوبے دیتے ہوئے اربوں ڈالر کمیشن لے کر معاہدے کرتے ہیں۔ سرمایہ کاری کا رجحان ہیروئن کے نشہ کی صورت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختیار کر گیا ہے۔ جس ملک کے بجٹ کا خاطر خواہ حصہ سیاسی ساہوکاروں کی جیب میں منتقل ہو جائے تو حکومت کو بجٹ کا خسارہ پورا کرنے کے لیے عالمی مالیاتی اداروں سے سودی قرضہ لینا پڑتا ہے۔

طاغوتی قوت کی سرگرمیوں کا محور یہ ہے کہ بنی نوع انسان وحی الٰہی کے احکام کو پس پشت ڈال کر سیکولر نظام اختیار کرے۔ چنانچہ صیہونی تنظیم کی قائم کردہ سیکریٹریٹ سوسائٹیز اور تحریکیں حکمران طبقہ، لیڈران، آفیسران اور عوام الناس کو شتر بے مہار آزادی کا اسیر بنانے کے لیے متحرک و فعال ہیں۔ صیہونی ساہوکار ریاستوں کو اپنی مذکورہ این جی اوز کی معرفت قرضہ دیتے ہیں، وہ صحت، تعلیم اور سماجی معاشرتی فلاح و بہبود کی آڑ میں سیکولر جراثیم سرایت کرتے ہیں۔

بے ضمیر قیادت عالمی بینک اور آئی ایم ایف سے قرضہ لے کر پھولے نہیں سماتی جیسے انہوں نے سومنات کا مندر فتح کر لیا ہو۔ قرضہ کی مقدار ہر سال پہلے کی نسبت بڑھ جاتی ہے۔ سالانہ سود کی قسط ادا کرنے کے لیے عوام پر جائز و ناجائز ٹیکس میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جب قرضہ کی واپسی کی صورت نظر نہ آئے تو قومی اداروں اور محکموں کی نجکاری کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ 2015ء کے اندازے کے مطابق دنیا کی معیشت و دولت کے مالک صرف 65 افراد ہیں۔ اس طرح پاکستان کی 80 فیصد دولت کے مالک 40 خاندان ہیں۔ سرمایہ داران نج کاری کے عمل میں کھربوں کے اثاثے اربوں میں اور اربوں کے کروڑوں میں خریدتے ہیں۔ یہ ان اداروں میں کام کرنے والے ملازمین کا معاشی قتل ہے۔

یہی سرمایہ دار الیکشن مہم میں من پسند امیدواروں کو سرمایہ فراہم کرتے ہیں اور اپنے ماتحت لاکھوں مزدوروں اور ملازموں کو سگنل دے کر ووٹ کاسٹ کراتے ہیں۔ اس طرح قومی و بین الاقوامی پالیسیاں وضع کرنے میں حکومت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ نجی مالکان پیداوار کی اشیاء کی قیمت اپنی مرضی سے مقرر کرتے ہیں۔ مثلاً کھاد کی قیمت 1300 روپے فی بوری تھی جو نجکاری کے بعد 4000 روپے فی بوری تک پہنچ گئی ہے۔

تجارتی لین دین کی وجہ سے نجی مالکان کا دیگر ممالک سے رابطہ لازمی امر ہے خدانخواستہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ طاغوتی فریب میں مبتلا ہو کر ہڑتال کر دیں تو حکومت کا وقار مجروح ہو گا یا ان کا حکومت سے نرخ یا ٹیکس طے کرنے پر تنازعہ ہو جائے تو وہ مصنوعی قلت کا بحران پیدا کر سکتے ہیں۔

عوام خورد و نوش کی اشیاء ارزاں نرخوں پر مہیا کرنا اور صحت و تعلیم کی مفت سہولت پہنچانا فلاحی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ جب عوامی فلاح و بہبود کے قومی ادارے اور محکمے پرائیویٹ شعبہ میں منتقل ہو جائیں تو جمہوری نظام میں عوام کے لیے for the people کی روشنی میں حکومتی کردار چہ معنی دارد؟

ایک زمیندار اپنی زمین کی کاشت سے اور صنعتکار مصنوعات بیچ کر مکان تعمیر کرتا ہے اور بیٹے کے ولیمہ میں عوام و خواص کی دعوت کرتا ہے۔ اس کے برعکس دوسرا شخص اپنی زمین کا ایک حصہ بیچ کر یا صنعت کار اپنا ایک کارخانہ بیچ کر شیش محل تعمیر کرتا ہے اور آتش بازی و مووی پر خرچ کر دیتا ہے۔ ان میں سے کس کا فعل دانش مندانہ ہے؟

☆ ریاست کی خود مختاری کے لیے معاشی طور پر خود کفیل ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ بجٹ تیار کرتے وقت چادر دیکھ کر پاؤں پھیلاؤ کے اصول پر عمل کیا جائے۔

☆ اسلام میں سود حرام ہے۔ قارون کے سودی پھندے سے نجات معاشی خوشحالی کی ضمانت ہے۔

☆ ارکان پارلیمنٹ قانون پاس کریں کہ چاہے ملک ناگہانی یا جنگ کی صورت سے معاشی بحران میں مبتلا ہو جائے کسی صورت میں بھی سودی قرضہ نہ لیا جائے۔ ترقیاتی منصوبوں کی گرانٹ ضلعی انتظامیہ کو سونپی جائے۔ قومی و صوبائی ارکان اسمبلی حکومتی امور میں مشورہ دینے کے ذمہ دار ہوتے ہیں ان کو تعمیراتی کاموں کی گرانٹ نہ دی جائے۔

اسلام بخل اور اسراف کی مذمت کرتا ہے اور میانہ روی کا درس دیتا ہے حکومتی شعبہ میں کفایت شعاری کی پالیسی اپنا کر سادگی کو فروغ دیا جائے۔ صوبائی یا ضلعی حکومت کو غیر ملکی حکومت یا کمپنی سے معاہدہ کرنے یا قرضہ لینے کا اختیار نہ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صیہونی مکر و فریب سے محفوظ رکھے اور معاشی طور پر خود کفیل بنائے۔ آمین۔(1)

(1) صحیفہ اہلحدیث کراچی، یکم اپریل ۲۰۱۷ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سی پیک منصوبہ

روس نے گرم پانی تک پہنچنے کے لیے جنگ وجدل کا رستہ اختیار کیا اور اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا جبکہ چین نے دوستانہ ماحول میں پاکستان سے سی پیک کا معاہدہ کرلیا۔ چین ون بیلٹ ون روڈ O.B.O.R کے اقتصادی منصوبہ پر 124 بلین ڈالر سرمایہ کاری کر رہا ہے جس کا تہائی حصہ 43 بلین ڈالر پاکستان پر نچھاور کرے گا۔

پاکستان ایشیا کے جنوب اور مغرب کے کنارے پر واقع ہے اس لیے سی پیک پورے خطہ کا سیاسی جغرافیہ تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس منصوبہ سے خصوصاً بلوچستان اور خیبر پختونخواہ کی ترقی کے امکانات روشن ہیں۔ سی پیک کی تکمیل سے پاکستان وسطی اور مغربی ایشیاء کی سیاسی ومعاشی قوت بن کر ابھرے گا۔

ہر شے کی ایجاد اور منصوبوں میں فوائد کے ساتھ مضرات بھی پیدا ہوتے ہیں۔ برطانیہ نے برصغیر میں تجارتی منڈیاں قائم کرنے کی اجازت حاصل کی جنہوں نے بعد میں فوجی چھاؤنیوں کی ہیئت اختیار کر لی اور پھر تسلط قائم کرلیا۔ اس دور میں برصغیر کے باشندوں میں عیسائیت کے اثرات سرایت ہوئے لیکن چین کی شراکت کی صورت میں بدھ مت سے کوئی خطرہ نہیں البتہ الحاد اور مذہب بیزاری کے جراثیم کے اثرات کا خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔

پاکستان کی چین سے چودہ ارب ڈالرز سالانہ تجارت ہے جبکہ بھارت سے ایک سو (۱۰۰) ارب ڈالرز سے زیادہ ہے۔ کاشغر سے گوادر کی سڑک حسن ابدال سے ہوکر گزرتی ہے جہاں سے بھارتی سرحد صرف ۳۰۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ کاشغر سے امرتسر براستہ حسن ابدال ۷۰۰ کلومیٹر کا روٹ ہے۔ چین کے لیے تجارتی لحاظ سے یہ راستہ پرکشش ثابت ہوسکتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے ممکن ہے کہ چین پاکستان پر دباؤ ڈال کر روٹ کی اجازت حاصل کر لے پھر بھارت کو حسن ابدال سے ۴۵۰ کلومیٹر دور کابل جانے کی اجازت کا مسئلہ اٹھ سکتا ہے۔ اگر امریکہ کے دباؤ اور سارک کی تگ ودو سے بھارت' پاکستان اور افغانستان کے درمیان تجارت کی راہ میں حائل رکاوٹیں ختم ہو جائیں تو خدانخواستہ اکھنڈ بھارت کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دیگر ممالک کو راہداری فراہم کرنے کا اختیار حکومت پاکستان کے پاس ہو۔ سی پیک اور گوادر بندرگاہ کے تحفظ کی ذمہ داری پاک آرمی کی ہو جس کے اخراجات کا بجٹ سی پیک کی آمدن سے ہو۔

تازہ اطلاعات کے مطابق چین نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ گوادر میں لین دین چینی کرنسی یوآن میں ہو۔ لیکن پاکستانی حکومت نے چین کے اس مطالبے کو مسترد کر دیا ہے۔ بالفرض چین کے مطالبے کو تسلیم کر لیا جاتا ہے تو اس سے کئی ایک مسائل جنم لیں گے۔ پاکستانی معیشت اور خودمختاری کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ حکومت کا یہ اقدام مستحسن ہے۔

چین نے سی پیک کے منصوبہ پر کثیر مقدار میں سرمایہ کاری کی ہے۔ سرمایہ کی منتقلی تک چین کی شراکت اس کا حق ہے لیکن محدود مدت کے بعد سی پیک پر مکمل اجارہ داری پاکستان کی ہونی چاہیے۔ سی پیک جن علاقوں سے گزرتی ہے اس علاقہ کے لوگوں کو سی پیک کے منصوبہ میں روزگار فراہم کرنا ان کا فطری حق ہے۔ لیکن یاد رہے کہ سی پیک اور دوسرے منصوبے بلاشبہ سودمند ہیں لیکن وطن کی سلامتی پر کوئی آنچ نہ آنے پائے۔

ہفت روزہ اہل حدیث، یکم تا ۷ دسمبر ۲۰۱۷ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشی خوشحالی کا زریں اصول

پاکستان اور چین کو آزادی حاصل کیے ہوئے ستر برس کا عرصہ بیت گیا۔ اس دوران پاکستان اربوں ڈالر کا مقروض ہوگیا جبکہ چین معاشی لحاظ سے اس قدر مستحکم ہوگیا کہ وہ پسماندہ ممالک کو آسان شرائط پر قرضہ فراہم کر رہا ہے۔ مزید برآں اُس نے ون بیلٹ ون روڈ OBOR کے منصوبہ پر ایک سو چوبیس بلین ڈالر کی سرمایہ کاری کی جس کا تہائی حصہ تینتالیس بلین ڈالر پاکستان میں سی پیک کے منصوبے پر خرچ کر رہا ہے۔ اس منصوبے سے پاکستان کو جہاں خاطر خواہ معاشی فوائد حاصل ہوں گے وہاں الحاد کے پھیلنے کا خطرہ بھی موجود رہے گا۔ ایک ساتھ آزاد ہوئے معاشی لحاظ سے اُن میں اس قدر فرق کیوں ہوا؟

چین کی مخلص قیادت ماوزے تنگ اور چواین لائی نے سرکاری فرائض کی انجام دہی میں قومی مفاد کو ترجیح دی۔ وہ قومی خزانے کی امانت میں کرپشن کے مرتکب نہیں ہوئے۔ اس بنا پر چین دفاعی و معاشی لحاظ سے اس قدر مستحکم ہوگیا کہ ایشیا میں امریکا کو اپنی چودھراہٹ کا خطرہ لاحق ہوگیا۔ چینی قیادت نے اسلام قبول نہیں کیا لیکن طرز حکومت میں خلافت راشدہ کی سادگی، ایثار، عوامی خدمت اور عدل وانصاف کے رہنما اصول پر عمل پیرا ہے۔

محمد علی جناحؒ تحریک پاکستان کے دوران اَن تھک جدوجہد کی وجہ سے علیل ہوگئے۔ وہ موت و حیات کی کشمکش میں خلافت راشدہ کا نظام رائج کرنے کی حسرت لے کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ اُن کے بعد اقتدار پر ایسی قیادتیں فائز ہوتی رہیں جنھوں نے نظریہ پاکستان کے تقاضوں کو بروئے کار لانے میں روگردانی کی اور امور حکومت میں عوامی وقومی مفاد کو مدنظر رکھنے کی بجائے ذاتی مفاد کو مدنظر رکھنے کی بجائے ذاتی کو ترجیح دی۔ غیر ترقیاتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاموں کی آڑ میں میں سیاسی رشوت کا بازار گرم رہا۔ طاغوتی قوتوں نے اپنے ملکوں میں ''کالا دھن'' یعنی لوٹ مار کی دولت کو تحفظ کرنے کے مواقع فراہم کیے۔

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے معاشی خوشحالی کے لیے سنہری اصول بیان فرمایا:

''لوگو! میرے نزدیک ہماری معاشی حالت اُس وقت نہیں سنور سکتی جب تک ہم تین باتوں کا خیال نہ کریں: حق سے لینا، جائز کاموں پر خرچ کرنا اور ناجائز کاموں پر خرچ نہ کرنا۔'' (کتاب الخراج از امام ابو یوسف ؒ، ص: ۱۱۷)

چینی قیادت نے فاروقی قول کو اپنی معاشی حکمت عملی کا ماٹو بنالیا تو انھوں نے معاشی میدان میں امریکہ سے سبقت حاصل کرلی لیکن ہم نے خلافت راشدہ کے زریں اصولوں کو پس پشت ڈال دیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سودی نظام سے توبہ تائب ہوکر اسلام کے زریں معاشی اصولوں کو اپنالیں تاکہ معاشی طور پر خودکفیل ہوسکیں۔ ☆

☆ الاعتصام، ۱۵ تا ۲۱ دسمبر ۲۰۱۷ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رمضان المبارک کا تقدس بحال کریں

ہمارے ملک میں جنسی آوارگی، عریانی و فحاشی اور بے پردگی اور فکری بے راہ روی جس طرح روز افزاں ہے وہ محتاجِ وضاحت نہیں اور یہ سب کچھ اس ملک میں ہو رہا ہے جس کے بانی نے اسلامیہ کالج پشاور میں اپنی تقریر میں کہا تھا: ''ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا ہمارا مقصود تھا جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔'' قیام پاکستان کے بعد اسلامی اصول وضوابط اور تہذیب وتمدن کی عکاسی کے لیے تمام صدائیں صدا بصحراء ثابت ہوئیں، سرخ وسفید ازم کے علمبرداروں اور اسلام دشمن تحریکوں نے پاکستان میں اسلامی روح کو مٹانے کے لیے ذرائع ابلاغ کو خصوصی طور پر آلہ کار بنایا۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک میں عوام آمریت پوش آزادی ومساوات اور بے حیائی کے طوفان کو روکنے کے لیے احتجاجاً سڑکوں پر نکل آئے۔ بے شمار جان نثاروں نے اپنا قیمتی سرمایہ احیائے اسلام پر قربان کر دیا۔ جس کے نتیجے میں اقتدار کی کنجی جنرل محمد ضیاء الحق کے پاس آ گئی۔ آزادی کے بعد پہلی دفعہ کھلم کھلا اسلامی قانون نافذ کرنے کا اعلان کیا گیا۔ مکدر فضا امن وسکون کی گہوارہ بن گئی۔ اطمینان کی لہر دوڑ گئی کہ ہمارے شہیدوں کا لہو رنگ لائے گا۔ تدریجی طریقہ سے اسلامی قانون کی تدوین کے لیے کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ اسلامی اصطلاحات سے عوام الناس کو پرچایا گیا لیکن کسی شعبے میں بھی اسلامی اقدامات بروئے کار نہیں لائے گئے۔

دین اسلام کے علماء حق متفقہ طور پر موجودہ فلم انڈسٹری کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس کی مذمت کرتے چلے آ رہے ہیں، مگر اس کے خاتمہ کے لیے خاطر خواہ توجہ نہیں کی گئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے نقصانات کا اندازہ لگانے کے لیے کئی صفحات درکار ہیں۔ فلمی انڈسٹری نے نوخیز کلیوں کو علمی ترقی وعسکری اہلیت سے ہٹا کر جنسی پجاری اور ماردھاڑ کا رسیا کر دیا ہے۔ فلم تاریخی ہو یا جنگی موضوع پر وقفہ وقفہ کے بعد رقص وسرور کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں اس لیے یہ حالاتِ موجودہ فلم انڈسٹری کے نقصانات بہت زیادہ ہیں۔ انقلابی طریقہ سے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہمیشہ کے لیے اس سے چھٹکارا حاصل ہو جائے۔ جب بچہ بالغ ہو جائے تو پیار ومحبت سے ترغیب دو، جب بالغ ہو جائے تو سختی سے پیش آ ؤ۔ پاکستان کوئی نومسلم علاقہ نہیں جہاں ارتقائی طریقہ سے اسلام کی پابندیاں عائد کی جائیں تاکہ کسی کی طبیعت پر گراں ثابت نہ ہوں۔ وہ ان کو فطرت کے خلاف نہ سمجھیں۔ پاکستانی تو ہزار بارہ سو سال سے اسلام سے دل کی گہرائیوں سے عقیدت ولگاؤ رکھتے ہیں۔ تاریخ کا مطالعہ کرلیں صرف صیہونی لابی کا پروردہ گروہ ہے جو آزادی نسواں کے نام پر ہر ممکن ذرائع سے بے حیائی وعریانی اور جنسی ماحول کو فروغ دے رہا ہے۔ اگر چھ سال کے عرصہ میں ارتقائی طریقہ سے ذرائع ابلاغ کی اصلاح کی جاتی تو آج ثقافت کے نام پر بے حیائی کا طوفان اپنی موت آپ مر جاتا۔ زبانی وعظ ونصیحت سے دو چار دنوں کے بعد یہ ذرائع پھر اپنی ڈگر اختیار کر لیتے ہیں چنانچہ فحاشی کے انسداد کے لیے مؤثر قانون جو سزا اور جرمانہ پر مبنی ہو، کی ضرورت ہے۔ کم از کم رمضان المبارک کا تقدس بحال کریں، سینما ہال بند کریں۔

حضرت محمد ﷺ کا اس مبارک مہینہ کے بارے ارشاد ہے: ''اس مبارک ماہ کی ہر رات کو اللہ عزوجل کی طرف سے ندا کی جاتی ہے کہ کوئی سائل ہے جس کو اللہ تعالیٰ دے، کوئی تائب ہے جس کی توبہ قبول کرے، کوئی استغفار کرنے والا ہے جس کے گناہوں کو معاف کر دے، کوئی دعا کرنے والا ہے جس کی دعا کو قبول کرے۔'' (بیہقی)

ہمیں پوری دلجمعی، خلوص نیت اور خشوع وخضوع سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں لبیک کہنا چاہیے، ملکی سلامتی اقتصادی خوش حالی کے لیے دعا کرنی چاہیے اور غیر ملکی جارحیت سے نمٹنے کے لیے عزم صمیم مانگنا چاہیے۔ (پندرہ روزہ المنبر: ۲۰/۶ جون، ۱۹۸۳ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میڈیا کے تقاضے

ایک دور تھا جب اصحابِ منبر ومحراب تحریر وتقریر کے ذریعہ مسلم قوم کی مذہبی وسیاسی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ سائنس کی ترقی سے جدید ذرائع ابلاغ منظر عام پر آئے جن کی بدولت صحافت رائے عامہ ہموار کرنے کا مؤثر ذریعہ بنی اور اپنی جداگانہ حیثیت کا لوہا تسلیم کرالیا۔ اس موقع پر اسلام دشمن عناصر نے مذہب کو سیاست سے جدا کرنے کی پالیسی کو ذرائع ابلاغ میں سمونا شروع کردیا۔ اس طرح صحافت نے سیاسی راہنمائی پر اجارہ داری قائم کرلی۔ لیکن اب تک مسلمانوں کے پاس منظم خبررساں ایجنسی نہیں جو غیر مسلم پروپیگنڈہ کا دفاع تو کجا اپنی اسلامی دنیا کی چشم دید صورتِ حال سے بروقت آگاہ کرسکے۔

مسلمانوں کی اس کمزوری سے اہل مغرب نے فائدہ اٹھایا اور مغرب کے نیٹ ورک اور سٹلائٹ سسٹم نے جہاں نما کو آئینہ نما بنا دیا۔ مغربی ایجنسیوں نے دنیا کے ہر چھوٹے بڑے ملک میں مختلف زبانوں پر عبور رکھنے والے نمائندوں کا جال پھیلایا ہوا ہے جو اس ملک میں ہونے والے واقعات سے اپنی ایجنسی کو بروقت مطلع کرتے ہیں۔ مجبوراً مسلم عوام کو دنیا سے آگاہی کے لیے مغربی ذرائع ابلاغ پر انحصار کرنا پڑتا ہے جن پر یہود ونصاریٰ کا تسلط ہے۔ مغربی مفکرین نے تبصروں اور تجزیوں کے ذریعے مسلم لیڈروں اور عوام کے شعور کو اس طرح بدل کر رکھ دیا ہے کہ وہ اہل مغرب کے ریموٹ کنٹرول کے مطابق سوچتے ہیں اور رائے قائم کرتے ہیں۔ یہی سرد جنگ کا فلسفہ ہے کہ فوج کشی کرکے دوسروں کی نظروں میں ظالم وغاصب کہلانے کی بجائے اپنے نظریات کو دوسروں کے ذہنوں میں راسخ کرکے سیاسی فتح حاصل کی جائے جس پر وہ عمل پیرا ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیر مسلم قوتیں جدید ذرائع ابلاغ کے سہارے پر مذہبی وسیاسی فرقہ وارانہ فسادات بھڑکا کر مسلمانوں کو ایک دوسرے سے گتھم گتھا کرتے ہیں اور اپنی اقوام کو باور کراتے ہیں کہ اسلام قدامت پرستی کا دوسرا نام ہے اور دہشت گردوں کا مذہب ہے تاکہ مغرب کی اسلام میں بڑھتی ہوئی دلچسپی ماند پڑ جائے۔ دوسری طرف وہ مسلمانوں میں جنسی آزادی کو فروغ دینے کے لیے عریانی وفحاشی کو پھیلا رہے ہیں تاکہ مسلمانوں کو روح اسلام سے دور کر دیا جائے۔

جمال الدین افغانی رحمہ اللہ نے اتحادِ اسلامی کی تحریک چلائی تو ان کے جریدہ نے کفر کے ایوانوں میں ہلچل مچا دی اور برصغیر میں محمد علی جوہر رحمہ اللہ کی بے باک صحافت اور علامہ محمد اقبالؒ کی روح پرور شاعری نے امت مسلمہ کی بیداری کا عمل تیز کر دیا۔ اسی طرح آج بھی مسلم صحافی مغربی فکر وتہذیب کا رنگ زائل کرنے کے لیے اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔ محمدی انقلاب کے داعی بن کر خلافت کے گلشن میں آبیاری کا فریضہ سرانجام دیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں نظم اور رابطہ قائم کریں اور اس میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے اپنی خداداد صلاحیتوں کو صرف کر دیں۔

مسلم صحافی ممتاز علمائے کرام اور مشائخ عظام کے دست راست بن کر سیاست ومذہب میں ہم آہنگی کی فضا بحال کریں۔ صحافی صاحبان حالات وواقعات کا آئینہ ہی بن کر نہیں بلکہ مستقبل کے لیے راہنما بن کر کام کریں۔ حکومت کے مثبت پہلوؤں کی حوصلہ افزائی کریں اور منفی پہلوؤں کی حوصلہ شکنی کریں۔ اسلام کی خدمت کو بنیادی اہمیت دیں اور تجارتی مفاد کو ثانوی حیثیت دیں۔ اسلام امن وسلامتی کا درس دیتا ہے۔ صلح وآشتی کی فضا، اسلام کے کارہائے نمایاں، میثاقِ مدینہ، صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کی روشنی میں بین الاقوامی امن کے لیے بھرپور کوشش کریں۔

صحافی اسلام کی روشنی میں ایسے واقعات پیش کریں کہ اسلام عدل وانصاف قائم کرنے اور دہشت گردی کو ختم کرنے کا حکم دیتا ہے۔ مثلاً راجہ داہر اور عیسائی راڈرک دہشت گرد تھے۔ مسلمانوں نے ان کی بربریت ختم کر کے ایسا امن قائم کیا کہ مقامی آبادی نے ان کے گن گائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام جامع ضابطہ حیات ہے۔ اس کو کسی قسم کی پیوند کاری کی ضرورت نہیں۔ اس لیے اخلاقیات، معاشرت، اقتصادیات، سیاست، آزادی اور مساوات کے مغربی تصور کا اسلام سے تقابلی جائزہ پیش کریں۔

مسلم ممالک کی تمام تر یونیورسٹیوں میں ''اسلامی صحافت'' کا شعبہ قائم کریں۔ اس کے ساتھ ایک انسٹی ٹیوٹ بنایا جائے جس میں مسلم صحافہ کے جملہ پہلوؤں کی تربیت دے کر ماہرین صحافت کی کھیپ تیار کی جائے۔

اسلامی خبر رساں ایجنسی جدہ کو فعال بنایا جائے اور اس کی شاخیں دنیا کے مختلف علاقوں میں پھیلا دی جائیں۔ اس کے نمائندے متعینہ علاقوں کی زبانوں پر عبور رکھتے ہوں تا کہ وہ مصدقہ معلومات اپنے مرکز کو بروقت روانہ کر سکیں۔ ذرائع ابلاغ کے نمائندوں کو صحافتی کارڈ جاری کیے جائیں جو تمام عالم اسلام میں مسلمہ حیثیت کے حامل ہوں۔

اسلامی براڈ کاسٹنگ سنٹر اور اسلامی سیٹلائٹ چینل اس طرح قائم کیے جائیں جن کی نشریات ریڈیو اور ٹی وی پر اطراف عالم میں سنی اور دیکھی جا سکیں۔

دنیا کی معروف زبانوں میں قومی اخبارات اور ہفت روزہ رسائل اسلامی ممالک سے ایک ہی نام سے ہر مسلم دارالحکومت سے شائع کیے جائیں جو اُس ملک کی قومی زبان میں ہوں۔

مسلم صحافی و دانشور جو دنیا کی مختلف ایجنسیوں میں کام کر رہے ہیں۔ اُن کی خاطر خواہ حوصلہ افزائی کر کے اُن کی فنی صلاحیتوں سے استفادہ حاصل کیا جائے۔

غیر مسلم ممالک میں اسلامی نظریات اداروں سے بھرپور تعاون کیا جائے تا کہ وہ اسلام کے پیغام کو بہتر طور پر پہنچا سکیں۔

اسلامی ممالک ان اسلامی ذرائع ابلاغ کے ساتھ مالی تعاون کریں اور مسلم کاروباری اداروں، کمپنیوں کی اس طرف توجہ مبذول کرائی جائے کہ وہ اپنی مصنوعات کے اشتہارات واعلانات کی صورت میں تعاون کریں۔ یہود، ہنود اور نصاریٰ کی مصنوعات جو مسلم دنیا میں مقبول عام ہیں، کی حوصلہ شکنی کی جائے اور اسلامی مشترکہ منڈی قائم کرنے میں اہم کردار ادا کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عالمی سطح پر ہونے والے واقعات، اہل کفر کی منفی سرگرمیوں اور عالم اسلام خصوصاً مسلم اقلیتوں کے حالات وتقاضوں سے امت مسلمہ کو بروقت آگاہ کیا جائے۔ صحافت حالات وواقعات کا آئینہ ہی نہیں بلکہ مستقبل کی پیش بندی کا نام بھی ہے۔ اس لیے مسلم صحافی اپنے تجزیوں اور تبصروں میں اسلام دشمن عناصر کی پالیسی کے سد باب کے لیے امت مسلمہ کی راہنمائی کریں۔ مسلمانوں کے اتحاد کے لیے اپنی صلاحیتوں کو صرف کریں۔ غیر مسلم دنیا میں نسلی ولسانی بنیاد پر محروم اور مظلوم طبقہ کی حمایت کی جائے، مثلاً: امریکہ میں کالے لوگوں کی حق تلفی کو منظر عام پر لایا جائے۔

مسلم صحافی جہاں بھی ہوں اپنا اسلامی تشخص قائم رکھیں۔ اسلامی حقوق کو اجاگر کر کے اپنی ذمہ داریاں مسلم حیثیت سے نبھائیں۔

ذرائع ابلاغ جو کچھ بھی شائع یا نشر کریں وہ اس یقین کے ساتھ ہو کہ یہ ملت اسلامیہ کے لیے مضر نہیں بلکہ مفید ہے۔

ذرائع ابلاغ عربی زبان کو اجاگر کریں تاکہ امت مسلمہ کے مابین اظہارِ خیال اور رابطہ کا وسیلہ بن سکے۔

ذرائع ابلاغ کی خصوصی ذمہ داری ہے کہ وہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے قرآنی حکم پر مخلصانہ عمل پیرا ہوں۔ اس کے لیے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے متعلق عامل بالسنہ افراد کی خدمات حاصل کی جائیں جو دعوت الی اللہ کا کام حکمت اور نصیحت کے ساتھ سرانجام دیں۔

سعودی عرب کے ندائے اسلام ریڈیو اسٹیشن کو ہر لحاظ سے وسعت دی جائے تاکہ دنیا بھر کے لوگ اپنی اپنی زبان میں اس سے استفادہ کر سکیں۔ اسی طرح اسلامی سیٹلائٹ چینل پر قرآن وحدیث کی سلسلہ وار تعلیم اور سیرت طیبہ ﷺ کے مختلف پہلوؤں حضور ﷺ بحیثیت تاجر، سپہ سالار، معلم وغیرہ کو پیش کیا جائے۔ اسلام اور دیگر مذاہب کا تقابلی جائزہ پیش کر کے خاتم النبیین ﷺ کی بہترین امت ہونے کا ثبوت دیا جائے۔

قرآن وحدیث، سیرت طیبہ ودیگر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق اسلامی راہنما کتب کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تراجم دنیا بھر کی زبانوں میں شائع کیے جائیں تاکہ اشاعت اسلام پوری دنیا میں ایک نیا رخ اختیار کرے۔ اسلامی ذرائع ابلاغ عالم اسلام کے درمیان سائنسی وفنی تعلیم پھیلانے کا اہتمام کریں۔ بچوں کے تبلیغی، تاریخی ومعلوماتی اور اصلاحی پروگرام پیش کیے جائیں۔

صحافت دو دھاری تلوار ہے چاہے وہ معاشرہ کی اصلاح کرے یا بگاڑ کا سبب بنے لیکن مسلم صحافی کا فرض ہے کہ وہ اُن سماجی بیماریوں کا انسداد کرے جو اسلامی معاشرہ کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہیں مثلاً رشوت، ملاوٹ، بدعنوانی وغیرہ۔ فحش مضامین، عریاں ونیم عریاں تصاویر اور خلاف اسلام مضامین کی اشاعت سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ بہتان طرازی اور الزام تراشی سے پرہیز کیا جائے۔ بغیر تحقیق کے کوئی خبر شائع نہ کریں۔

مظلوم کا ساتھ دیں جب تک اسے حق نہ مل جائے۔ ظالم کے خلاف آواز اٹھاتے رہیں جب تک اُسے سزا نہ مل جائے۔ اسلام میں آزادی رائے کا حق ہے کہ عام شہری خلیفہ وقت سے پوچھ سکے کہ خطبہ دینے سے پہلے میرے سوال کا جواب دو۔ ''مال غنیمت کے کپڑے سے ہماری قمیص نہیں بنی تو آپ کی کیسے بن گئی۔'' لیکن اسلام میں کسی کو آزادئ رائے کی آڑ میں سلمان رشدی کا کردار ادا کرنے کی اجازت نہیں کہ وہ شعائر اسلام کی توہین کرے اس لیے مسلمان صحافی کو اسلام کی ترجمانی مقدم رکھنی چاہیے اور آزادئ رائے کو اس کے زیر سایہ رکھنا چاہیے۔

صحافی عوام کا رجحان دیکھ کر اپنا زاویہ نظر تشکیل نہ دیں بلکہ امامِ کائنات ﷺ اور خلفائے راشدین کی زندگی کی روشنی میں ان کو صراطِ مستقیم کی نشاندہی کریں۔

روحانی بیماریوں کا انسداد:

اہل مغرب کی اسلامی دنیا کے خلاف میڈیا وار جاری ہے۔ فلم، ٹی وی، وی سی آر۔ ڈش انٹینا اور جنسی کتب اس کے موثر ہتھیار ہیں۔ روحانی بیماریوں کے جراثیم ثقافتی یلغار کی صورت میں مسلم معاشرہ کو گھن کی طرح چاٹ رہے ہیں۔ تفریح اور آزادئ نسواں کے نام پر اخلاقی بے راہ روی اور عریانی وفحاشی نے اسلامی معاشرہ کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ ان خواہشاتِ نفسانی کو پورا کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے حلال وحرام کا امتیاز مٹ رہا ہے۔ رشوت، بدعنوانی، لوٹ مار اور آبروریزی کے واقعات روز مرہ کے معمول بن گئے ہیں۔ اسلامی معاشرہ کی تشکیل کے لیے روحانی بیماریوں کا خاتمہ از حد ضروری ہے ورنہ اسلامی انقلاب کا ہر مثبت پہلو میڈیا وار کے شعلوں کی نذر ہو جائے گا۔

روز مرہ زندگی کی اشیاء مہنگی تر ہو رہی ہیں۔ لیکن ڈش انٹینا اور وی سی آر پہلے سے ارزاں نرخوں پر دستیاب ہو رہے ہیں۔ بیجنگ کانفرنس کا زہریلا تحفہ ہم جنس پرستی کا سیلاب خاندانی منصوبہ بندی پر عمل درآمد کرانے کے لیے بالواسطہ دلفریب جال وڈیو کیسٹ کی صورت میں اسلامی ممالک کا رخ اختیار کر چکا ہے۔ جس سے مسلم نونہال جنسی آزادی کی مہلک بیماری میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اس لیے وی سی آر، ڈش انٹینا پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔ صرف ٹی وی عملہ کو اجازت ہو کہ وہ غیر ملکی خبریں ٹیلی کاسٹ کر سکیں۔ پہلے سے موجود فلمی ویڈیو کیسٹوں کو بھسم کر کے سونیا گاندھی کی ثقافتی فتح کے فخریہ اعلان کا منہ توڑ جواب دیا جائے۔

ویڈیو گیمز تشدد کا پروپیگنڈہ کرنے اور ظلم وستم پر اکسانے کا دولت جمع کرنے والوں کا ایک جدید ہتھکنڈہ ہے۔ اس لیے بچوں کے لیے بیہودہ پروگرام کارٹون اور ویڈیو گیمز بند کیے جائیں۔ ان کے لیے تعلیمی، اصلاحی اور معلوماتی پروگرام پیش کیے جائیں۔

تاریخی، اصلاحی، مہماتی اور قومی موضوعات پر مبنی فلمیں وڈرامے ریلیز کرنے کی اجازت ہو جو سینما ہال اور ٹی وی پر دکھائے جائیں۔ سینما ہال جمعۃ المبارک، رمضان المبارک، عیدین کو عاشورہ کی طرح مکمل بند رکھے جائیں۔ علاوہ ازیں رات کو ایک شو چلانے کی اجازت ہو۔ دن میں کسی قسم کا سپیشل شو چلانے کی ممانعت ہو تا کہ تعلیمی ومعاشی حرج نہ ہو۔

عورتوں کے فلموں، تھیٹروں، کلب، ہوٹلوں اور ثقافتی پروگرام میں کسی قسم کا کردار ادا کرنے پر پابندی عائد ہو۔ اشتہارات، سائن بورڈ اور اخبارات میں ماڈل گرل کے طور پر پیش نہ کیا جائے اور زیورات یا کپڑوں کی نمائش کے لیے عورتوں کے مجسمے سجانے پر پابندی عائد ہو۔ بدنام پیشہ ور عورتوں کو کسی قسم کی آڑ میں محفل رقص سجانے کی اجازت نہ دی جائے۔

شراب، جوا، سٹہ بازی اور منشیات پر شرعی سزا لاگو کی جائے اور اس پر سختی سے عمل کرایا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نشریاتی اداروں پر فضول کھیلوں کی کمنٹری ختم کر کے بیت اللہ یا مسجد نبوی سے براہِ راست خطبات جمعہ ٹیلی کاسٹ کیے جائیں اور انعامی پروگرام میں کھیلوں، فلموں کے بارے میں سوالات پوچھنے کی بجائے تاریخ اسلامی، سائنسی، زرعی اور صنعتی معلومات، قومی آزادی، مسلم اقلیت اور عالم اسلام کے حالات وواقعات کے بارے میں سوالات پوچھے جائیں تاکہ قوم کے نونہال کرکٹر اور ایکٹر بننے کی بجائے مؤرخ، سائنس دان اور زرعی و صنعتی ماہرین بننے کی کوشش کریں۔

قومی اخبارات وجرائد اپنے رنگین ایڈیشن کو دیدہ زیب اور دل کش بنانے کے لیے فن وفنکار اور کھیل وکھلاڑی کی بجائے آثارِ قدیمہ، جدید تعمیرات اور قدرتی مناظر کی عکاسی کریں۔

قومی ذرائع ابلاغ پر عورتوں کے گلوکاری، مسکراہٹ اور حسن وزیبائش کے مقابلوں کا اہتمام کرنے کی بجائے، ملی ترانے، مقابلہ حسن قراءت، مقابلہ حمد ونعت اور اسلامی وقومی تاریخ کے موضوع پر تقریروں کے مقابلے کرائے جائیں۔ ذرائع ابلاغ مکروہ تجارت کو خیر باد کہہ کر فکری تعمیر واصلاح کے لیے پاکیزہ صحافت کو فروغ دے کر دین ودنیا کی دولت حاصل کریں۔ ☆

☆ الاعتصام، ۲۱ مارچ ۱۹۹۷ء۔

☆ ماہنامہ الفاروق کراچی ذیقعد ۱۴۱۷ھ۔

☆ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ عالم اسلام نمبر مئی جون ۲۰۱۲ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرد و زن کی مساوات فطرت کے منافی ہے!

اہل مغرب آزادی کے علَم بردار بن کر دنیا بھر میں نام نہاد نسوانی حقوق کا پرچار کر رہے ہیں۔ حقائق کے آئینے میں غور فرمایئے کہ فی الواقع وہ عورتوں کے حقوق کے محافظ ہیں یا لٹیرے!

اسلام سے قبل عورت مظلومی کی زندگی بسر کر رہی تھی اُسے کسی قسم کا کوئی حق حاصل نہ تھا۔ وہ مردوں کے رحم و کرم پر تھی اُس کی بازاروں میں جانوروں کی طرح خرید و فروخت ہوتی تھی۔ ایک مرد کی ملکیت میں کئی عورتیں ہوئی تھیں جس کے مرنے کے بعد وارث اُس کی بیویوں کو آپس میں تقسیم کرتے تھے، اسلام نے ہر صورت میں عورت کو میراث میں حق دار بنایا۔ اسلام نے عورت کو عزت و احترام دے کر گھر کی مالکہ بنا دیا۔ اسلام نے ماں کی عظمت، بہن سے شفقت اور بیوی کے حقوق کا درس دیا۔ محسن انسانیت ﷺ نے بیٹیوں کی عمدہ پرورش و تربیت کرنے والے کو جنت کا حق دار ٹھہرایا، ماں سے حسن سلوک کو قرب الٰہی کا ذریعہ کہا اور جنت کو ماں کے قدموں تلے فرمایا۔ رحمت عالم ﷺ نے بیوی سے حسن سلوک کرنے والے شوہر کو اعزاز بخشا:

> ''کامل ایمان والے مومن وہ ہیں جو اپنے اخلاق میں سے اچھے ہوں۔ اور تم میں سے اچھے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں سب سے اچھے ہوں۔''
>
> (سنن ترمذی)

اسلام دین فطرت ہے جس کے اصول و ضوابط معاشرے کی فلاح و بہبود اور خیر خواہی کی ضمانت فراہم کرتے ہیں۔ مغربی معاشرے میں اولاد سن بلاغت کو پہنچ جائے تو اُس وقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والدین اُن کی پرورش ونگہداشت کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔اب وہ خود کمائے اور کھائے اور اپنا جیون ساتھی تلاش کرے اُن پر کوئی قدغن نہیں۔مغربی عورت جذبات کی رو میں غلط فیصلہ کرتی ہے عموماً طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ہندو معاشرے میں لڑکی مجبور و بے بس ہوتی ہے اُس کے نکاح کے لیے والد کی اجازت ضروری ہے۔لڑکی کی رضا مندی ضروری نہیں۔ اسلام اعتدال پسند مذہب ہے جہاں بچی کی دلچسپی و رضا مندی ضروری ہوتی ہے۔ والد کے تجربہ اور بیٹی کی دلچسپی کے امتزاج سے فیصلہ معقول ہوتا ہے۔شادی شدہ جوڑا خوش مزاجی سے زندگی بسر کرتا ہے اور طلاق تک نوبت کم ہی آتی ہے۔یقیناً دین اسلام حکمت کا خزینہ ہے!

مرد و عورت بحیثیت تخلیق انسانی برابر ہیں۔ وہ زہد و تقویٰ کی مسابقت میں بلند ترین مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ دونوں اپنے افعال و کردار کے معاملہ میں اللہ کے سامنے جواب دہ ہیں البتہ طبعی ساخت کے لحاظ سے عورت اور مرد مختلف ہیں۔ دونوں کے فطری اوصاف اور دائرہ کار جدا ہیں۔اس بنا پر اُن کے حقوق و فرائض مختلف ہیں۔

مرد فطری طور پر جفاکش قوی اور توانا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھاری بھرکم ذمہ داریاں مرد پر عائد کی ہیں۔ وہ معیشت ، زراعت و تجارت ،صنعت و حرفت اور دفاعی امور کا ذمہ دار ہے۔ جب کہ عورت نرم و نازک ہوتی ہے اُس کو محبت، شفقت، الفت اور ممتا کے اوصاف سے نوازا ہے۔ اس بنا پر نسل نو کی تخلیق اور پرورش و تربیت کی ذمہ داری عورت پر عائد کی ہے۔ اسلام میں عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران و ملکہ ہے۔ امتیازی فرق کے باوجود نسل انسانی کی ترقی و فلاح و بہبود کے لیے مرد و عورت کا کردار لازم و ملزوم ہے۔ تاہم نوعیت مختلف ہے۔

عورت کو ایام ماہواری، حمل اور رضاعت کے دشوار مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ اگر اُسے مذکورہ مدت میں معاشی ضروریات پورا کرنے کے لیے گھر سے باہر جانا پڑے تو اُسے آزادی نصیب ہوئی یا تکلیف......!!!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام نے اہل وعیال کی کفالت کی ذمہ داری مرد پر عائد کی ہے، عورت پر نہیں ۔ مرد اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر محنت ومشقت کرتا ہے۔ پگھلتے لوہے کو سانچے میں ڈھالنا ، پہاڑ کھود کر معدنیات نکالنا، سمندر کی عمیق گہرائی تک جا کر ہیرے جواہرات تلاش کرنا۔ فلک بوس پلازوں کی تعمیر وزیبائش کرنا، دشمن کے سامنے سینہ سپر ہونا وغیرہ۔ غور کیجیے، کیا یہ اُمور صنف نازک بہ آسانی سرانجام دے سکتی ہے؟ ہرگز نہیں یہ صنف نازک کے بس کا روگ نہیں۔ اللہ نے جفاکشی وجرأت کے اوصاف مرد میں ودیعت کیے ہیں اور وہ ہی احسن طریق سے انھیں سرانجام دے سکتا ہے۔

اگر میاں بیوی دونوں روزگار کے سلسلے میں گھر سے باہر جائیں تو بچوں کی نگہداشت کون کرے گا؟ اگر آیا کا انتظام بھی کرلیا جائے تو بچوں کی پرورش اور اخلاقی تربیت جو حقیقی ماں کرسکتی ہے وہ آیا نہیں کرسکتی کیوں کہ اپنے بچے کے بارے میں جیسے جذبات ایک ماں کے ہوسکتے ہیں وہ اور کسی کے نہیں ہوسکتے۔

اسلامی معاشرے میں عورت گھر کی مالکہ بن کر خانگی فرائض سرانجام دیتی ہے مرد شرعی طور پر بیوی بچوں کی کفالت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

اسلام اللہ کا نازل کردہ نظام ہے جس کے ضابطے مرد وعورت کی فطرت کے عین مطابق ہیں ۔ اور اس نظام میں ذمہ داریوں کے اعتبار سے مرد وزن میں تفاوت رکھا گیا ہے۔

الاعتصام ۱۸ اپریل ۲۰۱۴ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیلری کو شکست کیوں؟

امریکہ میں صدارتی الیکشن کی مہم شروع ہوئی تو وائس آف امریکہ کے پروگرام راؤنڈ ٹیبل میں بین الاقوامی ماہرین کے تجزیے اور بے لاگ تبصرے سننے کا اتفاق ہوا۔ دونوں پارٹیوں کے نامزد امیدواران کے مابین اہم قومی اُمور پر بحث مباحثے نشر ہوئے۔ انہوں نے جہاں ایک دوسرے کی پالیسیوں پر تنقید کی وہاں ایک دوسرے کے کردار پر الزام تراشی بھی کی۔ ہیلری کلنٹن نے ڈونلڈ ٹریمپ کے عورتوں سے ہتک آمیز رویّہ اور نسل پرستی کے بیانات پر خوب تنقید کی۔ تجزیہ نگاروں کی رائے میں ہیلری کلنٹن کا پلّہ بھاری تھا، ہیلری پر ای میل کی فردِ جرم لگنے سے مقبولیت میں کمی ضرور ہوئی لیکن 7 نومبر کو وائس آف امریکہ کے نمائندوں کی رپورٹ کے مطابق ہیلری کو برتری حاصل تھی۔ 8 نومبر کو پُر امن ماحول میں الیکشن ہوئے تو ڈونلڈ ٹریمپ جیت گیا۔ چونکہ عالمی سیاست میں امریکہ کو کلیدی حیثیت حاصل ہے، اس لئے غیر متوقع نتائج سن کر دنیا بھر میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔

میڈیا کے نمائندوں کا مختلف ریاستوں میں جال بچھ گیا جنھوں نے عوامی حلقوں میں گھل مل کر جائزہ لیا کہ ہیلری کو برتری حاصل تھی لیکن جیت وہ گیا جس کی انتخابی پوزیشن کمزور تھی۔ سوچنے کا مقام ہے کہ پھر ہیلری کو شکست کیوں ہوئی؟

ہیلری کافی عرصہ سے اُمورِ حکومت میں شامل تھی۔ وزارتِ خارجہ کا قلم دان بھی اس کے پاس رہا۔ اُس نے دیگر ممالک سے معاہدے کرتے وقت امریکی مفاد کو مقدم رکھا۔ وہ اُن ریاستوں میں بھی شکست کھا گئی جہاں ڈیموکریٹ پارٹی کو ہمیشہ برتری حاصل ہوتی تھی۔ اس میں ایک خامی ضرور تھی کہ وہ عورت تھی، اس کے مدِ مقابل ریپبلکن پارٹی کا امیدوار ڈونلڈ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ٹریمپ سرمایہ دار تھا۔ عورتوں سے بدتمیزی کے کئی واقعات میں مشہور تھا۔ وہ نسل پرست بھی تھا۔ اُس نے انتخابی مہم میں بھرپور اظہار کیا کہ میں برسرِ اقتدار آ گیا تو اقلیتوں خصوصاً مسلمانوں کو امریکہ سے بے دخلی پر مجبور کروں گا، اس قسم کے بیانات پر اس کے پارٹی سپورٹرز بھی دل برداشتہ تھے مگر انتخابات میں وہ جیت گیا کیونکہ مرد ہونے کی خوبی اس میں موجود تھی۔

امریکی بلاک میں شامل ممالک مشرقِ وسطیٰ میں اُس کے دوہرے معیار سے مایوس ہوئے تو ان کا جھکاؤ چین کی طرف ہونا شروع ہو گیا۔ تھنک ٹینک نے امریکہ کے گرتے وقار کو بحال کرنے کے لئے عورت کی نسبت مرد کو ترجیح دی۔

الیکشن سے چند دن قبل ہیلری پر ای میل افشاء کا الزام دوبارہ اٹھ کھڑا ہوا جس کی میڈیا پر بھرپور تشہیر ہوئی۔ امریکی عوام کے ذہن میں یہ نظریہ سرایت کر گیا کہ امریکہ کے دفاع و استحکام کا معاملہ عورت کے بس کا روگ نہیں، اگرچہ الیکشن سے دو دن قبل ہیلری اس الزام سے بری ہو گئی لیکن صنفِ نازک کا تاثر برقرار رہا۔

امریکہ میں آزادی کی علامت کے طور پر عورت کا مجسمہ نصب ہے۔ پہلی مرتبہ عورت صدارتی امیدوار بن کر انتخابی میدان میں آئی، وہ ہار گئی۔ جیت وہ گیا جس نے عورتوں سے ناروا سلوک کیا۔ امریکہ کے صدارتی انتخابات کے نتائج نے دنیا کو پیغام دیا کہ امریکی عوام کی رائے میں عورت قوم کی قیادت کرنے کی اہل نہیں ہو سکتی۔ کہنے کو یہ کہا جا سکتا ہے کہ امریکیوں نے عورت کی حکم رانی کے حوالے سے نبویؐ احکامات کی نادانستہ تعمیل کر ڈالی۔

اہلِ مغرب زبان اور دل سے اسلام کو نہیں مانتے لیکن اسلام کے راہ نما اصولوں کو اپنا لیتے ہیں جبکہ مسلم حکم ران طبقہ زبان سے تو اسلام سے عقیدت و محبت اظہار کرتا ہے لیکن اجتماعی معاملات میں اسلام کے راہ نما اصولوں کو پسِ پشت ڈال دیا جاتا ہے۔ اسلام مسلمانوں کو اتحاد و یگانگت کا درس دیتا ہے۔ کرۂ ارض پر پچاس سے زائد مسلم ریاستیں ہیں جن کا آپس میں وفاقی سطح پر الحاق نہیں بلکہ وہ نظریاتی اختلافات کی بنا پر ایک دوسرے سے دست و گریبان ہیں۔ عراق و شام اور یمن کے حالات اہلِ علم سے مخفی نہیں۔ جبکہ امریکہ پچاس وسیع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وعریض ریاستوں پر مشتمل ملک ہے اور اُن کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

اللہ مسلمانوں کو اسلام کے ضابطوں کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق دے، امریکہ عالمی سیاست میں وقار بحال رکھنا چاہتا ہے تو وہ عدل وانصاف اور مساوات کے اصولوں کو پامال نہ کرے۔ دنیا کے کسی خطہ میں امریکی شہری کو گزند پہنچے تو امریکی حکومت فوراً حرکت میں آجاتی ہے، اسی طرح وہ اپنے ملک میں تارکینِ وطن اور دنیا کے دیگر شہریوں کے تحفظ کو بھی یقینی بنانے کی جدوجہد کرے۔ اللہ نافرمان قوم کا وجود برداشت کر لیتا ہے لیکن جابر و ظالم کا نہیں۔ ☆

☆ المنبر ،فیصل آباد۔ جنوری۔فروری ۲۰۱۷ء۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حقوق زوجین سے آگہی کی ضرورت

پنجاب حکومت نے عورتوں کو گھریلو تشدد سے محفوظ رکھنے کے لیے تحفظ نسواں بل منظور کیا ہے اس بل کے مطابق اگر عورت پر ہاتھ اٹھایا جاتا ہے تو وہ پولیس سے رابطہ کرے گی مرد کو دو دن کے لیے گھر سے نکال دیا جائے گا اور اسے ٹریکر پہنا دیا جائے گا کیا یہ درست قدم ہے؟

ریاست کا نظام پارلیمانی ہو یا صدارتی اس کا آئینی سربراہ ایک ہوتا ہے۔ خاندان بھی ریاست کی بنیادی اکائی ہے، اس کا نظام چلانے کے لیے سربراہ کا ہونا ضروری ہے اسلام نے خاندانی نظام کا سربراہ مرد کو مقرر کیا ہے خالق کائنات کا فرمان ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا﴾ (النساء: ٣٤)

''مرد عورت پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے مال خرچ کیے ہیں پس نیک فرمانبردار عورتیں خاوند کی عدم موجودگی میں بہ حفاظت الٰہی نگہداشت رکھنے والیاں ہیں اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بددماغی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو اور انہیں مار کی سزا دو پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راستہ تلاش نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔"

روز محشر مرد سے اس نگہبانی کے بارے باز پرس ہوگی۔

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْأَمِيرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.))

(صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب المرأة راعية في بيت زوجها، الحديث: ٥٢٠٠۔ صحيح مسلم: ١٨٢٩)

"سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ امیر (حاکم) ہے، مرد اپنے گھر والوں پر حاکم ہے، عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر حاکم ہے، تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔"

سربراہ مملکت چوری ڈکیتی اور دہشت گردی سے محفوظ رکھنے کے لیے حفاظتی اقدامات کرتا ہے اگر کوئی فرد قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے یا حکومت کی ہدایات کو پس پشت ڈال کر دہشت گردوں سے تعاون کرتا ہے تو فلاحی حکومت ان کے خلاف تادیبی کارروائی کرتی ہے چاہے وہ اس کے حمایتی ووٹران ہی کیوں نہ ہوں؟

اگر جرم کی نوعیت سخت ہو تو حکومت فوجی آپریشن سے دہشت گردوں کا صفایا کر دیتی ہے اسی طرح خاندانی ریاست کی رعایا اپنی صحت کا خیال نہیں رکھتی اور تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ نہیں دیتی یا کوئی رکن خاندانی ضابطوں کی اعلانیہ خلاف ورزی کرتا ہے تو سربراہ کے لیے تادیبی کارروائی اضطراری فعل بن جاتا ہے۔ مثلاً خاندان کے کسی فرد کو شوگر کا مرض لاحق ہو جائے ڈاکٹر دوائی کے چند اشیاء سے پرہیز کرنے کی ہدایت دے تو مریض بدپرہیزی کرے اگر خاندان کا سربراہ مغرب کے آزادی کے نظریہ کے تحت خاموشی اختیار کرے تو مریض کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے تو اس موقع پر ڈانٹ ڈپٹ عورت یا بچہ کے حق میں یقیناً بہتر فعل ہے۔

ریاستی سربراہ قطعاً نہیں برداشت کرتا کہ کوئی شہری پاسپورٹ کے بغیر بیرون ملک جائے یا دیگر ملک کا شہری ویزا حاصل کیے بغیر ریاست میں داخل ہو اگر کوئی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کے خلاف قانون حرکت میں آ جاتا ہے اسی طرح خاندان کے سربراہ کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر دیگر خاندان کا فرد داخل مکان ہو اور اس کے خاندان کا فرد اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلے اگر کوئی خلاف ورزی کا مرتکب ہو جائے تو ہلکی مار کا مقصد انتقام نہیں بلکہ اس کی اصلاح مطلوب ہے۔ جس طرح ریاستی سربراہ دیگر ملک کے فرد کو مستقل قومی شہری تسلیم نہیں کرتا اسی طرح خاندانی سربراہ قطعاً برداشت نہیں کرتا کہ اس کا کوئی ناجائز وارث پیدا ہو اگر خاوند حفظ ما تقدم بیوی کی نازیبا حرکات وسکنات پر روک ٹوک کرتا ہے جب زبانی نصیحت کارگر نہ ہو تو چہرہ بچا کر ہلکی ضرب سے وارننگ دے دے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اسلام نے طلاق سے بچنے کی خاطر مارنے کی اجازت دی ہے تا کہ خاندانی نظام کا شیرازہ منتشر نہ ہو جبکہ پنجاب حکومت کا تحفظ نسواں بل مسلم معاشرہ کے خاندانی استحکام میں شگاف ڈالنے کے مترادف ہے۔

اسلام نے خاوند کو حکم دیا ہے کہ وہ عورت کے ساتھ نیک برتاؤ کرے اور حسن سلوک سے پیش آئے مخبر صادق محمد رسول اللہ ﷺ نے بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے شوہر کو اس امت کے بہترین اور ممتاز لوگوں میں قرار دیا ہے۔

((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ خُلُقًا.)) (الترمذی، ابواب الرضاع، باب ماجاء فی حق المرأة علی زوجہا، رقم الحدیث: ١١٦٢)

"ایمان میں سب سے کامل مومن وہ ہے جو سب سے بہتر اخلاق والا ہو، اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اخلاق میں اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہو۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے عورت کو بھی حکم دیا ہے کہ وہ حلال اور عدل وانصاف کی حدود میں خاوند کی اطاعت کرے کائنات کے امام ﷺ نے مسلمانوں کو شرعی حکمران کی اطاعت پر سختی سے زور دیا ہے اسی طرح عورت کو خاندانی ریاست کے سربراہ کی اطاعت کا حکم دیا۔

((لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا.)) (الترمذی، ابواب الرضاع، باب ماجاء فی حق زوجها علی المرأة، رقم الحدیث: ۱۱۵۹)

''اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی دوسرے انسان کو سجدہ کرے تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔''

مذکورہ وضاحت کی روشنی میں پنجاب حکومت کا نسوانی بل نظریہ پاکستان کی روح کے منافی فعل ہے میڈیا اثر پذیری کی وجہ سے ریاست کا اہم ستون کی حیثیت حاصل کر چکا ہے باعث افسوس امر ہے کہ میڈیا پر آزادی نسواں پر لیکچر اور مذاکرے تو ہوتے ہیں لیکن اسلام کی روشنی میں عورتوں کے حقوق کا تذکرہ کر کے اصلاح کا فریضہ سرانجام نہیں دیتا۔ سیاست اسلام کا جزء ضرور ہے اکثر علماء نے سیاست کو عبادت کا محور سمجھ لیا وہ سیاسی سرگرمیوں میں بھرپور کردار ادا کرتے ہیں لیکن وہ معاشرہ کی اصلاح سے غفلت برت رہے ہیں تعلیمی نصاب میں صنفی جذبات کو مشتعل کرنے والا مواد شامل کیا جا رہا ہے لیکن مثالی مرد اور مثالی عورت کے باب شامل نہیں ہوتی۔

نبی کریم ﷺ نے زندگی کے تمام شعبوں سیاست، معیشت، تجارت، زراعت، صنعت اور عبادت میں راہنمائی فرمائی ہے اسی طرح آپ ﷺ نے خاندانی ریاست کے استحکام کے عورتوں کو مرد کے حقوق اور مردوں کو عورتوں کے حقوق سے آگاہ فرمایا ہے جن پر عمل کرنے سے خاندانی نظام کی بنیاد مستحکم بن سکتی ہے۔

خاتم النبیین ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر حاضرین کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی وصیت فرمائی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''لوگو! سنو عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ، کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں تمہیں ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے کا کوئی حق نہیں سوائے اس صورت کے جب ان کی طرف سے کوئی کھلی نافرمانی سامنے آئے اگر وہ ایسا کر بیٹھیں تو پھر خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو اور انہیں مارو تو ایسا نہ مارنا کہ کوئی شدید چوٹ آئے اور پھر جب وہ تمہارے کہنے پر چلنے لگیں تو ان کو خواہ مخواہ ستانے کے بہانے نہ ڈھونڈو۔ دیکھو! تمہارے کچھ حقوق بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حقوق تم پر ہیں ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو غیروں سے محفوظ رکھیں اور تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو ہرگز نہ گھسنے دیں جن کا آنا تمہیں ناگوار ہو اور سنو! ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم انہیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ۔

میاں بیوی کے درمیان بندھن حاضرین کی موجودگی میں باندھا جاتا ہے رنجش و ناراضگی فطری امر ہے۔ خدانخواستہ ان میں رونما ہو جائے تو اللہ کے حکم کے مطابق

﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا۝﴾

(النساء: ۳۵)

''اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان آپس کی ان بن کا خوف ہو تو ایک منصف مرد والوں میں اور ایک عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کرو اگر یہ دونوں صلح کرنا چاہیں گے تو اللہ دونوں میں ملاپ کرا دے گا یقیناً اللہ پورے علم والا اور پوری خبر والا ہے۔''

جبکہ مرد کو ٹریکر پہنا کر جدائی پر آمادہ کرنا تحریک آزادی نسواں کا ماٹو ہے۔(1)

(1) ماہنامہ اسوہ حسنہ کراچی مئی 2016ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آزادی نسواں کا ماٹو

معاشرے میں عورت کا مرد سے نکاح خاندانی نظام کے استحکام کی بنیاد ہے جبکہ مغرب میں آزادی نسواں کی علمبردار عورتیں برملا اظہار کرتی ہیں کہ نکاح کا بندھن قانونی فحاشی کے مترادف ہے اس نے عورت کو جنسی طور پر غلام بنا دیا ہے جو آزادانہ اختلاج اور صنفی آزادی میں رکاوٹ ہے۔ نکاح کے بغیر جنسی تعلقات کو بدکاری نہیں سمجھا جاتا البتہ عورت کی مرضی کے بغیر کوئی مرد خواہ اس کا خاوند اس سے جنسی تعلقات قائم کرے تو اسے زنا بالجبر تصور کیا جاتا ہے۔

اقوام متحدہ نے آزادی نسواں کے مطالبات کو اپنے منشور میں داخل کر لیا ہے یہی وجہ ہے کہ عالمی بینک اور آئی، ایم، ایف مسلم دنیا کو قرض دیتے وقت کڑی شرائط عائد کرتے ہیں کہ عورتوں کو مردوں کے مساوی سیاسی، معاشی، سماجی اور صنفی آزادی کے حقوق دیے جائیں۔ عورتوں کو پردہ کی بے جا پابندی سے آزاد کیا جائے۔ نکاح کی حوصلہ شکنی اور جنسی آزادی کو فروغ دینے والے اقدامات بروئے کار لائے جائیں۔

ترقی پذیر ممالک سیاسی واقتصادی دباؤ میں آ کر عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق دے رہے ہیں قومی وصوبائی اسمبلیوں اور بلدیاتی اداروں میں عورتوں کے لیے مخصوص نشستیں مقرر ہیں۔ مزید برآں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر بھی الیکشن میں حصہ لے سکتی ہیں۔ سرکاری ونجی اداروں میں ملازمت کے مواقع میسر ہیں، خواتین کو فنی تربیت دینے کا سلسلہ جاری ہے۔ ورکر خواتین کے لیے خواتین ہاسٹلز قائم کیے جا رہے ہیں جس کا پس منظر یہی ہے کہ عورت معاشی طور پر والدین یا خاوند کی دست نگر نہ رہے بلکہ وہ جو چاہے کرے کوئی باز پرس کرنے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جرأت نہ کر سکے۔

اگر میاں بیوی دونوں ورک ڈیوٹی پر جائیں تو دودھ پیتے بچوں کی نگہداشت کون کرے؟ ہمراہ لے جائیں تو ڈیوٹی دیں یا بچوں کا دل بہلائیں؟ رفتہ رفتہ ملازمت پیشہ عورتوں میں نکاح کا رجحان دھیما پڑ جائے گا بصورت دیگر خاندانی منصوبہ بندی پر عمل ان کی مجبوری بن جائے گی۔

اسلام نے عورت کے نان ونفقہ کی ذمہ داری مرد پر عائد کی ہے باپ اور خاوند کی وراثتی جائیداد میں عورت کا حصہ مخصوص کیا ہے مرد صاحبان اس حق کی ادائیگی میں عموماً کوتاہی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ بہبود خواتین این، جی، اوز کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ آزادی نسواں کی بجائے حقوق نسواں کے حصول کے لیے مناسب لائحہ عمل وضع کریں۔ محروم عورتوں کی طرف سے شکایت کی صورت میں مرد کو نان ونفقہ اور وراثت دینے کا پابند کیا جائے۔

خواتین کے عالمی دن کے موقع پر اخبارات میں کالم شائع ہوئے کہ پاکستانی عورتیں کبھی جہیز کم لانے کے جرم میں جلا دی جاتی ہیں، کبھی بیٹے کی ماں نہ بننے کے جرم میں تیزاب سے داغ دی جاتی ہے، کبھی عزت کے نام پر قتل کر دی جاتی ہے اور کبھی جائیداد کے بٹ جانے کے خوف سے قرآن سے شادی کروا کر بابل کی دہلیز پر بٹھا دی جاتی ہے۔

پاکستان میں اس قسم کے اِکا دکا واقعات رونما ہوتے ہیں جن سے قطعاً انکار نہیں جبکہ مغرب میں مذکورہ قسم کے بے شمار، لاتعداد سانحات ہوتے ہیں لیکن میڈیا پر کبھی ان کی تشہیر نہیں ہوتی جیسا کہ معروف کالم نگار اوریا مقبول جان نے فیس بک پر اظہار خیال کیا کہ امریکہ میں اس سال ۵۲۳ عورتوں کے منہ پر تیزاب پھینکا گیا جس کا ہمیں شائد علم ہی نہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہاں کوئی شرمین عبید چنائے نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مغربی تہذیب وتمدن سے دلبرداشتہ عورتوں کی اکثریت اسلام کے عفت وحیاء کے زیور آراستہ کر رہی ہیں۔ پاکستان میں جرائم کے انسداد کے لیے سزاؤں کا تصور عدل وانصاف کے تقاضے پورے نہیں کرتا۔ مجرم جس قسم کی اذیت سے عورت کو دوچار کرتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کو بھی اسی نوعیت سے فوری سزا دی جائے پھر اس کی میڈیا پر تشہیر کر دی جائے دیکھنا کسی کو جرأت نہ ہوگی کہ وہ کسی کے چہرے پر تیزاب پھینکے یا وہ کسی کو جلائے، بالغ ہونے پر اولاد کی شادی کی حوصلہ افزائی کی جائے تو غیرت کے قتل کی نوبت نہ آئے، رخصتی پر وراثت کا جائز حق دیا جائے تو جہیز کی رسم تدریجی انداز میں دم توڑ جائے، بیٹا یا بیٹی کا پیدا ہونا اللہ کی مرضی سے ہے اس میں عورت کا کوئی قصور نہیں عقیدہ توحید کا شعور پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

مذاہب عالم میں سے اسلام کو امتیازی مقام حاصل ہے جس نے عورت کو عزت و مرتبہ کے مقام سے نوازا۔ محسن انسانیت محمد عربی ﷺ نے جنت کو ماں کے قدموں تلے فرمایا، تین دفعہ ماں سے اور چوتھی دفعہ باپ سے حسن سلوک کرنے کا حکم دیا۔ اپنی بیٹیوں کی عمدہ تربیت کرنے پر جنت میں اپنی قربت کا وعدہ کیا۔ آپ ﷺ نے مردوں کو فرمایا: تم میں سے اچھا وہ ہے جو بیوی سے اچھا برتاؤ کرے۔

دین اسلام نے مرد اور خواتین کے حقوق و فرائض متعین کر دیے ہیں جن پر عمل کرنے سے خاندانی ماحول خوشگوار بن سکتا ہے۔ مرشد کامل امام کائنات ﷺ کی سیرت طیبہ کا بحیثیت خاوند اور بحیثیت والد سنہری کردار ہمارے لیے مشعل راہ ہے، معاشرے کے اصلاح کے لیے میڈیا پر تشہیر کرنے اور عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ (1)

(1) ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث 6 تا 12 مئی 2016ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقوق نسواں کا محافظ: دین اسلام

خالق کائنات نے مخلوق کی راہ نمائی کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے جن کی دعوت کی اساس تو عقیدہ توحید رہی تاہم زمانہ کے اعتبار سے اُن پر نازل شدہ ضابطوں میں تغیر و تبدل رونما ہوتا رہا۔ خاتم النبیین محمد ﷺ پر قرآن حکیم نازل ہوا جس کی حفاظت کے بارے رب نے اعلان فرمادیا:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ [الحجر:۹]

”ہم نے ہی اس ذکر کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“

چونکہ پہلے دور کے ضابطے مخصوص دور کے لیے تھے ان پر نازل شدہ کتب و صحائف کی اصلی حالت برقرار نہ رہی یہ اعجاز قرآن حکیم کو حاصل ہے کہ ساڑھے چودہ سو سال گزرنے کے باوجود اس میں کسی قسم کی لفظی و معنوی تحریف نہ ہو سکی۔

اسلام دین فطرت ہے جو اللہ کے قرآن اور نبی مکرم ﷺ کے فرمان کا نام ہے کتاب و سنت کے احکام قیامت کی صبح تک بنی نوع انسان کی راہ نمائی کا ذریعہ ہیں۔ یہ تو ممکن ہے کہ قرآن میں کسی آیت کی حکمت عام فہم انسان کی عقل سے بالاتر ہو لیکن کسی کا یہ کہنا کہ فلاں قرآنی ضابطہ فطرت کے خلاف ہے سراسر احمقانہ فعل ہے۔

اسلام سے قبل جاہلیت میں تعدد ازواج پر کوئی پابندی نہ تھی ایک مرد بیک وقت کئی عورتوں سے نکاح کر سکتا تھا اللہ تعالیٰ نے چار کی حد مقرر کر دی:

﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً﴾ [النساء:۳]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"اگر تم یتیموں کے ساتھ بے انصافی کرنے سے ڈرتے ہو تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں اُن میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کر لو۔ لیکن اگر تمھیں اندیشہ ہو کہ اُن کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو۔"

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ غیلان بن سلمہ ثقفی جب اسلام لائے تو ان کے نکاح میں دس عورتیں تھیں آپ ﷺ نے فرمایا ان میں سے کوئی سی چار پسند کر لو (باقی چھوڑ دو)۔ (ابن ماجہ، کتاب النکاح)

آزادی نسواں کے علمبردار اہل مغرب اس قرآنی حکم پر واویلا مچاتے ہیں کہ اسلام عورتوں کی حق تلفی کرتا ہے۔ اُن کے باشعور طبقہ کو دعوت فکر ہے!

خالق کائنات نے مرد و عورت کو تخلیق کیا اللہ عالم الغیب نے اُن کی فطری کمزوریوں کو مدنظر رکھ کر مشروط انداز میں اجازت دی تاکہ وہ حیوانوں کی طرح بھڑاس نکالنے کی بجائے رخصت سے فائدہ اٹھائے۔

افزائش نسل کے لیے انسان میں نفسانی خواہش موجود ہوتی ہے لیکن مرد اور عورت کی طبعی کیفیات مختلف ہیں خالق نے جن کی تکمیل کے لیے ضابطے مقرر کیے ہیں۔ اُن کی خلاف ورزی پر سزا متعین کی ہے۔ اللہ عادل ہے اُس نے انسان کی فطری کمزوری کے تدارک کے لیے اجازت دی ہے کہ ایک مرد چار عورتوں سے بیک وقت نکاح کر سکتا ہے۔ مرد میں جنسی رغبت ہمہ وقت موجود رہتی ہے جبکہ عورت کو جنسی عمل کے بعد استقرار حمل، وضع حمل، رضاعت اور ننھے منھے بچوں کی تربیت کے سارے مرحلے اُسے یوں مشغول رکھتے ہیں کہ اُس میں طلب کم ہی رونما ہوتی ہے۔ لیکن مرد ان تمام ذمہ داریوں سے آزاد ہوتا ہے۔ گرم مرطوب علاقہ کی وجہ سے مرد اگر صبر نہ کر سکے تو کیا وہ بدکاری کا مرتکب ہو کر سزا کا مستحق بن جائے یا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی دی ہوئی رخصت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نکاح کر لے!

قرآنی احکامات فطرت کے عین مطابق ہیں مردم شماری کے عالمی اعداد و شمار کے مطابق دنیا میں بعض علاقے ایسے ہیں جن میں عورتوں کی شرح پیدائش مردوں سے زیادہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مزید برآں تاریخ کا مطالعہ کریں جنگوں کا سلسلہ روز اول سے جاری ہے۔ جن میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں مرد ہلاک ہوئے اُن کی عورتیں بیوہ ہو گئیں۔ مثلاً دوسری عالمی جنگ کے دوران روس میں نوے لاکھ مرد ہلاک ہوئے اور جرمنی میں پچاس لاکھ افراد موت کا شکار ہوئے۔ حکومت نے اُن کی بیوگان کے لیے ماہوار وظیفہ مقرر کیا اور رہائشی سہولتیں میسر کیں۔ سب کچھ بجا لیکن نسوانی جذبات کے سہارے سے وہ محروم رہیں۔ کیوں کہ یورپ میں صلیبی قانون رائج ہے کہ مرد بیک وقت صرف ایک عورت سے شادی کر سکتا ہے۔ اس لیے اُنھوں نے جذبات سے مغلوب ہو کر غیر فطری روش اختیار کر لی چنانچہ ان ادھیڑ عمر عورتوں نے پیسے دے کر نوجوان لڑکوں کو ورغلانا شروع کر دیا۔

مغربی معاشرہ، جہاں ایک مرد صرف ایک عورت کو نکاح میں رکھ سکتا ہے، اگر اُن کے ہاں عورتوں کی تعداد زیادہ ہو جائے تو وہ اپنی مرضی سے جس سے چاہیں آزادانہ جنسی تعلقات قائم کریں۔ حرامی بچوں کو جنم دیں۔ کوئی اُن کی اولاد کا باپ بننا گوارہ نہ کرے۔ اس کے بچے نان ونفقہ، صحت وتعلیم کی سہولتوں سے محروم ہو جائیں۔ اس وقت یورپ اور امریکا میں ساٹھ فیصد سے زیادہ ناجائز اولاد جنم لے رہی ہے۔ باعث حیرت ہے کہ اہل مغرب کو عورتوں کے فطری حیاوشرم کی پامالی قبول ہے۔ لیکن بیوہ عورتوں کا قانونی سہارا بننے کے لیے مرد کو دوسری شادی کرنے کی اجازت دینے پر رضامند نہیں۔

قرآن حکیم آفاقی اور عالمی دستور حیات ہے جس نے مرد کو اجازت دی ہے کہ وہ بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے۔ قدرتی آب وہوا یا جنگی حالات میں رب کریم کی اجازت نعمت ثابت ہوتی ہے۔ عورت جنسی آوارگی سے بچ کر گھر کی مالکہ کی حیثیت سے معاشرہ میں باوقار زندگی گزار سکتی ہے۔ خاوند کی سرپرستی میں اس کی اولاد جائز تصور ہوگی وہ اُن کے نان ونفقہ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اسلام مرد کو بیویوں کے مابین عدل وانصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس لیے بیوہ عورتوں کو معاشرہ میں پرسکون اور باوقار مقام حاصل ہوتا ہے۔

ارباب علم ودانش غور کریں کہ صلیبی معاشرہ عورتوں کے نسوانی حقوق کے تحفظ کی ضمانت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فراہم کرتا ہے یا اسلام؟

الغرض، اسلام ہی وہ دین فطرت ہے کہ جس نے ایک مرد کو چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی تا کہ قدرتی آب و ہوا کی وجہ سے یا ہنگامی حالات میں عورت دربدر ٹھوکریں کھانے کی بجائے خاوند کی سرپرستی میں باعزت زندگی بسر کر سکے۔ عورتوں کے حقوق کا حقیقی محافظ اسلام ہی ہے۔

الاعتصام ۲۸ مارچ ۲۰۱۴ء۔

ماہنامہ مکالمہ بین المذاہب، خضریٰ مسجد، لاہور، اکتوبر ۲۰۱۳ء۔

ماہنامہ المنبر، جولائی ۲۰۱۴ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شترِ بے مہار آزادی...... یا...... نبی ﷺ کی غلامی؟

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد انھیں حکم دیا کہ اپنی بیوی کے ساتھ جنت میں رہو، پھر جس جگہ سے چاہو دونوں کھاؤ، مگر اس درخت کے پاس مت جاؤ۔ قرآن بیان کرتا ہے:

> ”پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تا کہ ان کی شرم گاہیں جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھیں دونوں کے رو بہ رو بے پردہ کر دے اور کہنے لگا کہ تمھارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا مگر محض اس وجہ سے کہ تم دونوں کہیں فرشتے ہو جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ۔ اور ان دونوں کے رو بہ رو قسم کھالی کہ یقین جانو میں تم دونوں کا خیرخواہ ہوں۔ سو اُن دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا پس ان دونوں نے جب درخت کو چکھا تو دونوں کی شرم گاہیں ایک دوسرے کے رو بہ رو بے پردہ ہو گئیں اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے اور ان کے رب نے ان کو پکارا: کیا میں تم دونوں کو اس درخت سے منع نہ کر چکا تھا اور یہ نہ کہہ چکا تھا کہ شیطان تمھارا صریح دشمن ہے!“ (الاعراف:۲۰-۲۲)

شیطان کا مقصد اس بہکاوے سے حضرت آدم و حواء کو اس لباسِ جنت سے محروم کرنا اور انھیں شرمندہ کرنا تھا جو انھیں جنت میں پہننے کے لیے دیا گیا تھا۔ آج بھی شیطان کے حسین و دل فریب جالوں کا وہی مقصد ہے کہ انسان اللہ کے حکموں کو چھوڑ کر شترِ بے مہار ہو جائے اور شرم و حیا سے بے لباس ہو کر حیوانوں کی طرح جو چاہے کرے تو اس پر کوئی قدغن نہ ہو!

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے زندگی گزارنے کا راہنما اصول بیان فرما دیا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ [الحشر: ۷]

''اور تمھیں جو کچھ رسول دے لے لو اور جس سے روکے رُک جاؤ۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس آیت میں مسلمانوں پر لازم کر دیا کہ جب نبی ﷺ کا حکم آجائے تو اس پر عمل کرنا واجب ہے اور جب کسی کام سے روک دیں تو اس سے رک جانا ضروری ہے۔

دین اسلام عقائد وعبادات کے ساتھ ساتھ زندگی کے معاملات سے متعلق ضابطوں کا بھی نام ہے۔ عقائد وعبادات میں امر بالمعروف کی تعمیل اور دنیوی معاملات میں نہی عن المنکر کی پابندی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی ہے۔

مسلمان عقائد وعبادات میں اپنی مرضی سے ردو بدل نہیں کر سکتا، مثلاً: تشہد کی حالت میں درود شریف کی بجائے الحمد شریف اور قیام میں الحمد کی بجائے درود شریف پڑھنا عبادت نہیں، بدعت ہے۔ دنیوی معاملات میں مسلمان اپنی مرضی کر سکتا ہے البتہ وہ امور سرانجام نہیں دے سکتا جن سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح سود کو حرام ٹھہرایا اسی طرح مسلمان عورتوں کو غیر محرم رشتوں کے سامنے زینت ظاہر کرنے سے منع فرمایا۔ اللہ فرماتا ہے:

''مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنی ڈالے رہیں اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں۔'' (النور:۳۱)

نبی کریم ﷺ سے خاوند کے بھائی (دیور) سے پردے سے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((الحمو الموت)) (ترمذي، رقم: ۱۱۷۱)

''خاوند کا بھائی موت ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خانگی حالات کی مجبوری کے باوجود نبی کریم ﷺ نے عورت کو خاوند کے بھائی سے پردہ کرنے کا حکم دیا تو عام مردوں کے سامنے بے پردہ میل جول کی اجازت کس طرح ہو سکتی ہے!

عصرِ حاضر کا کوئی اسکالر یا عوامی نمائندہ اِضطراری کیفیت بیان کر کے سود کو جائز اور پردے کو غیر ضروری قرار دے دیں تو یہ اللہ کی فرماں روائی اور نبیِ کریم ﷺ کی غلامی نہیں، شیطان کی پیروی ہے!

اہلِ مغرب نے شیطان کے بہکاوے میں آ کر آزادی کے مختلف نظریات کو جنم دیا:

☆......سیکولر ازم کا مطلب ہے کہ اگر کسی نے خدا کو ماننا ہے تو اپنی ذاتی زندگی میں مان لے۔ اجتماعی معاملات میں خدا کا کوئی دخل نہیں!

☆......کیپٹل ازم (سرمایہ داری نظام) کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کی زندگی کا محور سرمائے میں اضافہ ہے جس میں جائز و ناجائز ذرائع کی کوئی قید نہیں۔

☆...... ایمپیریلزم (سامراجیت) کا مطلب ہے کہ وحی اور آسمانی ہدایت کی کوئی حیثیت نہیں، انسانی عقل، مشاہدہ اور تجربہ ہی حقیقی علم کا منبع ہے۔

☆......لبرل ازم (آزاد خیالی) کا مفہوم یہ ہے کہ انسان ہر لحاظ سے آزاد (مادر پدر آزاد) ہے جو چاہے سوچے، جو چاہے کرے۔ اس پر کوئی قدغن نہیں لگا سکتا۔

شیطان کی تگ و دو کا مقصد بنی نوع انسان کو اللہ اور اس کے رسول کی بغاوت پر آمادہ کرنا ہے۔ آزادی کے مذکورہ نظریات شیطانی مکروفریب کی دل فریب راہیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی صریح نفی ہے۔

ماہرین کے نزدیک آزادی کی متعدد اقسام ہیں: فطری، شہری، معاشی، سیاسی، قومی، ذاتی، گھریلو اور ضمیر کی آزادی۔ آزادی کے نظریات کو فروغ اور آزادی کی اقسام کو تحفظ مغرب کے سیاسی نظام نے فراہم کیا جس میں عوام قانون سازی کرنے میں خود مختار ہیں۔ اسلام میں قرآن و سنت کو سپریم لا کی حیثیت حاصل ہے البتہ مسلم شہریوں کو محاسبہ کرنے کا حق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہے کہ خلیفہ یا عامل کا فلاں حکم یا عمل قرآن و سنت کے منافی کیوں ہے؟ لیکن شتر بے مہار آزادی کا تصور نہیں کہ قرآن و سنت میں مذکور حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دے دیا جائے۔ جب انسان کلمہ طیبہ پڑھ کر حلقۂ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ محمد عربی ﷺ کا غلام بن جاتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مرضی کے سامنے جھک جاتا ہے ان کے حکم کے مقابلے میں اپنی رائے کا اظہار نہیں کر سکتا البتہ ان دنیوی امور میں آزاد ہے جن میں نبی کریم ﷺ نے منع نہ کیا ہو، مثلاً:

آپ پیاس کی شدت بجھانے کے لیے ہر قسم کا مشروب پی سکتے ہیں لیکن شراب نہیں۔ اس طرح بھوک مٹانے کے لیے من پسند خوراک کھا سکتے ہیں لیکن سور اور مردار وغیرہ نہیں۔ جسم چھپانے کے لیے پسند کا لباس پہننے کی آزادی ہے لیکن اس قدر باریک نہ ہو کہ جسم کی رنگت نظر آئے اور اتنا تنگ و چست بھی نہ ہو کہ جسم کے نشیب و فراز ظاہر ہوں۔ افزائش نسل کے لیے مرد اور عورت باہم ملاپ کر سکتے ہیں، مگر نکاح کر کے۔ ہاتھ سے محنت مشقت کر سکتے ہیں لیکن کسی سے جینے کا حق چھین نہیں سکتے۔ زبان سے مافی الضمیر بیان کر سکتے ہیں لیکن غیبت گالی گلوچ سے دل آزاری نہیں، اظہارِ رائے کی آزادی ہے لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔

محسنِ انسانیت ﷺ کی طرف سے حد بندی انسان کی عزت و جان و مال کو تحفظ فراہم کرتی ہے، مثلاً: کوئی شخص کسی کو قتل کر دیتا ہے، جرم ثابت ہونے پر عدالت قاتل کو موقع فراہم کرتی ہے کہ وہ مقتول کے ورثاء سے معافی طلب کرے یا دیت پر راضی کرے۔ اگر وہ رضامند نہ ہوں تو اسے قصاص میں سزائے موت کا حکم صادر کرتی ہے۔ اس سے مقتول کے ورثاء کا انتقامی جذبہ ختم ہو جاتا ہے اور معاشرے کے دیگر لوگ عبرت حاصل کرتے ہیں اور کسی کو معمولی تلخ کلامی پر جینے کی آزادی سلب کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔

سزائے موت پر واویلا مچانے والوں کو غور کرنا چاہیے کہ عدالتی کارروائی کے بعد قاتل کو اگر سزائے موت دینا انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے تو ڈرون حملوں میں ایک دہشت گرد کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مارنے کی آڑ میں بے گناہ عورتوں اور بچوں کو ہلاک کرنا کس طرح جائز ہو گیا!

شیطان کے مکر و فریب سے آدم وحواء بے لباس ہوئے تو انھوں نے درخت کے پتوں سے بدن کو چھپا کر عفت و حیا کا درس دیا۔ ملت اسلامیہ کے نوجوانو! تم ایسے اہلِ مغرب کی تقلید کیوں کرتے ہو جن کا مقصود عورت کو محض پراڈکٹ بنانا ہے! ان کے ہاں عورت عریاں لباس پہن کر کلب میں نمائش کرنے، مردوں کے ساتھ تھرکنے اور اپنی مرضی سے کسی کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرنے میں آزاد ہے۔ البتہ اگر وہ اپنی ایسی آزادی کو بلا جبر و اِکراہ اپنی مرضی سے اسلام کے تابع کرنا چاہے تو آزادی کے نام نہاد یہ علَم بردار اُسے ہدفِ تنقید و تمسخر بناتے ہیں! آخر یہ کیسی دوغلی آزادی ہے جس میں مرضی کسی اور کی چلتی ہے؟

اسلام میں عورتوں کو اچھا اور عمدہ لباس اور آرائش و زیبائش کے لیے زیور پہننے کی آزادی ہے تاہم خاوند کے علاوہ دوسروں کے سامنے ایسا کرنے کی ممانعت ہے۔ اسلام میں آزادی کا تصور یہ ہے کہ اگر کسی کی آزادی خود اپنے لیے اور دوسروں کے لیے دین و دنیا کے اعتبار سے باعثِ نقصان ہو تو ایسی شترِ بے مہار کیفیت کو اسلام آزادی کی بجائے بغاوت کہتا ہے۔

اس آزادی کی مثال ایک گھوڑے کی سی ہے جو ایک لمبی رسّی سے بندھا ہو۔ اس کی آزادی اتنی ہی ہو گی جتنی رسی اسے اجازت دیتی ہے۔ اسلام میں جو آزادی کی حد کو عبور کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا کا تعین کیا۔ شیطان نے انسان کو بہکایا کہ اسے وحیِ الٰہی کی ضرورت نہیں، وہ خیر و شر میں خود تمیز کر سکتا ہے۔ وہ اپنی عقل اور مشاہدے سے کسی فعل کو جرم تصور کرے یا نہ کرے، یہ اس کا حق ہے۔ اگر جرم تصور کرے تو وہ اس کی سزا کا تعین کرنے میں خود مختار ہے۔ شیطان کے پجاری شترِ بے مہار آزادی کو بہ زورِ قوت مسلم دنیا پر مسلط کرنے کی تگ و دو میں ہیں۔ کائنات کے امام ﷺ کی غلامی کا دم بھرنے والے پامردی سے مزاحمت کر رہے ہیں۔ الٰہی! ان کی نصرت فرما، آمین۔

الاعتصام، ۱۰ تا ۱۶ نومبر ۲۰۱۷ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دفاعی تقاضے

ایران کا سپہ سالار رستم جس کا نام سن کر دلوں پر ہیبت طاری ہو جاتی تھی۔ اس کے سامنے ایک عرب بدو جس کے دماغ کو اسلام نے آسمان پر پہنچا دیا تھا۔ اُس نے مسلم فوج کا مقصد حیات بیان کیا:

''اللہ نے ہم کو اس کام پر مقرر کیا ہے کہ ہم ان لوگوں کو (جن کو اس نے چاہا) بندوں کی بندگی سے نکال کر خدائے واحد کی بندگی میں اور دنیا کی تنگی سے نجات دے کر دنیا کی وسعت میں داخل کریں۔''

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾

(الانفال:۳۹)

''تم اہل کفر سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ مٹ جائے اور سارے کا سارا دین اللہ کے لیے ہو جائے۔''

دین اسلام کو غالب کرنے کے لیے امت مسلمہ خصوصاً اسلامی فوج میں دو خصوصیات کا ہونا ضروری ہے:

۱: اسلامی فوج میں نظم وضبط اور اتحاد ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اتحاد کے لیے اطاعت امیر کا ہونا لازمی ہے۔

۲: ربّ کی رضا کے لیے حتی المقدور جدوجہد کی جائے اور کامیابی کے لیے اللہ ہی کی ذات پر بھروسہ کیا جائے۔ سیّد الکونین ﷺ نے بدر کے میدان میں عملی نمونہ پیش کیا جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ نے اپنے آخری خطبہ میں مسلم فوج کا رب پر اعتماد کا تذکرہ یوں کیا:

”کائنات کے امام ﷺ نے بدر کے میدان میں ۳۱۳ جانثاروں کو ایک ہزار مسلح لشکر کفار سے لڑایا، تو اس وقت کسی کے پاس تیر تھا تو تلوار نہ تھی، کسی کے پاس نیزہ تھا تو ڈھال نہ تھی۔ اگر تیر تھا تو بچاؤ کے لیے زرہ نہیں تھی۔ لیکن ان کے پاس ایک ایسی انمول دولت تھی جس کے سامنے افرادی قوت ٹھہر سکتی تھی نہ اسلحہ کے ذخائر راہ میں حائل ہو سکتے تھے۔ وہ دولت کیا تھی؟ رب کائنات پر کامل ایمان واعتماد تھا۔“

عظیم سپہ سالارِ امت نے دن میں مسلمانوں کی صف بندی کی، رات کے آخری حصہ میں اللہ قدیر کے دربار میں ان مومنوں کی کامیابی کے لیے رو رو کر دعا مانگی۔

اس لیے اسلامی ممالک کے سربراہوں کو چاہیے کہ وہ مدد کے لیے روس وامریکہ کی طرف نہ دیکھیں جو توہین رسالت کے مجرم ہیں، وہ بھلا اس رسول ﷺ کی امت کے کیسے دوست بن سکتے ہیں، مدد کے لیے دیکھنا ہے تو مشرق ومغرب کے رب کی طرف دیکھو جو ہر چیز پر قادر ہے۔ چاہے تو نہتے سرفروش مجاہدین کو بدر کے میدان میں کامیابی سے ہمکنار کردے، چاہے تو امریکی بحری بیڑے پر بھروسہ کرنے والے ایک لاکھ مسلح فوجیوں کو ڈھاکہ کی گلیوں میں رسوا کردے۔

میدانِ جنگ میں کامیابی کے لیے اسلحہ کی کثرت پر گھمنڈ کرنا مسلمان کا شیوہ نہیں لیکن اسلام ہمیں دفاعی امور میں خود کفالت اور تحقیق مزید کا حکم دیتا ہے۔ ربّ ذوالجلال کا ارشاد ہے:

﴿وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ﴾ (الحدید:۲۵)

”اور ہم نے لوہا اتارا کہ اس میں سخت لڑائی (کا سامان) اور لوگوں کے لیے فائدے بھی ہیں۔“

اسلام کے ابتدائی دور میں جب مسلمانوں اور رومیوں کا مقابلہ ہوا تو رسولِ اکرم ﷺ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے منبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا:

"دشمنوں کے مقابلے کے لیے زیادہ سے زیادہ فوجی قوت پیدا کرو۔ تیر اندازی کی مہارت، تیر اندازی کی مہارت، تیر اندازی کی مہارت۔"

(صحیح مسلم۔سنن ابن ماجہ، باب الجہاد)

سید الکونین ﷺ نے فرمایا: اسلام کی سربلندی کے لیے "ایک تیر کی وجہ سے اللہ کریم تین آدمیوں کو جنت میں داخل کر دے گا۔ تیر بنانے والے کو، تیر پھینکنے والے کو اور تیر پکڑانے والے کو۔" (ابن ماجہ، نسائی)

"قرونِ اولیٰ میں ہمارے اسلاف اسلحہ اور قلعہ شکن آلات خود تیار کرتے تھے اور ایسی بھی مشین تیار کی جس میں بہت سی کمانیں لگی ہوئی تھیں اور بیک وقت بہت سے تیر پھینک سکتی تھی۔ نقاطون آتشیں گولوں کے ذریعے دشمن کی فوج میں آگ لگا دیتے تھے اور خود اس قسم کا لباس پہنتے تھے کہ اس پر آگ اثر انداز نہیں ہو سکتی تھی۔"

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلامی بحریہ کی بنیاد ڈالی۔ جب آپ کی وفات ہوئی تو بحری فوج کے جہازوں کی تعداد سترہ سو تھی، جہازوں کے راستہ کے تعین کے لیے عربوں نے قطب نما ایجاد کیا۔

"مسلمانوں نے تیر کو توپ کی جدید شکل میں ڈھال دیا جس کو افریقہ کے ایک سردار یعقوب نے ۱۲۰۵ء میں استعمال کیا تھا۔ سپین کے مسلم سائنس دان ابن قرتاس نے عینک، میزان الوقت اور طیارہ ایجاد کر کے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔"

یورپی اقوام نے سپین کی درس گاہوں سے علم حاصل کیا۔ اس علمی کاوش کو اپنی زبانوں میں منتقل کیا۔ پھر مسلمانوں کی ابتدائی سائنسی تحقیق کو بام عروج تک پہنچایا۔ مسلمانوں میں سائنسی تحقیق کا دروازہ بند ہو گیا اور وہ فن تعمیر اور ثقافت کی ترقی پر گامزن ہو گئے۔ میزائل، ایف ۱۶ اور ایٹم بم مسلمانوں کی ابتدائی تحقیق کی جدید ترقی یافتہ شکلیں ہیں جن پر اب غیر مسلموں کی اجارہ داری ہے۔ امریکہ و یورپی ممالک نے ترقی پذیر ممالک خصوصاً مسلمانوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایٹمی ٹیکنالوجی فراہم نہ کرنے کے معاہدے پر دستخط کر دیئے ہیں۔

امت مسلمہ کے لیے چند راہنما مشورے:

ا: خلافت اسلامیہ (اسلامی ممالک) ہر ممکن طریقہ سے جدید ایٹمی ٹیکنالوجی حاصل کرے۔

i۔ تیل، قیمتی معدنیات اور نایاب مصنوعات ان کو دو، جو تم کو ایٹمی تھیوری میں خود کفیل بنائے۔

ii۔ امریکہ ویورپی اقوام کی دفاعی و صنعتی ترقی عربوں کی دولت کی مرہون منت ہے، اگر وہ پس وپیش کریں تو ان کے بینک خالی کر دو۔

iii۔ بصورت دیگر بھاری معاوضے دے کر دنیا کے جدید دفاعی ماہرین درآمد کیے جائیں جو اندرون ملک جدید اسلحہ تیار کریں۔ نیز فنی وسائنسی مسلم ماہرین کو تعلیم وتربیت دیں۔

۲: فنی وسائنسی تعلیم وتربیت کے معاہدے کیے جائیں، ان ممالک میں ملی جذبہ سے سرشار طلبہ کو بھیجا جائے اور وہ ان کے ہو کر نہ رہ جائیں بلکہ اپنے ملک کی خدمت کریں۔

ہر جائز وناجائز حربہ استعمال کر کے خلافت اسلامیہ کے لیے دفاعی امور میں ایٹمی ٹیکنالوجی میں خود کفیل ہونا، ملت اسلامیہ کی زندگی کی علامت ہے۔ ایٹمی توانائی آج دنیا میں سپر طاقت کا معیار ہے۔ خلافت اسلامیہ جب علی الاعلان ایٹمی دھماکہ کرے گی تو پھر کسی سامراجی قوت کو مسلم اقلیت پر ظلم وستم کا بازار گرم کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔

دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ دوسری چھوٹی مسلم ریاستیں اپنے تحفظ کے لیے خود بخود خلافت اسلامیہ سے الحاق کریں گی یا ان کے عوام ان کو مجبور کر دیں گے۔ اقتصادی پابندیاں عائد ہو جائیں تو ان کو خاطر میں نہ لایا جائے۔ بہبود آبادی وثقافتی ترقی جیسے منصوبوں پر وہ سود پر قرضہ دیتے ہیں جن کی ہمیں ضرورت ہی نہیں۔

۳: خود کفیل ہونے تک غیر پیداواری اشیاء کی بجائے جدید اسلحہ درآمد کیا جائے۔ دفاعی تھیوری کا ملی وقومی زبان میں ترجمہ کیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴: ملک کے تعلیمی اداروں میں فنی و سائنسی تعلیم ملی یا قومی زبان میں دی جائے تا کہ اسے سمجھنے اور مزید تحقیق کرنے میں آسانی ہو۔

۵: فوج کو فنی مہارت سکھانے کے علاوہ ان میں اسلامی تعلیم وتزکیہ کا خصوصی اہتمام ہو۔ نماز اور ذکر الٰہی سے غافل نہ ہوں۔ ہمارے اسلاف کا یہی طرہ امتیاز تھا، دن کو دشمن کے سامنے سینہ سپر رہتے اور رات کو رب کی بارگاہ میں عاجزی کرتے۔

۶: سیرت طیبہ ﷺ اور نامور مجاہدین کے بے مثال کارناموں سے آگاہی کے لیے خصوصی لیکچرز دیئے جائیں اور دارالمطالعہ قائم کیے جائیں تا کہ ان میں جذبہ جہاد پیدا ہو اور وہ پوری دنیا میں اسلامی پرچم لہرانے کا عزم کریں۔

۷: فوجی جوانوں کو معاشی فکر سے آزاد کیا جائے۔ معقول تنخواہ دی جائے۔ سستی کرنے والوں کو نکال دیا جائے۔ غداری کرنے والوں کو عبرت ناک سزا دی جائے۔

۸: غیر مسلموں خصوصاً اسلام کے نام پر گمراہ مذاہب مرزائی، سبائی وغیرہ سے منسلک افراد کو اسلامی فوج میں شامل نہ کیا جائے۔ ان کی وفاداریاں مشکوک ہیں۔ انہوں نے تاریخ اسلام میں ہمیشہ منفی کردار ادا کیا ہے۔

۹: مذہب، قوم کی بقا کے لیے یہود ونصاریٰ اور ہنود کے نزدیک عورت کی عصمت کو داؤ پر لگا دینا کوئی عیب نہیں۔ وہ ذمہ دار عہدے داروں کے گھروں میں گھس جاتی ہیں۔ اہم فوجی راز دنیاز سے دشمن کو آگاہ کرتی ہیں اس لیے خفیہ رپورٹ کے ذریعے ان پر کڑی نظر رکھی جائے۔

۱۰: شرعی عذر کے علاوہ ہر شہری کو جہاد کے لیے فوجی تربیت دی جائے تا کہ ضرورت پڑنے پر ہر شہری جنگ میں مجاہدانہ کردار ادا کر سکے۔ پہلے مرحلہ پر سول ملازمین کو تربیت دی جائے اور آئندہ ملازمت کے حصول کے لیے فوجی تربیت یافتہ ہونا لازمی قرار دیا جائے۔

۱۱: اسلحہ لائسنس کی لعنت ختم کی جائے جو دور غلامی کی یادگار ہے، ہر شہری کو ابتدائی نوعیت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلحہ رکھنے کی اجازت دی جائے تاکہ اپنی عزت، جان اور مال کا دفاع کر سکے اور ناگزیر حالات کی بناء پر اسلام اور وطن کا دفاع کر سکے۔ بصورت دیگر حکومت کی طرف سے امن عامہ کے عملہ کے علاوہ کسی کو اسلحہ رکھنے کی اجازت نہ ہو۔

۱۲: مستقل فوج کی فوجی تربیت گوریلا طرز پر ہو تاکہ آب وہوا اور موسم کا تغیر وتبدل ان کی راہ میں حائل نہ ہو۔ ریگستانی وپہاڑی علاقوں میں لڑنا ان کے لیے مشکل نہ ہو۔

۱۳: خلافت اسلامیہ کے قیام تک تنظیم اسلامی کانفرنس کے تمام یا چند رکن آپس میں دفاعی معاہدہ کرلیں تاکہ کسی جارحیت کی صورت میں وہ ایک دوسرے کی عملی طور پر امداد اور دنیا کے کسی خطہ میں مسلم اقلیتوں کے تحفظ کے لیے فوجی مدد کرسکیں۔

۱۴: حرمین شریفین کا تحفظ از حد ضروری ہے۔ منافقین کی مدت سے سازش رہی ہے کہ کسی طرح مقدس مقامات پر قبضہ کر کے اسلامی وحدت کو پارہ پارہ کیا جائے۔ اس لیے سعودی حکومت کو کسی معتمد اسلامی ملک سے مل کر دفاعی معاہدہ میں پہل کرنی چاہیے تاکہ مقدس مقامات کے تحفظ کے لیے سامراجی طاقتوں کا سہارا نہ لینا پڑے۔ ☆

☆ طبع ہفت روزہ الاعتصام ۱۴ مارچ ۱۹۹۷ء۔ پندرہ روزہ "المنبر" ۲۲ر اپریل، ۲۱ مئی ۲۰۰۴ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشراق کا نظریہ جہاد؟

صیہونی جنگ کے شعلے یکے بعد دیگرے مسلم ممالک میں پھیل رہے ہیں۔ حکمران طبقہ بچاؤ کے لیے روشن خیالی کی سڑک پر گامزن ہے جب کہ مٹھی بھر ''بنیاد پرست'' حتی المقدور ان شعلوں کو بجھانے کی جدوجہد کررہے ہیں۔ مزاحمتی کارروائیوں میں پے در پے ہلاکتوں سے صیہونی فوج دل برداشتہ ہوچکی ہے۔ وائٹ ہاؤس اور پینٹا گون عراق پر حملہ کرنے کی غلطی کا الزام ایک دوسرے پر عائد کررہے ہیں۔ مغرب کا انصاف پسند طبقہ مظاہرے کرکے اپنے حکمرانوں کے خلاف نفرت کا اظہار کررہا ہے۔ دوسری طرف وہ سپر پاور سے برسرپیکار مجاہدین کے مذہب کا مطالعہ کررہے ہیں۔ اہل مغرب میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں روز بہ روز اضافہ ہورہا ہے۔ ان سنگین حالات میں امت مسلمہ کے بیشتر دانش ور خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر صیہونی جنگ کے شعلوں کو بجھانے کے لیے عوام میں جہادی شعور کو بیدار کررہے ہیں لیکن پاکستان کا اشراقی مکتبہ فکر حیلے بہانے تراش کر مسلمانوں میں احساس محرومی کو جنم دے رہا ہے۔ سید منظور الحسن نائب مدیر ماہ نامہ اشراق، لاہور شذرات میں ''نئے میدان جنگ کا انتخاب'' کے تحت لکھتے ہیں:

''ہماری قوم نے جنگ کے لیے غلط میدان کا انتخاب کر رکھا ہے، ایک ایسا میدان جنگ جس میں ہم گزشتہ تین صدیوں سے پے در پے شکست کھا رہے ہیں۔ یہ مادی قوت کا میدان ہے، اس قوت کا مظہر اگر دولت ہے تو ہمارے ہاتھ میں کاسہ گدائی ہے، اگر علم وفن ہے تو ہمارا جہل مسلم ہے اگر اسلحہ ہے تو ہم بے دست و پا ہیں، اگر اقتدار ہے تو ہم محکوم محض ہیں۔ مادی قوت کے ان تمام

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مظاہر سے ہمارا وجود بالکل خالی ہے۔ اس حقیقت کے تلخ نتائج کا مسلسل شکار ہونے کے باوجود ہم مسلسل اس میدان میں جان کی بازی لگا رہے ہیں۔(1)

پروفیسر محمد اکرم ورک ''احیائے اسلام کے امکانات اور حکمت عملی'' کے تحت لکھتے ہیں:

''جدید ٹیکنالوجی سے محرومی کی وجہ سے جنگ کے میدان میں ہماری کمزوری اظہر من الشمس ہے۔ دشمن کے بالمقابل اس میدان میں ہمارے وسائل اور جانوں کے اتلاف کے امکانات کہیں زیادہ ہیں...... ہماری حکمت عملی یہ ہونی چاہیے کہ ہم اسے اس میدان میں اترنے پر مجبور کر دیں جس میں ہم مضبوط اور مد مقابل فریق کمزور ہے۔'' [ماہنامہ الشریعہ، جنوری ۲۰۰۵ء، صفحہ ۳۳]

ہمارا حسنِ ظن ہے کہ انہوں نے نیک نیتی سے ہی یہ مشورہ دیا ہوگا کہ جنگ کے لیے مسلمانوں کے پاس مادی وسائل کم ہیں، اس لیے وہ عسکری محاذ کی بجائے نظریاتی محاذ پر دشمن کا مقابلہ کریں، جس میں وہ قوی ہیں۔

ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے کہ مسلمانوں نے خود عسکری محاذ کا انتخاب نہیں کیا بلکہ صہیونی یلغار نے ان کو دفاعی جنگ لڑنے پر مجبور کیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں نظریاتی محاذ پر سرگرم عمل رہے۔ جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو قریش مکہ نے یکے بعد دیگرے مدینہ میں حملے کیے تو رحمت دو عالم ﷺ نے نظریاتی محاذ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ ﷺ نے افرادی قوت کی کمی اور حربی ساز وسامان نہ ہونے کے باوجود عسکری محاذ پر مقابلہ کیا۔ موجودہ دور میں مسلمان اسی صورت حال سے دوچار ہیں۔ افغانستان میں طالبان نے اسلامی حکومت قائم کرنے کا اعلان کیا تو عوام کی عزت، جان اور مال کو تحفظ نصیب ہوا، حکومتی عہدیداروں نے سادگی کو شعار بنایا، تو قومی بجٹ پر بوجھ کم پڑ گیا، عوام کو بنیادی سہولتیں مفت میسر ہوئیں اور منشیات کا خاتمہ ہوگیا۔ نظریاتی میدان میں طالبان کی تحریک کے مثبت اور دور رس اثرات ظاہر ہوئے، چناں چہ اہل مغرب کے غیر جانب دار مبصرین نے اسلامی نظام حکومت کا بنظر غائر جائزہ لیا تو وہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ حدود و قیود کے بغیر ریاست میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امن وامان قائم کرنا مشکل امر ہے، جو صہیونی تحریک کو ناگوار گزرا۔

صہیونی تحریک نے اسلامی نظریاتی ریاست کے نظام کو درہم برہم کرنا تھا، چاہے اسامہ بن لادن کو بغیر ثبوت کے امریکا کے حوالے کر دیا جاتا۔ آپ دیکھ لیں صدام حسین نے معائنے کے لیے منہ مانگی سہولتیں فراہم کیں۔ انٹرنیشنل اٹامک انرجی کے اہل کاروں نے عراق کا چپہ چپہ چھان مارا۔ انہوں نے جو رپورٹ پیش کی وہ مزعومہ الزامات کی تردید کرتی تھی، اس کے باوجود امریکا نے عراق پر حملہ کر دیا۔

قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق جب کوئی قوم مسلمانوں پر حملہ آور ہو تو دفاع کے لیے لڑنا فرض ہے۔

چناں چہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ ﴾ [البقرہ: ۱۹۰]

''اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو، یقیناً اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔''

اگر کفار مسلمانوں کی کسی جگہ پر قبضہ کر لیں تو انہیں وہاں سے نکالنا اور مسلمانوں کا قبضہ دوبارہ بحال کرنا فرض ہے، اللہ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

﴿ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ ﴾

[البقرہ: ۱۹۱]

''اور انہیں جہاں پاؤ قتل کرو اور جس جگہ سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے تم انہیں وہاں سے نکالو۔''

نبی کریم ﷺ نے مادی وسائل کی کمی کے باوجود قریش اور دیگر کفار کا مقابلہ کیا اور تاریخ اسلامی کے تمام سنہرے ادوار میں مسلمان تعداد اور وسائل میں قلت کے باوجود کفار کا مقابلہ کرتے رہے اور کامیابی سے ہم کنار ہوتے رہے، لہٰذا افغان اور عراق کے مجاہدین کا دفاعی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہاد اور صلیبی (صہیونی) فوج سے اپنے علاقے خالی کروانے کا عمل درست فیصلہ ہے۔

صہیونی نظریات کی تکمیل کے لیے صلیبی افواج جن مسلم ممالک پر عسکری یلغار کرتی ہیں، جزوی کامیابی کے بعد وہ افواج معدنی وسائل کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہیں اور اس کے ساتھ وہاں سیکولر نظریات کی مہم شروع ہو جاتی ہے۔ ذرائع ابلاغ کی یلغار سے فحاشی و عریانی کو فروغ دیا جاتا ہے اور اسے آئینی تحفظ دینے کے لیے مخصوص سیاسی نظام رائج کیا جاتا ہے، جس کا اہم ستون آزاد میڈیا ہے۔ اس نظام میں مومن اور کافر کی رائے میں تمیز ختم ہو جاتی ہے اور کتاب و سنت کا نفاذ کثرتِ رائے کا محتاج بن جاتا ہے۔ چناں چہ عراق و افغانستان کے مجاہدین ملتِ اسلامیہ کی طرف سے نظریاتی یلغار کے سدباب کے لیے فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں۔

دفاعی قوت میں اضافہ اسلامی حکومت کا اہم تقاضا ہے

دشمن سے بچاؤ کے لیے ہمہ وقت دفاعی اسلحہ رکھنا چاہیے، وہ عصا ہی کیوں نہ ہو۔ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے، دفاعی قوت میں اضافہ ملت اسلامیہ کی سلامتی کا لازمی تقاضا ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے:

﴿ وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ ﴾ [الانفال:٦٠]

"تم دشمن کے لیے جتنی قوت رکھتے ہو تیاری کرو۔"

اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی رو سے ہر قسم کے جنگی ہتھیاروں کی تیاری اور فراہمی امت مسلمہ کا ملی فریضہ ہے۔

اسلام میں اسلحہ تیار کرنے والوں کا بڑا مقام ہے۔

"حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرما رہے تھے: "ایک تیر کی وجہ سے اللہ تین آدمیوں کو جنت میں داخل کر دے گا، تیر بنانے والے کو جو اس کے بنانے میں ثواب طلب کرتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس تیر کے پھینکنے والے کو تیر پکڑانے والے کو۔''

[رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ والنسائی]

اسلام میں بحری بیڑہ تیار کرنے اور بحری فوج میں اسلام کے دفاع کے لیے جہاد کی خدمات سرانجام دینے والوں کی فضیلت ہے۔ لیکن اسلحے پر انحصار کرنے کی بجائے کامیابی کے لیے اللہ پر بھروسہ کرنے کا حکم ہے:

﴿عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ﴾ [ھود:۸۸]

''میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔''

دفاع وسائل کی کمی کا بہانہ مناسب نہیں

تاریخ شاہد ہے کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے اسلحہ کی کمی کو جواز بنا کر جہاد سے کبھی جی نہیں چرایا بلکہ اس دور کی استعماری طاقتوں (Impeial Powers) کو روم و ایران سے بیک وقت برسرپیکار ہوئے جو افرادی قوت اور فنون حرب وضرب، کے لحاظ سے ان پر فوقیت رکھتی تھیں۔ مسلمانوں نے ایمانی قوت سے لیس ہو کر قیصر و کسریٰ کے تکبر کو خاک میں ملا دیا۔ آپ ان جنگوں کے حالات و واقعات کا تجزیہ کریں جب مسلمان ہزاروں تھے جب کہ کفار لاکھوں کی تعداد میں برسرپیکار مسلمانوں کی اکثریت پیادہ تھی تو کفار سوار تھے۔ جب مسلم فوج کو گھوڑے اور اونٹ میسر ہوئے تو وہ ہاتھیوں پر سوار تھے۔ چناں چہ عسکری میدان میں مقابلہ کرنے کے لیے مادی وسائل کی کمی کا بہانہ معقول نہیں ہے؟ فاضل مضمون نگار رقم طراز ہیں:

> ''اس مادی قوت کے میدان میں اگر ہم کوئی کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ پہلے اس میدان سے نکل کر مادی قوت کے وہ تمام اسباب ووسائل حاصل کریں جو کامیابی کے لیے ناگزیر ہیں، ان کے حصول کے لیے ایک طویل جدوجہد درکار ہے۔'' [اشراق]

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اسلحے کی فراوانی اور جدید ٹیکنالوجی میں مہارت، دفاع کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بے حد ضروری ہیں لیکن آپ اچھی طرح باخبر ہیں کہ بعض مسلم ممالک حتی المقدور ایٹمی توانائی کے حصول کے لیے متحرک و فعال رہے ہیں لیکن یہ وسائل ملت اسلامیہ کو سلامتی کی ضمانت فراہم نہیں کر سکے۔ عراق کا ایٹمی پلانٹ تکمیل کے مراحل میں تھا کہ اسرائیل نے اسے تباہ کر دیا، اس کے باوجود عراق کے تعلیمی اداروں میں سائنس اور ٹیکنالوجی کا وسیع ڈھانچہ موجود تھا، جو مستقبل میں نئی نسل کی فنی ترقی کے لیے مفید ثابت ہو سکتا تھا۔ عراق پر صہیونی حملے کا بنیادی سبب کیا ہے؟ معروف تجزیہ نگار فتح محمد ملک بیان کرتے ہیں:

''صدام حسین کا تختہ اس لیے نہیں الٹایا گیا کہ وہ ایک آمر مطلق تھا۔ دنیائے اسلام میں آمروں کی قوت کے سرچشمے وائیٹ ہاؤس اور پینٹا گون میں رواں ہیں۔ صدام حسین کی بجائے عراق کی تباہی کی بنیادی وجہ تو عراق کے نظام تعلیم و تربیت کو تباہ کر کے عراق میں سائنس اور ٹیکنالوجی کا انفراسٹرکچر برباد کرنا تھا سو وہ کر دیا گیا...... الاہرام ریسرچ کی رپورٹ کے مطابق امریکا نے پہلے ہی ۷۰ عراقی سائنس دانوں کو عراق سے اٹھا کر کسی نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا تھا۔''

[روزنامہ نوائے وقت، مجریہ ۳ فروری ۲۰۰۵ء]

اگرچہ پاکستان کو اتحادی بنائے رکھنا ابھی تک امریکی مفاد میں ہے تاہم صہیونی عزائم واضح ہیں امریکی وزیر خارجہ کنڈولیزا رائس نے انکشاف کیا ''پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کو نکیل ڈالنے کا خفیہ پلان تیار ہے۔'' [حوالہ ایضاً]

دفاعی اسلحہ میں خود کفیل ہونے کا نسخہ

صہیونی جنگ کے دور میں حکومت سے محاذ آرائی کی پالیسی ملت اسلامیہ کے لیے نقصان دہ ہے، تاہم اصلاح حکومت کے عمل سے چشم پوشی کرنا عقل مندی کا تقاضا نہیں۔

مغربی ممالک میں روزمرہ ضروریات سے اسلحہ سازی کی فیکٹریوں تک تمام کاروبار نجی کمپنیوں کی ملکیت ہے۔ اس کے برعکس مسلم ممالک میں ملٹی نیشنل کمپنیاں خورد و نوش، بود و باش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور میک اپ کا سامان تیار کرنے کے لیے سرمایہ کاری کرتی ہیں، لیکن اسلحہ سازی کے لیے نہیں چوں کہ مسلم ممالک میں دفاعی صنعت حکومت کی تحویل میں ہوتی ہے۔ دنیا کے تحقیقاتی اداروں میں جو مسلم سائنس دان تعلیم و تربیت حاصل کر کے فارغ ہوتے ہیں مسلم دنیا میں محدود اداروں کی وجہ سے ان کی کھپت نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں ان کی خاطر خواہ پذیرائی نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیاں بھاری مشاہرے اور مراعات دے کر انہیں مغربی ممالک میں لے جاتے ہیں جہاں سائنس وٹیکنالوجی کے شعبے نجی ملکیت میں ہوتے ہیں۔

مسلم ممالک معدنی وسائل سے مالا مال ہیں، وہ خام مال سستے داموں برآمد کرتے ہیں اور مہنگے داموں مصنوعات خریدتے ہیں، اسی طرح اسلامی دنیا میں سائنس وٹیکنالوجی کے شعبوں میں تخلیقی، تکنیکی صلاحیتوں کے حامل سائنس دانوں کی کمی نہیں جن کی خدمات سے مغربی دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے۔ جن کی دفاعی مصنوعات خریدنے کے لیے مسلم ممالک کو بھاری زرمبادلہ خرچ کرنا پڑتا ہے اور داخلی پالیسیوں پر اثر انداز ہونے کے علاوہ ان کے نازنخرے بھی برداشت کرنا پڑتے ہیں۔

ادارہ اشراق سے گزارش ہے کہ وہ امت مسلمہ میں احساس محرومی کے ازالے کے لیے حکومت کو مشورہ دیں کہ وہ دفاعی اسلحہ تیار کرنے والی فیکٹریوں کو نجی شعبے کو منتقل کر دیں، کیوں کہ پاکستان میں سائنس دانوں، تخلیق کاروں، ہنرمندوں اور باصلاحیت افراد کی کوئی کمی نہیں اور نہ سرمایے کی فراہمی کوئی مسئلہ ہے، اگر ایسا ہو جائے تو یقیناً مسلم سرمایہ دار دفاعی صنعت میں سرمایہ لگائیں گے، جس سے مسلم ممالک اسلحہ سازی میں خود کفیل ہو سکتے ہیں اور اپنا قیمتی زرمبادلہ بچا کر اسے سائنس وٹیکنالوجی کے شعبوں پر مزید تحقیق و جستجو کر کے اہل مغرب کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

اشراق کے نائب مدیر مادی وسائل کا موازنہ پیش کرنے کے بعد مشورہ دیتے ہیں:

”اب ہمیں اقوام عالم کی علاقائی سرحدوں کو نہیں بلکہ نظریاتی سرحدوں کو ہدف بنانا ہے، ہمیں ان کے ملکوں پر نہیں ان کے افکار پر تاخت کرنی ہے اور ہمیں ان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے جسموں کو نہیں بلکہ دل و دماغ کو تسخیر کرنا ہے چناں چہ اس نئے میدان میں ہمیں تعلیم و تعلم، اصلاح و دعوت اور اخلاق و کردار کے زور پر دنیا کو یہ بتانا ہے کہ پیغمبر اسلام کی رسالت ایک ثابت شدہ تاریخی حقیقت ہے۔''

[ماہ نامہ اشراق، مجریہ مئی ۲۰۰۳ء]

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ کسی ملک کی تعلیمی پالیسی ہی ملی، مذہبی اہداف کے تعین اور نئی نسل کی ذہنی، فکری تربیت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور وہ نسل پروان چڑھ کر اقوامِ غیر کی نظریاتی سرحدوں کو ہدف بناتی ہے۔ تاریخی حقیقت ہے کہ امریکا نے جاپان پر ایٹم بم برسائے، جس سے آناً فاناً لاکھوں افراد موت سے ہمکنار ہوئے۔ اس کے باوجود جاپان نے اس وقت تک پسپائی اختیار نہیں کی جب تک اس نے یہ شرط نہ منوالی کہ۔

''حملہ آور قوم جاپان کی تعلیمی پالیسی میں دخل اندازی نہیں کرے گی۔'' امریکا نے دہشت گردی کے خاتمے کی آڑ میں بزور قوت مسلم ممالک کی تعلیمی پالیسی کو ہدف بنالیا ہے۔ مصر اور پاکستان نے بلاچوں چرا اس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ سعودی عرب پر دباؤ ہے، امریکی صدر نے خود انکشاف کیا ہے کہ ''پاکستان نے اپنی تعلیمی پالیسی ان کے حکم پر تبدیل کی ہے۔''

[روز نامہ نوائے وقت مجریہ ۲ فروری ۲۰۰۳ء]

قبل ازیں پاکستان کے عصری تعلیمی اداروں میں مروجہ نصاب کے مطابق تعلیم دی جاتی تھی لیکن تزکیے کا اہتمام نہ تھا جب کہ دینی مدارس میں تدریس کے ساتھ ساتھ بچوں کے اخلاق و آداب اور تزکیے کا اہتمام ہوتا تھا۔ خطرہ لاحق ہے کہ اب امریکی حکم پر دینی مدارس میں نصاب کی تبدیلی سے وہ عصری تعلیمی اداروں مین ڈھل جائیں گے۔ جب کہ عصری تعلیمی ادارے ''آغا خاں بورڈ'' کے امتحانی طریقہ کار سے مغربی طرز پر روشن خیالی کے مرکز بن جائیں گے۔ میرے خدشے کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھنے والے اس سوال نامہ کو پڑھ لیں جو آغا خان ایجوکیشن سروس پاکستان نے کلاس نہم سے گیارہویں جماعت تک کے طلبہ و طالبات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے "بالغانہ صحت کے سروے" کے لیے مرتب کیا۔

"اسلام آباد میں طالبات کے سکول میں "مشعل روشن خیالی" کی تقریب ہوئی جس میں مرد گلوکار نے گانا گایا۔ طالبات نے تالیوں کی گونج میں اس کو سراہا۔

یہ تو ابھی ابتدا ہے آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟ اس طرح کی صہیونی فکری یلغار سے پاکستان اور دیگر مسلم ممالک کی نئی نسل دیار غیر کی نظریاتی سرحدوں کو ہدف بنانے کی بجائے خود اپنے ملی وقومی تشخص سے محروم ہوجائے گی۔

میدان جنگ میں اسلاف کا لائحہ عمل

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں مسلمانوں نے مشرق ومغرب میں اسلام کا پرچم لہرایا، وہ ان کی ایمانی قوت، اطاعت امیر، باہمی مشورہ اور حکمت عملی کا نتیجہ تھا۔ اسلحہ کا مرہون منت نہ تھا۔

جذبہ ایمانی کا ثمر

مسیلمہ کذاب کے خلاف کارروائی میں براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے جس ایمانی جذبے کا ثبوت دیا وہ آج بھی مجاہدین اسلام کے لیے مشعل راہ ہے۔ وہ اکیلے مضبوط فصیل پر چڑھ کر باغ میں کود گئے اور ہزاروں کے لشکر میں تلوار گھماتے ہوئے دروازے تک پہنچ گئے اور دروازہ کھول دیا۔ تو اسلامی فوج باغ میں داخل ہوگئی۔ اس خون ریز لڑائی میں مسیلمہ سمیت ہزاروں کی تعداد میں مرتدین مارے گئے اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

امیر کی حکم عدولی کا نتیجہ

حضرت ابوبکر نے عکرمہ بن ابی جہل اور شرحبیل رضی اللہ عنہما کو مسیلمہ کے خلاف پہلے متعین کیا تھا، خلیفہ کی ہدایت یہ تھی کہ دونوں لشکر مل کر حملہ کریں مگر عکرمہ نے شرحبیل رضی اللہ عنہ کا انتظار کیے بغیر مسیلمہ پر حملہ کردیا عکرمہ رضی اللہ عنہ کی جلد بازی اور امیر کی حکم عدولی کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شکست ہوئی۔

امیر کی اطاعت کا ثمر

جب ایرانی قادسیہ سے شکست کھا کر مدائن میں جمع ہو گئے۔ اسلامی فوج کے راستے میں دجلہ حائل تھا۔ ایرانیوں نے تمام پل توڑ دیئے۔ دریا طغیانی پر تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا، مسلم فوج نے اپنے امیر کی اطاعت کی۔ ایرانی یہ منظر دیکھ کر سراسیمہ ہو گئے وہ دیوآمدند دیوآمدند کہتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔

مشورے کی اہمیت

مسلم فوج کے سپہ سالار نہ صرف اپنے تجربہ کار جرنیلوں سے مشورہ کرتے بلکہ نومسلموں سے رائے طلب کرنے میں بھی عار محسوس نہ کرتے۔ جنگ قادسیہ کے تیسرے روز ایرانیوں کے ہاتھی عربوں کے لیے سب سے بڑا مسئلہ بنے ہوئے تھے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے چند ایرانی نومسلموں سے مشورہ کیا، انہوں نے کہا کہ ان کی آنکھوں اور سونڈوں پر حملہ کرنا چاہیے۔ چناں چہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے چند عرب بہادروں کو اس کام کے لیے منتخب کیا، ہاتھیوں کے گروہ میں سے دو ہاتھی ایک سفید اور ایک سیاہ سب کے سردار تھے، مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا تو دونوں ہاتھی زخمی ہو کر پیچھے ہٹے اور میدان سے بھاگ گئے، سب ہاتھیوں نے ان کا تعاقب کیا، ہاتھیوں سے میدان خالی ہو گیا تو مسلمان مجاہدین کو شجاعت دکھانے کا موقع ملا۔

عدم مشاورت کا نقصان

میدان جنگ میں لڑنے کے لیے قوت ایمانی شرطِ اول ہے، لیکن کامیابی کے لیے مشورہ وحکمت عملی پر عمل درآمد ضروری ہے۔ جنگ جسر میں ابوعبیدہ ثقفی رضی اللہ عنہ مسلم فوج کے سپہ سالار تھے نوجوان خون شجاعت کے نشے میں سرشار تھا، انہوں نے تجربہ کار جرنیلوں کے مشورے کے برعکس دریائے فرات عبور کر کے دشمن پر حملہ کر دیا، دریا کے اس پار جگہ تنگ اور ناہموار تھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ایرانی فوج کے کوہ پیکر ہاتھیوں سے مسلمانوں کے گھوڑے بدکنے لگے تھے۔ چناں چہ مسلمان جم کر نہ لڑ سکے، ان حالات میں اسلامی فوج افراتفری کا شکار ہوگئی۔

حکمت عملی کا مظاہرہ

ایران میں مسلمانوں کی مسلسل پیش قدمی نے یزدگرد کی آنکھیں کھول دیں، چناں چہ اس نے ڈیڑھ لاکھ کا عظیم لشکر نہاوند کی طرف روانہ کیا، خلیفۃ المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے مجلس شوریٰ سے رائے لی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند کیا، خود کمانڈ کرنے کی بجائے نعمان بن مقرن کو سالار مقرر کیا۔ انہوں نے تیس ہزار جمعیت کے ساتھ نہاوند کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ ایرانیوں نے میدان جنگ میں پہلے سے ہر طرف گوکھرو (سہ گوشہ کانٹے، عصر حاضر میں بارودی سرنگیں اس کی جدید شکلیں ہیں)، بچھا دیئے تھے، جس سے مسلمانوں کے لیے آگے بڑھنا مشکل ہوگیا۔ اب نعمانؓ نے اسلامی فوج کو شہر سے سات میل دور ٹھہرایا اور قعقاع کو تھوڑی سی فوج دے کر بھیجا کہ شہر پر حملہ آور ہوں۔ ایرانی بڑے جوش سے مقابلے کے لیے نکلے، قعقاع نے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع کر دیا، ایرانی برابر بڑھتے چلے آئے یہاں تک کہ گوکھرو کی سرحد سے نکل آئے، نعمان نے جو فوجیں ادھر جمار کھیں تھیں۔ وہ موقعے کے انتظار میں تھیں، اب اچانک انہوں نے اس زور کا حملہ کیا کہ شام کے قریب ایرانی تیس ہزار لاشیں میدان میں چھوڑ کر بھاگ نکلے، اس کے بعد ساسانی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ (تاریخی واقعات، ماخوذ تاریخ اسلام از صاحبزادہ عبدالرسول)

عالم اسلام کے خلاف صیہونی یلغار کا لامتناہی سلسلہ جاری ہے۔ اسرائیلی جیلوں میں بچوں، عورتوں اور بوڑھوں سمیت ہزاروں فلسطینی قیدیوں پر ظلم وستم جاری ہے۔ بے لباس کرنا رائفل کے بٹوں سے تشدد، شکاری کتے چھوڑنا، یہودیوں کا معمول ہے۔

صیہونی یلغار کے سدباب کے لیے دو ممکنہ دفاعی تدابیر ہیں۔

امت مسلمہ کو جانی تحفظ کے لیے روشن خیالی کی سڑک پر اس وقت تک اندھا دھن دوڑنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑے گا جب تک یورپ کی طرح معاشرے میں بن بیاہی ماؤں کی کثرت نہ ہو جائے، دینی مدارس بچوں کے لیے، مسجدیں نمازیوں کا منہ دیکھنے کے لیے ترس جائیں اور مسلمان اسلامی تہواروں پر بسنت اور کرسمس کی طرح پاپ میوزک کی دھنوں میں ڈانس کر کے جشن نہ منانا شروع کر دیں۔ دوسرا راستہ یہ ہے کہ امت مسلمہ کو اپنی عزت و مال کے تحفظ اور اسلام کے وقار کے لیے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح ایمانی جذبے سے لیس ہو کر باہمی اتحاد، مشورہ و حکمت عملی سے دفاعی جہاد کرنا پڑے گا۔ پہلا راستہ زندہ درگور ہونے کے مترادف ہے جب کہ دوسرا دین و دنیا میں فلاح کا راستہ ہے۔

ہمارے لیے اسوۂ رسول ﷺ بہترین حکمت عملی ہے۔ جب چھ ہجری میں امام کائنات ﷺ چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے تو اس وقت آپ ﷺ نے جنگی اسلحہ لانے کی ممانعت کر دی، مسلمانوں کے پاس صرف سفری تلواریں تھیں، وہ بھی نیام میں آپ ﷺ مکے کے قریب پہنچے تو قریش نے مزاحمت کی، تو آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر مکے بھیجا، قریش نے ان کو نظر بند کر دیا تو افواہ پھیل گئی کہ عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے ہیں، آپ ﷺ نے ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ کر ساتھیوں کو بیعت کے لیے بلایا، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر موت تک لڑنے کی بیعت کی۔ تاریخ کے اس واقعے سے اندازہ لگائیں کہ ایک مسلمان کی جان کی قدر و قیمت کتنی ہے؟ کہ آپ ﷺ اور جاں نثار ساتھی رضی اللہ عنہم بدلہ لینے کے لیے بغیر جنگی تیاری لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔ موجودہ دور میں صہیونی جارحیت سے ہر ماہ سینکڑوں مسلمان شہید ہو رہے ہیں۔ کیا تاریخ کے اس موقعے پر اہل علم کو جہاد سے جی چرانے کی روش اختیار کرنا درست فعل ہے؟ یا سیرت طیبہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں جذبہ جہاد پیدا کرنے کی ضرورت ہے؟(2)

(1) [ماہنامہ اشراق مئی ۲۰۰۳ء، صفحہ ۲]

(2) ہفت روزہ الاعتصام لاہور، مجریہ 15 اپریل 2005۔ پندرہ روزہ المنبر فیصل آباد 6 ستمبر تا 14 اکتوبر 2005ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرعی و خود ساختہ نظامِ عدل کا جائزہ

عدل کے لغوی معنی انصاف کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنے کا نام عدل ہے۔ امام الانبیاء ﷺ کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے رنگ ونسل، زبان اور مذہب کا امتیاز کیے بغیر عدل وانصاف کے میزان کو برقرار رکھا۔ اللہ کے نظامِ عدل سے متاثر ہو کر بے شمار لوگ اسلام کی نعمت سے مالا مال ہوئے۔ خلفائے راشدین کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت کے عدالتی اوصاف تدریجی انداز سے زوال پذیر ہوئے۔ تاہم عوام کی عزت، جان اور مال کو تحفظ حاصل رہا۔ اگر کوئی شخص طاقت کے نشہ میں سرشار ہو کر ظلم وتعدی پر اُتر آتا تو خلیفہ وقت اُسے عبرت ناک سزا دیتا۔

عباسی دور خلافت میں ایک مؤذن کپڑے سی کر روزی کماتا تھا۔ اس کی گلی میں ترک امیر کا گھر تھا۔ ایک دن شام کے وقت ترک مدہوشی میں ایک عورت کو زبردستی کھینچ رہا تھا۔ وہ عورت فریاد کر رہی تھی۔

مؤذن نے چند ساتھیوں کی مدد سے مزاحمت کی لیکن اُس کے غلاموں نے زدوکوب کر کے بھگا دیا، مناسب غور وفکر کے بعد منارہ پر چڑھ کر بے وقت اذان دی، ترک نے اُسے فجر کی اذان سمجھ کر عورت کو گھر سے نکال دیا۔ خلیفہ معتصم باللہ جاگ اٹھا۔ خلیفہ کے آدمی مؤذن کو پکڑ کر لے گئے تو اُس نے خلیفہ کو سارا واقعہ سنایا۔ واقعہ سن کر خلیفہ نے اُسی وقت سو آدمی روانہ کیے جو فوراً اُسے گرفتار کر کے لے آئے، تو اُس سے غضب ناک ہو کر خلیفہ معتصم نے کہا۔

میرا عہد اور دین داری میں یہ خلل؟ کیا میں وہی نہیں ہوں جس نے روم کے لشکر کو مار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھگایا۔ قیصر کو شکست دی، آج میرے عدل و دبدبے کے باعث بھیڑ اور بھیڑیا ایک جگہ پانی پی رہے ہیں، تجھے یہ جرأت کیوں کر ہوئی کہ تو ایک عورت کو زبردستی پکڑے؟ لوگ تجھے نیک عملی کی تلقین کریں اور تو اُن کو زدوکوب کرے؟ اس کے بعد اس امیر کو ایک بورے میں ڈالا گیا، کس کر باندھ دیا گیا، پھر لاٹھیاں مار مار کر اس کی ہڈیاں چورہ چورہ کر دی گئیں پھر اس بورے کو دجلہ میں پھینک دیا گیا۔" [ماخوذ، اللہ کا نظام عدل، ص:۱۲۱، از مولانا حمید عباسی]

بلاشبہ وہ حکومت کے باغیوں کے مقابلے میں نرمی روا نہ رکھتے تھے لیکن وہ عام رعایا کے لیے عادل تھے۔ خلافت اسلامیہ کے دور میں چند خود مختار مسلم ریاستیں قائم ہوئیں۔ تاہم اُن کی عدالتوں میں بھی اسلامی قانون نافذ تھا۔ البتہ یورپی اقوام جن جن مسلم ریاستوں پر قابض ہوئے، انہوں نے شرعی نظام عدل کو درہم برہم کر دیا اور اس کے متبادل خود ساختہ نظامِ عدل نافذ کیا۔ سید مودودی رحمہ اللہ نے اعتراف کیا ہے:

"اسلامی شریعت کی تنسیخ کا سلسلہ سب سے پہلے ہندوستان میں شروع ہوا، جہاں انگریز تسلط کے بعد بھی ایک مدت تک شریعت ہی کو قانون کی حیثیت حاصل تھی۔ چناں چہ ۱۷۹۱ء تک اس ملک میں چور کا ہاتھ کاٹا جاتا تھا مگر اس کے بعد انگریز حکومت نے بتدریج اسلامی قوانین کو دوسرے قوانین سے بدلنا شروع کیا یہاں تک کہ انیسویں صدی کے وسط تک پہنچتے پہنچتے پوری شریعت منسوخ ہوگئی اس کا صرف وہ حصہ مسلمانوں کے پرسنل لاء کی حیثیت سے باقی رہنے دیا گیا جو نکاح، طلاق وغیرہ کے مسائل سے متعلق تھا۔ مصری حکومت نے ۱۸۷۴ء میں اپنے قانونی نظام کو فرنچ کوڈ کے مطابق بدل لیا اور محض نکاح، طلاق اور وراثت وغیرہ کے مسائل قاضیوں کے دائرہ اختیار میں چھوڑ دیئے گئے۔ اس کے بعد ترکی اور البانیہ نے ایک قدم آگے بڑھا کر مسلمانوں کے پرسنل لاء میں بھی وہ کھلی کھلی تحریفات کر ڈالیں جن کی جرأت کوئی مسلم حکومت بھی نہ کر سکی تھی" سید صاحب رحمہ اللہ اس کے بعد لکھتے ہیں:

"اب صرف افغانستان اور سعودی عرب، دو ہی ملک دنیا میں ایسے رہ گئے ہیں جہاں شریعت کو ملکی قانون کی حیثیت حاصل ہے اگرچہ شریعت کی روح وہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بھی غائب ہے۔'' [تحریک آزادی ہند اور مسلمان حصہ دوئم، ص: ۳۳۷]

افغانستان میں رائج شرعی نظام صیہونی تنظیم کو ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ امریکہ نے نائن الیون کا بہانہ تراش کر افغانستان پر حملہ کر دیا۔ کابل پر قابض ہو کر اسلام کے معاشی، سیاسی اور عدالتی نظامِ عدل کو درہم برہم کر دیا اور اس کے متبادل سیکولر نظام نافذ کر دیا۔ افغانستان سے ملحقہ پاکستان کی ریاست سوات میں شرعی نظام عدل کی روح باقی تھی۔

محترم حنیف خالد سیاسی ایڈیشن میں لکھتے ہیں:

''وادی سوات کے عوام ہمیشہ سے شرعی نظامِ عدل کے تحت زندگیاں گزارتے رہے ہیں۔ ۱۹۹۶ء میں چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر یحییٰ خان کے دور میں مذاکرات کے بعد والی ریاست نے اپنی ریاست کا پاکستان سے الحاق کر دیا۔ تو اس معاہدہ کی بنیادی شق بھی یہی تھی کہ پاکستان سے الحاق کے بعد بھی وادئ سوات میں صدیوں سے جاری شرعی نظامِ عدل جاری رکھا جائے گا۔

صوبہ سرحد کی سیف اللہ فیملی کے چشم و چراغ اور فیلڈ مارشل ایوب خان کے قریبی رشتہ دار سابق وفاقی وزیر سلیم سیف اللہ خان نے سوات میں نفاذ شریعت محمدی کے متعلق حکومت اور تحریک کے معاہدے کی تفصیلات بتائیں۔ اُن کا کہنا تھا ریاست سوات جو آج کے نصف درجن کے لگ بھگ اضلاع پر مشتمل ہے، ایوبی دور میں خود مختار ریاست تھی۔ ایوب خان نے اسب، چترال، دیر کی ریاستوں کا الحاق پاکستان کے ساتھ کرالیا تھا۔

یحییٰ خان کے دور میں ۷۰۔۱۹۶۹ء میں والی ریاست گل جہاں زیب نے آخری ریاست سوات کا الحاق پاکستان کے ساتھ کیا۔ الحاق معاہدہ میں درج تھا کہ صدیوں سے ریاست سوات میں رائج قرآن وسنت کا جو شرعی نظام چلا آرہا ہے۔ وہ پاکستان کے ساتھ الحاق کے باوجود ریاست سوات میں مسلسل نافذ رکھا جائے گا۔

سلیم سیف اللہ کے مطابق پاکستان کے ساتھ الحاق تک، سوات میں جرائم نہ ہونے کے برابر تھے۔ قتل کی واردات تو ڈھونڈے سے بھی نہ ملتی تھی۔ صدیوں سے غیر منقسم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان اور دوسرے ممالک کے سیاح سوات آیا جایا کرتے تھے۔ سوات میں ہر ایک کی جان و مال محفوظ تھے۔ سوات کے والی کے صوبیدار انکم ٹیکس کی بجائے اسلامی نظام کے مطابق سالانہ اڑھائی فی صد زکوٰۃ، اراضی اور باغات کی پیداوار کا دسواں حصہ (عشر) وصول کرتے تھے، اس آمدنی سے ریاست سوات میں سڑکیں، پل اور دوسری مقامی ضروریات کا انفراسٹرکچر بنایا جاتا تھا۔ لوگ خوش حال تھے۔ وادیٔ سوات کی حدود میں نہ صرف لڑکوں کے بلکہ لڑکیوں کے سکول بطریق احسن کام کیا کرتے تھے۔ کوئی انتہا پسند ودہشت گرد نہ تھا۔ مگر آہستہ آہستہ انگریز کا قانون نافذ ہونے سے جب وہاں کے لوگوں کو پاکستان کے باقی حصوں کی طرح انصاف ملنا مشکل ہوگیا تو نا انصافی کے شکار سوات کے لوگوں نے قانون ہاتھ میں لینا شروع کیا۔ سلیم سیف اللہ نے معاہدے پر حکومت اور تحریک کے لیڈروں کو مبارک باد دی۔ [روزنامہ جنگ ۲۰۰۹ء]

صیہونی چیلوں نے سوات میں دہشت گرد کارروائیاں کر کے مقامی آبادی کو مزاحمت کرنے پر مجبور کر دیا۔ پاک فوج کو حکومتی رٹ بحال کرنے کے لیے آپریشن کرنا پڑا۔ ۲۵ لاکھ سے زیادہ مقامی آبادی کو نقل مکانی کرنی پڑی۔ اس طرح شرعی نظامِ عدل کا معاہدہ دفن ہو کر رہ گیا اور مستقبل میں سیکولر نظام رائج کرنے کی راہ ہموار ہوگئی۔

صہیونی تنظیم کی منشا ہے کہ اُن کی نئی نسل کا تعلق تو اپنے مذہب سے والہانہ برقرار رہے لیکن غیر یہودی ملحد ہو کر دینی حمیت سے محروم ہو جائیں۔ صیہونی تھنک ٹینک نے ہیومنزم کو متعارف کرایا کہ انسان اپنا خدا خود ہے، وہ اپنی زندگی کے فیصلے کرنے میں خود مختار اور آزاد ہے۔ کوئی آسمانی ہستی ایسی نہیں جس کی اطاعت انسان پر فرض ہو۔ چوں کہ یہ نظریہ مذہب سے صریح متصادم تھا۔ اس کو خاطر خواہ پذیرائی حاصل نہ ہو سکی۔ چناں چہ ہیومنزم کے ردّ عمل میں سیکولر ازم کا نظریہ پیش کیا گیا کہ اگر کوئی خدا کو ماننا چاہتا ہے تو اپنی پرائیویٹ زندگی میں مان لے، لیکن معاشرہ اور ریاست کے اجتماعی امور میں خدائی ہدایات کا عمل دخل نہیں ہونا چاہیے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اہل مغرب میں سیکولر نظریہ کے پرچار کے لیے آزادی، مساوات اور اخوت کے نعروں کی گونج قریہ قریہ پہنچ گئی۔ انہوں نے نہ صرف ملکی قانون اور بین الاقوامی ضابطوں کو سیکولر بنیاد پر استوار کیا بلکہ وہ دنیا بھر خصوصاً مسلم دنیا میں نافذ کرنے کے لیے سرگرم عمل ہو گئے۔ یورپی اقوام نے مسلم دنیا پر تسلط کے دوران سیکولر نظامِ عدل رائج کیا۔ انہوں نے بعض مسلم لیڈروں کو اس حد تک ہم نوا بنا لیا، جو نفاذِ شریعت کے طریقہ پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے فخریہ انداز میں جواب دیتے ہیں کہ ہم صرف اُس قانون کو شریعت مانتے ہیں جس کو عوام کا منتخب ادارہ منظور کرے۔ یہ سیکولر نظام کی عکاسی نہیں تو اور کیا ہے؟

جس وقت اہل سوات نے شرعی نظام کی بحالی کا مطالبہ کیا تو اُس وقت ممکنہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں پاکستان کے دیگر حصوں میں شرعی عدل کی تحریک مقبولیت حاصل نہ کر جائے۔ اس دوران پاکستان میں خودساختہ نظامِ عدل کی آزادی کی تحریک میں شدت آ گئی اور لانگ مارچ تک نوبت پہنچ گئی۔ عوام نے سڑکوں پر نکل کر دل کا غبار نکال لیا۔ حکومت نے ۱۵ مارچ ۲۰۰۹ء کی شب، ملک میں آزاد عدلیہ کے حکام اور افتخار محمد چوہدری کی بحالی کا اعلان کر دیا۔ عوام عدل کے نام پر قربانیاں دے کر مطمئن ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ عوام ڈرون حملوں کے خلاف احتجاج کے لیے سڑکوں پر آنے کے لیے قطعاً تیار نہیں۔

میڈیا کے مطابق فیصل آباد کرائم میں پہلے نمبر پر رہا۔ جہاں ۵ ماہ میں ۱۲۵۹۶ مقدمات درج ہوئے۔ مزید وضاحت سے لکھا ہے کہ ایک سال کے دوران قتل کے ۲۰۴ مقدمات، اقدامِ قتل کے ۲۱۸، زیادتی کے ۶۴، نقب زنی کے ۳۲۹ مقدمات درج ہوئے۔

[روزنامہ ایکسپریس ۲۰۰۹]

توجہ طلب پہلو یہ ہے کہ خودساختہ نظامِ عدل کی آزادی اور چیف جسٹس کی بحالی کا عوام کو کیا ریلیف ملا۔ سکول جانے والی بچیوں سے گینگ ریپ کے واقعات، خرکاروں کے ہاتھوں بچوں کا اغواء، معمولی تنازعہ پر قتل وغارت کی نوبت، دن دیہاڑے ڈاکے اور رات کو نقب زنی کی وارداتیں روزمرہ زندگی کا معمول بن چکے ہیں۔ ان میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوئی بلکہ پہلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی نسبت اضافہ جاری ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ خود ساختہ نظامِ عدل کے قوانین، جرائم کی شرح کو کم کرنے سے قاصر ہیں کیوں کہ خود ساختہ عدل کی بنیاد سیکولر نظریہ پر ہے کہ انسان خود خیر و شر میں تمیز کرسکتا ہے۔ اسے معاشرہ اور ریاستی قوانین وضع کرنے کے لیے کسی آسمانی ہدایت کی ضرورت نہیں۔

باعث تعجب ہے کہ اگر انسان خیر و شر میں خود تمیز کرسکتا تو دوسروں کے حقوق غصب کرنے کے واقعات قطعاً رونما نہ ہوتے۔ وہ معصوم بچیوں سے درندگی کا مظاہرہ نہ کرتا، ننھے منھے پھولوں کو ماں کی شفقت اور تعلیم کے زیور سے محروم کرکے خرکاری کے کام میں نہ لگاتا۔ چند ایکڑ وراثتی زمین کی حرص میں اپنے بھائی کا گلا نہ گھونٹ دیتا اور اپنی بہن کی شادی قرآن سے نہ کرتا، بوڑھے والدین کی خدمت سے جی چرا کر ان کو اولڈ ہاؤس نہ منتقل کرتا۔ اگر انسان خیر و شر میں بخوبی ادراک کرسکتا تو رشتے ناطے طے کرنے کے بعد طلاق کی نوبت نہ آتی۔ جرائم کا ارتکاب کرکے جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں پاگل نہ ہوتا۔ اگر تمیز کرنے پر ہمہ وقت قادر نہیں تو شر کی روک تھام کے لیے پائیدار قوانین کیسے وضع کرسکتا ہے۔ اگر وہ خود بنائے گا تو یقیناً اس میں ذات، برادری اور جماعتی مفاد کو ترجیح دے گا۔

ماں اپنے بچوں کی پرورش اور نگہداشت میں محتاط رویہ اختیار کرتی ہے۔ معصوم بچہ دہکتے کوئلوں کی طرف لپکے، آفتاب کی تپش یا تاریک آندھی میں گھر کی چار دیواری سے نکلنے کے لیے اصرار کرے تو شفیق ماں بچے کو زدوکوب کرتی ہے۔ اس مار کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ بچے کو مستقبل میں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ اس زدوکوب کو دیکھ کر دوسرے عبرت حاصل کرتے ہیں۔ خالق کائنات نے انسان کو تخلیق کیا تو اُس کو شر کے امور سے بچانے اور خیر کا راستہ دکھانے کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے۔ رشد و ہدایت کے ضابطے آسمانی کتب و صحائف کی صورت میں نازل کیے۔

اگر کوئی شیطانی بہکاوے میں آکر جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو ماں سے ستر گنا زیادہ رحیم و کریم نے جرائم کے سدباب کے لیے سزاؤں کا تعین کردیا تاکہ عارضی زندگی میں سزا بھگت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر آخرت کے دائمی عذاب سے بچ جائیں۔ سزا کا مظاہرہ دیکھ کر دوسرے خود بخود عبرت حاصل کریں۔ کسی کو دوسروں کے حقوق پامال کرنے کی جرأت نہ ہو۔ شرعی نظامِ عدل سے معاشرہ میں امیر، غریب کی عزت، جان اور مال کو تحفظ حاصل ہوتا ہے۔

اس وقت سعودی عرب میں اسلامی نظامِ عدل کی حکمرانی ہے۔ برطانوی سروے کے مطابق سعودی شہری، دنیا میں زیادہ مطمئن اور یہاں کا معاشرہ سب سے زیادہ پرامن تسلیم کیا گیا۔ دیگر مسلم ممالک میں خودساختہ نظامِ عدل رائج ہے۔ وہاں ہر سال پہلے کی نسبت جرائم میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ تحریک انصاف کے سربراہ نے اعتراف کیا ہے:

''سوات کے لوگوں کو قاضی عدالتوں سے انصاف ملتا تھا وہ اس سے مطمئن تھے، مگر ۱۹۷۴ء میں اسے پاکستانی قوانین اور عدالتی نظام سے تبدیل کر دیا گیا، مصدقہ اطلاعات کے مطابق ۱۹۷۴ء تک قتل کی وارداتیں صرف ۱۰ ہوئیں، جو ۱۹۷۴ء میں ہی ۷۰۰ تک جا پہنچیں۔'' [روزنامہ جنگ ۲۰۰۹ء]

شرعی نظامِ عدل کی اساس تقویٰ پر ہے۔ ربّ کا ارشاد ہے:

﴿ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی. ﴾ [المائدة:۸]

''عدل کرو کہ یہی تقویٰ کے قریب تر ہے۔''

متقی روزِ محشر اللہ کے سامنے جواب دہی کے خوف سے انصاف کا دامن تھامے گا۔ وہ رنگ، زبان، نسل، وطن اور مذہب و مسلک کی بنیاد پر کسی سے امتیازی سلوک نہ کرے گا۔ تقویٰ ہی عدل کے دونوں پلڑوں کے توازن کو برقرار رکھنے کا فطری نظام ہے جس کی روح دین اسلام ہے۔

خاندان، معاشرہ اور رہائشی اُمور میں باہمی تنازعوں کا رونما ہونا فطری امر ہے۔ اللہ سبحانہ نے اس کے حل کے لیے نسخہ بیان فرمایا ہے:

﴿ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ. ﴾ [النساء:۵۹]

''پھر آپس میں کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اُسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرف پھیر دو۔''

مفسرین کا اتفاق ہے کہ کوئی بھی دینی یا دنیاوی جھگڑا ہو تو اس کا فیصلہ اللہ سے، یعنی اس کی کتاب قرآنِ مجید یا رسول یعنی اس کی نسبت احادیث کے موافق کرانا ہے۔ جب شرعی قوانین کا ماخذ کتاب وسنت ہو، تقویٰ جس کی بنیاد ہو تو اُس معاشرہ میں ریاست میں جرائم کی شرح کم ہو جاتی ہے۔

خود ساختہ عوامی نظامِ عدل دراصل خواہشاتِ نفسانی کا ایجنڈا ہوتا ہے۔ عوامی حکومت کے دور میں حکمران پارٹی اپنے سپورٹران کو انتظامی وعدالتی عہدوں پر فائز کرتی ہے۔ جو فرائض منصبی کے دوران عدل وانصاف کی بجائے پارٹی مفاد کو ترجیح دیتے ہیں۔ علاقہ کے ناظم، قومی وصوبائی اسمبلی کے ممبران انتخابی معاونین کو سرکاری گرانٹ سے مالی سپورٹ اور دیگر مراعات سے نوازتے ہیں اور اپنے ووٹران کے ہر قسم کے جائز وناجائز معاملات ومقدمات میں سرکاری اثر ورسوخ استعمال کرتے ہیں۔ چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم، اُن کے ذہنوں پر عوامی وسیاسی مفاد کا بھوت سوار ہوتا ہے کہ آئندہ الیکشن میں کامیابی کے امکانات روشن ہو جائیں۔

اللہ ذوالجلال نے نبی مکرم ﷺ کو مخاطب کر کے مسلمانوں کو تنبیہ کی ہے۔

﴿وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ﴾ [المائدة]

''اور کہ تم اس کے موافق حکم کرو جو اللہ نے اتارا ہے اور اُن کی خواہشوں کی پیروی نہ کر اور اُن سے بچتا رہ کہ تجھے کسی ایسے حکم سے بہکا نہ دیں جو اللہ نے تیری طرف اُتارا ہے۔''

آہ! ہم سیاسی مفاد کی خاطر ربّ کریم کی ہدایت کو فراموش کر چکے ہیں۔ خود ساختہ نظامِ عدل میں چشم دید، عموماً حقائق کے برعکس رپورٹ، پے در پے تاریخوں میں پیشی اور ظالموں کی جلد رہائی پر عدمِ تحفظ کے خوف سے گواہ بننے سے جی چراتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جھوٹ کو چھپانے کے لیے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وکیلوں کی جرح کے دوران فرضی گواہوں کی شہادت کی قلعی کھل جاتی ہے۔ ملزم پر جرم کی نوعیت شبہ میں پڑ جاتی ہے۔ شرعی نظام آسان اور سادہ ہوتا ہے۔ جائے واردات پر موجود دوست دشمن گواہی دینے کو اخلاقی فریضہ سمجھتے ہیں۔ عدالتی کارروائی میں مجرم کو قرار واقعی سزا مل جاتی ہے۔

تقویٰ کی دولت سے محروم بعض قانونی معاونین اصل حقائق سے آگاہ ہونے کے باوجود قاتلوں، چوروں، لٹیروں اور غاصبوں کی اعانت کرتے ہیں۔ اُن کو بے قصور ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ لیکن شرعی نظام میں جائز معاملات میں تو سفارش اور اعانت کی گنجائش ہے، لیکن ظالم کی سفارش یا اعانت کرنا ممنوع (حرام) ہے۔

خاندان کے ازدواجی اور وراثتی معاملات نازک اور پیچیدہ ہوتے ہیں۔ چوں کہ خود ساختہ نظامِ عدل میں سرکاری دستاویزات کی روشنی میں فیصلے صادر کرتے ہیں۔ زبانی معاہدوں کا احترام نہیں کیا جاتا۔ اس لیے خاندانوں میں کدورت اور عداوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ شرعی نظامِ عدل میں حکم ہے کہ رشتہ داروں کے مقدمات اُن میں ہی واپس کر دو تا کہ ثالثوں کی مدد سے آپس میں صلح کی صورت نکال لیں۔ چناں چہ مقامی ثالث مدعی، مدعا علیہ اور گواہوں کے بیان سن کر دلائل و براہین کی روشنی میں ملزم پر فردِ جرم ثابت کرتے ہیں یا بے قصور۔ اسی طرح جائیداد میں کسی کا حق ظاہر کرتے ہیں اور دوسرے کو محروم، اس لیے ثالثی فیصلوں میں صلح کی گنجائش نکل آتی ہے۔ بصورت دیگر دلائل پر مبنی فیصلہ سن کر انتقامی جذبہ تو پیدا نہیں ہوتا۔

شرعی نظام میں مفرور ملزموں کا تعاقب اور گرفتار کر کے قاضی کے سامنے پیش کرنا حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ جرم ثابت ہونے پر قاضی یا امیر اسے معافی نہیں دے سکتے۔ معافی کا اختیار صرف مدعی کے پاس ہوتا ہے۔ جب کہ خود ساختہ نظامِ عدل میں ملزموں کو نامزد کرنا، مفرور ہونے کی صورت میں تلاش کرنا۔ گرفتاری کے لیے انتظامیہ کا خرچہ برداشت کرنا مدعی کے ذمہ ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عدالتی کارروائی میں سالہا سال تاریخوں کے دوران گواہوں کو پیش کرنے کا خرچہ، وکیلوں کی بھاری فیس پر بے تحاشا روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ عموماً مقتول کے ورثاء کو قیمتی اثاثہ نیلام کرنا پڑتا ہے۔ اگر قانونی کارروائی میں ملزم بری ہو جاتا ہے تو مقتول کے ورثاء کی جان کو خطرہ لاحق ہوتا ہے، اس لیے وہ قانون کو ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ عدالتی کارروائی میں قاتل کو پھانسی کی سزا ملتی ہے۔ بعض اوقات رحم کی اپیل پر اسے معافی مل جاتی ہے۔ اسی قسم کا ایک واقعہ ہے کہ جھاوریاں (سرگودھا) میں سات افراد کے قاتل غلام محمد پرسانہ کو جس رات پھانسی کی سزا ملنی تھی، حکومت کے سربراہ کی حلف برداری کی تقریب کی رعایت سے اس کی سزا عمر قید میں تبدیل ہوگئی، وہ چند سال جیل کی سزا کاٹ کر گھر آ گیا۔ خود ساختہ نظامِ عدل کے طریقہ کار سے جرائم پیشہ افراد کو شہ ملتی ہے۔ معاشرہ میں عزت جان و مال کا تحفظ غیر یقینی بن جاتا ہے۔ ریاست میں بدامنی اور بے چینی بڑھ جاتی ہے۔ حکومت غیر ملکیوں کو طرح طرح کی سہولتوں کی پیش کش بھی کرے لیکن وہ سرمایہ کاری کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔

سعودی عرب میں شرعی نظامِ عدل رائج ہے، وہاں مقیم ایک پاکستانی کی غیر موجودگی میں کسی نے اس کی بیوی کو قتل کر دیا۔ فوری طور پر قاتل کا سراغ نہ مل سکا، لیکن سعودی پولیس از خود ملزم کو تلاش کرتی رہی۔ عرصہ تین سال بعد پولیس نے مذکورہ پاکستانی سے رابطہ کیا کہ آپ کی بیوی کا قاتل مل گیا ہے۔ مقررہ تاریخ پر قاضی نے اسے مخاطب ہو کر کہا ''تیری بیوی کا قاتل سامنے کھڑا ہے۔ اس نے تیرا گھر اُجاڑا ہے۔ چوں کہ قاتل کی بہن بالغ ہے، حکومت نے ان کو آمادہ کر لیا ہے۔ قاضی نے باہمی رضامندی سے نکاح کر کے اس کے گھر کو آباد کیا، اس کے بعد قاضی نے حکم صادر کیا۔ آپ چاہیں تو قاتل سے قصاص لیں، دیت پر راضی ہوں یا اسے معاف کر دیں۔ اس نے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کے بعد قاتل کو معاف کر دیا۔ قاضی نے نہایت حکمت عملی سے شرعی تقاضے پورے کر کے دو خاندانوں کے مابین انتقامی جذبہ کو پر امن اور خوشگوار ماحول میں تبدیل کر دیا۔

شرعی نظامِ عدل کا طریقہ کار پیچیدہ اور مشکل نہیں ہوتا۔ عدالتی کارروائی قومی زبان میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے۔ انصاف مفت اور جلد حاصل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برطانیہ میں غیر مسلموں کا شرعی عدالتوں کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے۔

(لندن) برطانیہ میں قائم ۸۵ کے قریب شرعی عدالتوں کے خلاف ذرائع ابلاغ کے پروپیگنڈہ کے باوجود، مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کی بھی بڑی تعداد ان عدالتوں سے رجوع کررہی ہے۔ یہی بات برطانوی اخبار دی ٹائمز نے اپنی ایک رپورٹ میں کہی ہے کہ ان عدالتوں میں آنے والے مقدمات کے پانچ فیصد فریقین مسلمان نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان عدالتوں کا طریقہ کار برطانوی عدالتوں سے کہیں زیادہ آسان اور سادہ ہے۔''

[روزنامہ ایکسپریس، سرگودھا ۲۰۰۹ء]

برطانیہ جیسے صلیبی ملک نے مسلم شہریوں کے حقوق کا احترام کرتے ہوئے شرعی عدالتیں قائم کی ہوئی ہیں۔ اس کے برعکس والی سوات نے پاکستان سے الحاق کرتے ہوئے شرعی نظامِ عدل بدستور بحال رکھنے کا عہد لیا تھا۔ لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد حکومت نے حیلے بہانے تراش کر معاہدہ کو سبوتاژ کردیا۔ پاکستان میں حدود وقیود کے نفاذ کا مطالبہ کرنے والوں کو انتہا پسند پکارا جاتا ہے جب کہ برطانیہ میں امن وامان قائم کرنے کے لیے پاکستانی نژاد سکالر نے حکومت کو شرعی حدود قائم کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

''لندن، برطانیہ میں اسلامی شرعی کونسل کے سیکرٹری ڈاکٹر صہیب حسن نے کہا ہے کہ برطانیہ میں اسلامی ضابطہ تعزیرات کے تحت سزائیں دینے سے ملک میں مزید امن واستحکام آسکتا ہے۔ برطانیہ میں سب سے بڑی عدالت کے بانی ڈاکٹر صہیب حسن نے برطانوی روزنامے دی ٹائمز کو دیئے گئے انٹرویو میں کہا کہ اگر برطانیہ میں چوری کی سزا کے طور پر ہاتھ کاٹنے کا قانون نافذ کردیا جائے تو برطانیہ نہ صرف محفوظ بلکہ بہتر جگہ بن جائے گا۔ مزید تجویز دی کہ اگر اس قسم کے جرائم میں سزائیں سخت کردی جائیں تو لوگ اس کے خوف سے جرائم کی طرف راغب نہیں ہوں گے۔ [روزنامہ اسلام، لاہور ۲۰۰۹ء]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومت برطانیہ نے اس تجویز کا خیر مقدم کیا اور غور کر رہی ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ کسی فرد واحد نے قانون بنایا یا عوام نے مل کر خود ساختہ نظام عدل وضع کیا اُن کے نفاذ سے جرائم کی شرح میں پہلے کی نسبت اضافہ ہوا ہے۔ خالق کائنات کا نازل کردہ نظام جہاں جہاں نافذ ہوا وہاں بھیڑ اور بھیڑیا ایک ساتھ پانی پیتے رہے۔ شرعی نظامِ عدل ہر شہری کی جان و مال اور عزت کے تحفظ کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ علماء کا فرض منصبی ہے کہ وہ معاشرہ میں بگاڑ کی اصلاح کے لیے خشیت الٰہی اور فکر آخرت کے اوصاف حمیدہ کو اجاگر کریں۔ دوسری طرف حکومت کو شرعی نظامِ عدل کی برکات سے آگاہ کریں۔ عوام الناس کو ترغیب دیں کہ وہ ابتدائی نوعیت کے خاندانی اور وراثتی تنازعات کے حل کے لیے اپنے علاقہ کے مستند مفتی صاحبان سے رجوع کریں تاکہ اس کے مفید ثمرات دیکھ کر عوام فوجداری مقدمات کے فیصلوں کے لیے حکومت سے شرعی نظام عدل کے نفاذ کے لیے دباؤ ڈالیں۔(1)

(1) المنبر جنوری 2010ء۔ الاعتصام 7 مئی 2010ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توہین رسالت کی سزا موت کیوں نہیں؟

ننکانہ کے علاقہ میں کارکن مسلم عورتوں نے آسیہ مسیح کے گلاس میں پانی نہیں پیا تو اس نے مسلمانوں کو برا بھلا کہا اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں توہین آمیز کلمات کہے۔ کسی عام پولیس آفسر نے تفتیش نہیں کی بلکہ ایس پی انوسٹی گیشن شیخوپورہ نے کی، ان کے سامنے آسیہ مسیح نے بلا جبر واکراہ اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ سیشن جج نے سماعت کے بعد قانون توہین رسالت C-295 کے تحت اس کو سزائے موت کا حکم سنایا۔ گورنر پنجاب سلیمان تاثیر نے ایک ٹی وی پروگرام میں بتایا کہ صدر آصف زرداری نے انہیں یقین دلایا ہے کہ آسیہ کی سزا پر عمل نہیں ہوگا اور آسیہ کو بے بس اور اس قانون کو کالا قرار دیا۔ حکمران پارٹی کی رکن اسمبلی شیریں رحمان نے قانون میں واضح ترمیم کے لیے بل جمع کرا دیا۔ تحفظ ناموس رسالت کے اعلان پر ۳۱ دسمبر کو ملک گیر ہڑتال ہوئی۔ ۴ جنوری کو سیکورٹی گارڈ ممتاز قادری نے سلیمان تاثیر پر فائر کر دیا، وہ زخموں کی تاب نہ لا کر ہلاک ہوگیا۔

یہ حقیقت ہے کہ ملک کا ہر شہری قانون کو ہاتھ میں لے کر سزا کا عمل شروع کر دے تو ملک لاقانونیت کی لپیٹ میں آجاتا ہے، ممتاز قادری نے قانون کو ہاتھ میں لے کر حکومتی رٹ کو چیلنج کیا بلاشبہ جذباتی فیصلہ ہے لیکن اکثر کالم نگار روشن خیالی کی تائید میں قانون توہین رسالت کی منسوخی کے لیے صلاحیتیں صرف کر رہے ہیں مثلاً ’’یا تو ہم دنیا بھر کے مسلمانوں سے افضل ہیں یا ہمارے جنونی مولویوں نے اپنے مخصوص مقاصد کے لیے ایک ایسے قانون کو اسلام کا درجہ دے رکھا ہے جس کا غلط استعمال عام ہے کیا رحمت للعالمین ﷺ کے نام پر بے گناہ لوگوں کو پھانسی دینا اور جیلوں میں ڈالے رکھا۔ حضور ﷺ کی ناموس اور شان سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مطابقت رکھتا ہے۔"

سیاسی لیڈر، میڈیا، کالم نگار، علماء یا دانشور، صاحبان کا فرض منصبی ہے کہ وہ ملک میں اتحاد یکجہتی اور صراط مستقیم کی طرف قوم کی راہ نمائی کریں میرا ان کالم نگاروں سے سوال ہے کیا ممتاز قادری کسی دینی مدرسہ کا طالب علم رہا؟ نہیں تو ملاازم کا طعنہ کیوں؟

سلیمان تاثیر نے اپنے دور کی عدالت کے فیصلہ کو تسلیم کیوں نہیں کیا؟ اور ہائی کورٹ کا فیصلہ کا انتظار کیے بغیر صدر سے معافی لینے کا وعدہ کیوں کیا؟

مخبر صادق محمد ﷺ کا فرمان ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے بعض کالم نگاروں کا خیال ہے کہ سلیمان تاثیر نے توہین رسالت کے مجرم کے لیے سزائے موت کے قانون پر اعتراض نہیں کیا بلکہ ان کو قانونی طور پر نافذ کرنے کے طریقہ کار سے اختلاف کیا اور اس نے انسانی ہمدردی کے جذبات سے مغلوب ہو کر آسیہ کی غم گساری کی۔ اسی طرح ہم کو ممتاز قادری کے بارے بھی نیک گمان ہے کہ اس نے محبت رسول ﷺ میں سرشار ہو کر گستاخ رسول کی حمایت کرنے پر حملہ کیا ہو اس نے بیوی بچوں کے سہارا بننے کی پرواہ نہ کی بوڑھے ماں باپ کی خدمت کو ثانوی حیثیت دی اور اپنی نوکری کو داؤ پر لگا دیا۔ یقیناً اس نے کسی کے اکسانے پر یہ فعل سرزد نہیں کیا اگر اس نے کسی اشارے پر قتل کیا ہوتا تو وہ بے نظیر کے قاتلوں کی طرح موقع سے فرار ہونے کی کوشش کرتا۔ اس لیے دانشوروں کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ وطن عزیز میں اسلامی اور لبرل تہذیبوں کے تصادم کو پروان نہ چڑھائیں بلکہ نظریہ پاکستان کی بنیاد پر قوم کی یکجہتی کی فکر کریں۔

سلیمان تاثیر کے والد ڈی ایم تاثیر کو نبی کریم ﷺ سے والہانہ عقیدت تھی انہوں نے علامہ اقبال سے مل کر غازی علم الدین شہید کی میت کو جیل سے لے آنے اور تجہیز و تکفین میں اہم کردار ادا کیا۔ اگر ممتاز قادری کا فعل سیاسی کی بجائے جذباتی ثابت ہو جائے تو مقتول خاندان کو اپنی مذہبی سماجی خاندانی روایات مدنظر رکھتے ہوئے ممتاز قادری کے جذباتی فیصلہ کو معاف کر دیا جائے سلیمان تاثیر کے پسماندگان کے لیے صدقہ جاریہ ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیر مسلموں کی عزت و جان و مال کا تحفظ اور ان کے بوڑھوں بیواؤں اوور یتیموں کی کفالت اسلامی حکومت کا فرض منصبی ہے۔ مزید برآں ان کو اسلامی ریاست میں اپنی مذہبی رسومات عبادت گاہوں میں ادا کرنے کی آزادی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن کسی ذمی کو اجازت نہیں کہ وہ اسلام کے داعی کی توہین کرے۔ کیونکہ یہ توہین اللہ سبحانہ کو ایذا دینے کے مترادف ہے۔ جس نے ان کو نبوت کے مرتبہ سے سرفراز کر کے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔

حالت امن یا جنگ کے دوران سفیر بات چیت کے لیے دوسرے ملکوں میں آتے جاتے ہیں۔ ان کو گزند پہنچانا تو درکنار بلکہ ان کے ساتھ نہایت عزت و تکریم سے گفت وشنید کی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ ایک بین الاقوامی قانون ہے۔ بالغرض کوئی ملک دوسرے ملک کے سفیر کی توہین کرتا ہے یا جسمانی گزند پہنچاتا ہے تو وہ ملک جس کا سفیر ہوا سے اپنے ملک کے خلاف اعلان جنگ تصور کرتا ہے کہ امریکی سفارت خانہ کا نائب پاکستان جیسے کسی ملک کے دورہ پر جائے تو اس ملک کی ایلیٹ فورس اس کی حفاظت پر مامور ہو جاتی ہے تا کہ کوئی دانستہ یا نادانستہ طور پر اس کے ساتھ بدسلوکی نہ کرے مشاہدہ کی بات ہے کہ وہ پاکستانی جنہوں نے کسی طریقہ سے امریکی شہریت حاصل کی ہو اگر انہیں پاکستان میں اپنی عزت جان مال کو خطرہ لاحق ہو جائے تو وہ پاکستان میں امریکی سفارت خانہ سے رابطہ قائم کرتے ہیں تو حکومت پاکستان ان کے مسائل آناً فاناً حل کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔

وہ اللہ جو ملک الملک ہے جس کی حکمرانی زمین و آسمان پر محیط ہے اس ذات مقدس نے کائنات کی راہ نمائی کے لیے خاتم النبیین ﷺ کو آخری سفیر بنا کر مبعوث فرمایا۔ ان کی توہین کا ثبوت مہیا ہو جائے تو ایسے ملعون کے لیے قتل کی سزا پر اعتراض کرنا غیر دانش مندانہ فعل ہے۔

لاہور ہائی کورٹ کے جج کنور دلیپ سنگھ نے ایک قابل مذمت کتاب رنگیلا رسول کے ناشر راج پال کو محض یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ اس کی کتاب مروجہ قانون کی کسی دفعہ کی خلاف ورزی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے زمرے میں نہیں۔ اس لیے مولانا محمد علی جوہر نے ۱۹۲۷ء میں قانون توہین رسالت کے لیے تحریک شروع کی۔ تقریباً نصف صدی کی جدوجہد کے بعد قانون توہین رسالت کا اجراء ہوا۔ غور طلب پہلو یہ ہے کہ ایسا نظام جس میں شاتم رسول کی سزا کے لیے قانون سازی کی ضرورت ہو اور اس کی منسوخی کا خطرہ بدستور موجود رہے تو ایسے نظام میں قرآن وسنت میں مذکورہ احکام کا نفاذ کیسے ممکن ہوسکتا ہے، ارباب علم ودانش کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

وہ حکمران طبقہ جو موت کو بھلا کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتے رہتے ہیں اور اپنی جان کی حفاظت کے لیے حکومتی سیکورٹی فورسز کی خدمات حاصل کرتے ہیں، اللہ کی قدرت دیکھیے جب وقت مقررہ پر فرشتہ اجل آتا ہے تو وہی محافظ جان لیوا بن جاتے ہیں، یہ ہے قانون قدرت جس میں انسان نہ کوئی ترمیم کرسکتا ہے نہ منسوخ۔ اللہ ہمیں آخرت کی فکر نصیب کرے۔ ☆

میاں محمد نواز شریف نے اسلامی جمہوری اتحاد کا سربراہ بن کر اس عزم کا اظہار کیا کہ پاکستان میں اسلام کا نفاذ کروں گا لیکن اقتدار ملنے کے بعد اُس نے سود کو رباء قرار دینے کے فیصلے کے خلاف عدالت میں اپیل کی، عقیدہ ختم نبوت کے تقاضوں کو پورا کرنے کی بجائے قادیانیوں کو بھائی کہا اور توہین رسالت کے مجرموں کو عبرت کا نشان بنانے کی بجائے محافظ ناموس رسالت ممتاز قادری کو پھانسی پر لٹکایا۔ اللہ قدیر کی عدالت میں دیر ہے اندھیر نہیں ہے۔ پارلیمنٹ میں اکثریت کے باوجود وزارت عظمیٰ سے برطرفی حکمران طبقہ کے لیے باعث عبرت ہے۔

☆ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ، جنوری فروری ۲۰۱۱ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عدل وانصاف کے راہ نما اُصول

معاشرے میں عدل وانصاف قوم کو بقا کی ضمانت فراہم کرتا ہے اس کے برعکس جہاں عدل کی بجائے ظلم ہو وہاں فتنہ وفساد پھیلتا ہے۔ اس صورت حال میں نسلی ولسانی اور فرقہ وارانہ تحریکوں کو عوام کے جذبات کیش کرنے کا خوب موقع ملتا ہے۔ پھر اس قوم کی نظریاتی وجغرافیائی یک جہتی وسلامتی کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔

ریاست کے شہریوں کی عزت، جان ومال کا تحفظ حکومت کی اوّلین ذمہ داری ہوتی۔ آپ قومی اخبارات پر نظر دوڑائیں۔ دن دیہاڑے چوری ڈکیتی کی وارداتیں روزمرہ زندگی کا معمول بن چکی ہیں۔ اگر کوئی مزاحمت کرتا ہے تو اُسے گولیوں سے چھلنی کر دیا جاتا ہے۔ کسی معاملے میں معمولی تلخ کلامی پر فائر کھول دیا جاتا ہے۔ مساجد، امام بارگاہوں اور بازاروں میں بم دھماکوں کے دوران بے گناہ افراد ہلاک ہو رہے ہیں۔ ان کے جسموں کے پرخچے اڑ جاتے ہیں۔ اپنوں کی لاشوں کو پہچاننا معمہ بن جاتا ہے۔ سکول جاتی ہوئی طالبات کو اغواء کر لیا جاتا ہے۔ ان کی عصمت کو داغ دار کرنے کے بعد موت کے منہ میں دھکیل دیا جاتا ہے۔ اس درندگی کی خبر سن کر حکومتی سربراہ مردہ بچی کی ماں کے قدموں میں چند لاکھ روپے رکھ دیتا ہے۔ کیا یہ انصاف کی فراہمی ہے؟

پہلی بات تو یہ کہ مجرم قانونی گرفت میں نہیں آتے اگر پکڑے جائیں تو تفتیش کے دوران عموماً بھاری رشوت یا سیاسی دباؤ کی وجہ سے بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔ بصورت دیگر چند ماہ جیل میں رہ کر نئے شکار کی تلاش میں سڑکوں پر دندناتے پھرتے ہیں۔ حکومت تحفظ عامہ کے تحت جگہ جگہ پولیس چوکیاں قائم کر رہی ہے اس کے باوجود قتل، ڈکیتی اور عصمت دری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے واقعات پر کنٹرول کرنے میں وہ ناکام ہو چکی ہے۔ آخر کیوں؟

ہم نے حاکم مطلق، شہنشاہ عالم اور ربّ کائنات کے الہامی قانون کو پس پشت ڈال کر عوامی قانون کو اپنے سینوں پر سجایا ہوا ہے۔

جسٹس ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ کے مطابق امریکا میں آبادی کے لحاظ سے ہر ایک لاکھ میں سے ۵۶۵ افراد قیدی تھے۔ ہر چودہ منٹ میں ایک امریکی قتل ہو جاتا ہے۔ امریکی محکمہ انصاف ۱۹۹۵ء کی رپورٹ کے مطابق سالانہ پانچ لاکھ زیادتی کے واقعات ہوتے ہیں۔ جو ہر منٹ میں ایک زیادتی کا واقعہ ہے۔ (روزنامہ خبریں، ۱۷ جنوری ۱۹۹۶ء)

ایک اور رپورٹ کے مطابق امریکا کے صرف ایک بڑے شہر نیویارک میں ایک سال کے دوران نوے ہزار ڈکیتی کی وارداتیں ہوئیں اور برطانیا کے دارالحکومت لندن میں چوری کی پونے دو لاکھ وارداتوں کو ریکارڈ پر لایا گیا۔ ان دو شہروں میں اوسطاً ہر تیس سیکنڈ میں ایک عورت کی جبری آبروریزی کی جاتی ہے۔ (ہفت روزہ تسخیر لاہور، ۷ مارچ ۱۹۹۶ء)

یہ برطانیہ اور امریکا میں جرائم کی شرح ہے جو عالم اسلام میں بزورِ قوت عوامی قانون کو نافذ کر رہے ہیں۔ جب کہ ۱۹۶۵ء میں دولت مشترکہ کے ماہرین قانون کی کانفرنس منعقدہ سڈنی میں غیر مسلم قانون دانوں کی طرف سے اس بات کا برملا اظہار کیا گیا کہ دنیا کے بڑھتے ہوئے جرائم کی سرکوبی اور استحصال کے لیے اگر کوئی قانون مؤثر ہو سکتا ہے تو وہ اسلامی نظام عدل اور اسلامی حدود و تعزیرات ہیں۔ افسوس مسلم ماہرین پر ہے جو اسلام کے نظام عدل کے نفاذ کے لیے غور و فکر کیوں نہیں کرتے۔

عدل و انصاف قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ قرآنِ حکیم میں ارشاد ربانی ہے:

﴿اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾ [المائدۃ:۸]

"عدل کرو یہی تقویٰ کے قریب تر ہے۔"

عدل و انصاف برابری کو کہتے ہیں۔ گویا انصاف کے ترازو کو برابر رکھنا تقویٰ و پرہیزگاری کی علامت ہے۔ عدل کا دار و مدار تین باتوں پر ہے: سچی گواہی، منصف کا کردار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ضابطہ قانون۔

اللہ نے گواہوں کو تنبیہ فرمائی:

''اے ایمان والو! عدل وانصاف پر مضبوطی سے جم جانے والے اور خوش نُودیِ مولا کے لیے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ گو وہ خود تمھارے اپنے خلاف ہو یا اپنے ماں باپ کے یا رشتہ دار عزیزوں کے۔ وہ شخص اگر امیر ہو تو اور فقیر ہو تو دونوں کے ساتھ اللہ کو زیادہ تعلق ہے اس لیے تم خواہش نفس کے پیچھے پڑ کر انصاف نہ چھوڑنا۔'' (النساء:۱۳۵)

رب ذوالجلال نے عدل کرنے والوں کو حکم دیا:

''اللہ تعالیٰ تمھیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انھیں پہنچاؤ اور جب لوگوں کا فیصلہ کرو تو عدل وانصاف سے فیصلہ کرو یقیناً وہ بہتر چیز ہے جس کی نصیحت تمھیں اللہ تعالیٰ کر رہا ہے بے شک اللہ سنتا ہے دیکھتا ہے۔''

(النساء:۵۸)

سماجی، ازدواجی، معاشرتی ومعاشی اور وراثتی معاملات میں انصاف کا ترازو قائم رکھنے کے لیے اصول وضوابط کو قانون کہا جاتا ہے۔ جن کو مدنظر رکھ کر جج فیصلہ صادر کرتا ہے۔ اگر کوئی فرد ذاتی سوچ بچار سے ضابطہ جاری کرے تو ایسے قانون کو آمرانہ کہا جاتا ہے۔ اگر عوام یا اُن کے منتخب نمائندے ضابطے تیار کریں تو اُسے عوامی قانون کہتے ہیں۔ اُن کے برعکس اللہ نے مخلوق کے تنازعات کو حل کرنے کے لیے انبیائے کرام پر کتب وصحائف نازل کیے اُن کو الہامی قانون کہتے ہیں۔

انسان دین فطرت پر پیدا ہوا تاہم شیطان کے بہکاوے میں جرم سرزد ہو جاتا ہے۔ غور طلب پہلو یہ ہے کہ انسان خیر وشر میں تمیز کرسکتا تو کائنات میں فتنہ وفساد برپا نہ ہوتا اگر وہ انسانی بدامنی کے خاتمہ کے لیے قانون سازی کرنے کی صلاحیت پر کامل عبور رکھتا تو اللہ تعالیٰ کا انبیائے کرام پر وحی کے ذریعے امن وسلامتی کے ضابطے نازل کرنا چہ معنی دارد۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلافت اسلامیہ کے سنہرے دور میں اسلامی قانون نافذ رہا۔ قاضیوں نے بلا امتیاز رنگ ونسل اور مذہب فیصلے کیے۔ مقامی غیر مسلموں نے شرعی عدل وانصاف سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔

عالم اسلام میں سعودی عرب ایسا ملک ہے جہاں عدالتوں میں شرعی قانون نافذ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں جرائم کی شرح نہایت کم ہے۔ سال ۱۹۹۵ء میں قتل کے صرف پچاس مجرموں کے سر قلم کیے گئے۔ شرعی قانون کی برکات کی بدولت سعودی عرب میں امن وسلامتی کا یہ عالم ہے کہ اذان کی آواز سنتے ہی لوگ اپنی دکانیں کھلی چھوڑ کر باجماعت نماز میں شامل ہو جاتے ہیں اور رات کو بے فکری سے گہری نیند سوتے ہیں۔ جدید مسلم مفکرین کا خیال ہے جو ملک اقتصادی لحاظ سے خوش حال ہو وہاں اسلامی حدود وقیود نافذ ہو سکتی ہیں ورنہ بے سود ثابت ہوتی ہیں۔ اُن کا موقف ہے لوگ غربت کی وجہ سے چوری کرتے ہیں۔ اُن کی خدمت میں التماس ہے کہ سعودی عرب کنگال تھا۔ آل سعود نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور اسلامی حدود قیود پر عمل کیا تو اللہ کریم نے اُن کو تیل کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ مدینہ منورہ میں اُس وقت اسلامی قانون نافذ ہو چکا تھا۔ جب کائنات کے امام ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھوک کی شدت کی وجہ سے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے تھے۔ تاہم شرعی قانون کی برکات کی وجہ سے وہ خیر کثیر کی نعمت سے سرفراز ہو گئے۔

اسلامی قانون کی بنیاد رضائے الٰہی کی خاطر اس کے بندوں کے درمیان عدل وانصاف اور امن وسلامتی کا قیام ہے۔ شرعی قانون میں حدود وتعزیرات کا مقصد زمین سے فتنہ وفساد کا خاتمہ کرنا اور شہریوں کی عزت، جان اور مال کا تحفظ کرنا ہے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے:

اسلامی ریاست میں شرعی قانون کے نفاذ کے لیے قرآن وسنت کو سپریم لا کی حیثیت دی جائے کوئی فرد، ادارہ یا محکمہ اس سے مستثنیٰ نہ ہو۔

شورائی نظام کے تحت اہلیت وصلاحیت کی بنیاد پر گاؤں اور شہری محلہ کی بنیاد پر مقامی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امیر کا تعین کیا جائے جو ابتدائی نوعیت کے معاملات نکاح، طلاق و وراثت جیسے خانگی مسائل کے بارے تنازعات کو پُر امن انداز میں حل کرے۔ اہم امور میں اس کی ابتدائی رپورٹ پر مقدمہ درج کیا جائے۔

- مقامی امیر تارک صلاۃ، بے حرمتی رمضان وفحاشی وعریانی میں ملوث افراد کو موقع کی مناسبت سے مناسب سزا دینے میں بااختیار ہو۔
- امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بقول سیاست شرعیہ کی بنیاد دو ستونوں پر قائم ہے۔ایک ہے مناصب اور عہدے اہل تر لوگوں کو دینا اور دوسرا عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا۔ اس لیے اسلامی قانون کے ماہرین عدالتی جج مقرر کیے جائیں جو علم وتقویٰ میں معروف ہوں عدلیہ کے حاضر حال جج صاحبان کو معروف یونیورسٹی سے شرعی قانون کی تعلیم وتربیت دی جائے۔
- تھانہ کی سطح پر جج مقرر کیے جائیں۔قتل، چوری، ڈکیتی اور زنا جیسے سنگین نوعیت کے جرائم کی صورت میں مدعی تھانہ کے جج کی خدمت میں وقوعہ سے متعلق ثبوت فراہم کرے۔ جج درست اور مناسب کارروائی کے بعد تھانہ کے پولیس انچارج کو ملزمان کی گرفتاری کا حکم صادر کرے۔
- مدعی اور مدعا علیہ کی معاونت کے لیے اسلامی قانون کے ماہرین کو ہی راہنمائی کی اجازت دی جائے۔
- حکومت کاتب اور قانونی تحفظ فراہم کرے۔
- مظلوم کو انصاف مفت مہیا کیا جائے البتہ جرم ثابت ہونے پر مجرموں سے عدالتی واجبات وصول کیے جائیں۔
- انصاف کے حصول کو آسان اور سہل بنانے کے لیے عدالتی کارروائی، عدالتی فیصلے اور قانونی ضابطے قومی زبان میں جاری ہوں۔
- قاضی غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے اور وہ کسی قسم کی منشیات کا عادی نہ ہو۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

- انسانی فطرت ہے کہ پہلے ہمدردی مقتول کے ورثاء کے ساتھ ہوتی ہے تاخیر ہو جانے پر قاتل کے اہل وعیال پر ترس آتا ہے۔ اس لیے فیصلہ کرنے اور سزا دینے میں تاخیر نہ کی جائے۔
- قاضی کی تنخواہ معقول ہو جو اہل وعیال کے خرچ کے لیے کافی ہو تا کہ رشوت تو درکنار ہدیہ بھی قبول کرنے کے بہکاوے میں نہ آئے۔
- اسلامی حدود وقیود میں سفارش کرنا کرانا اور قبول کرنا جائز نہیں۔ حلف نامہ میں اسے شامل کیا جائے۔
- عدلیہ اور انتظامیہ کی ہم آہنگی سے عدل وانصاف برقرار نہیں رہتا اس لیے عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ رکھا جائے۔
- جمعہ کے دن ملزمان کو برسرعام سزا دی جائے تا کہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو اور معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن جائے۔
- چوری، ڈکیتی کی صورت میں اصل ملزم نہ ملنے کی صورت میں ضلعی انتظامیہ مدعی کے مالی نقصان کو پورا کرے۔
- قاتل کی عدم دستیابی یا فرار ہو جانے یا مقدمہ کی کارروائی کے دوران نامزد ملزمان کے بے گناہ ہونے کی صورت میں حکومت سرکاری خزانہ سے مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کرے۔
- قاضی نصاب مقرر کیا جائے ملک کے معروف تعلیمی اداروں میں قاضی کلاس کا اجراء کیا جائے۔
- ثانوی تعلیم میں ''عدل'' کے عنوان سے ایک مضمون شامل نصاب ہو جس میں تعلیمی معیار کے مطابق اسلامی عدل وانصاف کے احکامات اور واقعات درج ہوں تا کہ طلباء جوان ہو کر زندگی کے ہر شعبہ میں عدل وانصاف کا معیار قائم رکھ سکیں۔
- عدالتی قانون کا ماخذ قرآن وسنت ہو۔ اگر پیش آمدہ مسئلے کا واضح حکم نظر نہ آئے تو سلف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صالحین کے اجماع سے مدد لو۔ اگر اس قسم کا مقدمے کا سامنا ہو جائے جس کے بارے قرآن وسنت یا اجماع خاموش ہو تو اس صورت میں جج اجتہاد کر کے رائے قائم کرے۔ بہ شرط کہ وہ اس کا اہل ہو۔

- تھانہ کی سطح پر جج کے فیصلہ سے مدعی اور مدعا علیہ مطمئن نہ ہوں تو انھیں صرف ضلعی عدالت میں اپیل کرنے کا حق حاصل ہو۔ ضلعی عدالت کے فیصلہ کے بعد مبینہ ملزموں کو سزا دینے میں تاخیر نہ کی جائے۔(1)

---

(1) الاعتصام 20 تا 08 اگست 2013ء۔ المنبر فروری 2014ء۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شرعی سزائیں وحشیانہ یا حکیمانہ......!

اسلام عالمی امن و سلامتی کا دین ہے۔ جو بلا امتیاز رنگ و نسل اور مذہب شہریوں کی عزت، جان اور مال کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔

خالق کائنات اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسانی فطرت و جبلّت کے مطابق پُرامن زندگی گزارنے کے قواعد و ضوابط مقرر فرمائے۔ البتہ وہ سنگین جرائم جن سے معاشرے میں فتنہ و فساد پھیلتا ہے اُن کی بیخ کنی کے لیے سخت سزائیں مقرر کی ہیں۔ اسلام کے نظام عدل میں مبینہ شہادتوں کے بعد قتل و غارت کی صورت میں قصاص، چوری کی بنا پر ہاتھ کاٹنے، شراب نوشی و پاکیزہ عورتوں پر تہمت لگانے پر دُرّے مارنے اور زنا کے جرم پر سنگسار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سر عام حدود و قیود کے نفاذ سے لوگ عبرت حاصل کریں اور آئندہ جرم کرنے کی جرأت نہ کریں۔

تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے جب تک ان شرعی سزاؤں پر عمل ہوتا رہا، معاشرے میں جرائم کی شرح کم رہی۔ جب سے مغرب کی طاغوتی قوتوں نے مسلم ریاستوں پر تسلط جما یا تو اُنھوں نے شرعی سزاؤں کو وحشیانہ کہہ کر ان کا مذاق اُڑاتے ہوئے خود ساختہ قانون نافذ کر دیا، نتیجہ یہ نکلا کہ جرائم کی رفتار میں اضافہ ہوا۔

غیر جانب دار ہو کر روز مرہ زندگی کے ان پہلوؤں پر غور کیجیے کہ جب کسی فرد کا حادثے کے دوران جسم کا جوڑ نکل جاتا ہے تو معالج اس کو اصل حالت پر لانے کی سعی کرتا ہے اور مریض درد کی وجہ سے چلاتا ہے۔ لواحقین اُس وقت ڈاکٹر کو وحشی نہیں کہتے بلکہ مریض کو صبر کی تلقین کرتے ہیں کہ اس وقت تکلیف برداشت کرنا ہی آئندہ زندگی میں ٹیڑھے بازو یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لنگڑے پن کی کوفت سے بچائے گا۔

ذی شعور صاحبان! غور فرمائیے، اگر چوک میں مجرم کو اس لیے سنگسار کیا جائے کہ اُس نے سکول جاتی طالبہ کی آبروریزی کی ہے یا کسی کو اس لیے کوڑے مارے جائیں کہ وہ آئندہ شراب میں مدہوش ہو کر گلی کوچوں میں ہذیان نہ بکتا پھرے اور نہ یہ کہ کسی کو باعزت خاتون پر تہمت لگانے کی جرأت ہو، تو اس میں کوئی بھی قباحت آپ نہیں پائیں گے۔ بلکہ آپ اس کے نفاذ کے لیے کوشش کریں گے۔اور یہی اسلام کا منشا ہے۔

اسلام کی شرعی سزائیں حقوق نسواں کی محافظ ہیں جب کہ عورت کا مغربی تہذیب کے سیلاب میں بہہ جانا اور آزادی کے نام پر اپنی عصمت کو درندوں کے ہاتھوں لوٹا دینا آزادی نہیں، آزاری ہے اور نسل انسانی میں لاوارث بچوں کی پیدائش کی صورت میں خاندانی زندگی کی بربادی ہے۔

مشاہدے کی بات ہے کہ جب جسم کے کسی بھی حصے کا زخم لاعلاج قرار پائے یا کوئی شخص زخمی ہو جائے اور ڈاکٹر ادویات تجویز کرے مگر افاقے کی بجائے زخم پھیلنے کا اندیشہ لاحق ہو جائے تو اس موقع پر ڈاکٹر مشورہ دیتا ہے کہ اس کا بازو یا پنڈلی کاٹ دینے پر اس کے باقی جسم کی سلامتی کا انحصار ہے۔ لواحقین مریض کی جان کو عزیز سمجھ کر مفلوج یا مضروب عضو کو کاٹ دینے پر رضا مند ہو جاتے ہیں کیوں کہ ایک عضو کاٹ دینے سے باقی جسم مرض کے زہریلے اثرات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

اگر تم انسانی جان کو عزیز سمجھ کر اُس کے مفلوج عضو کے کاٹ دینے کے عمل کو درست سمجھتے ہو تو پھر اس کی افادیت میں کیوں شکوک کا شکار ہو کہ ایک مجرم کو قصاص میں قتل کرنے، سنگسار کرنے یا ہاتھ کاٹنے سے لاکھوں کی آبادی پر مشتمل معاشرے کی جان، عزت اور مال محفوظ ہو جاتا ہے۔

شرعی سزائیں وحشیانہ نہیں حکیمانہ ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا خیر خواہ ہے ۔ وہ دنیا کی عارضی زندگی میں شرعی سزا پانے والے مجرم کو آخرت کی دائمی زندگی میں دردناک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔

امن کے نام نہاد دعوے داروں نے عدالتی ثبوت کے بغیر اسامہ بن لادن کی گرفتاری کی آڑ میں افغانستان اور عراق پر یکے بعد دیگرے حملہ کیے۔ بمبار طیاروں نے آگ برسا کر لاکھوں انسانوں کو موت کے منہ میں دھکیل دیا۔ پاکستان کے شمالی علاقوں میں ڈرون حملوں کے دوران سیکڑوں بے گناہ عورتیں اور بچے ہلاک ہو رہے ہیں۔ان امن پسندوں کا انتقامی فعل وحشیانہ ہے۔

اسلام نے خون ریزی سے بچنے کے لیے قصاص کا حکم دیا ہے اور اسے زندگانی سے تعبیر کیا ہے۔تاہم اس کے ساتھ ہی مقتول کے ورثاء کو اختیار دیا ہے کہ خواہ وہ معاف کر دیں یا خون بہا وصول کر لیں یا پھر قاتل کو قصاص میں قتل کر دیا جائے۔لیکن اس میں زیادتی نہ ہو۔قتل میں زیادتی کا مفہوم یہ ہے کہ اس طرح قصاص لیا جائے جس طرح قاتل نے قتل کیا تھا اور اس کا بھی خیال رہے کہ قاتل کی جگہ کسی دوسرے بے گناہ کو ہرگز قتل نہ کیا جائے کہ اس میں زندگانی کی بجائے فساد ہے۔خون ریزی اور فتنہ وفساد سے بچاؤ کے لیے اسلام کا منصفانہ فعل ہی حکیمانہ ہے۔

الاعتصام، ۱۷ جنوری ۲۰۱۴ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہجری کیلنڈر کے سلسلہ میں چند تجاویز

ہجری کلینڈر کو اسلامی تہوار اور عبادات کی ادائیگی میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ عید الفطر، عید الضحیٰ، حج، زکوٰۃ اور صیام قمری تقویم کے مطابق ادا کرنے کا حکم ہے۔ اسلام کا کوئی تہوار یا عبادت عیسوی کلینڈر کا محتاج نہیں۔ ہجری کلینڈر جب جاری کیا گیا تو عیسوی کلینڈر پہلے سے موجود تھا۔ آخر اس کے نفاذ میں کوئی مصلحت تھی۔ ہر سال صیام وحج وغیرہ کے اوقات میں موسمی تبدیلی ہوتی رہتی ہے تاکہ ملت اسلامیہ کے فرزندانِ توحید سرد اور گرم دونوں موسموں میں رضا الٰہی کے لیے صبر وشکر کا مظاہرہ کر سکیں۔

آج بھی بعض عرب ممالک میں ہجری کلینڈر کے مطابق امور حکومت سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ برصغیر پاک وہند میں اورنگ زیب کے دور تک نافذ العمل تھا۔ انگریزوں نے تسلط جمایا تو انہوں نے اسلامی قوانین اور اقدار واصلاحات کو پامال کر دیا۔ پاکستان قانونی طور پر 27 رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ کو آزاد ہوا۔ ذہنی وفکری آزادی کے لیے ہمیں ملک میں عیسوی کلینڈر کی بجائے ہجری کلینڈر کو ترجیح دینی چاہیے۔ ہمارے آباؤ اجداد نے سنت نبوی کی پیروی کرتے ہوئے ملی تشخص وقوی اقتدار کے تحفظ کے لیے پاکستان کی طرف ہجرت کی۔

حضرت محمد ﷺ کے نقش قدم پر چلنا ہمارے لیے باعث نجات اور آپ ﷺ کی وضع کی ہوئی اسلامی اقدار واصلاحات کو ازسر نو زندہ کرنا ہماری ترقی وفلاح کا موجب بن سکتی ہیں، غیروں کی تقلید باعث ذلت ورسوائی ہے۔

ہجری تقویم کا نفاذ اسلامی حکومت کی عکاسی کرتا ہے۔ عوام کو چاہیے کہ نجی سطح پر باہمی خط

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وکتابت اس کے مطابق تحریر کریں، اسلامی ریاست کا تقاضا ہے کہ سرکاری سطح پر ہجری کلینڈر کو رائج کیا جائے۔

ہجری کیلنڈر کے نفاذ کے لیے تجاویز:

ا: نجی اداروں اور سرکاری محکموں کے تمام ملازمین کو عیسوی کی بجائے قمری ماہ کی یکم تاریخ کو تنخواہ کی ادائیگی کا حکم جاری کیا جائے۔

۲: سرکاری احکامات اور ڈاک کی آمد و روانگی پر ہجری تقویم کے مطابق تاریخ درج کی جائے۔

۳: اخبارات پر ہر قسم کی درخواستوں، ٹنڈر نوٹس کا قمری تاریخوں کے مطابق اطلاعات واعلانات دیئے جائیں۔ ذرائع ابلاغ پر سرکاری تقریبات واجلاس کا انعقاد قمری مہینوں کے مطابق جاری کریں۔

۴: اسلامی ممالک کے ساتھ ہر قسم کی خط وکتابت اور باہمی کانفرنسوں کا اعلان اسلامی تقویم کے مطابق ہو۔

۵: غیر مسلم ممالک کے ساتھ خط وکتابت اور سرکاری وفود کی آمد ورفت میں عیسوی کے ہمراہ ہجری تقویم کو بھی فروغ دیا جائے۔

۶: جون کی بجائے ہجری کیلنڈر کے چھٹے ماہ جمادی الثانی میں بلدیہ کمیٹی سے لے کر صوبائی وفاقی مالی بجٹ کی منظوری دی جائے۔

۷: شعبہ بنکاری کا سالانہ حساب کتاب دسمبر کی بجائے ماہ ذوالحجہ کی آخری تاریخ مقرر کی جائے۔

۸: سرکاری اداروں کے ماہانہ گوشوارہ جات، رجسٹر حاضری ملازمین اور تعلیمی اداروں میں رجسٹر حاضری طلباء کا اندراج قمری مہینہ کے مطابق کیا جائے۔

۹: عدالتوں میں زیر سماعت مقدموں کی آئندہ تاریخوں کا اعلان قمری تاریخوں کے مطابق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے۔

۱۰: مجرموں کی سزا ہجری سالوں کے حساب سے شمار کی جائے۔

۱۱: سال نو ہجری (یکم محرم) کو سرکاری طور پر عام تعطیل قرار دی جائے۔

۱۲: تاریخ اسلام اور تاریخ پاک و ہند میں مذکورہ عیسوی تاریخوں کو قمری تقدیم میں تبدیل کرنے کے لیے تحقیقی کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ زیر تعلیم طلباء اپنی درسی کتابوں میں قومی رہنماؤں کی تاریخ پیدائش وفات، جنگوں اور واقعات کے انعقاد کو ہجری تقدیم کے مطابق ذہن نشین کر سکیں۔

۱۳: ہمارے شہیدوں کے لہو کو رب ذوالجلال نے ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۴ ہجری کو شرف قبولیت بخشا۔ اس مبارک رات کو قیامت تک بنی نوع انسان کی راہنمائی کے لیے قرآن مجید نازل ہوا۔ اس تاریخ کو دوسری فضیلت مبارک ماہ اور لیلۃ القدر کی بنا پر ہے۔ جغرافیائی ونظریاتی آزادی کے خوشی کے اظہار کے لیے ۱۴/ اگست کی بجائے ۲۷ رمضان کو یوم استقلال منایا جائے۔

۱۴: اسلامی تہواروں کی طرح پاکستان کے تمام قومی تہوار عیسوی کی بجائے ہجری تاریخوں کے مطابق منائے جائیں، نجی وسرکاری سطح پر تقریبات کا اہتمام کیا جائے۔(1)

---

(1) روزنامہ مشرق: ۱۹۸۳/۸/۲، الاعتصام: ۲۲/۲۹ جولائی ۱۹۸۳ء

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قادیانی فتنہ کی بیخ کنی ملکی سالمیت کا ناگزیر تقاضا

پاکستان نے بیت المقدس کی آزادی اور مقبوضہ عرب علاقے خالی کرنے کے لیے اقوامِ متحدہ اور غیر جانبدار ممالک کے اجلاس میں متعدد بار مسئلہ اٹھایا۔ صہیونی جارحیت کے خاتمہ کے لیے اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ اور سربراہوں کی کانفرنسیں منعقد کرا کر اتحاد عالم اسلامی کے لیے راہ ہموار کی جو اسرائیل کو ایک آنکھ نہ بھائی۔

اسرائیلی وزیر اعظم نے واضح الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ لبنان کے مسئلہ سے نمٹ کر عربوں کے ''چوکیدار'' پاکستان سے نمٹ لے گا جب پاکستان نے پر امن مقاصد کے لیے ایٹمی پلانٹ تیار کرنے کا پروگرام بنایا تھا تو اسرائیلی ذرائع ابلاغ نے اسے عربوں کا ''اسلامی بم'' کہہ کر شور وغوغا بلند کیا۔ عراق کے ایٹمی ری ایکٹر پر شب خون مارنے کے بعد اسرائیلی وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ اب ہمارا نشانہ پاکستان کی ایٹمی تنصیبات ہوں گی اور پاکستان کو اسرائیل کا دشمن نمبر ایک کہا گیا۔

اسرائیلی حکومت کے دھمکی آمیز بیان ہمیں سوچنے پر مجبور کرتے ہیں کہ پاکستان میں داخلی طور پر کون سا گروہ ہے جو اسرائیل کا آلہ کار بنا ہوا ہے، جس کے بل بوتے پر وہ اپنے مذموم عزائم کا برملا اظہار کرتا ہے۔ پاکستان نیشنل کرسچین لیگ کے صدر نے واضح طور پر نشان دہی کر دی:

> ''مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار دنیا بھر میں اسرائیل کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں، جن کا ہیڈ کوارٹر تل ابیب ہے۔'' [روزنامہ جنگ، ۲۹/اگست ۱۹۸۲ء]

یہی وجہ ہے کہ مرزائی دنیا کے کسی بھی خطہ میں اپنی خباثتوں کی سزا بھگتتے ہیں تو یہودی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ان کی مالی وقانونی معاونت کرتے ہیں۔ جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ میں مسلمانوں کے خلاف مرزائیوں کے مقدمہ میں یہودی زیادہ سرگرم رہے۔

صہیونی فوج گولیوں کی بوچھاڑ سے معصوم مسلم بچوں کے سینوں کو چھلنی کررہی ہے اور مقبوضہ علاقوں پر بم برسا کر عرب مسلمانوں کو انخلا پر مجبور کررہے ہیں۔ وہاں یہودی بستیاں آباد ہورہی ہیں۔ باؤنڈری لائن پر دیوار تعمیر کررہے ہیں تاکہ کوئی بے گھر مسلمان اسرائیل نہ آسکے۔ یہودیوں کو مسلمانوں سے حد درجہ بغض وعداوت ہے جب کہ دوسری طرف قادیانیوں کو مراعات دینے کی انتہا ہے۔

آج بھی اسرائیل میں حیفہ (ماؤنٹ کرمل) ایک قصبہ ہے جہاں قادیانیوں کا احمدیہ مشن قائم ہے۔ اس مشن کے تحت مرزا مسجد خانہ، لائبریری بک ڈپو اور سکول موجود ہے۔ یہودی پاکستان کے قادیانی مبلغین کو اپنے ملک میں مذہب کی اشاعت کے لیے دعوت دیتے ہیں۔ اسرائیل حکومت کے سربراہ ان سے خفیہ ملاقاتیں کرتے ہیں۔ پاکستان نے اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا لیکن حکومت اسرائیل نے پاکستانی قادیانیوں کو فوج میں بھرتی ہونے کی باقاعدہ اجازت دے رکھی ہے۔ ۱۹۷۲ء تک اسرائیل فوج میں چھ سو پاکستانی قادیانی شامل تھے کیا وجہ ہے کہ یہودی مسلمانوں کا وجود برداشت نہیں کرتے لیکن قادیانیوں کو اپنے سینوں سے لگا رکھا ہے۔

قرونِ اولیٰ میں یہودیوں کو میدان جنگ میں مجاہدین اسلام سے مقابلہ کرنے کی ہمت نہ رہی تو انہوں نے اسلام کی اساسی تعلیم میں من گھڑت عقائد کو جنم دے کر ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی سازش کی۔ تاریخ شاہد ہے یہودیوں نے خلافت اسلامیہ کے خلاف داخلی وخارجی سطح پر اٹھنے والی ہر منفی تحریک کا ساتھ دیا تاکہ امت مسلمہ کی سیاسی قوت پر کاری ضرب لگا کر صہیونی حکومت کے لیے راہ ہموار کی جاسکے۔ لیکن یہودیوں کو مطلوبہ مقاصد میں واضح کامیابی نہ ہوئی۔ صہیونی تھنک ٹینک کو قوی یقین ہوگیا کہ ملت اسلامیہ کی وحدت عقیدۂ ختم نبوت سے استوار ہے اور جہادی جذبہ کی بنا پر مسلمانوں میں عظمت وشوکت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندہ و پائندہ ہے۔ یہودی مسلمانوں سے دونوں بنیادی عقیدوں کو مسخ کرنے کے لیے مارے مارے پھرتے رہے۔ آخر ڈوزائیلی (وزیر ہند) اپنے مشن میں کامیاب ہوگیا جس نے مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیا۔ مرزا نے جونہی نبوت کا دعویٰ کیا تو ''جہاد حرام ہو چکا ہے'' کا اعلان کردیا۔ علامہ اقبال نے قادیانیوں کے مذموم عقائد اور ناپاک عزائم دیکھ کر فرمایا:

''یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف مائل ہے۔'' [حرف اقبال از لطیف احمد شیروانی، ص:۱۱۵]

مسلم لیگ نے دو قومی نظریہ کی بنیاد پر تحریک پاکستان کا آغاز کیا تو قادیانیوں نے مخالفت کی۔ محمد علی جناح کی ان تھک جدوجہد سے کانگرس اور انگریز تقسیم ہند کے فارمولا پر رضا مند ہوگئے۔ آبادی کے تناسب سے پنجاب کے ضلع گورداس پور کا پاکستان میں شامل ہونے کا امکان واضح ہوگیا تو بھارت کو کشمیر تک رسائی کا زمینی راستہ منقطع نظر آیا اور کشمیر کا فطری الحاق پاکستان سے ناگزیر ہوگیا۔ تو قادیانی جماعت نے اپنی طرف سے باؤنڈری کمیشن کو الگ میمورنڈم پیش کیا جس میں مرزائی جماعت کے بانی کے مولد و مرکز قادیان کو ویٹی گن Vati gen city قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ اس محضر نامہ میں قادیانی جماعت کے جداگانہ مذہب اور آبادی کی تفصیلات درج تھیں۔ تقسیم ہند کے وقت مسلمان 51% اور ہندو 49% تھے۔ جب قادیانی مسلمانوں سے علیحدہ ہوئے تو مسلمان 51% کی بجائے 49% رہ گئے۔ بدقسمتی سے مسلم لیگ کی طرف سے سر ظفر اللہ قادیانی نے باؤنڈری کمیشن میں وکالت کے فرائض سرانجام دیئے۔ جس نے منافقانہ کردار ادا کیا۔

اگرچہ کمیشن نے قادیانیوں کا ویٹی گن کا مطالبہ تو تسلیم نہیں کیا البتہ ان کے محضر نامہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مرزائیوں کو مسلمانوں سے خارج کرکے گورداس پور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دے دیا۔ اس طرح نہ صرف گورداس پور کا ضلع پاکستان سے کٹ گیا بلکہ بھارت کو ہڑپ کرلینے کا موقع مل گیا۔ مسئلہ کشمیر کے تنازعہ پر بھارت اور پاکستان میں دو دفعہ جنگیں ہو چکی ہیں۔ کشمیری مسلمان آزادی کی جنگ میں ایک لاکھ سے زائد شہید ہو چکے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب قادیانیوں کو اکھنڈ بھارت کا خواب پورا نظر نہ آیا تو انہوں نے قادیان کو ویٹی گن شہر بنانے کا مطالبہ کیا۔ غالب گمان ہے کہ انگریزوں نے ان کو پاکستان میں ویٹی گن سٹی قائم کرنے کا یقین کرایا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانی انجمن نے پاکستان میں ربوہ کی زمین چند ٹکوں میں خرید کر خالص قادیانیوں کو آباد کیا۔ حکومت پاکستان میں قادیانی اثر ورسوخ بڑھانے اور اکھنڈ بھارت کی راہ ہموار کرنے کے لیے سیاسی پالیسی تشکیل دی جس پر وہ آج تک عمل پیرا ہیں۔

پاکستان نظریہ اسلام کی بنا پر معرض وجود میں آیا۔ نظریہ پاکستان کی بقا، اسلام دشمن عناصر کی سرکوبی اور احیاے اسلام میں مضمر ہے۔ اسلام دشمن قادیانیوں پر زندگی کے مختلف شعبوں پر پابندیاں عائد کی جائیں تاکہ پاکستان میں دوسرا اسرائیل بننے سے پیشتر قادیانی ریاست کا ناسور کالعدم ہو جائے۔

مرزائی سینکڑوں کی تعداد میں اسرائیل کی فوج میں باقاعدہ بھرتی ہیں۔ تخریب کاری اور غنڈہ گردی کی جدید تربیت حاصل کرتے ہیں پھر ربوہ کی داخلی حکومت میں اپنے اندر باغیوں کے استیصال اور دشمنوں کی سرکوبی کے لیے دوسروں کو فوجی طرز کی مشقیں کراتے ہیں۔ پاکستان میں حکومت کے خلاف اٹھنے والی ہر تحریک میں گھس کر دہشت گردی کا موجب بنتے ہیں۔ غنڈہ گردی اور قتل وغارت سے ملک میں بدامنی کی فضا پیدا کرتے ہیں۔ قادیانیت کے مذموم عقائد کو بے نقاب کرنے والے علماء وراہ نماؤں کو اغوا کرنے کے منصوبے بناتے ہیں۔ ربوہ میں پاکستان کے بہت سے داخلی قوانین معطل ہیں۔ ربوہ کے گدی نشین کا حکم مرزائیوں میں مقدم حیثیت رکھتا ہے۔

مرزا ناصر کی وفات کے بعد جانشین کا مسئلہ پیدا ہوا تو نوائے وقت کے نمائندہ سے ربوہ میں انسانیت سوز سلوک کیا گیا۔ اس نے اپنی رپورٹ کا عنوان دیا: ”کیا ربوہ کے قصر خلافت میں کوئی ایٹمی پلانٹ تعمیر ہو رہا ہے“ پاکستان میں دوسرا اسرائیل بننے سے پہلے ربوہ میں فوجی چھاؤنی قائم کی جائے تاکہ داخلی وخارجی کارروائیوں پر سختی سے کنٹرول کیا جا سکے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

راقم کا مقالہ قادیانی فتنہ کی بیخ کنی ہفت روزہ ''الاعتصام'' میں ۱۹۸۴ء۔۰۱۔۰۶ کو شائع ہوا جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا۔

''پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ اس کے باوجود قادیانی اسلامی اصطلاحات وشعائر کا لبادہ اوڑھ کر ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اسلامی تعلیمات سے نابلد لوگ ان کے مکر وفریب کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ قانونی طور پر ان پر پابندی عائد کی جائے کہ وہ اسلامی اصطلاحات وشعائر کو استعمال کرنا بند کریں۔

❀...... مرزا غلام احمد قادیانی کے نام کے ساتھ علیہ السلام، مرزا کی بیوی کو امّ المومنین اور مرزا کے زمانے کے پیروکاروں کو رضی اللہ پکارنا یا لکھنا مذہب اسلام کی توہین ہے۔

❀...... خلیفہ کا اطلاق مسلمانوں کے دینی ودنیوی راہ نما پر ہوتا ہے۔ پھر قادیانیوں کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ مرزا کے گدی نشینوں کو خلیفہ کے لقب سے پکاریں۔

❀...... دنیا میں مختلف مذاہب کی عبادت گاہوں کے نام اور ہیئت وشکل ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ جن میں سے کسی کا نام لینے یا شکل دیکھنے سے فوراً سمجھ آ جاتی ہے کہ یہ کس مذہب کی عبادت گاہ ہے۔ مسجد کا نام لینے یا عمارت دیکھنے سے پختہ خیال قائم ہو جاتا ہے کہ یہ مذہب اسلام کی عبادت گاہ ہے۔ قادیانیوں کو اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کی طرز پر تعمیر کرنا اور اسے مسجد کے نام سے پکارنا دجل وفریب ہے۔ قادیانیوں کو عبادت گاہ کی ہیئت تبدیل کرنے پر مجبور کیا جائے۔ مزید برآں عبادت گاہوں کو مسجد کی بجائے کسی اور نام سے پکاریں چاہے مرزا خانہ رکھیں یا کوئی اور۔

مجلس میں تحفظ ختم نبوت کی منظم وفعال تحریک کے نتیجہ میں صدر پاکستان نے ۲۷؍ اپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ کیا کہ اگر کسی قادیانی نے اسلامی اصطلاحات کو استعمال کیا تو وہ تین سال کی سزا اور جرمانے کا مستوجب ہوگا۔

اس کے بعد پاکستان میں قادیانی کافی حد تک محتاط ہو گئے۔ لیکن جن علاقوں میں بااثر قادیانی ہیں وہ بول چال میں مرزا قادیانی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اسلامی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصطلاحات استعمال کرتے ہیں اور عبادت گاہوں کو مسجد کی طرز پر تعمیر کرنے سے باز نہیں آ رہے۔ مثلاً کنری سندھ میں سردار کالونی اور بنی سر میں قادیانیوں نے مسجد کی طرز پر اپنی عبادت گاہ کی تعمیر شروع کی۔ الحمدللہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے احباب کے بروقت اقدام پر اس کام میں رکاوٹ پیدا ہوگئی۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں کو آئین کا پابند بنائے تاکہ ملک کے امن وامان میں خلل پیدا نہ ہو۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ حکیم کی سورۃ بقرہ آیت ۲۶۵ ﴿کمثل جنۃ بربوۃ﴾ میں اہل ایمان کے صدقات وخیرات کے اجر وثواب کو تمثیلی پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔

دوسرے مقام سورۃ المومنون آیت نمبر ۵۰ میں بھی تذکرہ ہے: ''ہم نے ابن مریم اور اُس کی والدہ کو ایک نشانی بنایا اور ان دونوں کو بلند صاف قرار والی اور جاری پانی والی جگہ (ربوۃ) میں پناہ دی۔ چوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی خود کو ابن مریم ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے۔ چناں چہ قادیانیوں نے آیت مذکورہ میں رعایت لفظی کی مناسبت سے ضلع جھنگ میں دریائے چناب کے کنارے زمین خرید کر اس کا نام ربوہ رکھا۔ اس کو اپنا بین الاقوامی ہیڈکوارٹر بنالیا۔ قادیانی پس ماندہ ممالک کے نومسلموں میں ربوہ کی فضیلت قرآن حکیم کی آیت مذکورہ سے کرتے ہیں۔ قادیانی چوں کہ اہل ایمان کی صف سے خارج ہیں اس لیے انہیں ربوہ کی رعایت لفظی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا حق نہیں پہنچتا۔ چناں چہ ربوہ نام فوری طور پر تبدیل کیا جائے۔ (1)

حکومت پاکستان نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا لیکن انہوں نے اس فیصلہ کو دل سے تسلیم نہیں کیا۔ کیوں کہ وہ یورپ، افریقہ وامریکہ میں جا کر خود کو ہی اسلام کا حقیقی نمائندہ ثابت کرتے ہیں۔ اس طرح ربوہ کا نام سرکاری طور پر تبدیل ہوگیا لیکن مرزائی اس پر عمل کرنے سے گریز کر رہے ہیں۔

(۵ نومبر ۲۰۰۲ء کا روزنامہ ''الفضل'' میرے سامنے ہے۔ کہاں سے شائع ہوا چناب نگر یا ربوہ کہیں درج نہیں۔ البتہ آخری صفحہ ۸ پر پرائیویٹ قسم کے اشتہار میں واضح طور پر گول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بازار ربوہ ہی لکھا ہوا ہے۔ البتہ فیسکو واپڈا کی کھلی کچہری میں چناب نگر (ربوہ) درج ہے۔ قانونی طور پر قادیانیوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ چناب نگر لکھا کریں۔)

صدر انجمن احمدیہ نے ربوہ کی ۱۰۳۴ ایکڑ اراضی دس روپے فی ایکڑ کے حساب سے سو سال کے لیے ٹھیکہ پر لی۔ جس نے سوا چھ پیسے فی مرلہ لے کر مہنگے داموں اس کا قبضہ اپنے پیروکاروں کو منتقل کیا۔ جنھوں نے زر کثیر خرچ کر کے مکانات تعمیر کیے لیکن قانونی طور پر اس اراضی کا مالک بدستور صدر انجمن احمدیہ ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی ذمہ داری ہے کہ وہ قانونی چارہ جوئی کر کے سکنی اراضی کے تمام مکینوں کو انفرادی طور پر مالکانہ حقوق دلائے تاکہ وہ اپنی جائیداد مرضی سے خرید وفروخت کر سکیں اور وہ بے دخلی کے خوف سے نکل کر اسلام کا مطالعہ کر سکیں۔

مزید برآں آئینی ماہرین سے صلاح مشورہ کر کے چناب نگر (ربوہ) کی زرعی اراضی پر انجمن احمدیہ کا ٹھیکہ منسوخ کرنے کے لیے قانونی چارہ جوئی کی جائے۔

امت مسلمہ کو مرزائیوں کی خالص آبادی سے ہٹ کر دریائے چناب کے کنارے پر مسلم کالونی تعمیر کرنے کی اجازت ملی ہے۔ چوں کہ درمیان میں پہاڑی حائل ہے۔ اس لیے ربوہ کو کھلا شہر کی حیثیت حاصل نہیں ہو سکی۔ چناں چہ ربوہ کی پرانی آبادی میں مسلمانوں کو مساجد اور مکانات تعمیر کرنے کا قانونی جواز ملنا چاہیے چوں کہ ربوہ کے شمال مغرب میں زرعی میدانی علاقہ ہے۔ وہاں مسلم کالونیاں تعمیر کرنے کی اجازت حاصل کی جائے جن کے ذریعہ معاش کے لیے کارخانے فیکٹریاں قائم کی جائیں اور تحصیل لیول کے تمام تر دفاتر یہاں منتقل کیے جائیں تاکہ چناب نگر (ربوہ) حقیقی معنوں میں آزادانہ نقل وحرکت کرنے والا کھلا شہر بن سکے۔

جب کوئی شخص اسلام قبول کرنے کے بعد پھر جائے یا منافقت کی صورت میں کھلے عام یا تحریری طور پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے اور اس کا راز طشت از بام ہو جائے، اسلام میں ایسے مرتد کی سزا قتل ہے۔ امت محمدیہ کے علماء نے متفقہ طور پر مرزائیوں کو اسلام سے خارج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر دیا ہے۔ پاکستان کی قومی اسمبلی نے بھی اس کی توثیق کر دی ہے۔ تعجب ہے کہ قادیانی مختلف حیلوں سے اپنے آپ کو احمدی مسلمان کہتے ہیں تاکہ نو مسلموں میں اسلام کا ایک مکتبہ فکر ظاہر کر کے تبلیغی مشن جاری رکھ سکیں۔

پاکستان میں فوری طور پر قانون ارتداد نافذ کیا جائے تاکہ کوئی قادیانی راہ نما اپنے اجتماع میں بیان نہ دے سکے کہ ''اسلام خطرہ میں ہے احمدی تحریک ہی اس کا دفاع کر سکتی ہے۔'' اور کوئی قادیانی پیروکار زبانی یا تحریری طور پر سرکاری فارموں کے مذہب کے کالم میں احمدی مسلم لکھنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اگر کوئی ایسی حرکت کرے تو اُس کو سزائے موت دی جائے۔

شناختی کارڈ حکومت پاکستان کی طرف سے قومی شناخت کی ضمانت ہے۔ روزمرہ زندگی کے مسائل حل کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ شناختی کارڈ دیکھنے سے نام، ولدیت، عمر اور رہائش سے آگاہی ہو جاتی ہے۔ لیکن کسی کے مذہب کا پتا نہیں چلتا وہ مسلم ہے یا غیر مسلم۔ اگر غیر مسلم ہے تو کس مذہب کا پیروکار ہے۔ نام، ولدیت سے کسی کے مذہب کی نشان دہی مشکل ہے کیوں کہ پاکستان میں کئی ایسے غیر مسلم مثلاً قادیانی، بہائی اور خارجی وغیرہ بھی ہیں جن کے نام مسلمانوں سے ملتے جلتے ہیں۔ ان غیر مسلموں میں سے قادیانی وہ ہیں جو خود کو غیر مسلم تسلیم نہیں کرتے بلکہ اپنے آپ کو اسلام کا ٹھیکیدار کہتے ہیں۔ قادیانیوں کے لیڈر مرزا طاہر احمد نے سالانہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

> ''اسلام کے تیزی سے پھیلنے کے دن قریب آ رہے ہیں۔ دوسرے مذاہب میں مردہ قوموں کو زندہ کرنے کی صلاحیت نہیں اب وقت آ گیا ہے کہ اسلام کی تبلیغ کا منصوبہ بنایا جائے اور ایسی نئی قوموں کو اسلام سے روشناس کرایا جائے۔''

[روزنامہ جنگ لاہور، ۲۲ر اکتوبر ۱۹۸۳ء]

قادیانی لیڈر نے اپنے بیان میں نہایت دلیری سے اپنی جماعت کو اسلام کی نمائندہ جماعت کہا۔ اس کے پیروکاروں سے توقع کرنا کہ وہ نجی و سرکاری سطح پر زبانی پوچھنے سے خود کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیر مسلم کہیں یا تحریری طور پر لکھیں پر لے درجے کی حماقت ہے۔

شناختی کارڈ پر مذہب کا اندراج نہ ہونے سے مسلمانوں کو نجی سطح پر خصوصاً شہری ماحول میں شادی وغمی اور خورد ونوش جیسے مسائل میں دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح سرکاری اداروں اور محکموں میں مختلف فارموں میں خانہ پری کرتے وقت مذہب کے بارے میں پوچھنا پڑتا ہے۔ جب کہ قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کر کے نجی وسرکاری سطح پر مسلم مفادات ومراعات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جو اسلامی قانون اور آئین پاکستان کی خلاف ورزی ہے۔ باعث تعجب ہے کہ فارم کے دوسرے کوائف شناختی کارڈ پر درج ہو جاتے ہیں مگر مذہب کو غیر ضروری سمجھ کر اندراج نہیں کیا جاتا۔

اس طرح پاسپورٹ پر مذہب کا اندراج نہ ہونے سے غیر مسلم خصوصاً قادیانی مسلم ممالک میں جہاں ان کا داخلہ ممنوع ہوتا ہے روزگار کی تلاش کی آڑ میں گھس جاتے ہیں مگر وہاں جا کر قادیانی عقائد کا پرچار کرتے ہیں۔ اسلام دشمن تنظیموں سے گٹھ جوڑ قائم کر لیتے ہیں۔ تخریبی کارروائیوں میں ملوث ہو کر مسلم برادر ملک کی سالمیت کو ٹھیس پہنچاتے ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ فوری طور پر شناختی کارڈ اور پاسپورٹ پر مذہب کے اندراج کا حکم جاری کرے۔

قادیانی اپنے مرزا کی پیشین گوئیوں کو حقیقت کا روپ دینے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے اور لگا رہے ہیں۔ مثلاً محمدی بیگم کا نکاح پیشین گوئی کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی سے نہ ہو سکا۔ البتہ قادیانی تگ ودو کرتے رہے کہ محمدی بیگم اور اُس کے پانچوں بیٹے مرزائیت قبول کر لیں۔ محمدی بیگم خود اور اُس کے چار بیٹے مذہب اہل سنت پر ثابت قدم رہے۔ البتہ پانچواں بیٹا مرزا اسحاق عورت کے لالچ میں آ کر مرزائی ہو گیا۔ مرزا اسحاق نے از حد کوشش کی کہ محمدی بیگم زندگی کے آخری ایام اُن کے ہاں گزارے تا کہ اُس کی موت کے بعد اُس کی میت کو مرزا غلام احمد کے پہلو میں دفن کیا جا سکے تا کہ محمدی بیگم سے نکاح کی پیشین گوئی پر اعتراض کرنے والوں کا منہ بند ہو جائے۔ اس میں شک نہیں محمدی بیگم بورے والا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے نزدیک چک شہزادیاں والا میں مرزا اسحاق کے ہاں کچھ عرصہ مقیم رہیں۔ اللہ نے مرزا کذاب کے کذب کو ظاہر کرنا تھا جس وقت محمدی بیگم کی موت کا وقت آیا اُس وقت وہ اپنے مسلمان بیٹوں محمد آصف بیگ، محمد اشرف بیگ، اکبر بیگ اور اختر سلطان کے ہاں چوبرجی لاہور میں مقیم تھی۔ اُس کا جنازہ مولانا شہاب الدین اہل سنت عالم نے پڑھایا اور وہ میانی لاہور کے قبرستان میں دفن ہوئیں۔ طویل روئیداد کو اختصار سے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قادیانی قبرستان چناب نگر (ربوہ) میں نصرت جہاں بیگم (مرزا قادیانی کی بیوی) اور مرزا محمود کی بیوی کی قبریں ہیں وہاں بورڈ آویزاں ہے:

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی: ''جماعت کو نصیحت ہے کہ جب بھی اُن کو توفیق ملے حضرت ام المومنین (مرزا قادیانی کی بیوی) اور دوسرے اہل بیت کی نعشوں کو مقبرہ بہشتی قادیان میں لے جا کر دفن کریں چوں کہ مقبرہ بہشتی کا قیام اللہ تعالیٰ کے الہام سے ہوا ہے۔ اس میں حضرت ام المومنین اور خاندان حضرت مسیح موعود کے دفن کرنے کی پیشین گوئی ہے اس لیے یہ بات فرض کے طور پر ہے جماعت کو اسے کبھی نہ بھولنا چاہیے۔''

تقسیم ہند کے دوران سر ظفر اللہ قادیانی کی عیاری سے بھارت کو کشمیر ہڑپ کرنے کا موقع ملا۔ ایم ایم احمد اور دوسرے قادیانی افسروں کی پاکستان کی یک جہتی کو پارہ پارہ کرنے کی سازشوں میں گھناؤنا کردار اہل علم سے مخفی نہیں۔ قادیانیوں کا پلان ہے کہ قادیان (بھارت) سے ملحقہ پاکستانی علاقہ سیالکوٹ اور شکر گڑھ کو قادیانی ریاست بنایا جائے۔ اس منصوبہ پر ہوم ورک جاری ہے۔ موجودہ دور کے بھی قادیانی افسر اکھنڈ بھارت کا راگ الاپنے والوں کے ایجنٹ ہیں۔ پاکستان کو دشمن نمبر ایک کہنے والے صیہونیوں کے غلام ہیں ان سے حب الوطنی کی توقع رکھنا پاکستان کی سلامتی و یک جہتی کے منافی قدم ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اُن کو فوراً برطرف کیا جائے۔

انگریزوں نے اپنے دور اقتدار میں قادیانیوں کو اہم عہدوں پر تعینات کیا تھا۔ بدقسمتی سے قیام پاکستان کے بعد وہ سول و فوج کے شعبوں میں اہم اور کلیدی آسامیوں پر چھا گئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنہوں نے مزید قادیانیوں کو اپنے محکموں میں بھرتی کیا جو قادیانی افکار ونظریات کے پرچار میں محرک رہے ماتحت عملہ کی انکار کی صورت میں باز پرس ہوتی رہی۔ ختم نبوت کے پروانے جو اُن کے ٹیڑھے راستہ میں آہنی دیوار بن جاتے اُن کو بلاوجہ معطل کیا جاتا رہا۔ قادیانی اہل کار سرکاری امور کو دیانت داری سے سرانجام دینے کی بجائے صہیونی عزائم کو بروئے کار لانے میں سرگرم عمل رہے۔ پاکستان میں دہشت گردی کی گھناؤنی وارداتوں میں ملوث اکھنڈ بھارت کا راگ الاپنے والے ہی ہیں اور اسلام نافذ نہ ہونے کی اہم وجہ صہیونی ایجنٹوں کی کارستانیاں ہیں۔

(سابق وزیراعظم) میاں نواز شریف کے داماد کیپٹن (ر) محمد صفدر نے مسلم لیگ (ن) مشائخ ونگ کے مرکزی صدر پیر امین الحسنات سے ملاقات کے بعد پریس کلب بھیرہ کے ارکان سے گفتگو کے دوران واشگاف الفاظ میں کہا:

"بھلوال کا قادیانی جامعہ حفصہ اسلام آباد کا قاتل اسلامی قانون میں رکاوٹ ہے اور امریکی ڈالروں کے لیے بے گناہ عوام کا خون بہا رہا ہے۔"

[روزنامہ "الاسلام" لاہور ۲۰۰۸ء۔۰۶۔۴]

امریکی صدر بش کا بھلوال کے قادیانی طارق عزیز سے مسلسل فون پر رابطہ رہتا ہے جو پاکستان میں صدر پرویز مشرف کا مشیر خاص ہے۔

حکومت پاکستان کی داخلہ وخارجہ پالیسیوں کا کامیابی سے ہم کنار ہونا قادیانیوں کا مرہونِ منت بن کر رہ گیا ہے۔ چوں کہ مرزائیوں کی وفا داریاں پاکستان کی بجائے قادیانی مذہب کے گدی نشینوں سے وابستہ ہیں۔ جب کہ قادیانی جانشینوں کے حکومت اسرائیل سے براہِ راست رابطہ ہے۔ اس لیے قادیانیوں کو کلیدی آسامیوں سے فوراً برطرف کردیا جائے کیوں کہ پاکستان اسلامی نظریاتی ریاست ہے سیکولر سٹیٹ نہیں ہے۔

خود مختار ریاست کی بقا نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کی حفاظت میں مضمر ہے۔ نظریاتی تبلیغ کا دارومدار تعلیم وذرائع ابلاغ پر منحصر ہے۔ ہندو اساتذہ نے بنگالی بھائیوں کی نئی پود میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظریہ پاکستان کے منافی نظریات کی آبیاری کی۔ کمیونسٹ روس نے افغانستان پر حملہ کرنے سے پیشتر فضا کو ہموار کیا۔ تعلیم نئی پود پر دیرپا اثر مرتب کرتی ہے تو ذرائع ابلاغ نئی موجودہ سب نسلوں پر اپنا رنگ چڑھاتا ہے۔ پاکستان اسلامی نظریاتی ریاست ہے۔ وطن عزیز کی سلامتی ہمیں جان ومال سے عزیز تر ہے۔ نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے تعلیم واطلاعات ونشریات کو اسلام اور ملک دشمن عناصر سے پاک رکھنا چاہیے۔ قادیانی اسلام اور وطن عزیز کے دشمن ہیں۔ ذرائع ابلاغ میں قادیانی ملازم اسلام سے بیزاری اور جنسی بے راہ روی کو جنم دے گا۔ قادیانی اساتذہ ہمارے چمن کی نوخیز کلیوں کو نظریہ پاکستان کی حقیقت سے ہرگز آشنا نہ کرے گا۔ امت مسلمہ کا قادیانیوں سے خیر کی توقع رکھنا دنیا کی سب سے بڑی حماقت ہے۔

جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کی ضمانت دفاع اور امور خارجہ میں مجاہد ومحب وطن زیرک مخلص عملے پر منحصر ہے۔ دفاع میں عملے کے کسی ایک کارکن کی جاسوسی یا کوتاہی سے تاریخ کا نقشہ تبدیل ہوسکتا ہے۔ اس قسم کے منافقوں نے ٹیپو سلطان اور سید احمد شہید کو دھوکا دیا۔

وزارت خارجہ میں اگر محب وطن افراد تعینات نہ ہوں تو ملک دشمن عناصر سیر وسیاحت یا تجارت وغیرہ کی آڑ میں اندرون ملک گھس آتے ہیں۔ ادنی ملازم کی جاسوسی سے خفیہ راز اور قیمتی دستاویزات دشمنوں تک پہنچ جاتی ہیں۔

چنانچہ نظریہ پاکستان کی بقا کے لیے تعلیم اور اطلاعات ونشریات اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے لیے دفاع اور خارجہ میں ادنی آسامی سے لے کر کلیدی عہدوں تک تمام قادیانیوں کو ملازمت سے سبک دوش کردیا جائے اور اُن کو دوسرے محکموں میں متبادل حیثیت پر تعینات کیا جائے۔

قادیانی ملک کی مقبول عام سیاسی جماعتوں میں شامل ہوکر سرکاری پالیسی سے اختلاف رکھنے والوں کو تخریب کاری اور دہشت گردی کے حربے استعمال کرنے پر اُکساتے ہیں تاکہ حکومت اور سیاسی جماعتوں کے مابین مفاہمت کی فضا سازگار نہ ہو اور کسی متفقہ فارمولا تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسائی نہ ہو۔ علاوہ ازیں یہ لوگ سیاسی جماعتوں کے باہمی اتحاد میں بھی رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔

چناں چہ پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کو رجسٹرڈ کرتے وقت اس بات کی ضمانت لی جائے کہ قادیانیوں کو اپنی جماعت میں بطور رکن یا نمائندہ شامل نہ کریں گے۔

دنیا کی وسیع ریاستوں کو چھوٹی اکائیوں میں تقسیم کرنا یہودی پروٹوکول کا حصہ ہے جس پر تدریجی انداز سے پیش قدمی جاری ہے۔ پاکستان کا مشرقی بازو کٹ کر بنگلہ دیش بن گیا۔ افغانستان، عراق اور سعودی عرب کو تین تین حصوں میں تقسیم کرنے کے خفیہ منصوبہ پر مغربی تھنک ٹینک کے مذاکرات جاری ہیں۔ پاکستان کو نسلی ولسانی بنیاد پر تقسیم کرنے کے لیے علاقائی جماعتیں متحرک ہیں۔ ایم کیو ایم کی طرف سے کراچی سٹی کی خود مختاری کا مطالبہ اہل علم سے مخفی نہیں۔ انڈونیشیا کی عیسائی آبادی نے مغربی ممالک کے تعاون سے مشرقی تیمور میں اپنی ریاست قائم کرلی ہے۔ اسی طرح مغربی ممالک پاکستان میں عیسائی ریاست قائم کرنے کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ پاکستان کے دوسرے علاقوں کی نسبت گوجرانوالہ ڈویژن میں عیسائیوں کی اکثریت ہے۔ جہاں ۴۶۵ چرچ، ۸ بستیاں، ۶ کرسچین سکول، ۱۴ ہاسپٹل ہیں۔ محترم این ایچ جیلانی اپنے مضمون میں تحریر کرتے ہیں:

"روزنامہ آغاز کراچی کی یہ خبر انتہائی دھماکہ خیز ہے کہ پاکستان میں عیسائی صوبہ بنانے کے لیے مغربی ممالک نے حکومت وقت پر دباؤ ڈالا ہے۔ مذکورہ اخبار نے اپنی ۲۸ جولائی ۲۰۰۸ء کو اشاعت میں انکشاف کیا ہے کہ پاکستان اور بھارت کی عیسائی برادری گوجرانوالہ کو پانچواں صوبہ بنانے کے لیے سرگرم ہے۔" [سنڈے ایڈیشن اساس راولپنڈی ۲۰۰۰ء۔۰۹۔۰۳]

پاکستان میں دوسرے اضلاع کی نسبت سیالکوٹ میں قادیانیوں کی اکثریت آباد ہے۔ اُن کے بارے بھی ایک خبر نظر سے گزری تھی کہ وہ سیالکوٹ شکر گڑھ کو ملا کر قادیانی ریاست بنانا چاہتے ہیں۔ چوں کہ پاکستان میں ضلعی حکومت کا نظام مستحکم تر ہورہا ہے۔ مستقبل بعید میں خطرہ لاحق ہے کہ اس نظام کے تحت قادیانی سیالکوٹ میں اور عیسائی گوجرانوالہ میں اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضلعی حکومت قائم کرنے میں کامیاب نہ ہو جائیں۔

امریکا میں مقیم یہودی ایک پارٹی کو سرمایہ دوسری کو ووٹ دینے کا اعلان کرتے ہیں۔ اس لیے دونوں پارٹیاں انتخابی مہم میں ایک دوسرے سے بڑھ کر یہودی مفادات کے تحفظ کا اعلان کرتی ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان میں عموماً اور گوجرانوالہ وسیالکوٹ میں خصوصاً بلدیاتی وصوبائی وقومی اسمبلی کے ایسے امیدواروں کو ووٹ دیئے جائیں جو اسلام پسند اور پاکستان کی یک جہتی و سالمیت کے محافظ ہوں۔ نیز اس امر کی عمیق انداز میں تحقیق کرلیں کہ وہ عیسائی اور قادیانی نواز ہرگز نہ ہوں۔

سکنی وزرعی اراضی اور فیکٹریاں بیچتے وقت محتاط رہیں کہ خریدار غیر مسلم تو نہیں۔

سیالکوٹ اور گوجرانوالہ میں جہاں جہاں قادیانیوں اور عیسائیوں کی اکثریت آباد ہے۔ وہاں ختم نبوت کے یونٹ قائم کیے جائیں جو مرزا کے کفریات سے مقامی آبادی کو آگاہ کرتے رہیں وہاں اُن کی مذہبی وسیاسی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھیں۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی کی ترقی نے دنیا کو سمیٹ کر گلوبل ولیج میں بند کر دیا ہے۔ مغربی میڈیا اس کے ذریعے اسلام کو مسخ اور مسلمانوں میں جہادی جذبہ اور مذہبی حمیت کو مدہم کرنے میں گھناؤنا کردار ادا کر رہا ہے۔ قادیانیت سیٹلائٹ چینل اپنے مرزا کی پیشین گوئیوں کو درست ثابت کرنے کے لیے من گھڑت ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ روزنامہ اخبار میں ایک خبر نظر سے گزری کہ سعودی حکومت مکہ ومدینہ کے درمیان ریلوے لائن بچھانے کے منصوبہ پر غور کر رہی ہے۔ چند دن نہیں گزرے کہ قادیانی چینل پر ایک مقرر قرآنی آیت کا غلط مفہوم کر کے حاضرین کو تاثر دے رہا تھا کہ حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے وقت آمد ورفت کے لیے اونٹ کثرت سے ہوں گے اور جب مسیح آئیں گے تو اُس وقت اونٹوں کی قلت ہوگی سواری کے لیے تیز رفتار گاڑیاں ہوں گی۔ چینل پر پہلے اونٹ اور بعد میں گاڑیاں دکھائی گئیں تاکہ ناظرین دھوکا میں آ کر مرزائیت کے جال میں پھنس جائیں۔

چناں چہ باطل نظریات خصوصاً قادیانی ڈھکوسلوں کی تردید کے لیے خاتم النبیین یا ختم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نبوت ٹی وی سیٹلائٹ چینل کا اجراء از حد ضروری ہے۔

قادیانی دینی جماعتوں میں فروعی اختلافات کو ہوا دیتے ہیں اور جلسوں میں گڑ بڑ پھیلا کر نفرت کی آگ بھڑکاتے ہیں تاکہ ملک میں نفاذ اسلام اور قادیانیت کی بیخ کنی کے لیے متفقہ فارمولا پر عمل پیرا نہ ہو سکیں۔

علمائے حق سے دردمندانہ التماس ہے کہ وہ فروعی اختلافات سے بالاتر ہو کر پاک سرزمین میں قرآن وسنت کی شمع روشن کرنے کے لیے متحد ہو جائیں۔ ناموسِ رسالت کے پاسبان بن کر قادیانیوں کے مذموم عزائم کو بے نقاب کریں تاکہ پاکستان میں دوسرا اسرائیل نہ بننے پائے۔ یہ مہم قادیانیوں کے خلاف اُس وقت تک جاری رکھی جائے جب تک وہ اعلانیہ طور پر خود کو غیر مسلم تسلیم نہ کرلیں یا توبہ کر کے دوبارہ اسلام میں داخل نہ ہو جائیں۔

قادیانیوں کو دعوت اسلام دینا شافع محشر کی شفاعت کا ذریعہ ہے:

تقسیم ہند سے قبل برصغیر میں ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی اور قادیانی آباد تھے۔ علماء حق جہاں اپنے سینوں کو کتاب وسنت کے نور سے منور کرتے وہاں مذاہب باطلہ کے نظریات کا مطالعہ کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اُن کے ہر قسم کے اعتراضات کا علمی تعاقب کرتے رہے۔ اور ان سے بحث مباحثہ اور مناظرہ کر کے ذلت آمیز شکست سے دوچار کرتے رہے۔

سیاست دین اسلام کا جزو ضرور ہے۔ بدقسمتی سے ''سیاست مذہب اسلام کی اساس ہے'' کا جدید فلسفہ معروف دینی جماعتوں میں سرایت کر چکا ہے۔ اس لیے موجودہ دور کے معروف مقررین سیاسی امور اور اپنے مسلک کے امتیازی مسائل پر روانی سے تقاریر کر سکتے ہیں لیکن مذاہب باطلہ خصوصاً قادیانیوں کے گمراہ کن عقائد ونظریات کی تردید میں عقیدہ خاتم النبیین ﷺ کے تقاضے اور حیات عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ پر مدلل انداز میں تقاریر کرنے کی صلاحیت سے محروم ہیں۔ ختم نبوت کے مبلغین امت مسلمہ کی طرف سے احسن انداز میں فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں۔ تاہم اُن تمام تر علمائے کرام کی ذمہ داری ہے جو خوش الحانی وشعلہ بیانی کی وجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے منعقدہ محفلوں اور جلسوں میں شرکت کرتے ہیں کہ وہ پاکستان میں آباد غیر مسلموں خصوصاً قادیانیوں کو تحقیقی انداز میں دعوت دے کر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک کے معروف دینی مدارس اپنے نئے و پرانے فارغ التحصیل علماء کو ردّ قادیانیت کا کورس کرائیں۔ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد اُن کے پرچار کا دائرہ محدود ہو گیا تو انہوں نے لندن میں اسلام کے نام سے مرکز قائم کر لیا۔ جہاں سے اُن کے مشنری پس ماندہ مسلم ممالک میں جا کر مرزائیت کا جال پھیلا رہے ہیں۔ چوں کہ دارالافتاء اور رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے مختلف ممالک میں مبعوث تعینات ہیں اُن کو اس ملک میں رائج مذاہب باطلہ کے رد میں علمی کورس کرایا جائے۔

اسرائیل کے قصبہ حیفہ میں قادیانی مرکز سے ''البشریٰ'' کے نام سے ایک ماہنامہ عربی جریدہ جاری ہے جو تیس ممالک میں بھیجا جاتا ہے۔ مزید برآں مذکورہ مشن نے مرزا قادیانی کی بہت سی تحریروں کا عربی میں ترجمہ کیا ہے۔ چوں کہ قادیانیت نے برصغیر میں جنم لیا، اس لیے پاک وہند کے علماء ہی قادیانیت کی تاریخ سے واقف تھے اہل عرب نہیں۔ اُس دور کے علماء نے نہایت علمی وتحقیقی انداز میں قادیانیت کا پوسٹ مارٹم کیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے معروف تحریروں کو یکے بعد دیگرے شائع کر کے علمی ذخیرہ کو محفوظ کر لیا۔

چناں چہ موجودہ دور میں ردّ قادیانیت میں اسلاف کی علمی کاوش کو عربی اور انگریزی زبان میں منتقل کیا جائے۔

ہفت روزہ ''ختم نبوت'' نئی نسل کو عقیدہ خاتم النبیین ﷺ کے تقاضوں سے متعارف کرانے اور قادیانی عزائم کے سدباب میں متحرک وفعال ہے۔ لیکن قادیانی عربی جریدہ ''البشریٰ'' کے زہریلے اثرات کو زائل کرنے کے لیے عربی وانگریزی میں ماہنامہ جرائد جاری کیے جائیں۔

غریب اور نادار مریضوں کا پرائیویٹ ہسپتالوں میں علاج کرانا مشکل امر بن چکا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چناں چہ قادیانی وعیسائی رفاہی ادارے موقع کی مناسبت سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کو گمراہ کررہے ہیں۔ اس کے تدارک کے لیے ضلعی سطح پر رفاہی خاتم النبین ہسپتال قائم کیے جائیں۔ جہاں مریضوں اور اُن کے لواحقین کو مرزا کی کفریات اور عقیدۂ ختم نبوت کی تعلیم دی جائے۔ (2)

قادیانی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ اپنی جماعت کے اشاعتی فنڈ میں جمع کراتے ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو اُن سے معاشی بائیکاٹ کی ترغیب دی جائے۔

قادیانیوں کے قرآن پاک چھاپنے پر دنیا بھر میں پابندی لگوائی جائے اور انہیں قرآنی آیات کے استعمال سے روکا جائے۔ البتہ قادیانیوں نے جن مقامات پر قرآن کی معنوی تحریف کی ہے اس کی تردید میں مستقل کتابچہ تحریر کیا جائے۔ جن زبانوں میں قادیانیوں کا قرآنی ترجمہ شائع ہو چکا ہے اس کے ازالہ کے لیے اُن زبانوں میں کتابچہ کو شائع کیا جائے۔

فتنہ قادیانیت کی بیخ کنی قومی سالمیت کے تحفظ کا ناگزیر تقاضا ہے تاہم اُن کو اسلام کی دعوت دینا ہمارا مذہبی فریضہ ہے۔ اس لیے قادیانیوں پر اتمام حجت کے لیے معروف زبانوں میں حیات مسیح، عقیدہ خاتم النبیین وغیرہ مدلل انداز میں دعوتی پمفلٹ طبع کرا کر ان تک پہنچایا جائے۔ اللہ کی خوشنودی کی خاطر قادیانیوں کو دعوت دینے سے مثبت نتائج برآمد ہوں گے اور روزِ محشر حضور ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ ان شاء اللہ (3)

---

(1) مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ ایم پی اے کی قانونی و آئینی جدوجہد سے حکومت نے ۱۹۹۲ء میں ربوہ کا نام تبدیل کر کے چناب نگر رکھ دیا۔ جس طرح لائل پور کا متبادل نام فیصل آباد عوام میں مقبول ہوا اس طرح چناب نگر زبان زد عام نہ ہوسکا۔ بس کنڈیکٹر اور سواریاں پرانا سٹاپ کو ربوہ کہتے ہیں۔ مسلم کالونی کے سٹاپ کو چناب نگر کہتے ہیں۔ اس کا ازالہ اور سدباب ضروری ہے۔ (مؤلف)

(2) الحمدللہ سرگودھا میں مولانا محمد اکرم طوفانی کی مساعی جمیلہ سے خاتم النبیین ہسپتال قائم ہوگیا ہے۔

(3) طبع الاعتصام 6 تا 13 جنوری 1984ء، ماہنامہ الفاروق کراچی ذیقعد 1416ھ۔ طبع نظر ثانی 19 تا 26 فروری 2010 الاعتصام، ماہنامہ ضیائے حدیث لاہور دسمبر 2009ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فل باڈی اسکینگ ملی غیرت کا امتحانی ٹیسٹ

اسلام عفت وحیا کا دین ہے جس نے مرد اور عورت کو جسم ڈھانپنے کا حکم دیا ہے۔ حتی کہ منکوحہ میاں بیوی کو تعلیم دی ہے کہ وہ صحبت کے وقت بالکل جانوروں کی طرح برہنہ نہ ہوں۔ کیوں کہ اس طرح اولاد بے حیا پیدا ہوتی ہے۔ مزید برآں تاکید کرتا ہے کہ میاں اپنی بیوی کی شرمگاہ کو نہ دیکھے۔ چناں چہ شرم وحیا کے پیکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے رہے۔ اگر کوئی غیر مسلم بے حیائی کے فروغ پر اتر آتا تو اُن کی ملی غیرت جوش میں آجاتی۔

جب مسلمان مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو ایک مسلمان عورت بنو قینقاع کے بازار میں آئی تو ایک یہودی نے شرارت کے طور پر اسے برہنہ کرنے کی کوشش کی تو ایک غیرت مند مسلمان یہ دیکھ کر بے تاب ہو گیا۔ اُس نے یہودی کا سر قلم کر دیا۔ اس پر بازار کے تمام یہودی اس پر حملہ آور ہوئے اور اسے شہید کر دیا، جب یہودی مصالحت پر آمادہ نہ ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے اُن کا محاصرہ کر لیا۔ پندرہ دن کے بعد یہودی سرنگوں ہوئے۔ تو اُن کو شام کے علاقہ میں جلا وطن کر دیا گیا۔ یہ اُس دور کا واقعہ ہے جب مسلمانوں کی تعداد صرف چند سو تھی۔

آج امریکی فضائی اڈوں پر ایسی اسکینر مشینیں نصب کر دی گئی ہیں جو کپڑا پہننے کے باوجود مسافروں کی کپڑوں سے بے نیاز تصویر بنانے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق ''خواتین وحضرات کو ان کی مرضی کے بغیر اور اُن کی سفری مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اُن کی شرمگاہوں تک کی تصویر کشی کی جاتی ہے۔ ایئر پورٹ کی چیک پوسٹ سے گزرتی سواری کو یہ مشین عریاں حالت میں چلتا دکھاتی ہے، جن ممالک کے باشندوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان مشینوں کے ذریعے پرکھا جا رہا ہے ان میں سعودی عرب، پاکستان، ایران سمیت تیرہ مسلم ممالک شامل ہیں۔''

یہودیوں کے بھرے بازار میں ایک مسلمان اپنی دینی بہن کی توہین برداشت نہ کر سکا۔ ترپین اسلامی ریاستوں کی لاکھوں کی تعداد میں فوج ہے، اسلحہ کے بے پناہ ذخائر موجود ہیں۔ پاکستان ایٹمی پاور کا مالک ہے۔ لیکن کسی مسلم حکمران کی رگ حمیت نہیں پھڑکی۔ حتیٰ کہ معذرت خواہانہ انداز میں بیان نہیں دیا کہ اگر حفاظت کے لیے تلاشی ناگزیر ہو تو سکینر کی بجائے عورتوں کی چھان بین کے لیے عورتوں کو ہی مقرر کیا جائے۔ سیاسی جماعتوں نے اس کو ایشو بنا کر احتجاجی مظاہرہ نہیں کیا کہ وہ کہیں لبرل ووٹوں سے محروم نہ ہو جائیں اور امریکہ اُن کی جماعت کو بنیاد پرستوں کی لسٹ میں شامل نہ کر دے۔

اگرچہ امریکہ اور یورپ میں عیسائیوں کی اکثریت آباد ہے لیکن امور حکومت پر یہودیوں کا کنٹرول ہے۔ یہ ایسی بدبخت قوم ہے جو مذموم مقاصد کے حصول کے لیے اپنی خوبرو عورتوں کو بے حیائی کے فروغ کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ انہوں نے اہل نصاریٰ کو اپنے رنگ میں ڈھال لیا ہے۔

''پانچ ہزار سے زاید افراد نے سڈنی کے اوپیرا ہاؤس کے باہر برہنہ ہو کر امریکی مصور سے تصویر بنوائی۔ موقع پر تمام لوگوں کی نظریں ہاؤس کے بڑے بڑے گنبدوں سے ہٹ کر اس کی سیڑھیوں پر مرکوز ہو گئیں جہاں پانچ ہزار برہنہ مرد و زن موجود تھے۔''

[جنگ لاہور ۱۰-۰۳-۰۳]

صہیونی تنظیم کی کوشش بسیار کے باوجود مسلم عورتوں نے عفت و حیا سے رشتہ پیوست رکھا۔ ''برطانیہ سے پاکستان آنے والی دو مسلمان خواتین نے فل باڈی سکینر سے گزرنے سے انکار کر دیا جس پر ایئر پورٹ حکام نے انہیں پی۔ آئی۔ اے کی پرواز میں سوار ہونے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ عملے نے انہیں بتایا کہ اگر وہ اپنے فیصلے پر قائم ہیں تو انہیں طیارے میں سوار ہونے کی اجازت نہیں ملے گی جس پر دونوں خواتین نے ٹکٹ کے ۴۰۰ یورو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی پروا کیے بغیر اپنا فیصلہ برقرار رکھا۔ وہ طیارے میں سوار ہونے کی بجائے اپنے سامان کے ساتھ واپس چلی گئیں۔ [روزنامہ جنگ لاہور: ۱۰۔۰۳۔۰۴]

امریکہ میں مقیم یہودیوں نے حفاظت کی آڑ میں سکینر مشین سے گزرنے کا قانون لاگو کرایا۔ محترم سلیم منصور خالد مغربی رپورٹ کے حوالے سے خدشہ ظاہر کرتے ہیں:

''جینی میسریو اور مائیک ایلرز کی رپورٹ کے مطابق سفری حفاظتی انتظامیہ (TSA) لوگوں کو جتنا چاہے دھوکا دے لے۔ لیکن امر واقعہ یہی ہے کہ انسانی شرف اور احترام کی تذلیل کا یہ پورا بندوبست ہے۔ خود ٹی۔ ایس۔ اے کی دستاویزات سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان اسکینر مشینوں میں یہ بھرپور صلاحیت ہے کہ وہ مسافروں کی (عریاں) تصویریں بنا کر محفوظ رکھیں اور دوسری جگہ منتقل کریں۔ ایسی تصویریں جو زیب تن کپڑوں کے نیچے کے عکس بندی کر لیتی ہیں۔ کمپیوٹر ہیکروں یا دوسرے کارکنوں کے ہاتھوں ان تصویروں کے غلط طور پر استعمال ہونے کا ہر آن خدشہ موجود رہے گا۔

[۱۱ جنوری ۲۰۱۰ء cnn.com بحوالہ ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور، فروری ۲۰۱۰ء]

جب اہل مغرب اپنی قوم کی بیٹیوں کے بلیو پرنٹ عالمی مارکیٹوں میں کھلے عام نہایت سستے داموں مہیا کرتے ہیں اُن سے آپ کیسے توقع کر سکتے ہیں کہ وہ مسلم عورتوں کے عریاں عکس تلف کر دیں گے۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ کسی مناسب موقع کی نزاکت دیکھ کر اُن کو مارکیٹ میں منظر عام پر لائیں گے۔ مسلمانوں کی ملی غیرت کا امتحانی ٹیسٹ ہے آیا وہ ذلت آمیز قانون کے خاتمہ کے لیے جدوجہد کرتے ہیں یا نظریہ ضرورت کے تحت قبول کر لیتے ہیں؟

امریکہ میں نائن الیون کا حادثہ یہودی پلان تھا، جس کی آڑ میں افغانستان اور عراق کو ملیا میٹ کر دیا گیا۔ اسی طرح نائیجیریا کے مسلمان باشندہ کو آتش گیر مادہ سمیت ہوائی اڈے سے گرفتار کرنے کا واقعہ ڈرامہ ہے تاکہ اس کی آڑ میں اسکینگ مشین لگانے کا جواز مہیا ہو سکے۔ چناں چہ مسلم ممالک کو اقوامِ متحدہ میں اپیل کرنا چاہیے اگر انسداد نہ ہوا تو یو این او کا بائیکاٹ کرنا چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

او۔ آئی۔ سی کا نمائندہ اجلاس بلا کر امریکہ پر بھرپور دباؤ ڈالنا چاہیے کہ اگر اُس نے اسکینگ کا خاتمہ نہ کیا تو وہ مغربی بینکوں سے رقم نکلوا کر معاشی بحران سے دوچار کر دیں گے۔ وہ مسلمان علماء جو بین المذاہب کانفرنسوں میں شرکت کرتے ہیں اُن کا فرض منصبی ہے کہ وہ اس مسئلہ کو عالمی کانفرنس میں پیش کریں۔ مزید برآں الہامی مذاہب میں عورتوں کو بے آبرو کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ پادریوں سے توثیق کرا کے عیسائی قوم کو ہم نوا بنایا جائے اور امریکہ کو مجبور کیا جائے کہ وہ انسان کو جانور بنانے کی صیہونی پالیسی سے اجتناب کرے۔

کالم نگار صاحبان اس کے مضر اثرات کو عالمی جرائد میں مدلل انداز میں بے نقاب کریں۔ امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ موثر انداز میں نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیں اور باڈی سکینگ کے قانون کو منسوخ کرا کر دم لیں۔

المنبر مارچ 2010ء

الاعتصام 26 مارچ 2010ء۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انتظامیہ کے اوصاف
(خلافت راشدہ کی روشنی میں)

حکومت کی عمدہ کارکردگی کا انحصار انتظامیہ کا مرہونِ منت ہے۔ معاشرہ میں عدل وانصاف کی فراہمی اور فلاح وبہبود کے لیے معیاری قانون نافذ ہوں جب تک سرکاری عہدے دار اور کارندے فرض شناس، امانت دار اور ماہر نہ ہوں گے اُس وقت تک حوصلہ افزاء نتائج برآمد نہیں ہوسکتے۔

قرونِ اولیٰ میں مقامی، صوبائی عمال بیت المال کے امین غریبوں کے لیے ہمدرد اور مظلوموں کے محافظ تھے۔ لیکن ظالم لٹیروں کے سروں پر لٹکتی ہوئی تلوار تھے۔ اس بنا پر داخلی سطح پر ملک میں امن واستحکام نصیب تھا اور دیارِ غیر میں اُن کا رعب ودبدبہ اس قدر تھا کہ دشمن ان کا نام سن کر تھر تھر کانپتے تھے۔

انگریزوں نے ہندوستان پر تسلط جمایا تو انتظامیہ کے اعلیٰ عہدوں پر خود فائز ہوتے تھے۔ اور محکوم رعایا پر رعب ودبدبہ قائم کرنے کے لیے وسیع وعریض بلند وبالا کوٹھیوں میں رہائش پذیر ہوتے تھے۔ جب کہ عام ملازمین جو مقامی ہوتے اُن کے لیے معمولی مشاہرہ مقرر تھا لامحالہ اُن میں حرص کی آگ بھڑک اٹھی۔ انھوں نے رشوت اور بدعنوانی کی روش اختیار کرلی۔ سامراجی رخصت ہوگئے مگر انتظامیہ کا قبلہ درست نہ ہوا۔ آج ادنیٰ ملازم افسر کے کمرے میں داخلے کی فیس طلب کرکے شرم محسوس نہیں کرتا جب کہ عوامی وسرکاری حکام بالا قومی ترقیاتی منصوبوں اور بین الاقوامی تجارتی معاہدوں کے دوران ملین کے حساب سے کمیشن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وصول کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مخلص ذہین ملی جذبہ سے سرشار انتظامیہ کے بغیر سیاسی یک جہتی معاشی خوش حالی اور داخلی استحکام کا قیام ناممکن ہے۔ امام کائنات ﷺ اور خلفائے راشدین کے دور کے راہنما اصول ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

اہل افراد کا انتخاب:

قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰٓى أَهْلِهَا﴾ [النساء: ٥٨]

"بے شک اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو اہلیت رکھنے والوں کے سپرد کرو۔"

حکومت کے عہدے قومی امانت ہیں ان کو اہل تر لوگوں کے سپرد کرنا صاحب اختیار پر لازم ہے۔ مخبر صادق ﷺ نے نا اہل لوگوں کو امانت دینے سے منع فرمایا:

"ایک دفعہ نبی کریم ﷺ سے ایک اعرابی نے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی؟ آپ نے جواب میں فرمایا: جب امانت کو ضائع کر دیا جائے گا تو قیامت کا انتظار کرو۔ اس نے پوچھا امانت کس طرح ضائع ہوگی؟ فرمایا: جب عہدے نا اہلوں کے سپرد کر دیے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔" (صحیح بخاری)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کس طرح جوہر شناسی سے منصب کے اہل کا انتخاب کرتے تھے۔ تاریخ سے دو مثالیں پیش خدمت ہیں:

۱: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے گھوڑے کا بھاؤ کیا اور طے شدہ دام دینے سے قبل اس پر سوار ہوئے تا کہ اس کو آزما کر دیکھیں کہ گھوڑے کی چال اور حیثیت کیا ہے؟ تھوڑی دیر میں گھوڑا تھک کر درماندہ ہوگیا اور کچھ چوٹ کھا کر داغ دار ہوگیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کے مالک سے کہا کہ تم اسے لے جاؤ ایسے گھوڑے کی ہمیں ضرورت نہیں تھی جو اتنی جلدی تھک ہار جائے۔ اس نے کہا نہیں میں تو آپ سے دام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوں گا۔ گھوڑے کا معاملہ آپ سے طے ہو چکا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو پھر کسی کو ثالث بناؤ وہ جو فیصلہ کرے ہم دونوں اس کو مان لیں۔ اس نے کہا تو پھر شریح کو قاضی مان لیجیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تسلیم کرلیا۔ جب معاملہ حضرت شریح کے سامنے پیش ہوا تو حضرت شریح نے کہا یا تو ان داموں میں آپ لے لیجیے جتنے داموں میں آپ نے خریدا تھا یا جس طرح تازہ دم اور بے عیب تھا اسی طرح واپس کر دیجیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس فیصلے کو بے حد پسند کیا اور اسے منصفانہ فیصلہ قرار دیا۔ اس وقت آپ کو خیال ہوا کہ ایسے منصف اور سمجھ دار شخص کو جو کسی کی رو رعایت نہ کرے قاضی بنانا چاہیے۔ چنانچہ اُن سے اسی وقت کہا کہ آپ کو میں نے کوفہ کا قاضی مقرر کر دیا۔ کوفہ تشریف لے جا کر اپنے فرائض منصبی کو انجام دیجیے۔

(ایامِ خلافت راشدہ از عبدالرؤف رحمانی، ص:۲۸۲)

۲: عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ ایک معزز صحابی تھے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کہیں سے ایک جواب طلب تحریر آئی۔ آپ نے فرمایا: اس کا جواب کون لکھے گا۔ عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ ''میں'' یہ کہہ کر خود اپنی طبیعت سے جواب لکھ کر لائے۔ آنحضرت ﷺ نے سنا تو نہایت پسند فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے ان کی اس قابلیت پر اُن کو خاص خیال ہوا یہ اثر اُن کے دل پر ہمیشہ رہا یہاں تک کہ جب خلیفہ ہوئے تو اُن کو میر منشی مقرر کیا۔ (الفاروق از علامہ شبلی، ص:۱۷۴)

جو عہدہ کی خواہش کرتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ امانت اُس کے سپرد نہ کرتے بلکہ آپ امور حکومت کے لیے قابل اور باصلاحیت افراد کا چناؤ کرتے۔

عصر حاضر میں سیاسی وابستگی، اقربا پروری یا وائٹ ہاؤس کے اشارے پر کسی کو ہم عہدے نہ دیے جائیں بلکہ اس عہدے کی مناسبت سے اہلیت وقابلیت کے مطابق ذمہ داری سونپی جائے۔

اسلام دین ودنیا کی امامت کی یک جائی کا درس دیتا ہے۔ سیّد الکونین ﷺ جب کسی کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امیر مقرر فرماتے تو اسے انتظامی امور کے علاوہ امامت کرانے کا فریضہ بھی سونپتے تھے تاکہ مذہب وسیاست کی تفریق نہ رہے۔ مسجد میں نماز کے دوران عوام اور حکام رابطے میں رہتے۔ اس بنا پر حکام کو من مانی کارروائی کرنے کی جرأت نہ ہوتی اور عوام فرائض کی ادائیگی میں غفلت نہ کرتے تھے۔

- قصبے کی امارت سے مرکزی وصوبائی امارت تک ایسے افراد کی تعیناتی کو ترجیح دی جائے جن کے تقویٰ وطہارتِ فکر کا یہ عالم ہو کہ مسجد میں جائے تو حاضرین اُن کی قیادت کو سعادت سمجھیں جب کہ انتظامی عہدے پر فائز ہو تو اس کو احسن طریقے سے انجام دے سکے۔
- سرکاری ونیم سرکاری ملازمین سے اقامت صلاۃ پر عمل درآمد کرایا جائے۔ غفلت کی صورت میں سختی سے نوٹس لیا جائے۔
- محکمانہ قابلیت واہلیت کے علاوہ ادنیٰ ملازمت کے لیے قرآن خوانی اور اعلیٰ عہدے کے لیے قرآن فہمی اور سیرت طیبہ سے آگاہی کو انٹرویو میں شامل کیا جائے۔
- موجودہ ادنیٰ واعلیٰ ملازمین کو چالیس دن کے لیے ہمہ وقتی فنی تربیت اور اسلامی تعلیم وتربیت کا کورس کرایا جائے جہاں انھیں اقامت صلاۃ، فرض شناسی، کسب حلال، مکارم اخلاق اور فکر آخرت پر درس دیے جائیں۔
- ملازمت کے حصول کے لیے ہر قسم کا کوٹہ سسٹم ختم کیا جائے۔ عمومی وفنی تعلیم اور اعلیٰ کردار کو میرٹ کا معیار بنایا جائے۔
- خلفائے راشدین کے دور میں تقرری کے وقت عاملوں کے مال اسباب کی فہرست تیار کی جاتی جب کسی وجہ سے عہدے سے فارغ ہوجاتے تو تحقیق کی جاتی کہ عامل نے عوام پر ظلم سے دولت اکٹھی نہ کی ہو یا بیت المال سے خیانت تو نہیں کی۔ اس اصول پر عمل کیا جائے۔
- مختلف محکموں کے ضلعی سربراہ ہفتے میں ایک دن جگہ کی تبدیلی کر کے دربار عام منعقد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں۔ مظلوم لوگوں کے مسائل غور سے سن کر داد رسی کی جائے۔ شکایت غلط ثابت ہونے پر مدعی کو مناسب سزا دی جائے۔ اہل کار کے خلاف درخواست حقیقت پر مبنی ہو تو راشی اور بدعنوان اہل کاروں کو موقع پر مناسب سزا دی جائے اور یوم آزادی پر مخلص افسرانہ کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

- حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ عاملوں کی تنخواہیں بیش قرار مقرر کیجیے تاکہ لوگ خیانت کی طرف مائل نہ ہونے پائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا اور موجودہ مہنگائی کے دور میں اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔
- مادہ پرستی کی دوڑ کو لگام دینے کے لیے سادگی اور کفایت شعاری کو فروغ دیا جائے۔ سیّد سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قناعت کا تذکرہ فرمایا ہے:

"ایک دفعہ کچھ جاں نثار ملنے آئے تو دیکھا کہ پہلو میں چٹائی کے نشان پڑ گئے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم لوگ ایک نرم گدا بنا کر حاضر کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا: مجھ کو دنیا سے کیا غرض؟ مجھ کو دنیا سے اس قدر تعلق ہے جس قدر اس سوار کو جو راستہ چلتے تھوڑی دیر کے لیے کہیں سایہ میں آرام کرتا ہے اور پھر آگے بڑھ جاتا ہے۔ ۹ ہجری میں جب اسلام کی حکومت یمن سے شام تک پھیلی ہوئی تھی آپ کے توشہ خانہ کی مالیت یہ تھی جسم مبارک پر ایک تہبند، ایک کھردری چارپائی، سرہانے ایک تکیہ جس میں خرمے کی چھال بھری تھی، ایک طرف تھوڑے سے جو، ایک کونہ میں ایک جانور کی کھال، کھونٹی میں پانی کے مشکیزے۔ یہ تھا زہد وقناعت کی تعلیم کے ساتھ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل۔"

(خطباتِ مدراس، ص: ۱۱۳)

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کی اثر پذیری کا ثمر تھا کہ خلفائے راشدین نے سادگی وقناعت کی زندگی بسر کی۔

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی ہذیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علی رضی اللہ عنہ کو اس حال میں دیکھا کہ اُن کے بدن پر ایک موٹا کرتا تھا جو پرانا ہونے کے ساتھ اس قدر تنگ اور چھوٹا تھا کہ آستین کھینچتے تو ناخن تک پہنچ جاتا اور جب چھوڑتے تو آدھے بازو تک جا پہنچتا۔ (ایام خلافت راشدہ از عبدالرؤف رحمانی، ص:۹۰)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایران کو فتح کیا اور روم میں محاذ آرائی کی تو شام پر اسلام کا پرچم لہرایا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے زمانہ خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خطبہ کی حالت میں دیکھا کہ وہ جس تہبند کو زیب تن فرمائے ہوئے تھے اس میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ (ایضاً، ص:۸۶)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہر عامل (گورنر) سے عہد لیا جاتا تھا کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوگا، باریک کپڑے نہ پہنے گا، چھنا ہوا آٹا نہ کھائے گا، دروازے پر دربان نہ رکھے گا، اہل حاجت کے لیے دروازہ ہمیشہ کھلا رکھے گا۔

گورنر صاحبان اس عہد نامے پر عمل کرتے رہے جو گورنر خلاف ورزی کرتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے باز پرس کرتے تھے۔

موجودہ دور میں اس کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب عہد لیا جائے اور پھر اس پر عمل داری کے لیے کڑی نگرانی کی جائے تاکہ بدعنوانی کی جڑ کٹ جائے اور عوام امن وامان کی زندگی بسر کرسکیں۔

مثل مشہور ہے کہ عوام بادشاہوں کے مذہب پر ہوتے ہیں۔ جب ضلعی افسران بود وباش میں سادگی اپنائیں گے تو عوام بھی کفایت شعاری اختیار کریں گے۔(1)

---

(1) 19 تا 26 جولائی 2013ء۔ الاعتصام۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلامتی کے تقاضے

محمد بن قاسم کے جانے کے بعد افغانستان کے نام ور سپہ سالاروں نے ہندوستان میں مہاراجوں کے خلاف جہاد کر کے اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضہ کی سرپرستی کی۔ علمائے کرام اور مشائخ عظام کی مساعی جمیلہ کے نتیجے میں برصغیر میں کروڑوں کی تعداد میں مسلمان آباد ہیں۔

وہ ہندو جو آج مسئلہ کشمیر سے متعلق کسی ثالثی فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں، تعجب ہے کہ ان کے آباء واَجداد تقسیم ہند پر کیسے رضا مند ہوئے۔ اس پس منظر میں کئی مقاصد ہو سکتے ہیں جن میں ایک یہ بھی تھا کہ افغان حملہ آوروں سے نجات پانے کے لیے بھارت اور افغانستان کے درمیان پاکستان کی دفاعی لائن قائم کر دی جائے۔ تاریخی حقیقت ہے کہ افغانوں نے لاکھوں جانوں کی قربانی دے کر پاکستان کو روسی یلغار سے محفوظ رکھا۔ اس دوران پاکستان نے افغانستان کا بھرپور ساتھ دیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد پہلی دفعہ پاک افغان میں خوش گوار تعلقات استوار ہوئے۔ چنانچہ اُن کی مشترکہ جدوجہد سے روس پسپائی اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا۔ جناب میاں محمد نواز شریف کے دور میں ایٹمی دھماکہ ہوا تو پاکستان کو امت مسلمہ میں پذیرائی حاصل ہوئی۔ مسلم دنیا کے دانش وروں اور لیڈروں نے عالمِ اسلام کی قیادت کے لیے پاکستان کی طرف امید کی نظروں سے دیکھنا شروع کر دیا۔ امریکہ کی یہودی لابی کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں مسلم ممالک متحد ہو کر صیہونی عظیم سلطنت قائم کرنے کا خواب چکنا چور نہ کر دیں۔

امریکہ نے طالبان سے وطن کی سلامتی اور اسلام کے منافی اقدامات کرنے کا مطالبہ کیا لیکن طالبان نے امریکہ کے ناپاک عزائم کو پورا کرنے سے انکار کر دیا تو امریکہ کی یہودی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لابی نے پاکستان کی سول حکومت کو جنرل سے مفروضہ خطرہ کا احساس دلا کر اپنے معتمد آدمی کو لانے کا چکما دیا۔ جب کہ دوسری طرف مدمقابل برسر اقتدار جنرل کو انتقامی کارروائی کرنے اور حکومت پر قبضہ کرنے کا اشارہ کر دیا۔ جس نے اقتدار سنبھال کر کمال اتاترک کی طرح سیکولر پالیسی اپنانے کا اعلان کر دیا، چنانچہ امریکہ نے پاکستان میں فضا کو سازگار کر کے تخلیق شدہ ڈرامہ کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ کر لیا۔

کوئی امریکی صدر یہودی لابی کی منظوری کے بغیر بیان جاری نہیں کر سکتا۔ بش نے ٹریڈ سنٹر کے واقعے کے فوری بعد اپنی تقریر میں ''کروسیڈ'' کا لفظ استعمال کیا، چنانچہ یہودیوں نے اس کا رُخ اسامہ بن لادن اور مسلمانوں کی طرف کر دیا اور دوسری طرف عیسائی دنیا کو اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہو گیا۔ جب کہ بش نے بعد میں اپنا ابتدائی بیان واپس لے کر مسلمانوں کی طرف سے غم وغصے کی لہر کو کم کرنے کی کوشش کی۔ وہ مسلم لیڈر جو اس حملے کو یہودی سازش قرار دیتے تھے، وہ بھی جوشِ خطابت میں آ کر اس جنگ کو صلیبی جنگ کہنا شروع کر دیا۔ راقم نے ''المنبر'' (فیصل آباد، نومبر ۲۰۰۱ء) میں واضح کیا کہ یہ صلیبی نہیں صہیونی جنگ کے شعلے ہیں۔ جن کا مقصد مسلمانوں اور عیسائیوں کو لڑا کر صہیونی ورلڈ آرڈر کی راہ ہموار کرنا ہے۔ صلیبی ممالک صہیونی آلہ کار بن کر مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہو گئے۔ طاغوتی قوتوں نے اسامہ کا بہانہ بنا کر جنوبی وسطی ایشیا کے مسلم ممالک کو زیر کرنے خصوصا ایٹمی پاکستان کو ''زیرو'' کرنے کے لیے قرب وجوار کے بحری وہوائی اڈوں پر ڈیرہ جما لیا۔

امریکا کے ایک فون سے پاکستان کا اسلامی بم صہیونی دلدل میں پھنس کر زیرو پوائنٹ پر پہنچ گیا۔ پاکستان امریکا کا اتحادی بن کر افغانستان کی تباہ وبربادی میں برابر کا مجرم بن گیا۔ امریکہ کے بمبار طیارے پاکستان کے فضائی اڈوں سے پرواز کر کے افغانستان کے شہری علاقوں پر بمباری کرتے رہے۔ حتی کہ ہسپتال بھی محفوظ نہ رہے عورتیں، معصوم بچے ہلاک ہوتے رہے اور مریض تڑپ تڑپ کر جان دیتے رہے۔ کارپٹ بمباری کے دوران لاکھوں افغانی ہلاک ہوئے اس کے باوجود طالبان کے حوصلے بلند ہیں۔ وہ بڑی جرأت سے اتحادی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افواج کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ امریکا نے گھٹنے ٹیک دیے اور واپسی کے لیے طالبان سے مذاکرات کرنے پر مجبور ہوگیا لیکن القاعدہ کی تلاش کی آڑ میں پاکستان کے شمالی علاقوں پر ڈرون حملوں کا سلسلہ جاری ہے۔ مقامی ہلاک شدگان کے لواحقین اس کا غصہ پاکستان پر نکال رہے ہیں جنھوں نے امریکا کو سپورٹ فراہم کی۔ صہیونی جنگ کے دوران صوبہ بلوچستان اور کراچی میں مذہبی، نسلی اور لسانی بنیاد پر تحریکوں نے شدت اختیار کرلی۔ دہشت گردی کے واقعات روز مرہ زندگی کا معمول بن گئے۔ خودکش بم دھماکوں کے دوران ہزاروں بے گناہ افراد لقمہ اجل بن گئے۔ بے لوث قبائلی سپاہیوں کی وجہ سے پاکستان کی شمال مغربی سرحد محفوظ تھی، اس لیے پاک فوج کی تمام تر توجہ بھارتی سرحد پر مرتکز تھی۔ قبائلی علاقوں سے کشیدگی کی وجہ سے پاک فوج کا اس سرحد پر حفاظتی قیام مجبوری بن گیا۔

روسی مداخلت اور امریکی یلغار کے دوران افغانستان اور پاکستان میدانِ جنگ بنا رہا۔ لیکن بھارت ہر لحاظ سے محفوظ رہا۔ البتہ اُس نے موقع سے فائدہ اٹھا کر پاکستان کو بنجر بنانے کا منصوبہ جاری رکھا اور اپنے علاقے سے گزر کر پاکستان میں بہنے والے دریاؤں پر ڈیم تعمیر کرلیے۔ اس دوران بھارت نے پاکستان کی یک جہتی کے منافی تحریکوں کی سرپرستی کی۔ بھارتی وشوا ہندو تنظیم نے بابری مسجد کی جگہ رام مندر تعمیر کرنے کا اعلان کیا اور ایک حصے کو شہید کردیا۔ احتجاج کرنے پر ایک ہزار سے زیادہ بھارتی مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ جنونی ہندوؤں نے گجرات میں کئی مسلمانوں کو چھرے گھونپ کر شہید کردیا۔ حریت پسند کشمیری لیڈروں کو جیل میں قید کردیا گیا۔ احتجاج کرنے پر بھارتی فوج مظاہرین کو گولیوں سے چھلنی کرتی رہی۔ لیکن حکومت پاکستان ٹس سے مس نہ ہوئی۔ اُس نے بھارتی حکومت کے خلاف احتجاجی بیان تک جاری نہیں کیا کیونکہ وہ امریکی جنگ کی وجہ سے معاشی بحران اور داخلی مسائل سے دوچار تھی۔ بقول شخصے ”اپنی پئی پرائی وسری۔“

پاکستان کی سلامتی اور خودمختاری کو یقینی بنانے کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ

❀ امریکا پاکستان کے اندر ڈرون حملے کر رہا ہے۔ ہزاروں بے گناہ شہریوں کے ہلاک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہونے سے خانہ جنگی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کا فوری سد باب کیا جائے۔

- پاکستان میں دفاعی لحاظ سے حساس نوعیت کے مقامات جہاں جہاں ہیں، اگر اُن پر کسی غیر ملک کا کنٹرول ہے ان کا کنٹرول ختم کیا جائے۔
- پاکستان میں غیر ملکی شہریوں کو حقوق اور سفارت خانے کے عملے کو اُس قسم کی مراعات دی جائیں جس قسم کے حقوق اور مراعات پاکستان کے شہریوں اور سفارتی عملے کو اُن کے ملک میں میسر ہیں۔ اس سے زائد اُن کو کسی قسم کے امتیازی حقوق اور مراعات نہ دی جائیں۔
- نجکاری میٹھا زہر ہے۔ امریکا نے ٹیلیفونک نظام کے ذریعے اہم اور حساس نوعیت کی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ حکومت فوری طور پر موبائل سروس کو قومی ملکیت میں لے۔
- غیر مسلم جاسوس میڈیا کے روپ میں پاکستان گھس آتے ہیں جو منفی تحریکوں کے کارکنوں کو آب و دانہ فراہم کرتے ہیں۔ اُن کی کڑی نگرانی کی جائے۔
- کراچی کوئٹہ و دیگر متاثرہ علاقوں میں امن و سلامتی کی فضا سازگار کی جائے۔ جاری تحریکوں کے جائز مطالبات کو پورا کیا جائے۔ منفی سرگرمیوں میں ملوث مجرموں کو عدالتی کارروائی کے بعد عبرت ناک سزا دی جائے۔(1)

---

(1) الاعتصام 28 جون تا 04 جولائی 2013ء۔ المنبر اگست 2013ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

داخلی استحکام کے تقاضے

اسلامی حکومت کا اوّلین مقصد ملک میں داخلی استحکام کا قیام ہے تاکہ وہ عالمی مسائل سے احسن طریق سے نمٹ سکے۔ اسلام کی پہلی ریاست کا آغاز ہوا تو سیّد الکونین ﷺ نے مدینے میں امن وامان کی بحالی کو اوّلین ترجیح دی۔ عرب قبائل اوس وخزرج کو شیر وشکر کیا۔ مہاجرین وانصار میں بھائی چارہ کی فضا قائم کی۔ مرکز اسلام پر بیرونی خطرات کے پیش نظر آپ ﷺ نے یہودیوں سے امن معاہدہ کیا۔ خلیفہ اوّل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے داخلی فتنوں کا خاتمہ کیا۔ پھر خارجی حملہ آوروں سے نبرد آزما ہوئے اور دشمن کو ہر محاذ پر شکست سے دو چار ہونا پڑا۔ امت اسلامیہ میں داخلی استحکام کے قیام کے لیے ضرورت اس امر کی ہے:

- محلّہ سے لے کر مرکزی سطح تک اسلام کا شورائی نظام اپنایا جائے جو اسلامی معاشرے کی تشکیل اور ابتدائی نوعیت کے باہمی تنازعات حل کرنے کے لیے بااختیار ہو۔
- شہریوں کی عزت، جان اور مال کے تحفظ کے لیے اسلامی حدود وتعزیرات پر عمل درآمد کیا جائے۔ مفت انصاف کے حصول میں تاخیر نہ کی جائے۔
- اسلام کا اقتصادی نظام رائج کیا جائے۔ زکاۃ تقسیم کرنے سے معاشرہ خوش حال ہوگا بلکہ غیر شرعی ٹیکسوں کی حوصلہ شکنی کی جائے۔
- مسجد قربِ الٰہی کا روحانی مرکز ہے۔ قبرستان سجدہ گاہ نہیں، جائے عبرت ہے۔ باعث حیرت ہے، چند قدم چل کر رب کو راضی کرنے کے لیے مسجد جانے کی فکر نہیں لیکن غیر اللہ کے آستانوں پر حاجت روائی کے لیے مشقت طلب سفر کو سعادت سمجھا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکہ معظمہ فتح ہوا تو حضرت محمد ﷺ نے غیر اللہ کی پرستش پر کاری ضرب لگائی خانہ کعبہ کو بتوں اور تصویروں کی آلودگی سے پاک کیا۔ عرب کی دھرتی امن کا گہوارہ بن گئی۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے عملی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے غور و فکر کے بعد متفقہ لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ یقیناً رب کی نصرت سے ملک میں داخلی استحکام نصیب حاصل ہوگا۔

- بے روزگاری کے خاتمے کے لیے صنعتی جال پھیلایا جائے۔ حصولِ معاش کے لیے یکساں اور وافر مواقع میسر ہوں۔
- سیاسی و مذہبی تفرقہ بازی کے خاتمے کے لیے ہر قسم کے جلسوں اور جلوسوں کو عبادت گاہوں اور بند ہال تک محدود کر دیا جائے۔
- لسانی اور نسلی تعصب کو اشتعال دینے والی تنظیموں اور تحریکوں کو عدالتی ثبوت کے بعد کالعدم قرار دیا جائے۔ دہشت گرد کارروائیوں میں ملوث افراد کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔
- فنی و اعلیٰ تعلیمی اداروں میں داخلہ اور سرکاری ملازمتوں کا حصول اہلیت اور تعلیمی میرٹ کی بنیاد پر ہو۔ کوٹہ سسٹم کی بنیاد پر تقرری کا سلسلہ ختم کیا جائے۔
- ابتدائی طبی صحت کے مراکز جگہ جگہ قائم کیے جائیں جہاں ڈاکٹروں کی رہائش کو یقینی بنایا جائے۔ مفت نہ سہی تو ارزاں نرخوں پر ادویات مہیا کی جائیں۔
- دیہی آبادی میں مدت سے رہائش پذیر شہریوں کو مالکانہ حقوق دیے جائیں۔ جن شہریوں کے پاس مکان نہیں آسان شرائط پر اُن کو مکان مہیا کیے جائیں۔
- عام حالات میں پولیس اور فوج کے علاوہ کسی شہری کو اسلحہ لائسنس جاری نہ کیا جائے تاکہ ظالم، لٹیرے اور بھتہ خور اسلحہ کے زور پر من مانی کارروائی نہ کر سکیں۔ کراچی پاکستان کی صنعتی شہہ رگ ہے۔ طاغوتی قوتیں کراچی کو پاکستان سے جدا کرنا چاہتی ہیں۔ میر جعفر کے جانشین اُن کے آلہ کار بن کر دہشت گرد کارروائیوں میں مصروف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ طاغوتی جاسوس صحافیوں کے روپ میں گھس آئے ہیں۔ وہ مجرموں کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ چنانچہ مناسب چھان بین کے بعد اصل مجرموں کو گرفتار کیا جائے۔ عدالتی کارروائی کے بعد دہشت گردوں کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ (1)

(1) الاعتصام 04 تا 10 اکتوبر 2013ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سی 130 کریش کا پس منظر

در در کی ٹھوکریں کھانے والے یہودی معاشی، مذہبی و سیاسی پیچ بروئے کار لا کر مغربی دنیا کے بے تاج بادشاہ بن گئے ہیں۔ وہ جس قسم کا سگنل دیتے ہیں اہلِ مغرب اُس کو ماٹو بنا لیتے ہیں۔ عالمی جنگیں یورپی اقوام میں ہوئیں، لیکن خمیازہ خلافتِ اسلامیہ کو بھگتنا پڑا۔ انہوں نے مسلم ریاستوں کی بندر بانٹ اور ان پر قبضہ کر لیا۔ اس دوران یہودیوں نے فلسطین کی دھرتی پر اسرائیل قائم کر لیا۔

امریکہ اور اقوامِ متحدہ کی چھتری تلے یہودی پروٹوکول کے مطابق پیش قدمی جاری ہے۔ وہ ایسی صیہونی عالمی حکومت کی تگ و دو میں ہیں جس کا مرکز یروشلم ہو۔ صیہونی پروٹوکول کی راہ میں حائل سیاسی لیڈروں اور حکمرانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانا اُن کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

بے پناہ جانی و مالی قربانیوں کے بعد پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔ علی برادران کی تحریکِ خلافت کے پیدا کردہ ملی شعور نے اثر دکھایا۔ پاکستان نے اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا بلکہ شرقِ وسطیٰ خصوصاً فلسطینیوں کا اعلانیہ ساتھ دیا تو اسرائیلی قیادت نے پاکستان کو دشمن نمبر ایک کہا۔

صیہونی ٹولی اپنے مذموم مقاصد کو مدِ نظر رکھ کر مسلم دنیا میں حکمران برسرِ اقتدار لاتی ہے۔ جب مقصد پورا ہو جاتا ہے تو اُس کا تختہ الٹ دیا جاتا ہے۔ اگر مستقبل میں اس سے خطرہ محسوس ہو تو اُس کا کام تمام کر دیا جاتا ہے۔ انگریزوں نے برصغیر کے مسلمانوں میں جہادی جذبہ منجمد کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیا۔ جب پاکستان کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افغانستان پر روس کے جارحانہ قبضہ کے خلاف اپنے افغان بھائیوں کے شانہ بشانہ کھڑا ہو گیا اور جہادی تنظیمیں غاصب افواج کے خلاف برسرپیکار ہو گئیں تو امریکہ نے ان کی سرپرستی کیوں کی؟

روسی یلغار سے بچاؤ کے لئے مغربی ممالک نے نیٹو فوج قائم کی تھی لیکن جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا تو نیٹو تماشا دیکھتی رہی۔ صدر ضیاء الحق کی فوجی حکمت عملی اور افغان مجاہدین کی جرأت کی بدولت روس کو افغانستان سے پسپائی اختیار کرنا پڑی۔ اہلِ مغرب کے نزدیک پاکستان اور جہادی تنظیموں کی پشت پناہی کا مقصد روسی یلغار کا خاتمہ تھا۔ وہ پورا ہو گیا۔ اب اس کو بحران سے دوچار کر کے اس کے حصے بخرے کرنا، خصوصاً شمالی علاقہ جات میں عجمی اسرائیل نما ایک مخصوص فرقے کی اسٹیٹ قائم کرنا اُن کا مذموم منصوبہ ہے۔

چونکہ امریکہ نے طے شدہ منصوبہ کے تحت افغانستان پر خود حملہ کرنا تھا اور اسے جنرل ضیاء الحق کی عسکری ماہرانہ صلاحیت اُن کو آہنی دیوار بن کر نظر آئی چنانچہ طیارہ سی 130 میں سوار جنرل ضیاء الحق سمیت فوجی قیادت کو 17/ اگست 1988ء کو بہاولپور کی فضا میں دھماکہ سے اڑا دیا گیا۔ پاکستان کے باشعور طبقہ نے فوراً اسے امریکی سازش سے تعبیر کیا۔

قومی سانحہ کے موقع پر عدلیہ اور ماہرین پر مشتمل تحقیقی کمیٹی کی تشکیل ہوتی ہے۔ عرصہ بعد جب عوام کے مشتعل جذبات سرد پڑ جاتے ہیں تو رپورٹ منظر عام پر آتی ہے۔ محترم طارق مجید کموڈور (ریٹائرڈ) جن کو پاکستان اور بین الاقوامی نوعیت کے سیاسی و عسکری اُمور سے متعلق تحقیق اور تجزیہ کرنے پر عبور حاصل ہے، انہوں نے سانحہ سے قبل ہی بھانپ لیا تھا کہ صیہونی ٹولی نے صدر ضیاء الحق سے جو کام لینا تھا وہ لے لیا ہے۔ لیکن اُن کے مقالہ کو قومی اخبارات و رسائل نے شائع نہ کیا۔ تقدیر کا لکھا اٹل تھا۔ موصوف نے سانحہ کے ایک ماہ بعد دستاویزی رپورٹ تیار کی جو 4 تا 11/ اکتوبر 1988ء کے ہفت روزہ ندائے ملت میں شائع ہوئی۔

طارق مجید کی کتاب Mastermind of Air Massacres اگست 2006ء میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھپی، 744 صفحات پر مشتمل کتاب کے تین حصے ہیں۔

(۱)..... سی 130 کریش کا تجزیہ۔ (۲)..... صیہونی عزائم اور دہشت گردی بے نقاب۔

(۳)..... 11 ستمبر 2001ء کے فضائی حملے اور خفیہ مقاصد۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر نے اسے اردو میں ترجمہ کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ محترم کرنل حامد محمود ریٹائرڈ نے مذکورہ کتاب کے ایک حصہ، سی 130 کا سلیس ترجمہ کیا۔ کموڈور صاحب نے سانحہ کے بعد اُن تمام حقائق و واقعات کو جو مختلف اخبارات و رسائل میں شائع ہوئے، مزید برآں سرکاری اداروں کے مقرر کردہ کمیشن کی رپورٹیں منظر عام پر آئیں، اُن کو درج کرنے کے بعد تجزیاتی پوسٹ مارٹم میں ثابت کیا کہ بلاشبہ اس سانحہ میں امریکی سی آئی اے، بھارتی را، اور روسی کے جی بی ایجنسیاں ملوث ہیں۔ لیکن اس سانحہ کا سرغنہ صیہونی ٹولہ ہے جس کی نگرانی میں کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ کموڈور صاحب نے اُن پاکستانی مجرموں کو بے نقاب کیا جنھوں نے آلہ کار بن کر قومی جرم کا ارتکاب کیا اور آخر میں مطالبہ کیا کہ اُن کو عبرت ناک سزا دی جائے۔

صیہونیوں کو دشمن کہنا تو آسان ہے تاہم ان کی گھناؤنی وارداتوں کو بے نقاب کرنا مشکل مرحلہ ہے۔ محترم طارق مجید نے عرق ریزی اور دماغ سوزی کرنے کے بعد یہ مرحلہ طے کیا ہے۔ یہ کتاب پاکستان اور عالمِ اسلام کے مسلمانوں کو مستقبل میں صیہونی وارداتوں اور گھاتوں سے باخبر رہنے کی زوردار دستک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو فسادیوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

اہلِ مغرب محض شک کی بنا پر اسلامی دنیا سے کسی مرد یا عورت کو پکڑنا چاہیں تو مسلم حکمران سرکاری دسائل مہیا کرتے ہیں۔ دوسری طرف مسلم حکمران طبقہ کی بے بسی کی انتہا ہے کہ وہ اپنے اُن شہریوں کو سزا دینے سے قاصر ہے جو صیہونی ٹولی کے آلہ کار بن کر قومی جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ اُن کو ترقی و تمغہ دے کر صیہونی ٹولہ سے داد و تحسین حاصل کرنے میں اپنی عافیت سمجھتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صیہونی ٹولی نے جن حربوں کو بروئے کار لا کر یورپ اور امریکہ کو مطیع کیا وہی حربے مسلم دنیا میں لاگو کیے جا رہے ہیں۔ انہوں نے مسلم دنیا کے حکمران، لیڈران اور بیوروکریٹس پر کنٹرول کر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اُن صیہونی چیلوں کو سزا دینے سے قاصر ہیں۔ مسلم دنیا نے یورپی اقوام کی غلامی سے نکل کر امریکہ کی غلامی کا طوق پہن لیا ہے جبکہ امریکی کانگرس صیہونی لابی کی منظوری کے بغیر کوئی قانون جاری نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم حکومتیں صیہونی ٹولی کی مخالفت نہیں کر سکتیں۔

انسان فطری طور پر آزاد پیدا ہوا ہے۔ اس پر قانونی حکمرانی کا حق صرف اس ذات کو حاصل ہے جس نے بنی نوع انسان کو تخلیق کیا۔ چنانچہ انسانی ساختہ دستور کی بجائے الہامی (قرآن و سنت) کو سپریم لا کی حیثیت دی جائے۔ شتر بے مہار آزادی کی بجائے سرور کائنات ﷺ کی غلامی کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

مسلم دنیا کا بے پناہ سرمایہ مغربی ممالک میں جمع ہے جبکہ وہ کڑی شرائط کے ساتھ مسلم ممالک کو سودی قرضہ دیتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم ممالک کی دولت ان کے اپنے عوام، ملک اور اُمت کے مفاد میں خرچ کی جائے، مسلم اُمہ کے سرمایہ کاروں کو نادر مواقع اور مراعات فراہم کی جائیں۔ اسلامی معیشت کے اصولوں پر چل کر ریاست معاشی طور پر خود کفیل ہو سکتی ہے اس لئے سودی نظام کا خاتمہ کیا جائے۔ پاکستان سمیت کئی مسلم ممالک نے اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا جبکہ صیہونی امریکہ اور یورپی ممالک کے ویزوں پر صحافیوں اور سیاحوں کے روپ میں گھسے ہوئے ہیں، مسلم حکمران ان کی نگرانی کریں۔

سانحہ بہاولپور کے مجرموں کو عبرت ناک سزا دی جائے تاکہ آئندہ کسی کو دہشت گردی کی جرأت نہ ہو۔ صیہونی عزائم اور کارستانیوں سے آگہی کے لئے سی 130 کریش کتاب حقائق پر مبنی تحقیقی دستاویز ہے۔ ☆

☆ ماہنامہ المنبر، فیصل آباد، اگست ۲۰۱۷ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذہبی تصادم کے تدارک کا لائحہ عمل

تاریخ شاہد ہے کہ اہل سنت اور شیعہ علماء نے تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں متحد ہو کر بھرپور کردار ادا کیا۔ اس دوران شیعہ اور اہل سنت عوام پُرامن ماحول میں رہ کر بحث و مباحثہ کرتے، وہ تحمل و بردباری سے ایک دوسروں کا مؤقف سنتے اور اصلاحی انداز میں جواب دیتے تھے لیکن عوام میں نفرت کی خلیج اُس وقت حائل ہوئی جب پاکستان میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ اور سپاہ صحابہ منظر عام پر آئیں جن کی شاخیں آناً فاناً پورے ملک میں پھیل گئیں۔ تکفیری توپ خانوں سے ایک دوسرے پر گولے برسنے شروع ہو گئے۔ مذہبی تصادم کے دوران نامور علماء ہلاک ہوئے۔ مساجد، مزاروں اور امام بارگاہوں میں خودکش دھماکوں کا نشانہ بے گناہ شہری بنے۔

دین اسلام امن و سلامتی کا نام ہے جو محض مذہبی اختلاف کی بنیاد پر کسی کافر کو قتل کرنے سے منع کرتا ہے حتیٰ کہ محسن انسانیت ﷺ نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کو اُس کی خباثتوں کے باوجود قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تاکہ دشمن قوتیں اسلام پر دہشت گردی کا الزام عائد نہ کردیں کہ مسلمانوں میں ایک دوسرے کا خون بہانا بھی جائز ہے، اس لیے شیعہ سنی ہونے کی بنا پر علماء کو قتل کرنا اور مساجد و امام بارگاہوں میں دھماکے کر کے بے گناہ شہریوں کو ہلاک کرنے والوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ درحقیقت یہ ان کا کام ہے جو مذہبی فساد بھڑکا کر مسلم دنیا پر غلبہ قائم کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ عالم اسلام میں شیعہ سنی فساد کے صیہونی شعلے کو بجھانے کے لیے او۔ آئی۔ سی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اہل سنت اور شیعہ تنظیموں کے علماء اور لیڈروں کا مشترکہ اجلاس بلا کر امن و سلامتی اور یک جہتی کا لائحہ عمل وضع کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ اور سپاہ صحابہ کے مابین تصادم میں ہلاکتوں کی تعداد میں اضافہ تیز تر ہوا تو مذہبی جماعتوں نے وطن عزیز میں امن وامان قائم رکھنے کے لیے ملی یکجہتی کونسل تشکیل دی۔ سرکردہ علماء نے باہمی صلاح مشورے سے ضابطہ اخلاق تیار کیا جس کے حوصلہ افزاء نتائج برآمد ہوئے اور خفیہ قوت کے مذموم عزائم خاک میں مل گئے۔ تب کیا ہوا کہ ملی کونسل نے اتحادی قوت کو انتخابی سیاست میں دھکیل دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ قومی امن وسلامتی کا خواب ادھورا رہ گیا۔

اگرچہ فسادات کی شدت تو ختم ہوگئی ہے لیکن گاہے گاہے سانحات رونما ہوتے رہتے ہیں، خصوصاً محرم کے دنوں میں امن وامان قائم کرنا حکومت کے لیے پیچیدہ مسئلہ بن جاتا ہے۔ سخت انتظامات کے باوجود چند نئے مقامات پر تصادم ہو ہی جاتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ملی یکجہتی کونسل کو از سر نو غیر سیاسی بنیاد پر قائم کیا جائے جس کو ملک بھر میں کم از کم ضلعی سطح تک منظم وفعال کیا جائے۔

جمہوری حکومت میں عوام کو غم خوشی اور غصہ کے اظہار کے لیے سڑکوں بازاروں میں جلوس نکالنے اور احتجاجی مظاہرے کرنے کا آئینی حق حاصل ہوتا ہے۔ مشاہدہ کی بات ہے کہ وہ چوراہوں میں مخالفین پر ایسے نازیبا جملے کستے ہیں وہ جس کو سن کر فریق ثانی کے جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں یوں ایک طبقہ کی آزاری رائے دوسروں کی دل آزاری کا سبب بنتی ہے۔ یہی طرز عمل دہشت گردی کو جنم دیتا ہے۔ اس لیے مذہبی وسیاسی رسوم وتقریبات کو اسلامی سنٹرز، پبلک ہالز یا اوپن گراؤنڈ تک محدود رکھنا وطن کی سلامتی ویک جہتی کا اہم تقاضا ہے۔

سانحہ کربلا ۱۰ محرم کو ہوا، اہل سنت اُس دن امن عامہ کے تحت چار دیواری سے باہر نہ نکلیں اور نہ ہی چھت پر چڑھ کر جلوس دیکھیں۔ خدانخواستہ طاغوتی لابی تخریبی کارروائی کرے تو خواہ مخواہ اہل سنت تماشائیوں کی شامت آجائے۔

ماتمی لباس میں ملبوس شیعہ اہل سنت کو روزمرہ لباس میں دیکھ کر مشتعل ہو جاتے ہیں اور وہ اہل سنت کے اسلاف پر طعن وتشنیع شروع کر دیتے ہیں، اس طرح تصادم کا خطرہ لاحق رہتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، چنانچہ اہل سنت ۹ اور ۱۰ محرم کو روزہ رکھنے کو معمول بنالیں اور گھروں سے باہر نہ نکلیں۔

شیعوں کا بھی اخلاقی فرض ہے کہ اگر کسی سنی محلے میں دو تین شیعہ گھرانے آباد ہوں تو اُن کی آڑ لے کر جلوس کا نیا راستہ اختیار کرنے سے اجتناب کریں۔ انتظامیہ اس موقع پر عموماً چوکس ہوتی ہے۔ قانونی طور پر اُن کا فرض منصبی ہے کہ انھیں نیا راستہ اختیار نہ کرنے دیں۔

شیعہ صاحبان جن ائمہ کرام کو اپنا امام و پیشوا تسلیم کرتے ہیں اہل سنت بھی اُن کی قدر ومنزلت کے قائل ہیں بلکہ اہل بیت سے محبت اہل سنت کے ایمان کی بنیاد ہے۔ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت علی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ البتہ اہل سنت کا اخلاقی فرض ہے کہ اُن کے امام زمانہ سے متعلق واقعات کو محتاط انداز میں بیان کریں۔

شیعہ پندرہ شعبان کو جشن ظہور امام زمانہ مناتے ہیں۔ اس موقع پر عموماً مقررین بیان کرتے ہیں کہ امام زمانہ آ کر غاصبین سے اس طرح کا انتقام لیں گے۔ شیعہ حضرات بھی اس قسم کے فتنہ انگیز بیانات سے اجتناب کریں۔

شیعہ سنی تصادم کے دور میں دل آزار اور فتنہ انگیز کتابیں شائع ہوئیں، اُن کو ضبط کیا جائے اور آئندہ اشاعت پر پابندی لگائی جائے۔ البتہ وہ کتب جن میں شیعہ اور اہل سنت علماء نے تحقیقی انداز میں اپنے موقف کی وضاحت کی ہو اور عقلی و نقلی دلائل کی روشنی میں الزامات کو رد کیا ہو، اس قسم کی کتابوں کی اشاعت بدستور جاری رہنی چاہیے تاکہ کفریہ توپ خانہ بند ہو اور تحقیقی ذوق پروان چڑھے۔

محرم کے دنوں میں ریڈیو، ٹی وی پر شہدائے کربلا کے فضائل ومناقب بیان کرنے پر اہل سنت کو قطعاً اعتراض نہیں لیکن اس سانحے کی آڑ میں مخصوص عقائد کا پرچار فتنہ انگیزی ہے، چنانچہ اس قسم کے مقررین کے پروگرام قطعاً نشر نہ کیے جائیں۔ محرم کی طرح خلفائے راشدین کے یوم وفات پر دیگر تفریحی پروگرام بند کیے جائیں۔ ان مخصوص ایام میں خلفاء کے فضائل ومناقب اور اسلامی خدمات کو دعوتی واصلاحی انداز میں پیش کیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیدی فرقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا قائل ہے لیکن وہ خلفائے راشدین کی شان میں توہین نہیں کرتے۔ وہ مسلم ممالک میں جہاں جہاں آباد ہیں وہاں آج تک دنگا فساد کی نوبت نہیں آئی اور سکون سے رہ رہے ہیں۔ چنانچہ وطن عزیز میں امن وامان برقرار رکھنے کے لیے ایک دوسرے پر تبرا بازی کی روک تھام ضروری ہے۔

ڈاکٹر موسیٰ الموسوی شیعہ قیادت کے مرکز الامام الاکبر سید ابوالحسن الموسوی الاصفہانی کے گھرانے میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے اجتہاد کے موضوع پر فقہ اسلامی میں ایم۔ اے کی ڈگری نجف اشرف یونیورسٹی سے حاصل کی۔ ۱۹۵۵ء میں تہران یونیورسٹی سے اسلامی قانون میں ڈاکٹریٹ کیا۔ ایران وعراق کے علاوہ مغربی ممالک کی یونیورسٹیوں میں اسلامی قانون وفلسفے کے استاد رہے۔ علامہ خمینی کی جلا وطنی کے ایام میں اُن کے کام آئے۔ انھوں نے شیعہ ودیگر اسلامی فرقوں کے مابین گروہی اختلاف کی بیخ کنی کے لیے ''الشیعہ والتصحیح'' تحریر کی جو عالم اسلام خصوصاً پاکستان میں شیعہ سنی نظریاتی اختلاف کی شدت کو راہِ اعتدال پر لانے کے لیے مؤثر اور کارگر ثابت ہوسکتی ہے، چنانچہ ہفت روزہ میگزین اور ماہنامہ ڈائجسٹ اس کا ترجمہ قسط وار شائع کریں۔ مزید برآں ملی یکجہتی کونسل یا دیگر کوئی ادارہ اسے لاگت قیمت پر کتابی صورت میں شائع کر کے فروخت کا اہتمام کرے تو اس سے یقیناً شیعہ سنی اتحاد میں مثبت اور تعمیری انداز میں پیش رفت ہوسکتی ہے۔

اہل بیت عظام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی حرام ہے۔ حکومت علماء اور قانونی ماہرین کو اعتماد میں لے کر اس کی سزا متعین کرے جس پر سختی سے عمل درآمد کیا جائے تاکہ مذہبی تصادم کا فتنہ زمین میں دفن ہوجائے۔

زیر نظر تحریر میں شیعہ سنی مذہبی تصادم کے بنیادی اسباب اور تدارک کے چند بنیادی پہلوؤں پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ علماء کے مشورے سے حتمی لائحہ عمل تیار کرے جس کو قانونی شکل دینے سے فرقہ وارانہ جنگ کے شعلوں کو بجھایا جاسکتا ہے۔ امت مسلمہ میں اتحاد ویکجہتی کے فارمولے سے وطن عزیز میں پائیدار امن واستحکام قائم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے گا اور مسلم امہ کو باہمی سر پھٹول اور فرقہ وارانہ جنگ سے بچانے کے نتیجے میں صہیونی ورلڈ آرڈر کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اسی صہیونی آرڈر کا شاخسانہ ہے کہ امت مسلمہ کی بطورِ امتِ واحدہ یک جہتی کو پارہ پارہ کرنے کے لیے اسلام دشمن قوتیں برسرِ پیکار ہیں اور وہ مسلم ملک میں وحدت کی تخم ریزی کرنے والوں کے درپے رہتی ہیں اور افتراق و انتشار کی قوتوں کی ہر طرح سے سرپرستی کرتی ہیں۔

اسلام کے نام لیوا ہم سب لوگوں کا فرض ہے کہ ہم قرآن وسنت کی بنیاد پر اپنے عقائد و اعمال کو استوار کرتے ہوئے ہر قسم کی فرقہ واریت سے اجتناب کریں، اسلام کے درسِ اتحاد کو حرزِ جاں بنائیں اور فقہی اختلافات صرف علماء تک محدود رکھتے ہوئے عوام کے ذہنوں کو مسموم کرنے سے گریزاں ہوں۔ مزید برآں نفرت انگیز تقاریر اور رویوں سے مکمل گریز کریں اور اسلام کی مقدس ہستیوں کو اس احترام سے نوازیں جو ان کی عظمت و توقیر کے شایانِ شان ہو۔ یہ راستہ اختیار کرنے سے نفرتوں کے بادل چھٹیں گے اور محبتوں کے زمزمے ہر سُو بہتے دکھلائی دیں گے۔ ☆

☆ ماہنامہ ضیائے حدیث محرم ۱۴۳۶ھ۔ نومبر ۲۰۱۴ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سانحہ پشاور فساد فی الارض

اسلام کے معنی امن وسلامتی کے ہیں اور اپنے پیروکاروں کو حکم دیتا ہے کہ وہ کسی پر ظلم نہ کریں، انسانی جان کی قدر و قیمت اس حد تک ہے کہ ایک انسان کا قتل ناحق ساری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَ مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ (المائدة: ٣٢)

"جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کی جان بچائی اس نے گویا تمام انسانوں کی زندگی بخش دی۔"

محسن انسانیت ﷺ نے غیر مسلموں پر ظلم کرنے سے منع کیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"خبردار! جس نے ذمی کافر پر ظلم کیا یا اسے نقصان پہنچایا اس کی طاقت سے زیادہ کام لیا، اس کی تھوڑی سی چیز بھی اس کی رضا کے بغیر لی تو کل قیامت کے دن میں ایسے شخص سے جھگڑا کروں گا۔" (ابوداود)

"ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا سبب ہوگا۔" (بخاری)

حالت امن ہو یا جنگ اسلام ہر موقع پر عدل وانصاف کی تعلیم دیتا ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ملک شام کی طرف لشکر روانہ کیا تو ان کو نصیحت فرمائی:

"عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرنا، پھل دار درخت نہ کاٹنا، بستان ویران

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ کرنا، کوئی بکری یا اونٹ کھانے کے سوا ذبح نہ کرنا، کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ جلانا، خیانت نہ کرنا اور بزدلی نہ دکھانا۔" (موطا امام مالک)

اسلام کے سنہری دور میں مسلمانوں نے اپنوں اور بیگانوں کی عزت جان و مال کے تحفظ کے لیے جہاد کیا، انہوں نے فتح یاب ہو کر اللہ کا نازل کردہ امن و سلامتی کا نظام نافذ کیا، سپین اور سندھ کی تاریخ اس امر کی شاہد ہے۔

جہادِ اسلامی کے چند اصول وضوابط درج ذیل ہیں:

- اہل قتال کو آگ میں نہ جلایا جائے۔
- کسی کو باندھ کر نہ مارا جائے۔
- قیدی کو قتل نہ کیا جائے۔
- لاش کو بگاڑا نہ جائے۔
- سفیر کو قتل نہ کیا جائے۔
- بدعہدی نہ کی جائے
- راہب اور عابدوں کو ستایا نہ جائے۔
- اور جانوروں کو ہلاک نہ کیا جائے۔

قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے اسلام کے زریں ضابطوں کو مدنظر رکھ کر جہاد کیا تو وہ کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ وہاں عدل وانصاف کر کے امن و آشتی کا ماحول استوار کیا۔ جب سے مسلمانوں نے جہاد سے جی جرایا، تو ان کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا اور طاغوتی قوتوں نے ان پر قبضہ جما لیا۔

مخبر صادق محمد ﷺ نے فرمایا: "جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔"

آپ کی پیشن گوئی کے مصداق مسلمانوں میں سے ایک جماعت نے حق وانصاف کی حکمرانی کے لیے جہاد جاری رکھا اور قیامت تک جاری رکھے گی۔ چنانچہ طاغوتی قوتوں نے مسلم دنیا میں ایسے افراد کا انتخاب کیا جنہوں نے جہاد کی منسوخی کا اعلان کیا، جب اس نظریہ کو پذیرائی نہ ملی تو جہاد کے نام پر ایسی تنظیموں کی سرپرستی کی جنہوں نے پے در پے دہشت گردی کی وارداتیں کر کے اسلام کو بدنام کیا۔

۱۶ دسمبر ۲۰۱۴ء کو دہشت گردوں نے آرمی پبلک سکول پشاور کے ۱۳۲ بچوں کو ہلاک کر دیا۔ ننھے منے تو شہید ہو کر فرشتوں کی آغوش میں محو استراحت ہو گئے لیکن ان کے والدین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور عزیز واقارب کے اذہان پر خون میں لت پت معصوم بچوں کے عکس نقش کر گئے۔ وہ زندگی بھر آہیں بھرتے رہیں گے۔ (الٰہی ان کو دردناک صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے اور نعم البدل نعمتوں سے سرفراز فرما) ہر وہ پاکستانی جس کے جسم میں دل کا لوتھڑا ہے وہ ان کے غم میں خون کے آنسو بہا رہا ہے اور ان شیطان کے چیلوں پر لعنت برسا رہا ہے جو انسان کے روپ میں بھوت بن کر آئے اور آگ کے شعلے برسا کر ان نوخیز کلیوں کو جھلسا دیا۔ ان کا یہ فعل جہاد نہیں بلکہ فساد فی الارض ہے۔ پاک فوج کی جوابی فائرنگ سے دہشت گرد مارے گئے یہ کون تھے؟...... کہاں سے آئے؟...... حکومت نہایت سرعت سے چھان بین کر رہی ہے۔

پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا، تحریک پاکستان کے دوران ہزاروں افراد نے جانوں کی قربانی دی، لاکھوں افراد اپنا مال ومتاع چھوڑ کر ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے، سینکڑوں ماؤں، بہنوں کی عصمت کو داغدار کیا گیا۔ امن وسلامتی کے قلعہ میں ۱۳۲ بچوں کو جس طرح بے دردی سے قتل کیا گیا تحریک پاکستان کے شہداء نے اللہ کے دربار میں باز پرس کی تو پاکستانی قوم کیا جواب دے گی؟

تاریخی حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے جہاد کی منسوخی کا اعلان کیا، وہ برطانیہ یا اسرائیل کا باشندہ نہیں تھا بلکہ برصغیر کا پیدائشی تھا۔ میر جعفر ومیر صادق نے غداری کر کے انگریزوں کا ساتھ دیا، ان کا تعلق بھی برصغیر سے تھا اور وہ دونوں نام نہاد مسلمان تھے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ سانحہ پشاور کے ملزموں کا تعلق پاکستان یا قبائلی علاقہ سے ہو اور وہ نام نہاد جہادی تحریک سے منسلک ہوں لیکن ان کے سینے ایمان کے نور سے تہی دست تھے۔ وہ مرتد ہو کر رسوائی کی موت مرے۔ محسن انسانیت محمد ﷺ بچوں کے سروں پر شفقت سے ہاتھ رکھتے، جن بچوں کا کوئی وارث نہ ہوتا رحمت کائنات ﷺ ان کی سرپرستی کرتے۔ مخبر صادق ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس نے چھوٹوں پر شفقت نہ کی اور بڑوں کا ادب نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں۔'' سانحہ پشاور کے ملزموں کا نام چاہے مسلمانوں جیسا ہو وہ شافی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محشر ﷺ کے امتی کہلوانے کے حقدار نہیں۔

پاک فوج کی جوابی فائرنگ سے قاتل تو مر گئے لیکن اس امر کا کھوج لگانا ضروری ہے کہ انہوں نے کس کے اشارے پر سقوطِ ڈھاکہ کے دن ۱۶ دسمبر کو بچوں کے خون سے ہولی کھیلی؟

سانحہ پشاور کی بدولت پاکستان کے سیاسی و مذہبی لیڈروں نے ذاتی و جماعتی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر حکومت کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا ہے، انہوں نے دہشت گردی کے خاتمہ کے لیے متفقہ لائحہ عمل اختیار کیا ہے۔

پاکستان کی عدلیہ نے جن دہشت گردوں کو موت کی سزا سنائی تھی، لیکن عالمی انسانی حقوق کی تنظیموں کی اپیل پر ۲۰۰۸ء سے پھانسی کی سزا معطل تھی۔ حکومت متفقہ فیصلہ کے بعد یکے بعد دیگرے ان مجرموں کو پھانسی پر لٹکا رہی ہے جو قابل تحسین ہے۔ اس سے دہشت گردی میں کمی آئے گی۔ ان شاء اللہ

اسلام میں حدود و تعزیرات کا نفاذ معاشرہ میں فتنہ فساد کا خاتمہ کر کے امن و آشتی کا ماحول سازگار کرتا ہے۔ پاکستان کے لیڈروں سے بجا طور پر توقع کرتے ہیں کہ وہ نظریہ پاکستان سے عملی وابستگی کا ثبوت دیں اور اسلامی حدود و تعزیرات پر عمل درآمد کے لیے اتحاد و یکجہتی کا ثبوت دیں تاکہ پاکستان حقیقی معنوں میں امن کا گہوارہ اور سلامتی کا قلعہ بن جائے۔

اسلام عدل و انصاف پر مبنی ایسا نظام ہے جو مسلمانوں کو واضح طور پر تعلیم دیتا ہے کہ کسی قوم کی عداوت و دشمنی میں آ کر تم عدل و انصاف کا دامن نہ چھوڑنا:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُونُوا۟ قَوَّٰمِينَ لِلَّهِ شُهَدَآءَ بِٱلْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَـَٔانُ قَوْمٍ عَلَىٰٓ أَلَّا تَعْدِلُوا۟ ۚ ٱعْدِلُوا۟ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ (المائدة: ۸)

''اے ایمان والو! اللہ کے لیے گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔"

سانحہ پشاور اسلام کو بدنام کرنے اور پاکستان کو عالمی برادری میں رسوا کرنے کے لیے ایک سازش ہے۔

حکومت پاکستان کا فرض منصبی ہے کہ وہ اس دردناک سانحہ میں بالواسطہ یا بلاواسطہ ملوث افراد کو عدالتی کارروائی کے بعد عبرت ناک سزا دے۔ لیکن اس واقعہ کی آڑ میں بغیر ثبوت دینی مدارس پر چڑھائی اور دیندار طبقہ کو پکڑ کر تشدد کا نشانہ بنانا انصاف کے منافی ہے۔

اللہ رحیم وکریم شہریوں کو پر امن رہنے اور حکومت کو عدل وانصاف کے تقاضے پورا کرنے کی توفیق دے۔

قادر مطلق ہماری حکومت، علماء اور میڈیا کو دہشت گردی کے خاتمہ کے لیے احسن انداز میں اپنی اپنی خدمات سرانجام دینے کی صلاحیت عطا فرمائے۔ آمین (1)

---

(1) ہفت روزہ اہل حدیث 23 تا 29 جنوری 2015ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رجوع الی اللہ

اسلام نہ صرف بنی نوع انسان کی عزت اور جان و مال کے تحفظ کی ضمانت فراہم کرتا ہے بلکہ جانوروں کے حقوق کا بھی محافظ ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رات کو گشت کرتے تھے۔ کوئی بھوکا تو نہیں سویا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ دریائے فرات کے کنارے اگر ایک کتا بھوک سے مرگیا تو روز محشر عمر سے باز پرس ہوگی۔

پاکستان بھی امن و سلامتی کے اسی نظام کے نفوذ کے لیے معرض وجود میں آیا۔ لیکن بدقسمتی سے کرپشن کی بہ دولت وطن عزیز معاشی طور پر مفلوج ہو چکا ہے۔ حکومت بجٹ کا خسارہ پورا کرنے کے لیے عالمی مالیاتی اداروں سے اربوں ڈالر قرض لے چکی ہے۔ جس کی سودی قسط ادا کرنے کے لیے ٹیکس کی شرح میں ہر سال اضافہ جاری ہے۔ بجلی اور گیس کی قلت کا بحران ہے۔ تعلیم و صحت کی ارزاں سہولتوں کا فقدان ہے۔ غریب لوگ بھوک مہنگائی اور بے روزگاری سے تنگ آ کر خودکشی کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔

پاک سرزمین میں قتل و غارت، لوٹ مار اور عصمت دری کے واقعات روزمرہ زندگی کا معمول بن چکے ہیں۔ شیطانی چیلے مذہبی عبادت گاہوں اور سکولوں میں بم دھماکے کر کے معاشرے میں خوف و ہراس پھیلا رہے ہیں۔ راولپنڈی، پشاور، شکارپور اور لاہور میں بچوں سمیت سیکڑوں بے گناہ شہری دہشت گردی کا نشانہ بن چکے ہیں۔ صحت مند شہری ٹی وی سکرین پر خون میں لت پت لاشوں کے دردناک منظر دیکھ کر دل کے مریض بن رہے ہیں، دن بھر کے تھکے ماندے شہریوں کا سیر و تفریح کے لیے گھومنا پھرنا اور دیہاتیوں کا سودا سلف خریدنے کے لیے شاپنگ بیگ اُٹھا کر بازار سے گزرنا حفاظتی عملے کی نظروں میں مشکوک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ بن گیا ہے۔

حکومت ہر قسم کی جارحیت اور دہشت گردی کے خاتمے کے لیے متحرک و فعال ہے۔ تاہم دل میں خشیت الٰہی کے لیے محمد عربی ﷺ کا تجویز کردہ روحانی علاج بھی ضروری ہے۔

اللہ ذوالجلال نے اپنے بندوں کی آزمائش کے لیے مختلف بیماریاں پیدا کی ہیں۔ سبحان اللہ وہ کتنا رحیم و کریم ہے کہ اُس نے ہر بیماری کا علاج بھی اُتار دیا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ننانوے روحانی بیماریوں کا علاج توبہ و استغفار ہے۔

انبیائے کرام نے غیر اللہ کی نفی کر کے اکیلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا درس دیا۔ جن لوگوں نے دعوت قبول کر لی وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوئے۔ جن قوموں نے نہ صرف یہ کہ انکار کیا بلکہ انبیاء کو تضحیک نشانہ بنایا، اللہ تعالیٰ نے اُن کو عذاب سے دو چار کر کے عبرت کا نشان بنا دیا۔ البتہ قوم یونس نے اپنے کیے پر نادم ہو کر توبہ کی۔ رب تعالیٰ نے اُن کو معاف کر دیا۔

قوم یونس کے لوگ نینوا (موصل) میں رہتے تھے۔ وہ کفر و شرک اور سماجی برائیوں میں مبتلا تھے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اُن کو بت پرستی ترک کرنے اور ایمان لانے کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے انکار کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے نزول عذاب کی خبر دی۔ صبح کو عذاب کے آثار نمودار ہوئے آسمان پر سیاہ ہیبت ناک بادل آیا ہر طرف اندھیرا چھا گیا یہ دیکھ کر انھیں یقین ہو گیا کہ عذاب آنے والا ہے۔ تو اُنھوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کیا آپ نظر نہ آئے تو اُن کو فکر لاحق ہو گئی کیوں کہ حضرت یونس علیہ السلام نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ وہ اپنی عورتوں بچوں اور جانوروں کو لے کر جنگل کو نکل گئے توبہ و استغفار کیا۔ سب نے بارگاہ الٰہی میں رو رو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور تسلیم کیا۔ جو یونس علیہ السلام نے دعوت دی اس پر ایمان لائے اور اپنے جرموں پر توبہ صادق کی۔ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ سے اخلاص کے ساتھ مغفرت کی دعائیں کیں۔ پروردگار نے اُن پر رحم کیا۔

کبھی ہم نے غور و فکر کیا کہ تحریک آزادی کے دوران پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کے نعروں کی گونج میں ہم نے وعدہ کیا تھا کہ یا اللہ تو ہمیں زمین عطا کر ہم تیری زمین میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیرا نازل کردہ نظام نافذ کریں گے۔ یکے بعد دیگرے آنے والے حکمرانوں نے وعدہ وفا نہ کیا۔اس بدعہدی کی بنا پر پاکستان گوناں گوں مسائل سے دو چار ہے۔حکومت ریاست کے ایک حصے پر کنٹرول کرتی ہے تو دوسرے علاقے میں دہشت گردی کی واردات ہو جاتی ہے!

آیئے! ہم اپنے رب سے کیے ہوئے وعدے کو پورا کرنے کا عزم کریں اور اپنے جرموں کی معافی کے لیے قوم یونس کی طرح گڑگڑا کر دعا مانگیں:

اے اللہ ہم تیرے خطا کار بندے ہیں ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما۔تو غفور و رحیم ہے ہماری حالت پر رحم فرما۔

فرد، معاشرے اور حکومت پر آنے والے مصائب اور پریشانیوں کا موثر اور مفید علاج محسن انسانیت محمد ﷺ نے تجویز فرمایا:

((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.))

اس پر عجز وانکساری سے عمل کرنے کی ضرورت ہے۔قومی مسائل اور دہشت گردی کے خاتمے کے لیے ظاہری اسباب کو اختیار کرنا زندہ قوموں کا وتیرہ ہے۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ کٹھن حالات میں رب سے استغفار کرنا اور مدد مانگنا مومنوں کا شیوہ ہے۔اللہ پاکستان کو طاغوتی قوتوں اور اُن کے چیلوں کی دہشت گردی سے محفوظ رکھے اور ابر رحمت برسا کر اسے امن وسلامتی کا گہوارہ بنادے، آمین۔(1)

---

(1) الاعتصام 03 فروری تا 09 فروری 2015ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عوامی حکومت قائم کرنے کا لائحہ عمل

جمہوریت ایسا نظام ہے جس میں عوام کی حکومت عوام کے لیے اور عوام کے ذریعے قائم ہوتی ہے، لنکن کی تعریف کی روشنی میں ''عوام کی حکومت'' سے مراد حکومت اور اقتدار پر عوام کا قبضہ ہو کوئی خاص طبقہ یا فرد حاکمیت نہ رکھتا ہو۔ ''عوام کے لیے'' کا مطلب ہے کہ حکومت جو منصوبہ بنائے ان کا مقصد عوام کی بہتری ہو مخصوص لوگوں کے مفادات کا تحفظ نہ ہو۔ ''عوام کے ذریعے'' کے معنی ہیں حکومت کا قیام عوام کی مرضی سے قیام میں آتا ہو، وہی اختیارات کا سرچشمہ ہوں۔

پاکستان میں جو انتخابی طریقہ کار رائج ہے اس میں عوام اپنے انتخابی حلقہ کے امیدواروں میں پسندیدہ امیدوار کے حق میں رائے کا اظہار کرتے ہیں، منتخب قومی نمائندے پانچ سال تک عملی میدان میں بااختیار ہو جاتے ہیں، وہ قانون سازی، انتظامی امور اور وزیراعظم کے چناؤ میں سیاہ وسفید کے مالک بن جاتے ہیں۔ وزیراعظم اور ان کی کابینہ عوامی امنگوں کو پس پشت ڈال کر منتخب نمائندوں کے مفادات کو مدنظر رکھتی ہے۔

حکومت عدم اعتماد کی تحریک سے بچنے کے لیے نمائندوں کے جائز وناجائز مطالبات پورا کرتی ہے، تعمیراتی منصوبوں کی آڑ میں سیاسی رشوت دی جاتی ہے، عوام کی معاشی خوشحالی اور فلاح و بہبود کے منصوبوں کو ثانوی حیثیت دی جاتی ہے۔

عوام ووٹ دے کر پانچ سال تک بے بس ہو جاتے ہیں، اقتدار منتخب نمائندوں کے پاس منتقل ہو جاتا ہے، آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ نمائندے پہاڑ کی کان سے نمودار نہیں ہوتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ عوام کے ووٹوں سے منتخب ہوتے ہیں۔

آپ کا جواب معقول ہے تاہم غور طلب پہلو ہے کہ نمائندوں کے چناؤ کا طریقہ کار ایسا ہے جس میں حصہ لینے کے لیے بے پناہ سرمایہ اور وسائل کی ضرورت ہوتی ہے، ایسا شخص جو بمشکل اہل وعیال کا پیٹ پال رہا ہو، جس کے گھر کا کوئی فرد بیمار ہو جائے آپریشن کے لیے اسے قرضہ لینا پڑتا ہے، وہ انتخابی مہم کے لیے لاکھوں کروڑوں روپے کہاں سے لائے، اس بنا پر عوام کی مجبوری ہوتی ہے کہ وہ اپنے حلقہ کے امیدوار صاحبان جو عموماً سرمایہ دار اور جاگیردار ہوتے ہیں ان میں سے کسی ایک کے حق میں ووٹ کاسٹ کریں یہی منتخب نمائندے سینٹ کے ارکان وزیراعظم اور صدر کا انتخاب کرتے ہیں جو کہ لمحہ فکریہ ہے۔

عوامی حکومت کے قیام کے لیے براہِ راست انتخابی طریقہ موزوں ہے جس میں عوام خود ریاستی سربراہ صدر یا وزیراعظم کے حق میں رائے کا اظہار کرتے ہیں، بلا واسطہ انتخابی نظام کی بدولت عوام کی سیاسی تربیت ہوتی ہے، وزیراعظم کو منتخب نمائندوں کی بجائے عوام کے ساتھ براہ راست جواب دہ ہونا پڑتا ہے، اسے خطرہ لاحق رہتا ہے کہ اگر اس نے شہریوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ فراہم نہ کیا تو عوامی قوت ان کا محاسبہ کرے گی، بالواسطہ انتخابی نتائج میں دو سیاسی جماعتیں متوازی نشستیں حاصل کرلیں تو آزاد قومی اسمبلی ارکان کی نیلامی کروڑوں روپے تک پہنچ جاتی ہے۔ لیکن براہ راست انتخابی طریقہ کار میں مرکزی امیداوار ریاست بھر کے رائے دھندگان سے ووٹ نہیں خرید سکتا۔ چنانچہ یہی طریقہ مناسب ہے، سوئٹزر لینڈ نے بلاواسطہ جمہوری نظام کو اپنایا ہوا ہے۔

ملک کی سیاسی جماعتیں مرکزی عہدیدار صدر یا وزیراعظم کے انتخاب کے لیے اپنا اپنا امیدوار نامزد کریں الیکشن کمیشن اہلیت و قابلیت کا معیار دیکھ کر تصدیق کرے۔ عوام ان میں سے موزوں امیدوار کے حق میں ووٹ کاسٹ کریں۔ عوام کے ووٹوں سے براہ راست منتخب سربراہ عوامی فلاح و بہبود کے کاموں میں خصوصی توجہ دے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشیروں کا تقرر

عقلمندی کا تقاضا ہے کہ جس قسم کا مسئلہ درپیش ہو اس سے متعلقہ ماہر سے مشورہ کیا جائے مثلاً اگر کوئی مریض ہے تو ڈاکٹر سے مشورہ کریں گے کوئی مقدمہ ہے تو وکیل سے رجوع کریں گے۔ تعمیر کا معمہ ہے تو انجینئر یا معمار کی خدمات حاصل کریں گے۔ وطن عزیز میں زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلقہ علمی وفنی ماہرین کی کمی نہیں۔ جن کی اہلیت، ذہانت، دیانت معاشرہ میں معروف شئے ہوتی ہے، لیکن وہ انتخابی عمل میں حصہ لے کر منتخب ہونے کی حیثیت نہیں رکھتے، ضرورت اس امر کی ہے کہ زرعی، صنعتی، انتظامی، تعلیمی، تجارتی، صنعتی اور سائنسی شعبوں کی ترقی واصطلاحات کے لیے معروف ماہرین کو مشیر مقرر کیا جائے، سربراہ ریاست کو جس شعبہ کی ترقی پر غور کرنا ہو تو اس کے ماہرین سے مشورہ کرے۔

عالمی دباؤ کے تحت ارکان پارلیمنٹ کا چناؤ ناگزیر ہو تو ارکان اور ووٹران کے لیے علمی معیار مقرر کیا جائے۔ انسان نے خداداد فہم وفراست کی بدولت طب سائنس ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی کے کمال دکھائے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ تاہم ضروری نہیں کہ ہر انسان بیک وقت تمام علوم وفنون میں ماہر ہو یہی وجہ ہے کہ جس قسم کی آسامی ہو اس پر تعیناتی کے لیے اسی قسم کی علمی وفنی سند کو مدنظر رکھا جاتا ہے، مثلاً پروفیسر کے لیے پی ایچ ڈی، سول جج کے لیے ایل ایل بی اور کلرک کے لیے ٹائپنگ میں ماہر ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح قومی وصوبائی ارکان کے لیے قانونی طور پر تعلیمی معیار اور اہلیت ومہارت کا ہونا ضروری ہے۔

ملازمت کے امیدواروں کی علمی ذہانت، پیشہ ورانہ مہارت کا ٹیسٹ لینے کے لیے تعلیم یافتہ وباصلاحیت افراد پر مشتمل بورڈ تشکیل دیا جاتا ہے۔ ارکان پارلیمنٹ کا چناؤ کرنے والے تعلیم یافتہ ووٹران کا ہونا ضروری ہے۔

قومی وصوبائی ارکان کی اہلیت یہ ہو کہ وہ مسلمان ہو، عمر چالیس سال سے کم نہ ہو، ذہنی طور پر صحت مند ہو، اسلامیات، سیاسیات، تاریخ معاشیات، سائنس وٹیکنالوجی وغیرہ کسی اہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضمون میں پی ایچ ڈی ہو۔

قانونی وانتظامی ضابطے طے کرنا ان کے اختیار میں ہو، علاقہ کی ترقی اور سڑکوں نالیوں کی تعمیر کے لیے ان کو قطعاً مالی اختیارات نہ دیئے جائیں یہ ذمہ داری ضلعی ارکان کے سپرد کی جائے۔

قومی وصوبائی ارکان کے چناؤ کے لیے ووٹران کی عمر ۳۰ سال سے کم نہ ہو۔ ان کی تعلیم بی اے یا اس کے مساوی ہو۔

ضلعی ارکان اور یونین کونسل کے چیئرمین کے لیے تعلیمی معیار بی اے ہو۔ عمر ۳۰ سال سے کم نہ ہو۔ لیکن یونین رکن کے لیے تعلیمی معیار ضروری نہیں۔

ضلعی ویونین کونسل کے ارکان کے چناؤ کے لیے ووٹران پر تعلیمی شرط عائد نہ ہو خواندہ و ناخواندہ ہر شہری کو بالغ رائے دینے کی بنیاد پر ووٹ دینے کا اہل ہو۔ علاقہ کی تعمیر وترقی اور عوامی فلاح وبہبود کے امور ضلعی ویونین کونسل کے ارکان کی ذمہ داری ہو۔

وطن عزیز میں حقیقی بنیاد پر فلاحی وجمہوری حکومت کے قیام کے لیے ارکان اور ووٹران کا تعلیم کے زیور سے آراستہ ہونا ضروری ہے، اس سے معاشرہ میں تعلیم کا رجحان بڑھ جائے گا، اور اعلیٰ تعلیم کی مسابقت شروع ہو جائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فلاحی جمہوری نظام کے تقاضے

ریاست کی طرف سے شہریوں کو جو سہولتیں اور مراعات دی جاتی ہیں انھیں حقوق کہتے ہیں۔ جمہوری نظام میں شہریوں کو بنیادی حقوق حاصل ہوتے ہیں جس جمہوری ملک میں شہریوں کو زیادہ بنیادی حقوق حاصل ہوں عالمی برادری میں اُس کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور ایسی جمہوریت کو کامیاب تصور کیا جاتا ہے۔ آزادیٔ رائے کے حق کی بنا پر جمہوری نظام کو انسانوں کے خودساختہ دیگر نظام ہائے زندگی پر فوقیت حاصل ہے۔

پاکستان کو آزاد ہوئے پون صدی گزرنے کو ہے، درست ہے کہ کچھ عرصہ مارشل لا کا بھی رہا۔ تاہم وقفے وقفے سے انتخابات ہوتے رہے لیکن فلاحی حکومت قائم نہ ہوسکی۔ عالمی بنکوں کے قرضوں پر سود کی قسط دینے کے لیے عوام کو ٹیکس کے بوجھ تلے روندا جارہا ہے۔ لیکن عوام حقِ مکان، حقِ زندگی اور صحت و تعلیم کی سہولتوں سے محروم ہیں۔ سیاسی اجارہ داری چند خاندانوں تک محدود ہوکر رہ گئی ہے وہ چڑھتے سورج کو دیکھ کر وفاداری بدل لیتے ہیں۔ عوام ان سے بہ خوبی آگاہ ہیں وہ آزادیٔ رائے کا حق رکھنے کے باوجود مراعات یافتہ طبقے کو ووٹ دینے پر مجبور ہوتے ہیں، چنانچہ آزادیٔ رائے کے حق کو یقینی بنانے کے لیے ان مجبوریوں کا تدارک ضروری ہے۔

حق ملکیت مکان:

شہری کی ذہنی صلاحیتوں کی نشو و نما کے لیے رہائشی سہولت کی ملکیت فراہم کرنا فرض ہے۔ جس شخص کو سر چھپانے کے لیے اپنی جگہ میسر نہ ہو وہ آزادیٔ رائے کی قدر و قیمت کیا جانے۔ جب وہ سیاسی شعور سے آشنا نہ ہو تو وہ آزادیٔ رائے کا حق استعمال نہیں کرسکتا۔ پاکستان کی دیہی آبادی میں ایسے علاقے تا حال موجود ہیں جہاں غریب عوام جاگیرداروں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زمین پر رہائش پذیر ہیں۔ مالک زمین جہاں حکم دے، رعایا اسی انتخابی نشان پر مہر لگاتی ہے۔ اگر کوئی اپنی مرضی سے رائے کا اظہار کرتا ہے تو اُس کو مکان سے بے دخل کر دیا جاتا ہے۔ گزشتہ ادوار میں پانچ اور سات مرلہ سکیم کا اجرا ہوا لیکن بعض دیہاتوں کے عوام محروم رہے۔ اسی طرح چند قدیم دیہاتوں میں عوام کو آبادی کے رقبے پر قبضے کی اسناد ملی ہیں لیکن جدید آبادیاں اور کالونیاں اس طرح کے سرٹیفیکیٹ سے محروم رہیں، کیوں؟ اس لیے کہ پیپلز پارٹی کے دورِ اقتدار سے قبل تک جاگیردار طبقہ دیہی آبادی میں سکونت کے لیے جگہ فروخت نہیں کرتا تھا۔ جو ضرورت مند طلب کرتا تو اُسے مکان تعمیر کرنے کی اجازت دے دیتے۔ غریب رعایا نے نشیبی علاقوں میں بے انتہا مٹی ڈال کر بنیاد رکھی، خون پسینے کی کمائی سے مکان تعمیر کیا کافی عرصہ یہی سلسلہ چلتا رہا۔ اس طرح دیہی علاقے میں غریب عوام پشت در پشت سے آباد ہیں لیکن پٹواری کے رجسٹر مال پر جگہ بدستور جاگیردار طبقے کے نام رہی۔

رعایا کی نئی نسل میں سیاسی شعور بیدار ہوا۔ اُنھوں نے جاگیردار کی مرضی کے خلاف آزادیِ رائے کا اظہار کیا یا اُن کی بیگار سے انکار کیا یا جاگیرداروں کی نئی نسل کو بھوک نے ستایا اُنھوں نے قدیم مکینوں کو حکم جاری کر دیا کہ ملبہ اُٹھالو اور جگہ خالی کر دو۔ ورنہ موجودہ شرح کے مطابق جگہ کی قیمت ادا کر دو۔ رعایا نے قیمتی اثاثے بیچ کر جگہ کی قیمت ادا کر دی اور زمینداروں نے رجسٹری انتقال کے بہ جائے چند روپے کے اسٹام پر قبضہ لکھ دیا۔ درحقیقت جگہ زمیندار ہی کی رہی۔ آزادیِ رائے کی سزا دینا مقصود ہو تو بے دخلی کا خطرہ بدستور رہتا ہے۔ اگر کوئی جگہ انتقال کرا کر بیٹھا ہو تو اُس کو آزادیِ رائے کے جرم میں چوری، ڈکیتی، نشہ یا ناجائز اسلحہ کے مقدمات میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

تقسیمِ ہند کے بعد بھارت میں جاگیرداری نظام کا خاتمہ ہو گیا لیکن بدقسمتی سے پاکستان میں بدستور قائم رہا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پچیس ایکڑ سے زائد رقبہ کسی کے نام نہ ہو زمیندار کو اس سے زائد زمین فروخت کرنے کی اجازت ہو حکومت اُن کو فنی مہارت اور سہولت مہیا کرے دیہی آبادی میں علاقے کی مناسبت سے صنعتی جال پھیلایا جائے، چنانچہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیہی آبادی میں مدت سے رہائش پذیر لوگوں کو مالکانہ حقوق دیے جائیں اور جن کے پاس قبضہ اسٹام ہوں انھیں الاٹمنٹ کی سند دی جائے۔

تحفظِ جان و مال:

ریاست کا اولین مقصد شہریوں کی زندگی کی حفاظت ہے ایسا مناسب انتظام کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے کہ کوئی کسی کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ فلاحی حکومت کا انحصار عوام کی عزت، جان اور مال کے تحفظ میں مضمر ہے جس ملک میں قتل و غارت، چوری و ڈکیتی اور عصمت دری کے واقعات میں روز افزوں اضافہ ہو۔ دن دیہاڑے عبادت گاہوں اور بازاروں میں خود کش حملوں میں بے گناہ شہری قتل ہو رہے ہوں۔ رات کو سڑکیں بلاک کر کے ڈکیتی کی وارداتوں کا سلسلہ جاری ہو۔ کھیتوں میں جانے والی عورتیں، ملازمت پر جانے والی خواتین اور سکول جانے والی طالبات کو اغوا کر لیا جاتا ہو، پھر عصمت دری کے بعد قتل کر دیا جاتا ہو ان سنگین حالات سے متاثر افراد دہشت گردی کے خاتمہ اور انصاف کے طلب گار ہوتے ہیں۔ وہ انتخابی سرگرمیوں میں قطعاً دلچسپی کا اظہار نہیں کرتے، ستم رسیدہ افراد کے ساتھ جو تعاون کرتا ہے وہ اس کی مرضی پر ووٹ کاسٹ کرتا ہے آزادیِ رائے کا اظہار نہیں کر سکتا۔

تعلیمی زیور:

جمہوری نظام میں عوام کے ووٹ حکومت کرنے والے افراد کا چناؤ کرتے ہیں۔ جاہل عوام کی سوچ متعصب اور محدود ہوتی ہے وہ قومی مفاد کی بہ جائے ذاتی مفاد کو مدنظر رکھتے ہیں وہ عموماً برادری ازم اور علاقائی مناسبت کی بنیاد پر ووٹ کاسٹ کرتے ہیں۔ جب کہ ووٹ ایک مقدس امانت، شہادت اور سفارش ہے اس کے اظہار کے لیے ووٹروں میں سیاسی شعور کا ہونا ضروری ہے۔ یہ شعور تعلیم کے بغیر ناممکن ہے۔ تعلیم انسان کا زیور ہے اس کی بہ دولت شہریوں میں نظم و ضبط، اخوت و ہمدردی، سیاسی شعور اور فرض شناسی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

رائے میں اختلاف فطری امر ہے۔ حقیقی بھائیوں میں بھی اس کا پیدا ہو جانا عین ممکن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے۔ دوسروں کے نقطۂ نظر کو برداشت کرنا تحمل و بردباری ہے صبر و تحمل کا جذبہ تعلیم و تزکیہ سے حاصل ہوتا ہے۔ جس ملک کے شہریوں میں خواندگی کی شرح زیادہ ہو، وہاں جمہوری اقدار کو فروغ حاصل ہوتا ہے وہ قومی اُمنگوں کی ترجمان قیادت کے حق میں ووٹ کاسٹ کرتے ہیں، چنانچہ مخلص، بے لوث، دیانت دار اور قومی اُمنگوں کی ترجمان قیادت کے چناؤ کے لیے ووٹروں کا تعلیم کے زیور سے آراستہ ہونا ضروری ہے۔

پاکستان میں میٹرک تک تعلیم مفت ہے لیکن کالج و یونیورسٹی میں داخلہ اور ٹیوشن فیس غریب اور متوسط طبقے کی بساط سے باہر ہے۔ جمہوری اقدار کے فروغ کے لیے تعلیم کا ماحول سستا اور معیاری بنایا جائے۔

معاشی خوش حالی:

عوام معاشی طور پر خوش حال ہوں گے تو وہ کسی طمع اور لالچ کے بغیر قیادت کا چناؤ کریں گے۔ جو شخص غریب اور عیال دار ہو، دن بھر مشقت کرتا ہو، تین صد یومیہ اجرت سے بچوں کا پیٹ پالتا ہو۔ جس دن مزدوری نہ ملے اس کے بچے بھوک کی شدت سے روتے ہوئے سو جاتے ہوں۔ الیکشن کے دن جس امیدوار کا ''لنگر'' مزیدار ہوگا ناخواندہ غریب اور عیال دار کے ووٹ کا حق دار وہی ہوگا۔ معاشرے میں معاشی خوش حالی کے لیے اقدامات کی اشد ضرورت ہے۔

بے روزگاری کا خاتمہ:

جب سے زرعی و صنعتی آلات کی بہ دولت زراعت کا کام تیز رفتار اور سستا ہو گیا ہے، مثلاً گندم کی فصل سے بھوسے اور دانے کو الگ کرنے جیسے مشقت طلب کام کے لیے اچھا خاصا وقت اور محنت درکار ہوتی تھی۔ اکثر خاندان اس محنت کے عوض سال بھر کے گزارے کے لیے اناج کا ذخیرہ کر لیتے، تھریشر مشین نے اس کو آسان بنا دیا۔ مشینی آلات کی بہ دولت خود کاشت کرنے کا رجحان بڑھ گیا۔ دیہی آبادی میں مزارع اور مویشی پالنے والے طبقے بیکار ہو گئے جس شرح سے روپے کی قدر و قیمت میں کمی ہوئی اور مہنگائی میں اضافہ ہوا ہے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح سے مزدور کی یومیہ اجرت اور نجی و سرکاری سطح پر کم گریڈ ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ نہیں ہوا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ دیہی آبادی میں سمال انڈسٹری کو فروغ دیا جائے قصبوں میں علاقے کی پیداواری اشیاء کی مناسبت سے کارخانے لگائے جائیں تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اہمیت دے کر قابلیت کے مطابق ملازمتیں دی جائیں۔ تاکہ ووٹر کسی کے دست نگر نہ ہوں بلکہ معاشی طور پر خوش حال ہوں تاکہ ووٹ کا حق آزادیٔ رائے سے استعمال کریں۔

ٹیکس کی کمی:

حکومت عالمی بنکوں سے سودی قرضہ لیتی ہے لیکن یہ رقم توانائی میں اضافہ یا قومی ترقی کے لیے صنعتی شعبوں پر خرچ نہیں ہوتی بلکہ یہ رقم قومی وصوبائی اسمبلی کے ممبران کو حلقے کی نالیوں کی تعمیرات کی آڑ میں بہ طور رشوت دی جاتی ہے۔ پھر اس قرضے کو ادا کرنے کے لیے عوام پر نئے ٹیکس عائد کیے جاتے ہیں یا قیمتوں میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ بل، پٹرول، موبائل سروس اور روزمرہ زندگی کی اشیاء پر سیلز ٹیکس میں اضافہ اس کا بین ثبوت ہے۔ مزدور عوام کی یومیہ اجرت کا تہائی حصہ ٹیکس کی ادائیگی پر صرف ہو جاتا ہے! معاشی خوش حالی کے لیے ٹیکس میں اضافے کا رجحان ختم کیا جائے۔ قرض لینا بند کیا جائے تاکہ مہنگائی کا سیلاب تھم جائے۔

صحت کی سہولت:

انسان کی ذہنی نشو ونما اور شعور کی پختگی کے لیے صحت مند ہونا ضروری ہے۔ بیمار آدمی پنجابی مثل ''اپنی پئی، پرائی ویری'' (یعنی جب انسان خود مصیبت میں پھنس جائے تو دوسروں کو بھول جاتا ہے) کا مصداق بن جاتا ہے۔ فرض کریں ایک کنبہ دو بچوں پر مشتمل ہے مہنگائی کے دور میں یومیہ مزدور کا گزر اوقات مشکل امر ہے خدانخواستہ اس کا بیٹا بیمار ہو جائے اور آپریشن کرانا ناگزیر ہو جائے، نزدیکی سول ہسپتال میں سول سرجن نہ ہو تو اُسے پرائیویٹ ہسپتال کا رخ کرنا پڑتا ہے۔ تو ڈاکٹر کی فیس، لیبارٹری ٹیسٹ اور بے پناہ دیگر اخراجات۔ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادویات پر تو ہزاروں خرچ ہو جاتے ہیں۔ پرائیویٹ ہسپتال میں کمرے کا ایک رات کا کرایہ ادا کرنے کے لیے اسے بیوی کا قیمتی زیور بیچنا پڑتا ہے۔ یا اپنا گردہ بیچ کر علاج کرانا پڑتا ہے یا کسی زمیندار سے قرض لے کر ایک ہزار (۴۰ کلو گندم) پر ملازمت کرنے کا عہد کرنا پڑتا ہے۔ مفلوک الحال اور ذہنی دباؤ کا شکار ووٹ کی قدر و قیمت کیا جانے جو مشکل وقت میں ساتھ دے گا ووٹ کا حق دار وہی ہوگا آزادیٔ رائے کے اظہار کے لیے دیہی آبادی میں صحت کی سہولتوں کو یقینی بنایا جائے۔

انصاف کی فراہمی:

ریاستی قوانین کا احترام شہریوں کی ذمہ داری ہے جب کہ ریاست کا فرض ہے کہ وہ شہریوں کے بنیادی حقوق، عزت، جان اور مال کے تحفظ کو یقینی بنائے۔ اگر کوئی فرد طاقت کے بل بوتے پر یا اسلحہ کے زور پر کسی شہری کے حقوق کو پامال کرے تو فلاحی جمہوری ریاست کا فرض ہے کہ مظلوم کو سستا اور فوری انصاف مہیا کرے۔

وطن عزیز کے عدالتی نظام کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ جس میں وقت کا حرج اور دولت کا ضیاع ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عام شہری چوری کے مقدمات درج نہیں کراتے۔ قتل و غارت گری کے مقدمات میں تھانہ کے چکر اور عدالتی حاضریوں میں عمر صرف ہو جاتی ہے لیکن انصاف کی نوبت نہیں آتی۔ اگر قاتل کو عدالت عالیہ موت کی سزا سنا دے تو عالمی دباؤ کی وجہ سے اس پر عمل مشکل امر بن چکا ہے، یہاں تک کہ نئی حکومت اپنی آمد کی خوشی میں ان کی سزائے موت کو عمر قید میں بدل دیتی ہے۔

انصاف کا حصول حقائق پر ہو۔ روزگار کی فراہمی اور ملازمتوں کا حصول قابلیت پر ہو۔ شہریوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے عدالتی نظام کی اصلاح ضروری ہے تاکہ شہری کو ذہنی سکون حاصل ہو اور وہ آزادی سے اپنی رائے کا اظہار کر سکے یہ چند بنیادی تقاضے ہیں جن پر عمل کر کے فلاحی جمہوری نظام قائم کیا جا سکتا ہے۔

الاعتصام 10 تا 16 جولائی 2015ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ون ٹو ون

اقوام مغرب یکے بعد دیگرے یلغار کرنے کے باوجود مذموم مقصد حاصل نہ کر سکے تاہم قیام پاکستان کے بعد اُنھوں نے وطن عزیز کے سہارے افغانستان کا نظام درہم برہم کر کے مفاد حاصل کر لیا۔ اس کے بعد طاغوتی قوتوں کو پاکستان کی سلامتی سے ذرہ برابر دلچسپی نہ رہی بلکہ وہ کنفیڈریشن کی راہ ہموار کرنے کے لیے مادر وطن کو پارہ پارہ کرنے کی تگ و دو میں ہیں۔ چنانچہ وہ پاکستان میں علیحدگی پسند تحریکوں کی علانیہ سرپرستی کر رہی ہیں۔

چونکہ جمہوری نظام میں حقوق کے حصول کے لیے یونین اور تنظیمیں قائم کرنے کی آزادی ہوتی ہے اس بنا پر مذہبی نسل ولسانی بنیاد پر کئی تحریکیں معرض وجود میں آئیں یہ تنظیمیں خصوصی مفاد پر مبنی مطالبات کی فہرست پیش کر کے سیاسی جماعتوں سے انتخابی اتحاد کرتی رہیں۔ کراچی میں مہاجروں کے حقوق کے ازالہ کے لیے ایم کیو ایم قائم ہوئی۔ صدر ضیاء الحق نے سیاسی وڈیروں کی اجارہ داری کی فاتحہ کے لیے اس کی سرپرستی کی۔ مڈل کلاس طبقے نے حقوق کی بحالی کے لیے بھرپور جدوجہد کی پھر اُنھوں نے انتخابات میں حصہ لے کر سیاسی قوت کا لوہا منوایا۔ حتیٰ کہ کراچی پر اُن کی گرفت مضبوط ہو گئی۔ الیکشن کے بعد اکثریتی پارٹی حکومت بنانے کے چکر میں ان سے اتحاد کرتی رہی اس کے بدلے ایم کیو ایم اُن سے ذاتی و جماعتی مفاد حاصل کرتی رہی۔ پاکستان کے کئی لیڈروں نے ممکنہ خطرے کے پیش نظر مغربی دنیا میں پناہ حاصل کی چنانچہ ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین بھی برطانیہ میں مقیم ہیں جن کو حکومت کی طرف سے ہر قسم کی مراعات حاصل ہیں۔

کراچی بین الاقوامی تجارت کا مرکز اور امن کا گہوارہ تھا۔ بدقسمتی سے دہشت گرد طبقے نے قتل اور اغوا کی دھمکی دے کر خوش حال شہریوں سے بھتہ بٹورنا شروع کر دیا۔ قتل و غارت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور لوٹ مار روزمرہ زندگی کا معمول بن گیا۔

سانحہ پشاور فساد فی الارض کی انتہا تھا۔ سول انتظامیہ اور فوج نے باہمی مشورے سے فتنوں کے سدباب کے لیے تحریک طالبان پاکستان کے روپ میں ''را'' کے چیلوں کے خلاف آپریشن شروع کیا۔ ضرب عضب کی کامیابی کے بعد کراچی میں آپریشن شروع ہوا۔ اور دہشت گردی کے واقعات میں کمی ہو گئی ہے۔ اللہ کے فضل سے شہریوں کی زندگی معمول پر آ گئی ہے۔ تجارتی مراکز کی رونق بحال ہو گئی ہے۔ جہاں قیام پاکستان کے لیے مسلم لیگ کی سیاسی جدوجہد سب کے سامنے ہے وہاں مہاجرین کی قربانیوں کی انمٹ داستان بھی زبان زد عام ہے جنھوں نے نظریہ پاکستان کی خاطر عزت جان اور مال کی قربانی دی ضرورت اس امر کی ہے کہ آپریشن کے دوران جن مجرموں کی گرفتاری عمل میں آئی ہے حکومت تفتیش کے دوران اُنھیں عبرت کا نشان بنانے کی بجائے صرف کٹہرے میں کھڑا کر رہی ہے۔ اسلام میں بلا امتیاز رنگ ونسل اور مذہب سزا کا تصور ہے۔ عدالتی کارروائی کے بعد مجرموں کو سرعام قرار واقعی سزا دی جائے۔ اجتماعی عدل وانصاف مہیا کرنا استحکام پاکستان کا بنیادی تقاضا ہے۔ اس سے برسراقتدار حکومت کی مقبولیت کی عوام میں جڑیں مضبوط ہوں گی۔

ایم کیو ایم نے کس طرح تقویت حاصل کی؟ اُنھوں نے ظلم کی چکی میں پستے غریب عوام کے حقوق کی بحالی کے لیے احتجاج کیے۔ سیاسی جدوجہد میں مڈل کلاس کو نمائندگی دی۔ اتحادی حکومت میں شامل ہو کر عام کارکنوں کے دکھ سکھ میں شریک رہے۔ ووٹروں کے مسائل کو حل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ درست ہے کہ الیکشن کے دن دیگر پارٹیوں کے اکثر ووٹر ڈر اور خوف کی وجہ سے ووٹ کاسٹ نہ کر سکتے تھے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ ایم کیو ایم نے اپنا ووٹ بینک برقرار رکھا لیکن پنجاب میں معاملہ برعکس ہے۔ چونکہ یہاں جاگیرداری اور سرمایہ دارانہ نظام کا تسلط ہے اس بنا پر سیاسی جماعتیں علاقے کے بااثر سپورٹر طبقے سے تعلق قائم رکھتے ہیں، عوام سے کم۔ اس لیے پنجاب کے لیڈروں کی طرح عوام بھی اپنے مفاد کے تحت سیاسی وفاداریاں بدلتے رہتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قومی الیکشن کے موقع پر پاکستان کی معروف سیاسی جماعتیں عموماً واضح اکثریت حاصل نہیں کر سکتیں کہ وہ اپنے طور پر حکومت تشکیل دے سکیں۔ انھیں کراچی، بلوچستان و دیگر علاقوں میں نسلی، لسانی، فرقہ وارانہ و مذہبی تحریکوں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اس نازک موقع پر حکومت کے لیے ان کے ناز، نخرے برداشت کر کے مراعات دینا مجبوری بن جاتا ہے۔ جو قومی یکجہتی وسلامتی کی پالیسی کے سراسر منافی عمل ہے۔

پاکستان کی معروف سیاسی جماعتیں جو نظریہ پاکستان پر پختہ یقین رکھتی ہیں وہ بے شک آئندہ قومی الیکشن میں ایک دوسرے کے خلاف امیدوار کھڑا کریں لیکن علیحدگی پسند تحریکوں کے امیدواروں کے مقابلے میں مشترکہ امیدوار کھڑا کر کے ون ٹو ون مقابلہ کریں جمہوریت کی بقا کے لیے میثاق جمہوریت پر اتفاق ہوا اسی طرح وطن کی یک جہتی کے لیے انتخابی اتحاد ضروری ہے۔ عوام سے بھرپور رابطہ مہم جاری رکھیں تاکہ علیحدگی پسندوں کو الیکشن میں شکست فاش دے کر نظریہ پاکستان کی بنیاد کو مستحکم کریں۔ اللہ ذوالجلال جس جماعت کو حکومت دے وہ بددیانتی سے بچتے ہوئے بے شک اپنے کارکنوں کی مالی واخلاقی سپورٹ کریں لیکن عدل و انصاف کے معاملے میں تمام شہریوں سے بلا امتیاز مساوی سلوک کیا جائے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ وطن عزیز کو قائم دائم رکھے۔ اور طاغوت اور اس کے چیلوں کے اکھنڈ بھارت کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملائے۔(1)

(1) الاعتصام 20 تا 26 نومبر 2015ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ووٹ کا حق دار کون؟

یورپ میں یہودیوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے تاہم وہ معاشی و مذہبی اور سیاسی ہتھکنڈے بروئے کار لا کر اہل مغرب کے بے تاج بادشاہ بن گئے ہیں۔ چونکہ صہیونی گریٹر اسرائیل کی تگ و دو میں ہیں۔ اس بنا پر اسلامی دنیا ان کی ہٹ لسٹ پر ہے، چنانچہ انھوں نے مسلم بلاک میں مخصوص چیلوں سے ساز باز کر لی ہے اور وہ ہر محاذ پر ان کی سپورٹ کر رہے ہیں۔ اگرچہ مسلم دنیا میں بھی ان کی تعداد نہایت قلیل ہے۔ چونکہ مسلم دنیا معاشی و عسکری لحاظ سے صہیونی مکاروں کی محتاج ہے اس بنا پر ان کے چیلے اہم حساس اور تعلقات عامہ کے شعبوں پر چھائے ہوئے ہیں اور ان کو ملک کی معروف سیاسی جماعتوں میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ الیکشن کے بعد جس جماعت کی بھی حکومت قائم ہو ان کی اجارہ داری بدستور قائم رہتی ہے۔ وہ مستحق افراد کو نظر انداز کر کے اپنے ہم نوا طبقے کو مراعات فراہم کر رہے ہیں اور قومی سطح پر قرآن و سنت کو پس پشت ڈال کر شتر بے مہار آزادی کو پروان چڑھا رہے ہیں۔

مسلم دنیا کی حکومتیں ان صہیونی چیلوں کی منظوری کے بغیر قرار داد پاس نہیں کر سکتیں۔ چونکہ حکومت قانون سازی میں ارکان اسمبلی کی منظوری کی محتاج ہوتی ہے جبکہ ارکان اسمبلی کو عوام بالغ رائے دہی کی بنیاد پر منتخب کرتے ہیں چنانچہ عوام میں ملی شعور بیدار کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ ووٹ دیں، حق رائے دہی کا اظہار ضرور کریں مگر اس کو دیں جو اس کا حق دار ہو۔

...... امیدوار ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پر ایمان رکھتا ہو۔ کیونکہ مسلمانوں کی امامت و قیادت و نمائندگی کے لیے مسلمان ہونا ضروری ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

-...... عقیدہ ختم نبوت پر یقین رکھتا ہو۔ یعنی خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی شخص کے بارے میں یہ عقیدہ نہ رکھتا ہو کہ اس کو اللہ نے مبعوث کیا یا اس پر وحی آتی ہے یا اس کی اطاعت غیر مشروط طور پر فرض ہے۔

-...... نماز قائم کرتا ہو۔ جو شخص خالق کائنات کے سامنے سرنگوں ہوتا ہے فطری امر ہے کہ عوام کی حق تلفی یا اسلام کے منافی امور سرانجام دیتے ہوئے ضمیر اسے ملامت کرتا ہے۔

-...... زکوۃ ادا کرتا ہو، جو صاحب نصاب اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے وہ کرپشن اور لوٹ کھسوٹ سے دامن بچانے کی حتی المقدور کوشش کرتا ہے۔

-...... امیدوار علیحدگی پسند تحریک سے وابستہ نہ ہو بلکہ وطن کی سلامتی اور اتحاد و یک جہتی کے نظریے کا حامل ہو۔

-...... نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے تم میں سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔ چنانچہ امیدوار خدمت انسانیت کے جذبے سے سرشار ہو۔

-...... عہد نبوی اور خلفائے راشدین کے نظام حکومت کا قیام اس کی سرگرمیوں کا محور ہو۔

چنانچہ محلّہ داری، برادری، نسلی و فرقہ وارانہ تعصب کی بنیاد پر حق رائے دہی کا اظہار نہ کریں۔ بلکہ قوم کی امانت کو ایسے امیدوار کے سپرد کریں جو اس کا اہل ہو۔ ووٹ ایک مشورہ ہے۔ دیانت پر مبنی رائے کا اظہار کریں۔ ووٹ وکالت ہے۔ اس کے حق میں دلیل نہ دیں جو طاغوت کا نمائندہ ہو۔

حلقے کے امیدواروں میں سے بہتر امیدوار کے حق میں رائے کا اظہار کریں جو اللہ کی عبادت، امام کائنات حضرت محمد ﷺ کی اطاعت اور مخلوق کی خدمت کرنے میں معروف ہو تاکہ حکومت کے ایوان میں صیہونی چیلوں کی گرفت سے خلاصی حاصل کر لیں اور مخلص نمائندے کامیاب ہو کر تاج دار مدینہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے نظام کو مشعل راہ بنا کر مثالی اسلامی فلاحی حکومت قائم کر سکیں۔ ☆

☆ ہفت روزہ ندائے خلافت، ۱۵ مئی ۲۰۱۸ء، شمس الاسلام، جولائی، اگست ۲۰۱۸ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملی اتحاد اور اس کے تقاضے

برصغیر پاک وہند میں دینی جماعتوں کے اتحاد نے جہاں تاریخی کارنامے سرانجام دیئے وہاں ان کے نفاق نے قوم کو ناقابل تلافی نقصان بھی پہنچایا ہے۔ تحریک پاکستان کے دوران تمام مکاتیب فکر کے علماء نے بابائے قوم کی قیادت میں مسلم قوم کو احیائے اسلام کے لیے ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ جان نثار ساتھیوں نے تن من دھن قربان کر کے گوہر مقصود پالیا۔

۱۹۷۱ء کی انتخابی مہم میں دینی جماعتوں نے جداگانہ حیثیت برقرار رکھی، ایک دوسرے کے خلاف کفر وارتداد کے فتوے جاری کیے اور تحریک پاکستان کی مخالفت کے الزام عائد کیے لادین عناصر نے اس صورت حال سے فائدہ بھی اٹھایا۔ ملک میں اقتدار کے لیے رسہ کشی پیدا ہوگئی، نتیجہ کیا نکلا؟ پاکستان دو ٹکڑوں میں منقسم ہوگیا۔ پھر ۱۹۷۴ء کی تحریکِ ختم نبوت میں دینی جماعتیں تحفظ ناموس رسالت کے لیے متحد ہوگئیں تو قومی اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

۱۹۷۷ء میں دینی وسیاسی جماعتوں نے انفرادی حیثیت کو نظر انداز کر کے اجتماعی صورت اختیار کرلی۔ پاکستان میں اسلام کا پرچم بلند کرنے کے لیے تحریک نظام مصطفیٰ چلائی۔ اس تحریک نے تحریک پاکستان کا جوش تازہ کر دیا۔ حکومت کا تکبر خاک میں مل گیا اور فوجی حکومت برسراقتدار آئی۔ تحریک کا اصل مقصد نفاذ اسلام باقی تھا کہ قومی اتحاد کا شیرازہ اقتدار کے لالچ میں منتشر ہونا شروع ہوگیا سب سے پہلے سیاسی ستارے نے علیحدگی اختیار کی رفتہ رفتہ دوسرے ستاروں کی روشنی بھی مدھم ہوگئی۔ تحریک پاکستان کے بعد تحریک نظام مصطفیٰ کی سازگار فضا میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کا دوسرا نادر موقع ہوس اقتدار اور نفاق کی آگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں جل گیا۔

اگرچہ فوجی حکومت نے اسلامی نظام رائج کرنے کی کوشش کی۔ پاکستان میں پہلی دفعہ اسلامی قوانین واصلاحات سے عوام کو روشناس کرایا گیا مگر پائیدار عملی اقدامات اٹھانے سے قاصر رہی۔ چوری، ڈکیتی، قتل وغارت اور اغواء، زنا کے واقعات میں کمی نہ آسکی، روزافزوں مہنگائی سے رشوت کی شرح میں اضافہ ہوتا رہا۔ ۱۱ سال کے عرصہ میں مکمل اسلامی انقلاب رونما نہیں ہوا اور نہ ہی اسلامی طرز پر انتخابات ہو سکے غریب عوام کے ارمان خاک میں مل گئے جو مدت سے انتظار میں تھے کہ پاکستان میں اسلام قائم ہونے پر ان کے جان ومال اور عزت وآبرو کو تحفظ حاصل ہو جائے گا، لیکن ایسا نہ ہوا۔ فوجی دور حکومت میں اسلام دشمن عناصر کی سازش سے پاکستانی عوام کو اسلام سے مایوس کرنے کی کوشش جاری رہی تاکہ اس سرزمین پر اسلام کے نام پر اٹھنے والی تحریک ناکام ثابت ہو۔ اس بھیانک نتیجہ کے بنیادی اسباب یہ تھے:

۱: سابقہ حکومتوں میں جو جاگیردار قومی وصوبائی نشستوں پر فائز تھے، ان میں سے اکثر حکومت کی اہم اور عوامی سیٹوں (مجلس شوریٰ) پر چھا گئے جنہیں اپنی چودھراہٹ کا تحفظ درکار تھا، نفاذ اسلام سے قطعاً کوئی دلچسپی نہ تھی۔

۲: نفاذ اسلام سے قبل انتظامیہ کو اسلامی خطوط پر تعلیم وتربیت دینی ضروری تھی، لیکن اسے کوئی اہمیت نہ دی گئی۔

۳: علماء کرام کا باہمی نفاق بڑھتا چلا گیا، ایک دوسرے کے ایمان اور اعتقاد کو ناقص ثابت کرنے کی مہمیں چلتی رہیں۔

علماء کرام نے دعوت الی اللہ سے منہ موڑ کر دعوت الی الاقتدار کو اپنی کامیابی کی منزل تصور کر لیا۔ نتیجہ کیا نکلا کہ قومی اتحاد میں شامل دینی جماعتیں دو دو دھڑوں میں بٹ گئیں حکومت کو یہ کہنے کا موقع مل گیا کہ علماء میں اتحاد نہیں۔ وطن عزیز کی دینی جماعتوں نے داخلی سطح پر مذہبی فسادات اور خارجی سطح پر یہودی ورلڈ آرڈر کو مدنظر رکھ کر دوبارہ ملی اتحاد قائم کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے لیکن تحریک نظام مصطفیٰ میں عوام کو جانی و مالی قربانیاں نہیں بھولیں جو ان کے انتخابی اتحاد کی بھینٹ چڑھ گئیں۔ پتھر پر لکیر ہے جب تک علماء صدق دل سے دعوت الی اللہ کو بنیاد بنا کر اتحاد کا مظاہرہ نہ کریں گے اس وقت تک عوام ان کی آواز پر لبیک کہنے کو تیار نہ ہوں گے۔

علماء کے اصولی اور پائیدار اتحاد کے لیے ضرورت اس امر کی ہے۔

ا: علماء اپنی تقریروں اور تحریروں میں دوسرے مسالک کے اکابرین کے نام ادب واحترام سے لیں، تحریک پاکستان اور نفاذ اسلام کی دوسری تحریکوں میں ان کی خدمات کا اعتراف کریں۔ اس طرح عوام میں ایک دوسرے سے پیار ومحبت کا رشتہ مضبوط تر ہو سکتا ہے۔

۲: ہر مکتبہ فکر کی جماعت اپنے داخلی اختلافات ختم کر کے مرکزی تنظیم قائم کرے، مرکزی امیر ضلع کی سطح تک نظام امارت قائم کرے، جس کی اجازت کے بغیر کوئی عالم یا مقرر ضلع بھر میں تقریر یا خطابت کا فریضہ سرانجام نہ دے۔ خطابت کے لیے اپنے اپنے مستند مدرسے میں سند خطابت حاصل کرنی ضروری ہو۔

۳: دین اسلام کے مختلف مکاتیب فکر کی مرکزی تنظیمیں متحد ہو کر تحریک نفاذ اسلام قائم کریں۔ ایسے فروعی مسائل جن پر عمل کرنے سے ثواب ملتا ہے مگر ترک کرنے سے گناہ نہیں ہوتا، دوسرا ایسے عقائد جن کا اقرار کرنا ایمان کی شرط ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو کریدنے سے منع فرمایا ہو، تحریک باہمی مشورہ سے ان امور کی فہرست تیار کرے جن پر علماء کو پابند کیا جائے کہ وہ اپنی تقریروں میں زیر بحث نہ لائیں۔

۴: دینی مدارس کے طلباء میں فروعی مسائل پر مناظرہ کی صلاحیت پیدا کرنے کی بجائے ان کے نصاب میں دینی ومذہبی تعلیم وتربیت کا اہتمام وسیع تر کیا جائے تاکہ جدید سائنسی وتحقیقی دور میں مناظر اسلام بن کر فارغ التحصیل ہو۔ قرآن ہمہ گیر ضابطہ حیات ہے کا پرچم لے کر دنیا کے گوشہ گوشہ میں بلند کرنے کے اہل ہوں۔

۵: تحریک نفاذ اسلام وطن عزیز میں اسلامی معاشرہ کی تشکیل کے لیے علماء کرام کو واضح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہدایات جاری کرے کہ وہ تحریری وزبانی تبلیغ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں آداب واخلاق حقوق العباد فضائل ارکان اسلام احوال قیامت پر زور دیں نیز عزت، جان اور مال کے تحفظ کے لیے اسلامی حدود وقیود کی برکات سے آگاہ کریں۔

۶: اجتماعی مسائل جو دین اسلام کی غیرت وحمیت کو چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں۔تحریک ان کے حل کے لیے پرامن تحریک چلائے تاکہ پاکستان میں اسلامی قانون کے نفاذ کے لیے فضا سازگار ہو۔

۷: غیر مسلموں خصوصاً مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے برطرف کرانا مزید برآں نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کے لیے تعلیم واطلاعات ونشریات اور دفاع وخارجہ میں ادنیٰ آسامیوں تک ان کا داخلہ ممنوع کرایا جائے۔ پاکستان میں فوری طور پر قانون ارتداد کا نفاذ کیا جائے۔

۸: انسداد فحاشی کی مہم کو تیز تر کیا جائے۔

۹: نصاب تعلیم کو اسلامی ڈھانچہ میں ڈھالا جائے۔ بی، اے پاس کے مساوی ڈگری تک مکمل قرآن حکیم کا ترجمہ شامل نصاب کیا جائے۔عربی زبان کو میٹرک کے امتحان میں لازمی شامل کیا جائے۔

۱۰: رشوت، ذخیرہ اندوزی، زنا وشراب، چوری، ڈکیتی اور قتل وغارت کے جرائم اسلامی ریاست میں صحت مند معاشرہ کے بنیادی دشمن ہیں، ان کے موثر انسداد کے لیے حکومت کو مجبور کیا جائے کہ وہ ٹھوس بنیاد پر اسلامی قوانین پر عمل درآمد کرے ملوث مجرموں کو سرعام سنگین سزا دی جائے جو دوسروں کے لیے باعث عبرت ہو۔

۱۱: تحریک نفاذ اسلام برطانوی قانون کے علاوہ پیش آوری مسائل کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کے لیے مختلف مکاتیب فکر کے علماء پر مشتمل پرائیویٹ ''ادارہ تحقیقات اسلامی'' قائم کرے جو قانون سازی کرتے وقت کتاب وسنت کو معیار بنا کر محدثین کرام اور ائمہ کرام کی تحقیق سے استفادہ کرے پھر ان کو قانونی حیثیت دینے کے لیے حکومت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بھرپور انداز میں مطالبہ کیا جائے۔

۱۲: اسلام کے ساتھ کسی قسم کی پیوندکاری کرنے کی بجائے نفاذ اسلام کے جامع نعرہ پر اکتفا کیا جائے۔ روزمرہ زندگی سے لے کر امور حکومت تک تمام مسائل پر اسلام کی عملداری ہے۔ جمہوریت، مساوات، عدل وانصاف، بنیادی حقوق کی بحالی وغیرہ اس کے عام اجزاء ہیں۔

۱۳: ملی یکجہتی کونسل کسی سیاسی جماعت سے انتخابی اتحاد نہ کرے اور نہ ہی جداگانہ حیثیت سے انتخاب میں حصہ لے۔ کیونکہ کنویں سے سینکڑوں ڈول پانی نکال لیں جب تک مرا ہوا جانور نکال کر باہر نہ پھینکیں گے اس وقت تک کنویں کا پانی پاک نہیں ہوگا۔ اسی طرح جب تک ملک میں فرنگی سیاست موجود ہے اس وقت تک دینی جماعتوں کا انتخابی طریقہ کار سے نفاذ شریعت کا تصور پتھر سے جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

۱۴: ملی کونسل حکومت کی طرف سے کسی قسم کا عہدہ قبول نہ کرے۔ جس طرح حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کال کوٹھڑی کی قید منظور کر لی مگر عہدہ قبول نہیں کیا۔

۱۵: دینی مدرسوں کی کفالت کے لیے بنک انٹرسٹ سے ملنے والی سرکاری گرانٹ ٹھکرا دی جائے۔

۱۶: حکومت ہٹاؤ کی پالیسی ترک کر کے نظام سیاست کو بدلنے کی کوشش کی جائے۔ اسلامی حکومت کی تشکیل کے لیے اسلام کا شورائی نظام اپنانے پر زور دیا جائے۔

معمولی ملازم کلرک جس کے تقرر کے لیے تعلیمی معیار کا خیال رکھا جاتا ہے تحریری امتحان اور زبانی انٹرویو لیا جاتا ہے بلکہ بعض محکموں میں ادنیٰ ملازموں تک کے موروثی کردار تک کی جانچ پڑتال کرائی جاتی ہے۔

تعجب کا مقام ہے کہ اسلامی قوانین پر بحث ومباحثہ میں نمایاں اختیار کے حامل ہزاروں رائے دہندگان کے نمائندہ کے لیے دینی ودنیوی تعلیمی قابلیت کی کوئی شرط عائد نہیں۔ اگر رائے دہندگان نہیں تو کم از کم امیدوار کے لیے دوسری شرائط میں تعلیمی معیار کا اضافہ کرایا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جائے۔ پابند صوم وصلوٰۃ ہو۔ منکر زکوٰۃ نہ ہو۔ بی، اے یا اس کے مساوی تعلیم کے علاوہ قرآن فہمی میں عبور رکھتا ہو جس کا با قاعدہ انٹرویو لیا جائے۔

ملک بھر میں خصوصاً کراچی میں زبان، نسل اور علاقے کی بنیاد پر بھڑکائی ہوئی نفرت کو اخوت ومحبت میں تبدیل کرنے کے لیے ملی کونسل موثر کردار ادا کر کے حکومت اور ایم کیو ایم کے راہنماؤں سے مل کر افہام وتفہیم کی راہ تلاش کی جائے۔

اگر علماء فروعی اختلافات سے بالاتر ہو کر نفاذ اسلام کے لیے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں قوم کو فرقہ پرستی کی بجائے اتحاد کی عظمت کا درس دیں تو اسلامی قانون کے نفاذ کے لیے جلوسوں کا انتظار ختم ہو جائے سول ہو یا فوجی حکومت۔ جمہوری ہو یا آمرانہ نظام کے سربراہ کو اسلام کا سپاہی بن کر رہنا پڑے گا۔ (1)

---

(1) ہفت روزہ تسخیر لاہور، یکم تا ۸ مئی ۱۹۹۶ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارباب علم ودانش کے لیے لمحہ فکریہ

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں پاک فوج کی شجاعت کی شہرت چاردانگ عالم پھیل گئی، جس سے عالم اسلام میں مسرت کی لہر دوڑ گئی اور کفر کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی۔ ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد صیہونی حکومت نے پاکستان کو دشمن نمبر ایک کہا اور اس کے خلاف خفیہ سازش شروع کر دی جو سقوط ڈھاکہ کی صورت میں نمودار ہوئی۔

۱۹۷۱ء کے الیکشن میں پیپلز پارٹی نے مشرقی پاکستان میں اور عوامی لیگ نے مغربی پاکستان میں کوئی امیدوار نامزد نہیں کیے۔ دونوں صوبائی لیڈروں نے سیاسی حقوق کی پامالی اور مالی بحران کے الزامات ایک دوسرے پر عائد کیے تو صوبائی تعصب، اسلامی رشتہ پر غالب آ گیا۔ دونوں جماعتیں بھاری اکثریت سے اپنے صوبوں میں کامیاب ہوئیں۔ خفیہ قوت نے اقتدار کی خاطر دونوں کو ہٹ دھرمی کا لقمہ دیا۔ اقتدار کی یہ جنگ جس دور میں شروع ہوئی اس وقت وطن عزیز میں فوجی حکومت تھی۔ طاغوتی قوتوں نے وطن عزیز کی فوجی قیادت سے انتقام بھی لے لیا اور اس کے کردار کو پاکستان کے عوام اور عالم اسلام میں رسوا کر دیا۔

اس کے بعد مغربی پاکستان کے چاروں صوبوں میں صوبائی تعصب کو ابھارنے کے لیے علاقائی پارٹیاں معرض وجود میں آئیں تو صوبائی خودمختاری کے مطالبے منظر عام پر آ گئے۔ سندھ کے دیہی علاقے میں سندھو دیش، کراچی کو الگ صوبہ، سرحد میں پختونستان، بلوچستان میں مرکز کے خلاف آہ و پکار، جنوبی پنجاب میں سرائیکی صوبہ کا مطالبہ اور پنجاب بھر میں ”جاگ پنجابی جاگ، تیری پگ نوں لگ گیا داغ“ کے نعرے لیڈروں کی زبان سے نکل کر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عوام میں پھیل گئے۔

وطن عزیز کے محب وطن عناصر کی مساعی جمیلہ سے مغربی پاکستان کے صوبوں میں مشرقی پاکستان کی طرح خانہ جنگی کے حالات پیدا نہ ہو سکے بلکہ پاکستان جس نے روسی فوج کو افغانستان سے بھگانے میں اہم کردار ادا کیا وہ صیہونی قوت کی ہٹ لسٹ میں سرفہرست پر آ گیا۔ ۱۹۸۸ء میں پاکستان کو نامور فوجی جرنیلوں کی قیادت سے محروم کر دیا گیا۔ پھر وطن عزیز میں جمہوری حکومتوں کا یکے بعد دیگرے شارٹ ٹرم سلسلہ شروع ہوا۔ اس دوران اسلام نافذ ہوا اور نہ ہی عوام کے روز مرہ زندگی کے مسائل حل ہوئے بلکہ مہنگائی نے عوام کی کمر توڑ دی تو لوگ جمہوری نظام سے مایوس ہو گئے۔

معاہدہ واشنگٹن کی رو سے پاک فوج کا کارگل کی چوٹیوں سے پسپا ہو جانا اور امریکہ کا پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کر کے افغانستان پر میزائلوں سے حملہ کرنے سے عوام میں حکومت کی خلاف نفرت کے جذبات امڈ آئے تو اسلامی انقلاب کے داعی جولائی ۱۹۹۹ء میں منظر عام پر آ گئے۔ آبپارہ چوک اور مسجد شہداء میں عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اس کا بین ثبوت ہے۔ جب اس قسم کے حالات پیدا ہو جائیں تو مذہبی قیادت کو برسر اقتدار آنے سے روکنے کے لیے صیہونی قوت، کونسا لائحہ عمل اختیار کرتی ہے۔ امریکی سی آئی اے کے تجزیہ نگار ''گراہم ای فلر'' کی رپورٹ کی آخری شق پیش خدمت ہے:

''فوج کو اسلامی تحریکوں کو کچلنے کے لیے استعمال کیا جائے اور جب یہ دیکھا جائے کہ ان ممالک میں اسلامی اور مسلم تشخص رکھنے والی کوئی سیاسی جماعت اور اس کا قائد عوام کی نبضوں پر ہاتھ رکھ کر ان کے دل کی دھڑکنوں اور آنکھوں کا تارا بن چکا ہے اور عوامی حمایت اور تعاون کا سیلاب بلاخیز اسلامی تشخص اور پس منظر رکھنے والی سیاسی جماعت کے قائد کے اشاروں کا منتظر ہے...... اور...... وہ وقت آیا ہی چاہتا ہے کہ اسلام پسند عوامی قوت کا سیلاب، سیکولر اور مغربیت زدہ حکمرانوں کی حکومتوں کو تنکوں کی طرح بہا لے جائے گا تو فوجی انقلاب کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذریعے حکومت کا دھڑن تختہ کروا دیا جائے گا اور اسلام پسند قوتوں کا راستہ روک دیا جائے گا۔" (ہفت روزہ "چٹان" لاہور ۳۱/اگست ۱۹۹۴ء، بحوالہ رواداری اور مغرب صفحہ: ۲۸۰، مرتبہ صدیق بخاری)

اسلامی انقلاب کا راستہ روکنے کے لیے "فلر" کی ترکیب پر عمل کیا گیا۔ ایک کو سبکدوش کرنے اور دوسرے کو قبضہ کرنے کا اشارہ دے کر عراق کویت کی طرح کا ڈرامہ دہرایا گیا۔ پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں اسماعیلی اسٹیٹ بنانے کی سرگرمیاں پہلے ہی جاری تھیں کہ اچانک گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور شکرگڑھ کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کی خبروں کا اخبار میں شائع ہونا، دوسرے دن تردید، اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ فلر دامن گیر ہوئی یہ کیسے ممکن ہے؟ مگر ضلعی حکومتیں قائم کرنے کی پالیسی نے یہ معمہ حل کر دیا۔

مسلم پاکستانی کی بجائے سندھی، پنجابی کی صوبائی پہچان معروف تھی۔ اب اس کا گراف سیالکوٹی، ملتانی، ضلعی سطح پر آ جائے گا، پھر یہ خبریں منظر عام پر آئیں گی کہ ہمارا ضلع معدنیات میں مالا مال ہے۔ کوئی کہے گا کہ ہمارا ضلع زرعی پیداوار میں خودکفیل ہے۔ پھر یہی کہیں گے کہ ہمیں مرکز سے کچھ نہیں ملتا، یہی نفرت کے جذبات ضلعی خودمختاری کے مطالبہ تک پہنچ جائیں گے۔

خدانخواستہ ضلعی حکومتوں کو غیر مسلم این جی اوز سے براہ راست قرضہ لینے کے معاہدے کرنے کا اختیار مل گیا تو تعمیر و ترقی کی آڑ میں ضلعی حکومتیں قرضوں کی دلدل میں پھنس جائیں گی۔ پھر وہی ہوگا جو این جی اوز، آرڈر دیں گی۔

پھر کیا ہوگا؟ گوجرانوالہ میں عیسائیوں اور سیالکوٹ میں مرزائیوں کو آباد کرنے کی مہم شروع ہو جائے گی۔ پھر ضلعی خودمختاری کا مطالبہ شدت اختیار کر جائے گا تو یہ معاملہ اقوام متحدہ تک پہنچے گا تو این جی اوز کو اقوام متحدہ سے استصواب رائے کی قرارداد پر عمل کرانے میں وقت پیش نہیں آئے گی۔ اس دوران مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے مقبوضہ کشمیر یا کسی ایک حصہ میں استصواب رائے کی قرارداد پر عمل ہوا تو مستقبل میں اقوام متحدہ کو اپنی نگرانی میں پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اندر ضلعی خودمختاری کی قرارداد پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا۔ یہی عالم اسلام کی ایٹمی قوت کو ریزہ ریزہ کرنے کی کھلی سازش ہے اور مرزائیوں کا اکھنڈ بھارت قائم کرنے کا خواب ہے اور ۲۰۲۵ء تک اسلام کو مغلوب کرنے کے صیہونی منصوبہ کا حصہ ہے۔ یہ کس دور میں شروع ہوا؟ طریقہ واردات کیا ہے؟ ارباب علم ودانش کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

الحمد للہ پاک فوج کے جواں مرد، باہمت سپاہی دشمن کو ناکوں چنے چبوانے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور دنیا کے کسی خطے میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کے سدباب کے لیے پاکستان کے غیور مسلمان اپنے جذبات کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ مگر یہ اقتدار کی جنگ کا الارم ہے جس میں بھائی دوسرے بھائی کے خون کا پیاسا بن جاتا ہے، چنانچہ اس نازک موقع پر مسلمانوں میں احساس پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ اقتدار کی طلب کتنا جرم ہے۔ اقتدار مل جائے تو ذمہ داری کا کتنا بوجھ پڑ جاتا ہے۔ کسی کے مشورہ دینے پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو خلیفہ نامزد کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں اپنے قبیلہ میں سے روز محشر کو حساب کتاب دینے کے لیے کافی ہوں۔ جبکہ جمہوریت میں اقتدار کا حصول قانونی حق ہے۔

مسلم این جی اوز جو اقتدار کی جمہوری دوڑ میں شامل ہونا حرام سمجھتی ہیں۔ وہ وطن عزیز میں محمدی انقلاب برپا کرنے کے لیے رحماء بینھم کی تصویر بن کر صیہونی قوت اور اس کے ایجنڈوں کے خلاف اشداء علی الکفار بن کر ڈٹ جائیں، یہ وقت کا اہم تقاضا ہے۔

(المنبر: ۱ تا ۳۱ مارچ ۲۰۰۲ء، الاعتصام: ۳۰ نومبر ۲۰۰۱ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متحدہ مجلس عمل کے لیے لمحہ فکریہ

قیام پاکستان کے بعد دینی جماعتوں نے جمہوری عمل سے اسلامی حکومت کے قیام کے لیے انفرادی طور پر زور آزمائی کی اور سیاسی جماعتوں سے الحاق کرنے کی پالیسی اپنائی۔ ان سے بیزار ہو کر اب انہوں نے متحدہ مجلس عمل کے پلیٹ فارم کے تحت انتخاب میں حصہ لیا لیکن خاطر خواہ کامیابی حاصل کرنے کے باوجود ان کو شرعی حکومت قائم کرنے میں مشکلات درپیش ہیں۔ غور طلب پہلو یہ ہے جن طالبان کی حمایت کرنے کی وجہ سے متحدہ مجلس عمل کو کامیابی حاصل ہوئی ہے انہوں نے بالغ رائے دہی کی بنیاد پر قانون ساز اسمبلی کا چناؤ نہیں کیا بلکہ اہل حل وعقد کے مشورہ سے شرعی قوانین کا نفاذ کیا۔ نتیجتاً افغانستان میں امن وامان قائم ہو گیا اور دوسرے اسلامی ممالک میں بھی فکری وعملی تحریکیں نمودار ہوئیں۔ حتیٰ کہ مغربی دنیا میں بھی اسلام کے بارے میں تحقیق کا ذوق ابھرا جس سے صہیونیوں میں صف ماتم بچھ گئی۔

امریکہ نے نائن الیون کی آڑ میں افغانستان پر حملہ کیا، اس موقع پر پاکستان نے امریکہ کو لاجسٹک سپورٹ کی تو عوام فطری طور پر مشتعل ہو گئے۔ ملک کا وہ تعلیم یافتہ طبقہ جو مذہبی جماعتوں کو فرقہ وارانہ پالیسی کی وجہ سے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا، وہ طبقہ بھی امریکی بربریت سے برہم ہو گیا۔ اس موقع پر اسلامی انقلاب کی سازگار فضا کو مدھم کرنے کے لیے صہیونی تھنک ٹینک کو وور کی سوجھی کہ اچانک پاکستان میں پہلے ریفرنڈم ہوا پھر بغیر کسی عوامی مطالبہ کے قومی الیکشن کا انعقاد ہوا۔ آپ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفےٰ کے حالات کو مدنظر رکھیں جب عوام منصفانہ الیکشن کرانے کا مطالبہ کر رہے تھے کہ اچانک فوجی انقلاب برپا ہوا جس نے انتخابات کو ملتوی کر دیا کیونکہ الیکشن کی صورت میں پاکستان قومی اتحاد کی حکومت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امکان روشن تھے، جس کا منشور اسلام کا نفاذ تھا، یہ امر صیہونی تھنک ٹینک کو گوارا نہ تھا۔

۲۰۰۲ء میں جب پاکستانی عوام ملت اسلامیہ کی سلامتی کے لیے طاغوتی فوج کی بے دخلی کا شدت سے مطالبہ کر رہے تھے تو ریفرنڈم کے بائیکاٹ نے ان کے غصہ کو نرم کر دیا۔ پھر قومی الیکشن کے موقع پر متحدہ مجلس عمل کو ووٹ دے کر اپنے طور پر مطمئن ہو گئے کہ ہم نے اپنا ملی فریضہ پورا کر دیا۔ فوری الیکشن کرانے کا مقصد ہی عوام کے مشتعل جذبات کو منجمد کرنا تھا۔

تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ

کیموزم کا معاشی نظام خونی انقلاب سے اور اسلام کا عادلانہ نظام روحانی انقلاب سے برپا ہوا، جمہوری نظام سے ہرگز نہیں، البتہ کسی ملک میں ناانصافیوں سے تنگ آ کر سوشلسٹ تحریکیں ابھری تو جمہوری نظام نے ہی اس کو پریس کر دیا۔ ۱۹۷۰ء کی دہائی میں فرانس اور اٹلی کی کیمونسٹ پارٹیوں نے جمہوری راہ اختیار کی تو بلدیاتی اور صوبائی سطح پر ان کو اقتدار میں شریک کرایا گیا، ان کو استعمار اور سرمایہ دارانہ پالیسیوں کے خلاف بھرپور احتجاج کی پوری آزادی بھی تھی اور وہ یہ احتجاج مستقل کرتی رہیں لیکن ان کے احتجاج بے کار ثابت ہوئے۔ صرف دس سال کے قلیل عرصہ میں ان کیمونسٹ پارٹیوں کا وجود ختم ہو کر رہ گیا۔ اٹلی اور فرانس پر (لبرل) اور استعماری جماعتوں کا پورا قبضہ ہو گیا۔ ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری بھی خدشہ ظاہر کرتے ہیں کہ ''مجلس عمل نے جمہوریت سے وابستگی رکھی تو اس بات کا شدید خطرہ ہے کہ اس کا بھی انجام یہی نہ ہو'' (روزنامہ اسلام: ۱۲/۳/۰۳)

ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ایل ایف او میں تمام اختیارات فقط ایک شخصیت کے گرد گھومتے ہیں جب کہ مجلس عمل پارلیمنٹ کی بالادستی کے لیے ہی حکومت سے احتجاج کرتے کرتے مصالحت کر بیٹھی ہے۔ تاہم چند غور طلب پہلو ہیں۔

حکومت، مجلس عمل مصالحت کے نتیجے میں اب اگر ایل ایف او پارلیمنٹ سے پاس کروا لیا گیا ہے تو کیا اب وہ جائز ہو گیا ہے؟ مجلس عمل کے دعوے کے مطابق اگر حکومت فی الواقع ایل ایف او میں بعض ترامیم پر رضا مند ہو گئی ہے تو معاہدے کی رو سے کیا اب مزید سات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برس کے لیے وہ جنرل مشرف صاحب کو صدر تسلیم کرنے کے پابند نہیں ہوگی؟ اور پھر کیا امریکی حمایت کا عمل جائز ہو جائے گا۔

ایل ایف او تو ابھی کل کی پیداوار ہے، ۱۹۷۳ء کا متفقہ آئین ملک میں کافی عرصہ تک نافذ العمل رہا۔ اس دوران وہ وزیر اعظم بھی برسر اقتدار رہا جس کو دینی جماعتوں نے اپنا قائد ایوان تسلیم کیا تھا۔ اس نے شریعت کے نفاذ کے لیے آئینی طور پر کونسی خدمت کی؟ وطن عزیز کا وہ بااختیار صدر جنرل ضیاء الحق جس کی حکمت عملی سے روس پسپائی اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا اور جس نے عدالتی فیصلہ پر عمل درآمد کرایا اور کسی کی سفارش کو قبول نہ کیا۔ بعض دینی جماعتوں نے اس کا بھرپور ساتھ بھی دیا لیکن اس کے دور میں بھی اسلام نافذ نہ ہو سکا۔

آج ایم ایم اے کی قیادت آس لگائے بیٹھی ہے کہ ایل ایف او پر حکومت سے معاہدہ ہو گیا تو پاکستان میں شریعت نافذ ہو جائے گی۔ یہ سراسر ڈھونگ ہے، دراصل صیہونی تھنک ٹینک کے منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے تاخیری حربہ ہے۔

آزادی کی تحریکوں کا جواز ختم کرنے کے لیے مسئلہ کشمیر کا اس طرح حل کرنا کہ وادی کشمیر کے ایک حصہ میں اقوام متحدہ کی زیر نگرانی امریکی فوج کی تعیناتی کرنا اور پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں اسماعیلی اسٹیٹ کی راہ ہموار کرنا۔ چین اور پاکستان کے درمیان خشکی کے راستہ کو منقطع کرنا۔ بعد ازاں تنظیموں کا قلع قمع کرنا۔ ساؤتھ ایشین فیڈریشن اکھنڈ بھارت کی جدید شکل ہے۔ سارک معاہدے کو اس میں تبدیل کر کے پاکستان کو مجبور کرنا کہ وہ بھارت کی قیادت تسلیم کر لے۔ پاکستان اور انڈیا کے درمیان آمد و رفت اور تجارتی پابندیوں کا خاتمہ کر کے مشترکہ تہذیب و تمدن کو فروغ دینا۔ بھارت سے کشیدگی کا جواز ختم کرنے کے بعد پاکستان کو ایٹمی توانائی کا پلانٹ تلف کرنے پر مجبور کرنا ہے۔

حکومت اور متحدہ مجلس عمل کے درمیان ہونے والے معاہدے کے نتیجے میں کیا آئندہ ملت اسلامیہ کے وفادار برسر اقتدار آئیں گے؟ ہرگز نہیں۔ اگر حکومت نے وطن کے منافی صیہونی پلان کو من وعن قبول کرنے سے پس وپیش کیا تو احتجاجی تحریک کی صورت میں وہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آگے آئے گا جو صیہونی پالیسی پر عمل درآمد کرنے کی حامی بھرے گا۔

۱۰/ اکتوبر ۲۰۰۲ء کے الیکشن میں متحدہ مجلس عمل نے کامیابی تو ضرور حاصل کی مگر آئندہ الیکشن میں اس کا گراف ڈاؤن ہو جائے گا۔

جمہوری نظام کے تحت اسلام کا نفاذ کرنے والی جماعتیں انتخابی دلدل میں پھنس کر اپنے فرض منصبی سے غافل ہوگئی ہیں۔ ہمارے وہ مشائخ کرام جو حجروں میں بیٹھ کر مریدوں کا تزکیہ نفس کرتے تھے، بڑے بڑے جاگیردار اور حکومت کے تھم ان کی خدمت میں حاضر ہوتے وہ انہیں خدا خوفی اور اتباع رسول کا درس دیتے۔ ہائے افسوس موجودہ جمہوری عمل میں کامیابی کے لیے وہ در در ووٹ مانگتے پھرتے رہے۔

سلف صالحین جو بے لوث دعوت وتبلیغ سے معاشرہ کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیتے تھے، اگر ان کے دور میں حکومت اسلام کے منافی قدم اٹھاتی تو علماء ومشائخ میدان عمل میں عزیمت کا پہاڑ بن جاتے۔ جس کے نتیجہ میں حکومت بالآخر اپنا فیصلہ واپس لینے پر مجبور ہو جاتی۔

دینی جماعتوں نے افغانستان پر امریکی حملہ کے بعد پاکستان میں انقلابی ماحول سے استفادہ کرنے میں بہت کوتاہی کی ہے، لہٰذا وہ آئندہ اس قسم کی غلطی کا اعادہ نہ کریں ''حکومت ہٹاؤ اور الیکشن کراؤ'' کی پالیسی اختیار کرنے میں وقت ضائع نہ کریں۔ کیونکہ جمہوری عمل سے قرآن وسنت کی حکمرانی نہیں قائم ہوسکتی۔ چھپن سال تک اس نظام میں شریک ہوکر تجربہ کیا ہے کہ جمہوریت ملی وحدت کو پارہ پارہ کردیتی ہے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا جذبہ سرد پڑ جاتا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے، علماء ومشائخ امام احمد بن حنبل اور مجدد الف ثانی رحمہما اللہ کی طرح غلط فیصلوں اور اقدامات کے خلاف دعوت وعزیمت کا راستہ اختیار کریں۔ نائن الیون کے بعد مسلم حکمران صیہونی لابی کے سامنے بے بس ہو چکے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرح اپنی حکومت کو صیہونی قوت کے خلاف جہاد راستہ اختیار کرنے کی دعوت دیں اور معاشرے کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیں۔ کتنی خوش قسمتی کی بات ہے کہ متحدہ مجلس عمل میں ہر مسلک کی جماعت شامل ہے لیکن بدقسمتی سے اس کے اثرات عوام میں نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ علماء قریہ قریہ بستی بستی جا کر عوام کو تقویٰ واتحاد اختیار کرنے اور اکھنڈ بھارت کے خلاف اپنی حکومت کو عزیمت کا راستہ اختیار کرنے کی دعوت دیں۔(1)

(1) الاعتصام 23 جنوری 2004ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رضائے الٰہی...... کامیابی کی شاہ کلید

افغانستان کو کھنڈر اور عراق کو خون میں نہلانے کے بعد افغانستان سے ملحق پاکستان کے قبائلی علاقے امریکہ کا خصوصی ہدف ہیں۔ جذبہ اخوت اور دینی حمیت کے تحت افغان عوام اور طالبان کی اخلاقی حمایت کے جرم میں پاکستان کے ڈاکٹروں، انجینئروں، سائنسدانوں، صحافیوں اور تاجروں کی گرفتاری نیز ذلت آمیز تفتیش کا سلسلہ جاری ہے۔ ستارۂ امتیاز، محافظ پاکستان، ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو نظر بند کر دیا گیا۔ نصاب تعلیم کی تدوین آغا خان تعلیمی بورڈ کے سپرد ہوگئی۔ ردعمل کے طور پر جلسے جلوسوں کا اعلان ہوا، جزوی ہڑتالیں ضرور ہوئیں لیکن عوام میں وہ جذبہ، ولولہ اور تحریک دیکھنے کو نہ ملی جو ۱۹۷۷ء کو تھی کیوں؟

۱۹۷۷ء کی تحریک ''تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ'' میں عوام نے جانی اور مالی قربانیوں کی بے مثال داستان رقم کی۔ انہوں نے گولیوں کی بوچھاڑ میں بھی ناموس رسالت کا پرچم بلند رکھا۔ ملک میں مارشل لا لگنے سے تحریک ختم ہوگئی اسلامی اصطلاحات متعارف ہوئیں لیکن ملک میں اسلامی قانون نافذ نہ ہوسکا کیونکہ پاکستان قومی اتحاد...... نعرہ بلند کیا گیا۔ کیوں؟

پاکستان قومی اتحاد میں شامل صف اول کی جماعتوں کے جملہ سیاست دان بھٹو کو اقتدار سے ہٹانے کے علاوہ کسی اور نکتہ پر متفق نہ تھے۔ دھاندلی کے خلاف ردعمل میں جوش و خروش پیدا کرنے اور سادہ لوح عوام کے جذبات کو مشتعل کرنے کے لیے ''نظام مصطفیٰ ﷺ'' کا نعرہ بلند کیا گیا۔

نعرہ لگانے والے عوام کو اسلام سے مذہب کی حد تک جذباتی لگاؤ بے حد تھا لیکن ایمان کی بنیاد پر قلبی لگاؤ نہ ہونے کے برابر تھا۔ پاکستان قومی اتحاد کے راہ نما مغربی جمہوریت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم بردار تھے، خلافت علی منہاج النبوۃ کے قائل نہیں تھے۔

ان عوامل میں شاید کسی کو اختلاف نہ ہو لیکن اس دور کے بعض ماہرین نے اظہار خیال کیا کہ یہ تحریک امریکہ کے ایماء پر شروع ہوئی۔ ان کی رائے پر کان رکھنا کسی نے گوارا نہ کیا لیکن اب بریگیڈیئر (ر) سید احمد ارشاد ترمذی (سابق چیف آف سٹاف، ڈائریکٹر جنرل، آئی ایس آئی) کی کتاب پڑھ کر مذکورہ حقیقت کو تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا۔

"بھارت نے ایٹمی دھماکہ کیا تو ذوالفقار علی بھٹو نے ایٹمی قوت کے حصول کی پیش رفت شروع کر دی۔ ۸/ اگست ۱۹۷۶ء کو امریکہ کے زیر خارجہ ڈاکٹر ہنری کسنجر نے لاہور میں بھٹو سے خصوصی ملاقات کی، پاکستان کو ایٹمی تکنیک کے حصول سے روکا لیکن بھٹو نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو مسٹر کسنجر نے جہاز پر سوار ہونے سے پہلے بھٹو سے کہا کہ "مسٹر بھٹو! ہم تمہیں ایک عبرت ناک مثال بنا دیں گے۔"

امریکہ نے انتہائی چالاکی سے پاکستان پیپلز پارٹی کے مرکزی راہ نماؤں کو اپنے حلیفوں کی صف میں شامل کر لیا۔ دوسری طرف حزب اختلاف کے راہ نماؤں سے بھی رابطہ جاری رکھا۔ لاہور میں امریکی قونصلیٹ جنرل کے پولیٹیکل آفیسر جین این گبن نے ایک سیاسی دلال کا کردار ادا کیا۔ پاکستان قومی اتحاد کے اہم راہ نماؤں نے اس سے ملاقاتیں کیں اور لاکھوں کے چیک وصول کیے، دیگر راہ نماؤں کی جیبیں ڈالروں سے بھر دی گئیں۔ مارکیٹ میں سیلاب آ گیا، امریکی ڈالر کی زر تبادلہ کی شرح بڑی حد تک گر گئی۔ یہی وجہ ہے کہ پی این اے کا ایک احتجاجی جلوس کوئنز روڈ سے گزرا تو جلوس میں شامل امریکی نمک خواروں نے امریکن سنٹر کے پاس سے گزرتے ہوئے امریکی حمایت میں نعرے لگائے، ردعمل کے طور پر شلز نے خوشی سے ہاتھ ہلا کر ان نعروں کا جواب دیا۔ (تلخیص "حساس ادارے" صفحہ ۴۲ تا ۴۷)

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ جب تک کسی تحریک میں توکل علی اللہ اور رضائے الٰہی کی طلب نہ ہوگی تو ایسی تحریک سے آپ ٹی وی پر اذان تو سن سکتے ہیں لیکن مسجدوں میں نمازیوں کی کثرت نہیں دیکھ سکتے، بنک کے انٹرسٹ سے زکوٰۃ تو کاٹی جا سکتی ہے مگر ملک میں غربت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

و افلاس کا خاتمہ نہیں ہوسکتا۔

اس عرصے کے دوران کراچی میں ایک سیاسی جماعت نے قدم جما لیے تو اس کی قوت کا زور توڑنے کے لیے ایک دوسری سیاسی تنظیم منظر عام پر آ گئی۔ جب ایک مذہبی تحریک نے ممکنہ سہارے پر دھرنا دے کر حکومت کو مطالبات تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا تو اس کے رد عمل میں اچانک ایک اور تنظیم نمودار ہوگئی۔ اس مذہبی تصادم سے قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اور وطن عزیز کی ملی وحدت میں شگاف پڑ گیا۔

اللہ کا مقرر کیا ہوا اور پسندیدہ دین ''اسلام'' ہے، اس کا ستون نماز ہے اور اس کی کوہان کی چوٹی جہاد ہے، جہاد جیسے مقدس فریضہ کی ادائیگی میں رب کی رضا کی بجائے غیر اللہ کی خوشنودی ہو تو اس لڑائی سے طاغوتی قوت تو مفاد حاصل کر سکتی ہے لیکن مسلمانوں کے لیے مثبت اور تعمیری نتائج برآمد ہونا مشکل امر ہے۔

خود کاشت فصل کا بیج پک جاتا ہے تو کسان اس کو کاٹ دیتا ہے، اسی طرح غیر اللہ کے اشارے یا سہارے پر ابھرنے والی تنظیموں اور تحریکوں سے اپنے مقاصد جب پورے ہو جاتے ہیں تو ان تحریکوں کو آب ودانہ فراہم کرنے والے خود ہی ملیامیٹ کر دیتے ہیں۔

دینی جماعتوں کا اتحاد وطن عزیز کے مسلمانوں کے لیے نسیم سحر کا جھونکا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ عوام میں فرقہ وارانہ کشیدگی ختم کر کے اخوت ومحبت کا رشتہ مضبوط کریں اور معاشرے کے مختلف طبقوں میں تعلیم وتزکیہ کے لیے حتی المقدور جدوجہد کریں۔ وہ امور جن کا تعلق حکومت سے ہو مثلاً، نصاب تعلیم، سود کی حرمت، روحانی، بیماریوں کا انسداد، انتظامیہ کی اصلاح اور شرعی قانون کا نفاذ وغیرہ ان سے متعلق متفقہ لائحہ عمل تشکیل دیں اور حکومت کو ان امور پر عملی پیش رفت کرنے کی دعوت دیں۔

گوریلا جنگ سے دل برداشتہ ہو کر غیر مسلم فوجیں پسپائی اختیار کر لیں تو وہاں سیکولر حکومتیں تو قائم ہو سکتی ہیں شرعی حکومت نہیں۔ وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ اگر طالبان کی طرح شرعی حکومت قائم کر لیں تو اقوام متحدہ اسے تسلیم کرنے سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انکار کر دیتی ہے۔ اقوام متحدہ کے ضابطوں میں جکڑے ہوئے مسلم ممالک خواہ اس کے مربی محسن ہی کیوں نہ ہوں، وہ اس کے ساتھ تعاون کرنے کی بجائے طاغوت کے آلہ کار بن جاتے ہیں۔ چنانچہ موجودہ دور میں خودمختار شرعی حکومت قائم کرنا سب سے بڑا جہاد ہے۔

جس طرح بنجر زمین میں ہل چلائے بغیر بیج بونے اور آب رسانی کرنے سے فصل نہیں اگتی، اسی طرح اصلاحِ امت کے بغیر شرعی حکومت قائم کرنا مشکل امر ہے۔

شرعی نظام کے لیے جدوجہد ضروری ہے:

غیر مسلم ممالک میں آباد مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایمانداری سے اس ملک کی قومی ترقی وخوش حالی میں بھرپور کردار ادا کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کو نمونہ بنا کر وہاں اسلام کی نمائندگی کا حق ادا کریں اور جماعتی نظم قائم کریں، نیز اس ملک کے قانونی تقاضوں کا لحاظ رکھتے ہوئے دوسروں کو اسلام کی دعوت دیں۔ مجلس التحقیق الاسلامی کے بقول:

> ''مسلم اقلیتوں کو یہ بات بھی پیش نظر رکھنی چاہیے کہ اسلام اور مسلمان دنیا میں غیر اسلامی عقائد ونظریات کے عامل یا کافرانہ جبر وتسلط کے تحت ابدی طور پر مصالحت ومداہنت کے ساتھ رہنے کے لیے نہیں ہیں بلکہ غیر اسلامی اور وضعی قوانین کے خلاف جدوجہد حتی المقدور ہر مسلمان پر فرض ہے حتیٰ کہ جب مسلم اقلیتوں کو اجتماعی طور پر کسی کامیاب تدبیر سے اپنی کافرانی حکومتوں کے خلاف خروج کا یقین واعتماد ہو جائے تو ایسے حالات میں کافرانہ تسلط کے خلاف جہاد بالسیف بھی فرض ہو جاتا ہے۔'' (ماہنامہ محدث لاہور، جون ۲۰۰۲ء)

خروج کی نیت شریعت اسلام کا نفاذ ہو۔ اس کا فیصلہ مسلم اقلیتی تنظیم کی مجلس شوریٰ میں اتفاق رائے سے ہو، وہ تنظیم اپنی ہمسایہ آزاد مسلم ریاست سے تعاون کی درخواست کرے تو وہ انکار کر دے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنیا کے کسی حصہ میں مسلم اقلیت کو کلمہ پڑھنے کے جرم میں ظلم وستم کا نشانہ بنایا جا رہا ہو، احتجاج کرنے پر ان کے گھروں کو مسمار کر کے ملک بدر کرنے کی مہم جاری ہو، پڑوسی مسلم ملک ان کے حق میں کلمہ حق کے کہنے کی جرأت نہ کرے، اگر پڑوس میں مسلم ملک نہیں تو اس خطہ کا مسلم ملک مظلوم مسلمانوں کے تحفظ کا مسئلہ عالمی فورم میں پیش کرنے کی زحمت نہ کرے۔

تو ان سنگین حالات کے باوجود آزاد مسلم ملک کے مسلمان اقلیتی مسلمانوں کی ہمدردی کے لیے طاغوت کے خلاف جہاد کا اعلان کرنے سے گریز کریں۔ بلکہ پہلے مرحلہ میں وہاں کے علمائے امت باہمی مشورہ سے لائحہ عمل تشکیل دیں اور اپنی حکومت کو جہاد کرنے پر آمادہ کریں اور تعاون کا یقین دلائیں۔

تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے کہ جب مصر کا ملک الناصر طاغوت سے خائف ہو کر مقابلہ کے لیے تیار نہ ہوا تو امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مصر جا کر سلطان ملک الناصر کو غیرت دلائی اور اپنی حمایت کی پیش کش کی تو وہ مقابلہ کے لیے آمادہ ہو گیا۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے وعدے پر قائم رہے، اپنے ہزاروں ساتھیوں سمیت دفاعی جہاد میں حصہ لیا، قیادت بھی کی اور کامیابی سے سرفراز ہوئے۔

اگر مسلمان حکمران جہاد پر آمادہ ہونے کی بجائے طاغوت کے آگے سجدہ ریز ہو جائیں، مظلوم مسلم بھائیوں کی حمایت کرنے کی بجائے اسلام سے متصادم اور وطن کی سلامتی کے منافی ذلت آمیز پالیسی اپنا لیں تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو پیش نظر رکھنا چاہیے:

((ما من نبی بعثه الله فی امة قبلی الا کان من امته حواریون واصحاب یاخذون بسنته ویقتدون بامره، ثم انها تخلف من بعدهم خلوف یقولون مالا یفعلون ویفعلون مالا یومرون فمن جاهدهم بیه فهو مومن ...... فهو مومن، ومن جاهدهم بقبله فهو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مومن، وليس وراء ذلك من الايمان حبة خردل.))

(مسلم، كتاب الايمان، رقم: ٥٠)

"مجھ سے پہلے ہر امت میں اللہ تعالیٰ نے جب کسی نبی کو مبعوث کیا تو اس کی امت میں اس سے اس کے حواری اور مخلص ساتھی بھی تھے جو اس نبی کے طریقے اور حکم کی اقتداء واتباع کرتے۔ پھر ان کے بعد کچھ ایسے (ناخلف) جانشین ہوتے ہیں جو ایسی باتیں کرتے ہیں جو وہ عملاً کرنے والے نہیں اور وہ ایسے کام کرتے ہیں جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا لہٰذا جو شخص ان کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جہاد کرے گا وہ بھی مومن ہے اور جو ان کے ساتھ اپنی زبان سے جہاد کرے گا وہ مومن ہے اور جو ان کے ساتھ اپنے دل سے جہاد کرے گا وہ بھی مومن ہے، اس کے علاوہ رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں۔"

امریکی حملے سے افغانستان میں طالبان حکومت ختم ہوگئی، عراق کی عسکری قوت درہم برہم ہوگئی، اس دوران بعض مسلم ممالک نے امریکہ کی حمایت کی، ایسے بھی ہیں، جنہوں نے افغانی اور عراقی بھائیوں کی جانی، مالی واخلاقی حمایت کرنے کی بجائے چپ سادھ لی، امریکی حملے کی کھل کر کسی نے مذمت نہیں کی۔

چونکہ صیہونی پالیسی ہے کہ مسلم ممالک میں مسلمانوں اور حکمران طبقہ کو آپس میں الجھا دیا جائے۔ فوج اور عوام کے مابین نفرت کی خلیج حائل کر دی جائے۔ امریکہ حزب اختلاف واقتدار دونوں کی پشت پناہی کرتا ہے تاکہ حکومتی تبدیلی کی صورت میں امریکی مفاد کو ٹھیس نہ پہنچے۔ اس لیے اندریں صورت حال مسلم حکومت کے خلاف جہاد بالسیف سے گریز کیا جائے۔ البتہ حدیث نبوی کی روشنی میں سیکولر حکومت سے تعاون کی پالیسی ترک کر دیں اور شرعی حکومت کے قیام کے لیے حکمت عملی کے تحت جہاد بلسان کا فریضہ ادا کریں۔

اسلامی ریاست کے تمام تقاضوں سے عہدہ برا ہونے کے لیے خودمختار شرعی حکومت کا قیام ضروری ہے۔ لیکن شرعی حکومت کا قیام جمہوری نظام سے ناممکن ہے۔ کیونکہ پاکستان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جن دینی تنظیموں نے جمہوری نظام میں شامل ہو کر نظام بدلنے کی کوشش کی وہ آج تک نظام تو نہیں بدل سکے، البتہ خود بدل گئے ہیں۔ طاغوت کے خلاف بلند بانگ دعوے کرنے والے اس کی حمایت یافتہ حکومت سے معاہدے کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں، یہ جمہوری نظام کا کرشمہ ہے، شرعی حکومت کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ مذہبی جماعتیں جمہوری طریقہ کار کی بجائے محمدی انقلاب کو پیش نظر رکھیں۔ وہ رضائے الٰہی کے طلب گار بن کر کارکنوں کو ایمان، تقویٰ اور اتحاد باہمی کا درس دیں۔ رب کی نصرت پر یقین کرتے ہوئے معاشرہ وحکومت کی اصلاح کے لیے دعوت وجہاد کا فریضہ سرانجام دیں۔ بے شک اللہ کسی کی محنت کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

انا الله لا يضيع اجر المحسنين.

(الاعتصام: ۲۰/ اگست ۲۰۰۴ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توہین رسالت کے ممکنہ مقاصد اور تقاضے

اسلام کو مسخ کرنے اور مسلمانوں پر غلبہ پانے کے لیے صیہونی تھنک ٹینک ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔ ان کا طریق کار ہے کہ وہ عملی کارروائی کرنے سے پیشتر عموماً اپنے منصوبوں کو ناولوں کی صورت میں شائع کرتے ہیں، خلیجی جنگ اور ۹/۱۱ کے واقعات سے قبل بھی ناول طبع ہوئے، اسی طرح صیہونی مصنف ایلن ولیمز (Alan Williams) کی کتاب Holy of Holies شائع ہوئی جس میں خانہ کعبہ کو مسمار کرنے کا منصوبہ ہے۔

چند ماہ قبل ڈنمارک کے ملحد مصنف کارے بلیچن نے اخبارات میں خبر شائع کروائی کہ محمد ﷺ پر لکھی گئی کتاب کی تصاویر کے لیے وہ کسی ایسے آدمی کو تلاش نہ کر سکا جو ان تصاویر کو بنا سکے، ڈنمارک کے معروف اخبار جیلنڈر پوسٹن کو اس بات پر اتنا طیش آیا کہ اُس نے ۳۰ آرٹسٹوں سے پر زور اصرار کیا کہ وہ ''محمد ﷺ جیسا کہ اُن کے تصور میں ہیں'' پر تصاویر بنائیں، چناں چہ چند ملعون آرٹسٹوں نے نبی اکرم ﷺ کے خاکے بنانے کی مذموم جسارت کی، جن کو بعد ازاں بڑے اہتمام سے اس اخبار نے اپنے ایک مضمون کے ساتھ شائع کیا۔

مغرب کا ایک طبقہ مادہ پرستی سے بیزار ہو چکا ہے، وہ سکون کے متلاشی بن کر اسلام کا مطالعہ کر رہے ہیں اور اسلام قبول کر کے قلبی فرحت کا اظہار کرتے ہیں، چناں چہ اس قسم کے ہتھکنڈوں سے مغربی باشندوں کو یہ باور کرانا مقصود ہے کہ اسلام اور اس کے داعی دہشت گرد ہیں۔ مسلم ممالک پر بم باری کے دوران اہل مغرب جو غیر جانب دار ہو کر مسلمانوں کے حق میں مظاہرہ کرتے ہیں، وہ اسے جائز عمل سمجھ کر اپنی حکومت کے خلاف مظاہرہ نہ کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جن چند مسلم ممالک میں جمہوری نظام رائج نہیں، جیسا تیسا اسلامی قانون نافذ ہے یا ملک میں امن وامان کی فضا ہے، وہاں آج تک مظاہروں کی نوبت نہیں آئی۔ان علاقوں کے مسلمان بھی مظاہروں کا اہتمام کریں۔ حکومت اُن کو اجازت دینے پر مجبور ہو، تاکہ مستقبل میں اپنے اپنے سلاطین وامرا کے خلاف مذہبی وسیاسی مظاہرے کرنے کے عادی ہو جائیں اور اِن حکومتوں کی طرف سے مظاہروں پر پابندی کا جواز ختم ہو جائے۔

علمائے امت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید کی اصل تعبیر، نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ اہل مغرب کے خود کاشتہ طبقے نے دعویٰ کیا کہ نبی کریم ﷺ کی تعبیر اپنے دور میں حالات وواقعات کی مناسبت سے درست تھی لیکن موجودہ دور میں قرآن کی تعبیر میں تغیر وتبدل ممکن ہے علمائے حق نے ان کے خلاف علمی کام کیا لیکن اسمبلی میں وہ اسی طبقے کے ہم نوا بن کر اور قرآن وسنت کو پس پشت ڈال کر قانون سازی کے عمل میں برِ بر کے شریک ہیں، چوں کہ نبی کریم ﷺ سے عقیدت ومحبت ہر مسلمان کے دل کی دھڑکن سے پیوست ہے اور صہیونی تھنک ٹینک اس کو مٹانا چاہتے ہیں، انھوں نے ایک قدم آگے بڑھ کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس کو کارٹون کی شکل میں پیش کیا۔

ڈنمارک کے معلون اخبار جیلنڈر پوسٹن کا یہودی لابی سے تعلق ہے، اس کی پیشانی پر یہودیوں کا خاص نشان سٹار آف ڈیوڈ ظاہر کرتا ہے، اس لیے اس میں کوئی شک نہیں کہ نائن الیون کی طرح نبی مکرم ﷺ کے گستاخانہ خاکے شائع کرنے کے پیچھے انتہا پسند یہودیوں کی سازش ہے۔

• امریکا کی مجرمانہ پالیسی سے بیزار ہو کر بعض مسلم ممالک یورپی یونین اور چین سے تعلقات استوار کر رہے تھے، چناں چہ یہودیوں نے یورپ اور مسلمانوں میں اختلافات بڑھانے کے لیے سازش تیار کی تاکہ مسلمان اشتعال میں آئیں اور یورپی ان کے اخراج کے بارے میں پالیسی پر عمل کریں۔

عراق پر امریکی حملہ سے پیشتر یورپ امریکا سمیت مسلم ممالک میں منظم مظاہرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے، بش اور ٹونی بلیئر کے پتلے جلائے گئے۔ کسی حکومت نے ان کو روکنے کے لیے عملی مداخلت نہیں کی۔ جب عراق پر اندھا دھند بم باری کا سلسلہ شروع ہوا تو احتجاج بیان بازی تک محدود ہو گیا۔ اندیشہ ہے کہ یہ مسلمانوں کے کسی مقدس مقام پر حملے سے پیشتر ان کے جذبات کو عوامی مظاہروں کے ذریعے منجمد کرنے کی سازش بھی ہوسکتی ہے۔

یہ ملت اسلامیہ کے جذبات کا امتحانی ٹیسٹ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ سڑکوں بازاروں میں بینرز اٹھا کر جمہوری انداز میں احتجاج کرتے ہیں یا غازی علم الدین شہید کی طرح شاتم رسول کے خلاف عملی قدم اٹھاتے ہیں۔

مسلم ممالک اقوام متحدہ سے اپیل کرتے ہیں یا متحد ہو کر ملوث ملعونوں کو عبرت ناک سزا دینے کے لیے طلب کرتے ہیں۔

اخبار میں ان تصاویر کی اشاعت کے بعد مسلمانوں نے شدید ردعمل کا مظاہرہ کیا۔ تو مذکورہ اخبار کے ایڈیٹر ''فلیمنگ روز'' نے اپنے مضمون میں اظہار خیال کیا:

> ''جدید روشن خیال معاشرے کو کچھ مسلمان رد کرتے ہیں، یہ لوگ کچھ خصوصی سلوک اور رویوں کا مطالبہ کرتے ہیں، جب یہ لوگ اصرار کرتے ہیں کہ ان کے مذہبی جذبات کا غیر معمولی طور پر خیال رکھا جائے، حالاں کہ یہ بات مغربی جمہوریت اور آزادیٔ تحریر کے منافی ہے، جس میں ایک آدمی کو بدنامی، تذلیل اور تضحیک کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔''

گیارہ مسلمان ممالک کے سفیروں نے ڈنمارک کے وزیر اعظم سے ملاقات کے لیے وقت مانگا تو اُس نے ملنے سے صاف انکار کر دیا، البتہ اپنے موقف کی وضاحت کے لیے کہا:

> ''ساری دنیا کو اس آزادیٔ اظہار کے حق کا احترام کرنا چاہیے، کسی ریاست کو پریس کے رویے کا ذمہ دار نہیں ٹھہرانا چاہیے۔''

[بہ حوالہ نوائے وقت، مجریہ ۴ فروری ۲۰۰۶ء]

ذرائع ابلاغ کی شتر بے مہار آزادی جمہوری نظام کا بنیادی ستون ہے، اسی لیے وزیر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اعظم نے مسلمان مظاہرین کو مطمئن کرنے کے لیے اس کا حوالہ دیا۔ ذرائع ابلاغ پر پابندی عاید کرنا، اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ نمبر ۱۹ کی خلاف ورزی ہے:

"ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے، اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اپنی رائے قائم کرے اور جس ذریعے سے چاہے ملکی سرحدوں کا خیال کیے بغیر علم اور خیالات کی تلاش کرے، انھیں حاصل کرے اور اُن کی تبلیغ کرے۔"

امریکا اور یورپی ممالک آزادی اور جمہوریت کے علم بردار ہیں، انھوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات کا احترام نہیں کیا بلکہ انھوں نے رائے عامہ کی آزادی پر قائم رہنے کا اعلان کیا، یہی وجہ ہے کہ امریکا و یورپی اخبارات یکے بعد دیگر ہتک آمیز کارٹون کو شائع کر رہے ہیں۔

اہل مغرب اس شتر بے مہار آزادی کے داعی جمہوری نظام کو مسلم ممالک میں بہ زور قوت یکے بعد دیگرے نافذ کر رہے ہیں، تعجب ہے کہ مسلم راہ نما اس نظام کی ترویج و ترقی کے لیے تگ و دو کر رہے ہیں، حالاں کہ جمہوری نظام مذہبی قوانین اور ملی جذبات کو دھیرے دھیرے مٹا دیتا ہے۔

یورپی حکومتوں میں جمہوری عمل شروع ہوا تو ابتدائی دور میں عیسائی مذہب کو فوقیت حاصل تھی۔ "کوئی یہودی اور کوئی اور شخص جو چرچ کو نہ مانتا ہو از روئے قانون نہ تو رکن پارلیمان بن سکتا تھا، نہ کسی سرکاری عہدے پر مامور ہو سکتا تھا۔ ۱۸۲۸ء میں ان قیود کو اٹھانے اور نرم کرنے کا میلان پیدا ہوا اور قریب قریب ۶۰ برس کی مسلسل اور تدریجی اصلاح نے بالآخر ان کو بالکلیہ منسوخ کر دیا۔" [آزادی ہند اور مسلمان، ج:۱، ص:۲۷۸]

مسلم ممالک میں جمہوریت کے نفاذ سے جدیدیت کا خطرہ درپیش ہے۔ مسلم ممالک خصوصاً پاکستان نے مغرب کے مطالبے پر دہشت گردوں (مجاہدین) کو پکڑ کر اُن کے حوالے کیا۔ ان مسلم حکمرانوں کا فرض منصبی تھا کہ وہ مطالبہ کرتے کہ توہین رسالت کے مرتکب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملزموں کو ہمارے سپرد کردو تا کہ ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ ایسی ایمانی جرأت کا مظاہرہ کسی نے نہیں کیا۔ بلکہ وہ مسلمانوں کو صبر وتحمل کا درس دے رہے ہیں، مسلم حکم رانوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ رب کریم توہین رسالت کے مجرموں کو کبھی برداشت نہیں کرتا۔

امت مسلمہ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے

- ...... وہ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر پہلے کی نسبت کثرت سے درود پڑھیں۔
- ...... اتباع رسول مقبول ﷺ کے ضمن میں جن عملی کوتاہیوں کا شکار ہیں اُن کے ازالے کے لیے دل میں پختہ تہیہ کر لیں۔ مثلاً فرائض یعنی نماز، زکوٰۃ میں سستی ہے تو آئندہ باقاعدگی سے فرائض وواجبات ادا کرنے کا عزم کر لیں۔
- ...... رشوت، غبن وسودی کاربار جیسی روحانی بیماری میں ملوث ہوں تو آئندہ ان سے اجتناب کرنے کا عزم کر لیں۔
- ...... دینی جماعتیں اس نظام سے کنارہ کشی اختیار کر لیں جو بے لگام آزادی کو تحفظ دیتا ہو اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر کاربند ہو جائیں۔

یقیناً اللہ کریم کی رحمت جوش میں آئے گی اور وہ موجودہ مسلم حکم رانوں کی بے حسی کے ازالے کے ساتھ اور امت مسلمہ کی غیرت ملی کی کمان کے لیے سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ جیسی صفات والا راہ نما نمودار کر دے گا۔ ان شاء اللہ۔

المنبر 31 جنوری تا یکم مارچ 2006ء۔
الاعتصام 24 فروری 2006ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یک جہتی وسلامتی کے لیے اخوت ومحبت کی ضرورت

برصغیر پاک وہند میں انگریزوں سے قبل ہندو مسلم رواداری کے اصول پر رہ رہے تھے۔ مذہبی بنیاد پر فتنہ فساد کے واقعات برائے نام ہوتے تھے۔ لیکن انگریزوں نے تقسیم کرو اور حکومت کرو کی پالیسی اپنائی۔ اس سے نہ صرف ہندو مسلم فساد کی آگ بھڑک اٹھی بلکہ خود مسلمان فرقے افہام وتفہیم کے ماحول سے نکل کر مناظروں میں الجھ گئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ انگریزوں کے خلاف مزاحمتی تحریک مدھم پڑ گئی۔

وطن عزیز سے انگریزوں کے انخلا کو ۶۰ سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا لیکن اُن کے جانشین توڑ پھوڑ کی پالیسی پر بدستور عمل کر رہے ہیں۔ مزدور سرمایہ دار اور مزارع زمیندار ایک دوسرے سے نالاں ہیں۔ عورت اور مرد کے حقوق کی باہمی جنگ نے خاندانی نظام کی یک جہتی کو پارہ پارہ کردیا ہے۔ اسلامی معاشرہ کی اساس اخوت ومحبت پر کاری ضرب لگ چکی ہے۔ پاکستانی معاشرہ میں غریب اور امیر میں تفاوت کی شرح بڑھ گئی ہے۔ تہذیب وتمدن کے لحاظ سے لبرل اور قدامت پسند طبقوں میں بٹ چکا ہے اور سیاسی لحاظ سے مسلمان لیگی اور پیپلی دھڑوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ دیہی آبادی میں کمی اور راٹھ کی تمیز کے آثار موجود ہیں۔

دینی جماعتوں کے وہ مقررین جو خوش الحان یا شعلہ بیانی کی وجہ سے سال بھر تبلیغی دوروں پر رہتے ہیں اگر وہ خلوصِ نیت سے چاہتے تو مسلمانوں میں مواخات مدینہ کی فضا سازگار کرسکتے تھے۔ سیاسی، مذہبی، معاشی ومعاشرتی طور پر نفرت کی خلیج ختم کرسکتے تھے۔ بدقسمتی کی انتہا ہے کہ علماء اپنی تقریروں میں ایک دوسرے کو گستاخ ثابت کررہے ہیں۔ اس موضوع پر طویل دورانیہ کے مناظرے ہو چکے ہیں، جن کی ی بازار میں عام دستیاب ہے۔ تعجب ہے کہ یہ لوگ اسلام کی تبلیغ کررہے ہیں یا راج پال اور سلمان رشدی کی معنوی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اولاد کو علمی مواد فراہم کر رہے ہیں۔ اگر یہی علماء سنت کا شیدائی کون؟ سید الکونین کی شفاعت کا حق دار کون؟ کے موضوع پر اظہارِ خیال کرتے تو اس سے سامعین کے دل میں یقیناً اتباع رسول مقبول ﷺ کا والہانہ ذوق پیدا ہوتا۔ کلمہ گو گستاخ رسول ہرگز نہیں، جو گستاخ ہیں اُن سے چشم پوشی کی ہوئی ہے۔ بلکہ ان کے ساتھ بین المذاہب کانفرنس میں شرکت کو باعث اعزاز سمجھتے ہیں۔ مولانا سعید احمد جلالپوری نے یونائیٹڈ کرسچن آرگنائزیشن کی طویل ویب سائٹ نقل کی ہے جس میں اسلام، قرآن اور نبی مکرم ﷺ کے بارے گستاخانہ مواد موجود ہے۔

''محمد ایک عرب تھے جس کو گزرے ہوئے ۱۴۰۰ سال ہو چکے ہیں۔ لوگوں کے اوپر حکومت کرنا اور اپنی (ضرورت سے زائد) جنسی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے وہ لوگوں سے جھوٹ بولا کرتا تھا کہ خدا اُس پر وحی بھیجتا ہے اس وقت کے جاہل لوگوں کے مقابلے میں جو کہ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔ محمد ایک بہت چالاک عقل مند اندر سے...... شخص تھا۔'' باغیوں کی مکمل گستاخانہ تحریر کے لیے رجوع کریں ماہنامہ آب حیات لاہور ستمبر ۲۰۰۹ء۔ غور طلب پہلو یہ ہے کہ ایک دوسرے کو گستاخ رسول کہنے والے مقررین نے کرسچن ویب سائٹ پر احتجاج کیوں نہیں کیا؟

امریکا پاکستان میں اپنے سفارت خانے کو وسعت دے رہا ہے۔ سینکڑوں کی تعداد میں امریکی میرین پاکستان میں داخل ہو گئے ہیں۔ عراقی مسلمانوں کے قتل عام میں ملوث بدنام زمانہ بلیک واٹر کے کارکنوں نے اسلام آباد کے حساس مقامات پر رہائشی مکانات کرایہ پر حاصل کر لیے ہیں۔ وہ خود یا زر خرید مقامی وغیر مقامی ایجنٹوں کے ذریعے دھماکے کرا رہے ہیں۔ جن کا مقصد پاکستان کو ناکام ریاست ثابت کر کے ایٹمی اثاثوں پر قبضہ حاصل کرنا ہے۔

عراق وافغانستان کے بعد پاکستان میں غیر اعلانیہ صیہونی جنگ جاری ہے۔ ڈرون حملوں سے بے گناہ شہری بھی ہلاک ہو رہے ہیں۔ خفیہ ایجنسیوں نے ماضی قریب میں شیعہ سنی فساد بھڑکا کر نفاذِ شریعت تحریک کو دفن کر دیا تھا۔ اسی طرح وطن دشمن ایجنسیاں ملت اسلامیہ کے مذہبی لسانی اور معاشرتی طبقوں کو ایک دوسرے کے خلاف الجھا کر صیہونی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروٹوکول کی پیش قدمی تیز تر کر رہے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ دینی جماعتوں کے سربراہان اپنے اپنے فرقہ پرست مقررین کو وطن عزیز کی یک جہتی وسلامتی اور اسلامی اخوت ومحبت کا درس دیں۔ چنانچہ تمام دینی وسیاسی جماعتیں متحد ہوکر پاکستان میں صہیونی پروٹوکول کی پیش قدمی کے تدارک کے لیے مشترکہ لائحہ عمل اختیار کریں۔(1)

نامور دینی سکالر مفتی محمد زائد نائب مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد سے انٹرویو کے دوران سوال کیا گیا کہ فرقہ واریت کے پرتشدد ماحول کو کیسے ختم کیا جاسکتا ہے؟ انہوں نے پر مغز قابل عمل رائے کا اظہار کیا۔

"دیکھیں فروعی اختلافات صدیوں سے پہلے آ رہے ہیں، انہیں ختم کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ البتہ تشدد اور عدم برداشت کی فضا کو ختم کیا جاسکتا ہے، جو معاشرے کی بہتر تعمیر اور ترقی کے لیے لازمی امر ہے۔ مشاہدے میں یہ آیا ہے کہ نچلی سطح پر نفرتیں زیادہ ہیں۔ حالانکہ اعلیٰ سطح پر تو علماء اکٹھے بیٹھتے ہیں۔ اطمینان بخش ماحول میں گفتگو ہوتی ہے۔ کچھ عملی اقدامات فائدہ مند ہو سکتے ہیں جن میں سرفہرست نچلی سطح پر بھی مختلف مسالک کے درمیان رابطے بڑھانا ہے، مثلاً مختلف مسالک کے درمیان رابطے بڑھانا ہے، مثلاً مختلف مسالک کے تعلیمی اداروں کے طلبہ کو دوسرے اداروں کے مطالعاتی دورے کروائیں۔ متفقہ موضوعات پر تقریری مقابلوں کا انعقاد بھی کروایا جاسکتا ہے۔ کھیلوں کی ٹیمیں بنا کر دوستانہ میچ رکھے جاسکتے ہیں، اس طرح طلبہ کی آپس میں دوریاں ختم ہوں گی اور انہیں ایک دوسرے کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملے گا۔ مشترکہ انتظام کے ساتھ محافل قرأت منعقد کی جاسکتی ہیں۔ ان سب اقدامات سے یقیناً فضا بدلے گی۔"

(1) الاعتصام 6 نومبر 2009ء۔

بشکریہ ماہنامہ پیام آگہی فیصل آباد نومبر 2015ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قصور وار کون؟

پیپلز پارٹی کی سیکرٹری اطلاعات فوزیہ وہاب نے کہا ہے کہ ''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں عدالت میں اس لیے پیش ہوئے کہ اُس وقت قرآن موجود تھا لیکن آئین نہیں تھا۔ لیکن صدر زرداری عدالت میں نہیں جائیں گے کیوں کہ اب آئین موجود ہے۔'' فوزیہ کا بیان قرآن اور اسلامی شعار کی توہین ہے۔

خلفائے راشدین کے دور میں قرآن مجید اور صاحب قرآن کے فرمان کو سپریم لا کی حیثیت حاصل تھی۔ شرعی عدالتوں میں عدل وانصاف کا دور دورہ تھا۔ اگر کوئی شہری خلیفہ یا عامل کے خلاف عدالت میں فرد جرم عائد کرتا تو وہ عام ملزموں کی طرح عدالت میں حاضر ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے نصف کرۂ ارض پر محیط اسلامی حکومت میں شہریوں کی عزت، جان ومال کو تحفظ حاصل تھا۔ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد خلفائے راشدین کا طرز عمل مسلمانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عدالت میں پیش ہو کر رہتی دنیا تک شرعی قانون کی حکمرانی اور قانونی مساوات کا نمونہ پیش کر دیا۔

اہل مغرب میں عوام کے خود ساختہ آئین کو مقدس گائے کا درجہ حاصل ہے جس میں انتظامیہ، عدلیہ اور مقننہ کے چناؤ، اختیارات اور برطرفی کا لائحہ عمل ہوتا ہے۔ عوام اس میں ردّ وبدل کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ آئین میں عوام کے منتخب نمائندوں اور اُن کے لیڈر کو امتیازی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ آئین پاکستان کی رو سے کسی سربراہ کو کسی بھی مقدمہ میں طلب نہیں کیا جا سکتا بلکہ اُسے قیدیوں کی سزا کو معاف کرنے کا اختیار بھی حاصل ہوتا ہے۔

اس قسم کا خود ساختہ آئین خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور سے لے کر خلافت عثمانیہ تک کہیں رائج نہ تھا۔ آئین کا دائرہ کار چند معاملات تک محدود ہوتا ہے۔ اس کے برعکس قرآن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حکیم جامع ہمہ گیر ضابطہ حیات ہے جس میں سماجی وسیاسی وقانونی، اخلاقی، معاشی اور عمرانی مسائل کا حل موجود ہے۔ آئین میں جن امور سے متعلق لائحہ عمل وضع کیا جاتا ہے قرآن وسنت میں بدرجہ اتم راہ نما اصول موجود ہیں اس لیے قرآن حکیم انسانی دستور حیات کا منبع ہے۔

آئین پاکستان کی روشنی میں جماعتی موقف کی حمایت کرنا فوزیہ کو حق حاصل تھا لیکن اپنے نظریہ کی تائید کے لیے خلفائے راشدین کے نظام میں خامی تلاش کرنا احمقانہ فعل ضرور ہے۔ لیکن قصوروار وہ مسلم دانشور مفکر اور علماء ہیں جنہوں نے عوامی نظام کو اسلام کا لبادہ پہنایا، جس کی بنیاد ایسے فلسفہ پر ہے کہ ارادہ عمومی فعل ووجدان کی بنیاد پر خیر وشر میں تمیز کر سکتا ہے اُسے کسی آسمانی ہدایت کی ضرورت نہیں۔ مزید برآں وہ بخوبی آگاہ ہیں کہ جمہوری حکومت میں قرآن وسنت میں مذکور امر بالمعروف نہی عن المنکر کے احکام کا نفاذ عوام کی منظوری کا محتاج ہوتا ہے۔ اس کے باوجود وہ اس نظام میں بھرپور حصہ لیتے ہیں۔ اور عقل کے گھوڑے دوڑا کر اسے جہادِ اکبر سے تشبیہ دیتے ہیں۔ توجہ طلب پہلو یہ ہے کہ اس طرح قرآن وسنت سے والہانہ عقیدت زبانی ہے یا عملی، اہل علم کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

پاکستان میں پہلی مرتبہ عورت سربراہ مقرر ہوئی تو علماء نے دلائل کی روشنی میں بھرپور مخالفت کی جب کہ مشرف دور حکومت میں انتخابات ہوئے تو متحدہ مجلس عمل نے اپنی بہو بیٹیوں کو غیر محرم مردوں کے روبرو اسمبلی میں بٹھا کر جواز مہیا کر دیا۔ لبرل طبقہ کی عورتیں پہلے جو جھجک کر حصہ لیتی تھیں انہوں نے کھل کر سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا۔

اس کے برعکس عورتوں کو محرم رشتوں کے ہمراہ علیحدہ پردہ میں بیٹھ کر خطبہ جمعہ سننے کے لیے علماء کی ممانعت بدستور قائم ہے۔

قصوروار کون؟

عوام الناس یا وہ مفکر جو تضاد اور اہل مغرب کی اندھی تقلید کی پالیسی پر گامزن ہیں۔(1)

(1) المنبر فیصل آباد، جولائی 2010ء۔ الاعتصام لاہور 18 جون 2010ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فکری انتشار کے اسباب

اسرائیل کی بمباری سے غزہ کے مسلمان شہید ہوتے رہے لیکن حکمران ٹس سے مس نہ ہوئے کیونکہ مسلم ریاستوں میں داخلی استحکام نہیں۔ صہیونی نیل سے فرات تک علاقہ پر گریٹ اسرائیل کے قیام کے منصوبہ پر عمل پیرا ہیں۔ بدقسمتی سے مسلمان ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں۔ افغانستان، شام، عراق، لیبیا، افریقہ، مصر اور یمن میں ہلاکتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ تصادم کے کئی اسباب ہیں یہاں نظریاتی اختلاف کا تذکرہ کروں گا۔

یہودی اسلام کو پھیلتا پھولتا دیکھ کر ناخوش تھے۔ عبداللہ بن سبا یہودی نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ملت اسلامیہ میں سیاسی اختلاف کو جنم دیا۔ جو رفتہ رفتہ مذہبی نوعیت اختیار کر گیا وہ ایک دوسرے کے نظریاتی حریف بن گئے۔ جب کسی ریاست میں ایک گروہ کو تسلط حاصل ہوا تو اُس نے اپنے نظریات کو دوسروں پر بزور قوت مسلط کرنا شروع کر دیا یہی مذہبی محاذ آرائی کا بنیادی سبب ہے۔ طاغوتی قوتوں نے موقع سے فائدہ اٹھا کر اُن کو آپس میں الجھا دیا۔ ہزاروں مسلمان انتہا پسندی کی آگ میں جھلس گئے۔ عراق، شام، لبنان اور یمن میں ہلاکتوں کا سلسلہ جاری ہے۔

سرد جنگ کے دوران سفید سامراج کی زیر اثر مسلم ریاستوں میں سوشلزم سے نفرت اور اسلامی جمہوریت کی حمایت کرنے والے نوجوانوں کی کھیپ تیار ہوگئی، جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا تو وہی تربیت یافتہ نوجوان مظلوم افغانیوں کی صفوں میں شامل ہوئے چنانچہ روسی فوج نے مجاہدین کی گوریلا جنگ سے دلبرداشتہ ہو کر پسپائی اختیار کر لی۔ امریکہ نے افغانستان پر ممکنہ حملہ سے قبل اُن کو اپنے لیے خطرہ سمجھا اور انھیں القاعدہ کا نام دے کر آپریشن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شروع کردیا، مقابلے میں کچھ مارے گئے اور کثیر تعداد میں گرفتار ہوئے جن کی برین واشنگ کی گئی وہ رہا ہوکر وطن پہنچے تو انہوں نے بندوق کی نوک پر شرعی قانون کی حکمرانی کا مطالبہ کردیا، چند جذباتی افراد نے ان کی آواز پر لبیک کہا۔

طاغوتی لشکر نے بش دور کی صلیبی جنگ میں مسلمانوں پر ظلم وستم کی انتہا کردی۔ مسلمان حکمران چونکہ ان کا مقابلہ نہ کرسکے، پرامن دینی وسیاسی جماعتیں اس کا ادراک نہ کرسکیں لہٰذا چند مشتعل نوجوانوں نے اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی ٹھان لی، مغرب اندرون خانہ ان تنظیموں کی مدد کرتا ہے اور اگر ایسا نہیں تو سوچنے کی بات ہے کہ ان انتہا پسندوں کو اسلحہ کون فراہم کرتا ہے؟ اور عالمی میڈیا پر ان کو کس طرح پذیرائی حاصل ہوجاتی ہے؟

ممکن ہے نوجوان انتقامی جذبہ میں خلاف اسلام حرکات کرتے ہوں، تاہم تاریخ خود کو دہراتی ہے، صہیونی ایجنٹ بھی اسلام کے لبادے میں آئے ہونگے جنہوں نے قیدیوں اور صحافیوں سے نازیبا سلوک کیا۔ چنانچہ ان کی خلاف شرع انتقامی کارروائی اسلام کو بدنام کرنے اور مسلمانوں کو کچلنے کا اہل مغرب کو موقع ملتا رہا۔

یورپی اقوام کی محکومی کے دور میں شتر بے مہار آزادی کا نظریہ امت مسلمہ میں سرایت کرگیا۔ آزادی کے بعد مسلم دنیا کی تعلیمی درسگاہوں میں جداگانہ نصاب، ماحول اور تدریسی عملہ نے معاشرے کو لبرل اور قدامت پسند طبقوں میں بانٹ دیا، رہی سہی کمی میڈیا نے پوری کردی، سول سوسائٹی سسٹم بالغ شہریوں کو سیکولر ماحول میں ڈھالنے کے لیے سرگرم عمل رہے۔ جو اسلامی تشخص کو مجروح کرنے والی ہر تحریک میں قائدانہ کردار ادا کرتی آرہی ہیں۔ موقع کی مناسبت سے اسلامی اور لبرل تحریکیں ایک دوسرے کے خلاف نفرت کا اظہار کرتی رہتی ہیں۔

کائنات کا نظام چلانے کے لیے معاشرے میں غریب امیر حکمت الٰہی کا مظہر ہے، اللہ تعالی کسی کو زر دے کر آزماتا ہے کہ وہ میری راہ میں خرچ کرتا ہے کہ نہیں؟ اور کسی کو تنگ دستی میں مبتلا کر کے امتحان میں ڈالتا ہے کہ وہ محنت، مزدوری کر کے میرا دوست بننے کی جدوجہد کرتا ہے کہ نہیں۔ یہ فرق ازل سے ہے اور ابد تک جاری رہے گا، تاہم موجودہ دور کا المیہ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام کی بدولت امیر پہلے کی نسبت امیر ترین اور غریب غریب تر ہوتا جا رہا ہے اس سے معاشرہ دو طبقوں میں بٹ کر رہ گیا ہے۔ ہوس زر کی دوڑ میں ان کے دلوں میں بجائے صبر و شکر کے بجائے حسد اور کینہ کے جذبات امڈ آئے ہیں۔

مغرب میں اس فلسفہ میں پذیرائی حاصل کر لی کہ "انسان خیر و شر میں خود تمیز کر سکتا ہے" اس کی بنیاد پر یورپ میں انقلاب برپا ہوا۔ پھر یہ نظریہ یورپی اقوام کے تسلط کے دوران مسلم دنیا میں سرایت کر گیا اور مسلم ریاستوں میں خود ساختہ آئین کو سپریم لا کی حیثیت حاصل ہوگئی، عوام کے منتخب نمائندوں کو اجتہاد کا حق حاصل ہو گیا جبکہ دوسری طرف شرعی حکومت کے قیام کے لیے انتخابی جدو جہد عبادت کا مرکز و محور بن گیا، چنانچہ آزادی کے بعد مسلم ریاستوں میں حاکمیت الٰہیہ کے لیے جماعتیں معرض وجود میں آئیں۔ کالج اور یونیورسٹی سطح پر ان کی طلباء تنظیمیں میدان عمل میں آئیں۔

ان کی تربیت سے نوجوان نسل اس نظریہ کی حامل ہوگئی، جنہوں نے نماز روزہ کی تلقین کرنے والوں کو مُلّا اور بستر بند کہنا شروع کر دیا، انتخابی جدو جہد کے ذریعے انقلاب کی دعوت دینے والے مفکر بن گئے، دلفریب تحریروں اور تقریروں سے عوامی حمایت حاصل کرنے والے سیاسی لیڈر بن گئے، چنانچہ نئی نسل نے احتجاجی اور انتخابی جدو جہد کے ذریعے اسلامی حکومت کے قیام کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا۔

سامراجی قوتیں ایک طرف عوام کے احتجاجی دھرنوں اور لانگ مارچ کو جمہوری روح کہہ کر حوصلہ افزائی کرتی ہیں، جبکہ مسلم حکمران اقوام متحدہ کے ضابطوں کی وجہ سے خود ساختہ قانون نافذ کرنے کے پابند ہیں اس بنا پر اکثر اسلامی ممالک میں نظریاتی تصادم برپا ہے۔

سرد جنگ کے دوران مسلم دنیا میں اسلامی جمہوریت کے متوالوں کی کھیپ تیار ہوگئی روس کی پسپائی کے بعد امریکہ نے آزادی کی نیلم پری سے محروم مسلم دنیا میں جمہوری انقلاب برپا کرنے کی ٹھان لی۔ اکثر اسلامی ممالک میں عوام کا جم غفیر سڑکوں پر نکل آیا، جمہوری عمل شروع ہوا تو الہامی اور عوامی قانون کے پرستاروں میں نظریاتی اختلاف پیدا ہو گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل علم بخوبی واقف ہیں کہ امریکہ کے دنیا بھر خصوصاً مسلم ممالک میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے لیڈروں اور حکومت کے اعلیٰ مستقل عہدیداروں سے روابط رہتے ہیں، وہ ان سے ہر قسم کی حساس اور اہم نوعیت کی معلومات حاصل کر لیتا ہے، وہ سیاسی جماعتوں کے نمایاں لیڈروں کی کرپشن فائلیں تیار کرتا ہے، جب کوئی مسلم حکمران صیہونی ورلڈ آرڈر کی کسی دفعہ کو قبول کرنے سے پہلوتہی کرتا ہے تو امریکہ حزب اختلاف کے چہیتوں کو موقع کی مناسبت سے لانگ مارچ اور احتجاجی دھرنوں پر اکساتا ہے، تصادم سے بچنے کی خاطر فوج اقتدار پر قبضہ کر لیتی ہے سول حکومت جو عوامی رائے عامہ کی مخالفت سے وطن کی سلامتی یا شرعی قانون کے منافی صیہونی آرڈر کو قبول کرنے سے ہچکچاتی ہے لیکن فوجی حکمران آئینی خلاف ورزی کے خوف سے بلا چوں چراں تسلیم کر لیتا ہے، جس طرح مصر کے فوجی جنرل نے اسرائیل کو تسلیم کر لیا اور پاکستان کے جنرل مشرف نے امریکہ کو لاجسٹک سپورٹ فراہم کی اس کا مضر پہلو یہ بھی ہے کہ عوام کی نظروں میں فوج کا وقار مجروح ہو جاتا ہے عوام کے مابین اور حکومت و فوج میں نفرت کی خلیج حائل کرنا صیہونی منشا کا تقاضا ہے۔

روس کی پسپائی کے بعد سوشلزم کا نظریہ اپنی پذیرائی کھو چکا ہے لیکن دفن نہیں ہوا۔ اس کے نظریاتی حامی موجود ہیں، جس ملک کے افراد مزدوری کے لیے سردی اور گرمی کے دوران چوراہوں پر انتظار کرتے تھک جائیں اگر کسی کو مزدوری مل جائے تو اتنی اجرت ملے کہ روز افزوں مہنگائی کی وجہ سے پیٹ پالنا مشکل ہو ان حالات میں سوشلسٹ ان کو معاشی سبز باغ دکھا کر ہم نوا بنا لیتے ہیں جمہوری حکومت میں بنیادی حقوق کی بحالی کے لیے احتجاج، لانگ مارچ اور دھرنا سیاسی جماعتوں کا بنیادی حق ہے، محب وطن ڈیموکریٹ سیاست دان قطعاً نہیں چاہتے کہ احتجاج کے دوران قومی یا عوامی املاک کو نقصان پہنچے یا حکومت کے حفاظتی عملے سے تصادم کی نوبت آئے لیکن اس صورت میں المیہ یہ ہوتا ہے کہ سوشلسٹ ہمہ وقت اس موقع کے منتظر رہتے ہیں وہ حکومت کے خلاف ہر قسم کے احتجاج میں شامل ہو جاتے ہیں اور قانون شکنی کی گھناؤنی وارداتیں کرتے ہیں جس سے حزب اختلاف اور حزب اقتدار میں تصادم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوجاتا ہے وہ ایک دوسرے پر حق تلفی اور کرپشن کا کیچڑ اچھالتے ہیں، میڈیا پر شہرت پیش کرنے کے دعوے کرتے ہیں، رفتہ رفتہ عوام جمہوری نظام سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور یہ سوشلسٹ انقلاب برپا کرنے کا حربہ ہے۔

وہ کونسا فلسفہ ہے کہ جس کی اثر پذیری کا نتیجہ ہے کہ دینی جماعت کی پکار پر ہزاروں کی تعداد میں مسلمان سڑکوں پر نکل کر لانگ مارچ اور دھرنوں میں شریک ہوجاتے ہیں، ایک مصری اسکالر کا نظریہ پیش خدمت ہے۔

''اسلامی معاشرہ وہ نہیں جو ''مسلمان'' نام کے انسانوں پر مشتمل ہو مگر اسلامی شریعت کو وہاں کوئی قانونی پوزیشن حاصل نہ ہو۔ ایسے معاشرہ میں اگر نماز، روزہ اور حج کا اہتمام بھی موجود ہو تو بھی وہ اسلامی معاشرہ نہیں ہوگا بلکہ جاہلی ہوگا''

اس طبقہ کے نزدیک نماز، روزہ اور حج تربیتی مراحل ہیں جبکہ عبادات کا مرکز ومحور بالغ رائے دہی کی بنیاد پر انتخابی جدوجہد کے ذریعے شرعی حکومت کا قیام ہے۔

عبادت کیا ہے؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خاتم النبیین ﷺ کے ذریعے جن امور کا حکم دیا ہے اُن پر عمل پیرا ہونا اور جن کاموں سے روکا ہے اُن کو ترک کردینے کا نام عبادت ہے، عبادت کو سرانجام دینا اور دوسروں کو دعوت دینا ہر مسلمان پر واجب ہے، عبادت کی دو معروف قسمیں ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد۔

ہیومن ازم کے نظریہ سے متاثر مسلمان حقوق العباد کو فوقیت دیتے ہیں کہ بلکہ ان کے نزدیک رنگ ونسل مذہب انسانیت کی خدمت میں اصل عبادت ہے دوسرا طبقہ حقوق اللہ کی ادائیگی پر زور دیتا ہے حقوق العباد کی پروانہیں کرتا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد ادا کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے ان کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

ایک مریض رات کے وقت درد کی شدت سے چیخ رہا ہے تعاون کے لیے پکارتا ہے اس کا پڑوسی آواز سُن لیتا ہے لیکن وہ نفل ادا کرنے میں مشغول رہتا ہے، مریض بے کسی کے عالم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں دم توڑ جاتا ہے، بلاشبہ نوافل کی کثرت قرب الٰہی کا ذریعہ ہے تاہم یہ بھی مذکور ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت نے پیاس کی شدت سے تڑپنے والے کتے کو پانی پلایا تو اللہ سبحانہ وتعالی نے اس کے گناہوں کو معاف کر دیا۔ سوچنے کا مقام ہے کہ اس نازک صورتحال میں پڑوسی کا فعل کیا درست تھا؟

اسی طرح ایک مسلمان دل کھول کر زکوٰۃ، صدقات ادا کرتا ہے غریبوں، مسکینوں کا خیال رکھتا ہے لیکن جب اس پر مشکل آجائے تو وہ اللہ کا در چھوڑ کر غیروں کے آستانوں پر سجدہ ریز ہو کر آہ وزاری کرتا ہے، کیا اس کے نیک اعمال رب تعالی کے ہاں مقبول ہوں گے؟

ایک مسلمان توحید و رسالت کا اقرار کرتا ہے لیکن نماز کو ثانوی حیثیت دے کر قائم نہیں کرتا صاحب نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ حقوق العباد کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرتا، سوچنے کی بات ہے کیا وہ توحید کے تقاضے پورے کر رہا ہے؟

جس طرح ایک عمارت میں بنیاد، دیواروں، دروازوں اور چھت کا اپنا اپنا مقام ہے اسی طرح اسلام کی عمارت میں ارکان اسلام اور خدمت انسانیت کا اپنا اپنا مقام اور حیثیت ہے وہ آپس میں لازم وملزوم ہیں۔

روز محشر ہر مسلمان سے صرف اس کی رعیت (رعایا) کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

نماز مومن کی معراج ہے جو ہر مسلمان پر فرض ہے کہ خود قائم کرے اور اہل خانہ کو تلقین کرے لیکن پاگل پر لازم نہیں، زکوٰۃ، حج اور قربانی صاحب استطاعت پر تو فرض ہے لیکن تنگ دست اس سے مستثنیٰ ہیں روزہ تزکیہ نفس کا ذریعہ ہے لیکن مریض مسافر کے لیے رخصت ہے۔

عقیدہ توحید اسلام میں داخلہ کی شرط ہے کہ وہ اللہ کی الوھیت میں کسی کو شریک نہ کرے اور حتیٰ المقدور اپنی رعایا کو بھی وعظ و نصیحت کرے، مزدور اور کسان کی رعایا اس کے اہل و عیال ہیں کارخانہ دار کے مزدور اور زمیندار کے مزارعین اس کی رعایا ہیں، اسی طرح ڈی سی او کے ضلعی ملازمین اور ریاست کے سربراہ کے لیے تمام افسران اور شہری اُس کی رعایا ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسکول ٹیچر یا مدرسہ کے معلم کی ذمہ داری ہے کہ وہ زیر تعلیم بچوں کی تعلیم و تزکیہ کا اہتمام کرے روز محشر ایک خطیب سے باز پرس ہوگی کہ تو نے اپنے محلے کے لوگوں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تلقین کیوں نہ کی لیکن اس سے اس سے پرسش نہ ہوگی کہ تو نے بادشاہ وقت کو اسلامی قانون نافذ کرنے کی تلقین کیوں نہیں کی البتہ، دینی جماعت کے سربراہ سے ضرور جواب طلبی ہوگی کہ تو نے ریاستی سربراہ کو شرعی قانون کے نفاذ کی تلقین کی ہے یا نہیں لیکن اس امر کی پوچھ گچھ نہ ہوگی کہ تو نے طاقت کے بل بوتے پر سربراہ کو مجبور کیوں نہ کیا؟

اگر کسی ملک میں جمہوری نظام رائج ہے تو دینی جماعت کے امیر سے باز پرس ہوگی کہ تو نے جس جماعت سے انتخابی اتحاد کیا ہے اس سے شرعی قانون کے نفاذ کا کونسا عہد و پیمان لیا ہے؟ حلیف جماعت کی کامیابی پر کس حد تک اسے وعدہ وفا کی تلقین کی؟ اگر اس نے انحراف کیا تو بائیکاٹ کیوں نہیں کیا؟ قومی وصوبائی اسمبلی کے ارکان سے اس امر کی روز محشر باز پرس ہوگی کہ تو نے اسمبلی میں کس حد تک قرآن وسنت کے نفاذ کی ذمہ داری پوری کی؟

اسی طرح بالغ مسلمان ووٹرز سے اس امر کی جواب طلبی ضروری ہوگی کہ تو نے حلقہ میں اسلام، وطن اور عوام سے مخلص امیدوار کو ووٹ دیا تھا کہ نہیں، لیکن ووٹر سے اس امر کی باز پرس نہ ہوگی کہ تو نے شرعی قانون کی حکمرانی کے لیے احتجاجی مارچ اور دھرنوں میں حصہ کیوں نہیں لیا؟

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ خلیفہ سوم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف شرپسند فسادیوں نے کوفہ و بصرہ و دیگر مقامات پر احتجاجی مظاہروں کا آغاز کیا پھر موقع کی مناسبت سے دارالخلافہ مدینہ منورہ جا کر خلیفہ کی رہائش پر دھرنا دیا تھا، جس نے سلطنت کے داخلی امن اور استحکام کو درہم برہم کردیا۔ اس کے بعد امت کی یکجہتی پارہ پارہ ہوگئی اور مسلمان دو سیاسی گروہوں میں بٹ کر رہ گئے۔

خلفائے راشدین کے بعد نیک و بد حکمران آتے رہے اگر کسی حکمران نے اسلام کے منافی فیصلہ صادر کیا تو اس دور کے علماء حق عزم و استقامت کے پہاڑ بن گئے، منہ پر کالک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سجوا کر گدھے کی سواری منظور کر لی، قید و بند کی صعوبتیں اور کوڑوں کا برسنا گوارہ کر لیا لیکن زہر کو قند نہ کہا اور حق کا اظہار کرنے سے باز نہ آئے، تاہم اگر کسی غیر مسلم قوت نے اسلامی ریاست پر حملہ کیا تو انہیں علماء حق نے منبر ومحراب سے جہاد کا درس دیا اور ساتھیوں سمیت جہاد میں شریک ہو کر داد شجاعت دی۔

ہر صدی میں مجدد نمودار ہوتے رہے انہوں نے عوام اور حکمران طبقہ کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیا، جس طرح مشہور تابعی سیدنا رجاء بن حیوۃ رحمہ اللہ نے سلیمان بن عبدالملک کو تلقین کی کہ اپنے بعد عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو خلیفہ نامزد کرو۔

لیکن کسی مجدد نے عوام کو لانگ مارچ یا دھرنوں کی کال دے کر ریاست کو خانہ جنگی سے دوچار نہیں کیا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ علماء کرام اتحاد و یک جہتی کی فضا سازگار کرنے میں اہم کردار ادا کریں، مذہبی کشیدگی کے خاتمہ کے لیے امن فارمولا وضع کریں۔

امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فریضہ جہاد باللسان سے ادا کریں البتہ آئین کو قرآن وسنت کے تابع کرنے کے لئے عدالتی چارہ جوئی کریں۔

مغربی فکر و فلسفہ کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے نئی نسل کو دورِ نبوی اور خلفائے راشدین کی تاریخ کی روشنی میں اسلام کے عدالتی شورائی معاشی و اخلاقی نظام کی برکات سے آگاہ کریں۔

خدانخواستہ طاغوتی قوت جارحانہ کاروائی کرے تو قومی فوج کے شانہ بشانہ جہاد بالقتال کا دفاعی فریضہ ادا کریں

فلاحی حکومت کی ذمہ داری:

جس معاشرے میں قتل دغارت گری، عصمت دری اور چوری ڈکیتی کے واقعات روز مرہ زندگی کا معمول بن جائیں۔ مدعی صاحبان تھانہ کچہری کے چکر لگا کر تھک جائیں، طلباء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایم فل اور پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری لے کر بے کار پھریں، مزدور طبقہ چوراہوں پر انتظار کرتے رہیں انہیں مزدوری نہ ملے، ماہانہ اجرت سے تعلیمی اخراجات کجا، بچوں کا پیٹ پالنا مشکل ہو جائے، مذکورہ سنگین حالات میں کوئی لیڈر ظلم و بربریت کے خلاف آواز بلند کرتا ہے تو ظلم کی چکی میں پسا ہوا معاشرہ اسے مسیحا سمجھ کر سڑکوں پر نکل آتا ہے۔ احتجاجی سیاست کا پائیدار سد باب معاشی، قانونی عدل و انصاف ہے۔

عوام بنیادی حقوق کے تحفظ کے لئے حکومت کو اختیار سونپتی ہے چنانچہ فلاحی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

۱: وہ عوام کی عزت و جان و مال کا تحفظ یقینی بنائے

۲: روز مرہ زندگی کی ضروریات پانی، بجلی، گیس، تیل اور ٹیلیفون اور خوردنی اشیاء ارزاں اور بآسانی دستیاب ہوں

۳: گریجویٹ سطح تک تعلیم اور بنیادی صحت کی مفت سہولت میسر ہو

۴: بے روزگاری کے خاتمہ کے لئے روزگار کے مواقع وافر مقدار میں ہوں۔

۵: قلیل آمدنی والے شہریوں پر ٹیکس کی مقدار کم ہو

۶: عدل و انصاف کا حصول مفت اور جلد میسر ہو اور ملی تشخص کو مجروح کرنے والے اقدامات سے گریز کیا جائے۔

۷: سودی قرضہ سے نجات ریاست کی معاشی خوشحالی کی ضمانت ہے۔ ☆

☆ مجلہ "اسوۂ حسنہ" کراچی، اپریل ۲۰۱۵ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظام کی تبدیلی

خاتم النبیین ﷺ نے مدینہ منورہ میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی۔ خلافت اسلامیہ کے دور میں عراق، مصر، شام، ایران، ترکستان، سندھ اور افریقہ فتح ہوئے انھوں نے مفتوحہ ریاستوں میں رائج سیاسی، معاشی اور عدالتی نظام ختم کر دیا۔ قرآن وسنت پر مبنی نظام نافذ کیا کسی کو مذہب تبدیل کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ مقامی لوگوں نے مسلمانوں کے عدل وانصاف سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔ نظام خلافت تدریجی انداز سے زوال پذیر ہوا انگریزوں نے برصغیر پر قبضہ کیا۔ اُس وقت عدالتوں میں اسلامی فقہ رائج تھی۔ انگریزوں نے مسلمانوں کا نظام حکومت درہم برہم کر دیا اور عدالتوں میں عوامی قانون رائج کر دیا۔

پاکستان آزاد ہوا لیکن برطانوی قانون بدستور قائم رہا۔ متعدد بار انتخابات ہوئے چہروں کی تبدیلی آئی لیکن نظام تبدیل نہ ہو سکا۔ مسلم دُنیا کے وہ ممالک جہاں عوامی قانون نافذ نہ تھا۔ امریکا نے نائن الیون کی آڑ میں حملہ کیا۔ افغانستان اور عراق میں رائج نظام ملیا میٹ کر دیا اور وہاں سیکولر قانون نافذ کر دیا دیگر مسلم ممالک میں بہ زور قوت وہ ایسا کر رہا ہے۔ چنانچہ مسلم دُنیا میں انتخابی جدوجہد سے نہیں بلکہ دعوت وجہاد کی بدولت قرآن وسنت کی حکمرانی قائم ہو سکتی ہے۔ ربّ کی رضا کے لیے دعوت وجہاد کرنا کامیابی کی کنجی ہے لیکن سیکولر قوتوں کے اشارے پر لڑنا اور لانگ مارچ کرنا اور دھرنے دینا ذلت ورسوائی ہے۔

پاکستان میں وعظ ونصیحت کرنے کی آزادی ہے۔ علماء کرام دوسروں کو اسلام کے روحانی نظام کے بنیادی اصول عقیدہ توحید، اطاعت رسول، فکر آخرت، پابندی صوم وصلاۃ، ایتائے زکاۃ، احسان وتقویٰ، صبر وتحمل، توبہ واستغفار، ذکر الٰہی، اخلاص وصدق، تواضع وانکساری اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو دوسخا پر عمل کرنے کی دعوت دے سکتے ہیں۔ اُن کو جھوٹ، نشہ، رشوت، غبن، چوری، ڈکیتی، فحاشی، بدکاری، غیبت ودیگر منکرات سے دامن بچانے کی زبانی تلقین کر سکتے ہیں۔ لیکن ہاتھ سے برائی کا خاتمہ اور جہاد کا فریضہ ادا کرنا ان کی نہیں حکومت کی ذمہ داری ہے۔ البتہ حکومت فرض کی ادائیگی میں غفلت کا مظاہرہ کرے یا روگردانی کرے، علماء حکمران طبقے کو امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے کا احساس دلائیں۔ مسلم دُنیا کو خانہ جنگی کے حالات سے دوچار کرنا صیہونی سازش ہے اس سے دامن بچانا ضروری ہے۔ دعوت وجہاد کے مرحلہ میں اذیتوں کو برداشت کرنا اسلاف کا مشن رہا۔ امام ابن تیمیہ، امام احمد بن حنبل اور مجدد الف ثانی رحمہم اللہ کا تاریخی کردار اس کا بین ثبوت ہے۔

• دینی جماعتوں نے اسلامی حکومت کے قیام کے لیے انتخابی جدوجہد کو جہاد سمجھ لیا لیکن وہ نئی نسل کی روحانی تعلیم وتربیت کے فرض سے غافل ہو گئے معاشرہ لبرل وقدامت پسند طبقوں میں تقسیم ہو گیا، اگر اسلامی جماعتوں نے کسی ملک کی پارلیمنٹ میں اکثریت بھی حاصل کر لی تو وہ اسلامی قانون کی حکمرانی قائم نہ کر سکے۔ اگر کہیں بہ زورِ قوت نافذ کی تو لبرل طبقہ نے بھرپور مزاحمت کی۔ ہمارے اسلاف نے معاشرہ اور حکومت کی اصلاح کو ماٹو بنالیا۔ کسی حکمران نے اسلام کے منافی قدم اٹھایا تو انھوں نے خوش اسلوبی سے دعوت وجہاد کا فرض ادا کیا۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نامور محدث اور فقیہ عالم دین تھے اُن کی ہارون الرشید سے جان پہچان تھی۔ جب ہارون الرشید کو نظام خلافت ملی تو بہت سے لوگ اُس کو مبارک باد دینے کے لیے گئے۔

لیکن امام سفیان ثوری رحمہ اللہ حاضر خدمت نہ ہوئے تو خلیفہ نے اُن کی خدمت میں خط لکھا تو سفیان ثوری رحمہ اللہ نے خط پڑھ کر وعظ ونصیحت سے لبریز جواب تحریر کیا اس کو پڑھ کر ہارون کا حال یہ ہو گیا کہ وہ اکثر نماز کے بعد امام صاحب کا خط پڑھتا اور سسکیاں لے لے کر روتا۔ ہارون الرشید کی زندگی میں انقلاب برپا ہو گیا اب اُس نے اپنی زندگی کا معمول بنالیا کہ وہ ایک سال حج کے مبارک سفر پر جاتا رہا دوسرے سال مجاہدین کے ساتھ سرحد پر جہاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لیے نکلتا رہا۔ اللہ کے فضل سے اس کے دور میں مملکت اسلامیہ کا رقبہ وسیع تر ہوگیا۔

الٰہی! ہمیں دعوت وجہاد کا فریضہ ادا کرنے والے علماء وحکمران نصیب فرما۔ جو چہروں کی تبدیلی کی بجائے قرآن وسنت کی حکمرانی کے لیے خلوص نیت سے جدوجہد کریں۔ اللھم آمین۔ ☆

☆ الاعتصام ۱۳ تا ۱۹ دسمبر ۲۰۱۳ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نفاذ اسلام کے لیے تجاویز

قیام پاکستان کے بعد علماء نے شرعی قانون کے نفاذ کے لیے جدوجہد جاری رکھی۔ حکمران طبقے کو سیاسی استحکام حاصل نہ ہوا، چنانچہ دینی جماعتوں نے انتخابی سیاست میں خود حصہ لینا شروع کر دیا۔ لیکن مؤثر نمائندگی حاصل نہ ہو سکی ۔ پھر ملک کی معروف سیاسی جماعتوں سے یکے بعد دیگرے انتخابی اتحاد کیا لیکن شرعی قانون میں کوئی پیش رفت نہ ہو سکی ۔

جنرل ضیاء الحق نے ملک میں نفاذ اسلام کا وعدہ کیا تو علماء نے اس کا بھرپور ساتھ دیا۔ اس دور میں عربی زبان کو فروغ حاصل ہوا اور اسلامی تشخص اجاگر ہوا، عملی میدان میں ٹی وی پر اذان دینے کا سلسلہ اگرچہ شروع ہوا لیکن بے نماز کو معمولی سزا دینے کا قانون جاری نہ ہو سکا۔ اکاؤنٹ ہولڈر کے انٹرسٹ سے زکوٰۃ تو کاٹ لی گئی لیکن سودی نظام ختم نہ ہو سکا۔

وطن عزیز میں قومی وملی ایشو پر اُٹھنے والی احتجاجی تحریکوں میں دینی جماعتوں نے نمایاں کردار ادا کیا۔ لیکن الیکشن یا احتجاجی تحریک کی بدولت فوجی یا سول کفن چوروں کی تبدیلی تو ہوتی رہی لیکن وطن عزیز میں اسلام کا نفاذ نہ ہو سکا۔

روس شکست سے دو چار ہوا تو اُس وقت پاکستان کا عالمی سطح پر رعب و دبدبہ چھا گیا۔ اگر پاکستان ثابت قدم رہتا تو امریکا کو افغانستان پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ مگر بد قسمتی دیکھیے کہ صرف ایک کال پر امریکا نے بغیر کسی مزاحمت کے پاکستان کے حساس مقامات پر ڈیرے جما لیے۔

امریکا نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ پاکستان نے اُس کو لاجسٹک سپورٹ فراہم کی تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عوام میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔اس دوران قومی انتخابات کا اعلان ہوا تو دینی جماعتوں نے متحدہ مجلس عمل کے نام سے انتخابات میں حصہ لیا۔عوام نے اُس کو ووٹ دے کر دل کی بھڑاس نکال لی۔تاریخ میں پہلی مرتبہ دینی اتحاد (ایم ایم اے) کو قومی اسمبلی میں ایک تہائی نمائندگی ملی۔ جب کہ امریکا نے تعاون کے صلے میں پاکستان کو ''سیکولر بم'' کی ٹیکنالوجی فراہم کی۔ جنرل پرویز نے اتاترک کی پالیسی جاری کرنے کا اعلان کیا۔ساتھ ہی دینی مدارس کی نگرانی کے لیے کنٹرول سسٹم لاگو کر دیا گیا، خطبہ جمعہ کے لیے اردو زبان میں تقریر کے دوران لاؤڈ سپیکر بند کرنے کا حکم دے دیا۔تعلیمی نصاب سے اسلامی حمیت کو جنم دینے والے نظریات کو ختم کرنے کا عندیہ دیا۔ضلعی حکومتیں قائم کر کے کنفیڈریشن کی بنیاد رکھ دی۔ جداگانہ طرز کی بجائے مخلوط طرز پر انتخابات کرانے کا اعلان کر دیا۔مخلوط نظام تعلیم کی بدولت پاکستانی یونیورسٹیاں آکسفورڈ ماحول میں ڈھل گئیں۔ بہبود آبادی کے نام پر زنا بالرضا جرم نہ رہا۔یہ اُس دور میں ہوتا رہا جب قومی اسمبلی میں ایم ایم اے کو بھرپور نمائندگی حاصل تھی!

دینی جماعتیں غلبہ اسلام کے نظریے پر یقین رکھتی ہیں لیکن اُن کے لائحہ عمل میں اختلاف ہے۔مسلم لیگ کی انتھک جدوجہد سے پاکستان معرض وجود میں آیا۔اس کے دور میں پاکستانی دفاعی لحاظ سے مضبوط ہوا۔معاشی لحاظ سے خوش حال ہوا۔اس بنا پر بعض علماء وطن کی یک جہتی کے لیے مسلم لیگ کے حامی ہیں۔

دوسرے طبقہ کی رائے ہے کہ پیپلز پارٹی کے دور میں آئین کی تشکیل ہوئی اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ان کے دور میں عوام کو سیاسی شعور ملا وہ ان سے انتخابی اتحاد کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

تیسرا طبقہ ان دونوں کو ایک چہرہ دو روپ کا مصداق ٹھہرا کر غاصب تصور کرتا ہے۔ وہ انتخابی میدان میں اپنے پلیٹ فارم پر دوسری جماعتوں کو اس میں شامل ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔

چوتھے طبقے کا خیال ہے کہ انتخابی سیاست سے اسلام نافذ نہیں ہوسکتا، وہ اس معاملے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں بالکل عدم دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

وطن کی یک جہتی وسلامتی کے لیے مذہبی جماعتوں کا اتحاد ضروری ہے۔ اور غلبہ اسلام کے لیے کون سالائحہ عمل اختیار کریں کئی تجاویز زیر بحث ہوسکتی ہیں، مثلاً:

- تمام مذہبی جماعتیں کسی ایک سیاسی جماعت سے اتحاد کر کے نفاذ اسلام کی جدوجہد کریں۔ دینی جماعتوں نے یکے بعد دیگرے سیاسی جماعتوں کا ساتھ دیا مگر خاطر خواہ نتائج برآمد نہ ہوئے۔ فرمان نبوی ہے کہ "مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا" اس لیے دینی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں اور جداگانہ حیثیت سے الیکشن میں حصہ لیں۔ عوام نے ایک دفعہ بھرپور اعتماد کا ووٹ دیا۔ تاریخ کے اس دور میں غلبہ اسلام تو کجا، الٹا اسلامی تشخص مجروح ہوا۔ گروہ دوبارہ اتحاد کر کے حصہ لیں تو چند نشستیں تو حاصل کر سکتے ہیں لیکن اکثریت نہیں۔ اس لیے یہ طریقہ چنداں مفید نہیں ہوسکتا۔
- سب سے پہلے اپنے مقصد میں اتحاد پیدا کریں۔ اور دینی جماعتیں الیکشن میں خود حصہ لیں نہ کسی ایک سیاسی جماعت سے اتحاد کریں بلکہ الیکشن کے دوران انتخابی حلقہ کے اُمیدواروں سے اپنے اس متفقہ مقصد کو پورا کرنے کے لیے انتخابی معاہدے کریں جس کا خاکہ درج ذیل ہوسکتا ہے:
  - ...... پاک سرزمین سے امریکی اثر ورسوخ کو زائل کیا جائے۔
  - ...... قومی سطح پر تعلیم و معیشت، تجارت، ابلاغ، انتظامیہ اور عدلیہ کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کی کوشش کریں گے۔
  - ...... جماعت کی ضلعی کابینہ فیصلہ کرنے میں خودمختار ہوگی۔

نظریہ ضرورت کے تحت اکثر اُمیدوار معاہدے پر دستخط کریں گے۔ چنانچہ اس تجویز سے مثبت نتائج کی اُمید کی جاسکتی ہے۔ لیکن ممکن خطرہ بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ اُمیدوار اپنی سیاسی جماعت کے ضابطوں کے بھی پابند ہوتے ہیں۔

پاکستان کی مذہبی جماعتوں میں نظریاتی طور پر اساسی اختلاف ہے۔ ایک نظریہ کی حامل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جماعتیں جمہوری طریقہ کار پر پختہ یقین رکھتی ہیں اور اسی کو اپنا کر وہ اسلامی نظام کے لیے کوشاں ہیں ۔ دوسری قسم کی وہ جماعتیں ہیں جو جمہوری نظام کی کی مخالف تو ہیں مگر نظریہ ضرورت کے تحت انتخاب میں حصہ لیتی ہیں تا کہ اسمبلی میں پہنچ کر برسر اقتدار جماعت کو اسلام کے منافی اقدامات کرنے سے باز رکھا جاسکے ۔ مذکورہ قسم کی دینی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں اور اپنی ایک قیادت پر متفق ہوجائیں، پھر باہمی مشورے سے قرآن و سنت کی حاکمیت کے لیے جدوجہد کریں ۔ قاری نعیم الحق نعیم رحمہ اللہ غلبہ دین کے لیے سورت فتح کی آخری آیت کی روشنی میں طریقہ کار پیش کرتے ہیں :

"سب سے پہلے ﴿يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا﴾ کی خوبی اپنے اندر پیدا کریں، پھر ﴿تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا﴾ کی کیفیت میں ہم ڈوبے ہوئے ہوں، پھر ہمارا معاشرہ ﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ کا نقشہ پیش کررہا ہو، پھر اس کے بعد ہمارے ایک ہاتھ میں تلوار ہو ایک ہاتھ میں قرآن اور ہم ساری دنیا کو جہاد وقتال کرتے ہوئے ﴿اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ کا منظر دکھا رہے ہوں تو پھر اس کا اگلا مرحلہ ﴿لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ کا ہی ہوگا، یعنی ساری دنیا پر دین حق غالب آئے گا ۔"

تاریخی حقائق کی روشنی میں یہی طریقہ مؤثر ہے ۔ زندگی کے مختلف شعبوں کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کے لیے آپ کب تک قرار دادیں پیش کرتے رہیں گے اور ان کی منظوری کے لیے تگ و دو کرتے رہیں گے! مروجہ نظام میں سودی نظام کے خاتمے کا بل کتنے عرصہ سے دھکے کھا رہا ہے، عملی صورت دیکھنے کے لیے کتنے چہرے ترستے ہوئے اس دنیا سے اوجھل ہو گئے اللہ اُن کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور اُن کی قبروں کو منور فرمائے، آمین ۔

اگر تمام دینی جماعتیں قرآن وسنت کی حکمرانی کے لیے اس آیت کا مصداق بن کر حق و صداقت کا پرچم بلند کریں تو دین حق کا غلبہ ہوسکتا ہے اور وطن عزیز صیہونی ایجنٹوں سے پاک ہوکر عالم اسلام کا قلعہ بن سکتا ہے، وما ذلك على الله بعزيز. (1)

---

(1) الاعتصام 21 تا 27 مارچ 2014ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن وسنت کو سپریم لاقرار دینے کی آئینی جدوجہد کی ضرورت

پاکستان کو معرض وجود میں آئے ہوئے پون صدی گزر گئی۔ دینی جماعتوں نے اسلامی قانون کی حکمرانی کے لیے ہر حربہ آزمایا لیکن قرآن وسنت کو آئینی لحاظ سے سپریم لا کا درجہ دلانے میں ناکام رہے۔

کرۂ ارض پر طاغوتی قوتوں نے مسلم دنیا میں نسلی ولسانی اور مذہبی فسادات بھڑکا کر خانہ جنگی کی کیفیت سے دوچار کر دیا ہے۔ افغانستان، عراق، مصر اور شام میں لاکھوں افراد لقمۂ اجل بن چکے ہیں۔

پاکستان کے شمالی علاقے بھی اس کشت وخون کی لپیٹ میں آچکے ہیں۔ ایسی صورت میں قانون ہاتھ میں لینا خانہ جنگی کو دعوت دینے کے مترادف ہے کہ یہ کام تو حکومت کے کرنے کا ہے۔ اس لیے دینی جماعتوں کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ دعوت واصلاح کا فریضہ حکمت عملی سے زبانی طور پر سرانجام دیں۔ البتہ اگر آئین یا قانون میں کسی قسم کا شرعی سقم ہو تو اس میں ترمیم کے لیے پُرامن جدوجہد جاری رکھیں۔

آئینی لحاظ سے قرآن وسنت کو سپریم لا بنانے کی تجویز پیش خدمت ہے۔

وطن عزیز بے پناہ قربانیوں کی بدولت معرض وجود میں آئی۔ پچاس لاکھ مسلمان ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ ہندو اور سکھ بلوائیوں نے ۸۰ ہزار مسلم خواتین کو اغوا کیا۔ پانچ لاکھ مسلمان شہید ہوئے پاکستان کے ہر آئین میں نظریہ پاکستان کے تصور کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کی رو سے وطن عزیز کا نام ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' رکھا گیا۔ صدر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور وزیر اعظم کا مسلمان ہونا ضروری قرار دیا گیا۔ اسلامی اقدار کے تحفظ، اسلامی اُصولوں کی پیروی اور اسلامی طرز زندگی کے فروغ کی ضمانت فراہم کی گئی ۔ مزید وضاحت کی گئی کہ کوئی قانون کتاب وسنت کے منافی نہیں بنایا جائے گا۔ پہلے سے رائج قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھال دیا جائے گا۔ تاہم یہ اختیار ارکان پارلیمنٹ کو حاصل ہے۔

آزادی کے بعد پاکستان امریکی ملاک سے منسلک ہے۔ امریکی آئین ۱۷۸۷ء میں فلاڈلفیا میں منعقد آئینی کنونشن میں بارہ ریاستوں کے پچپیں نمائندوں نے تحریر کیا۔ امریکا میں انسانی خود ساختہ دستور کو بالا دستی اس حد تک حاصل ہے کہ امریکی سپریم کورٹ کانگرس، ریاستی مجالسِ قانون ساز کے قوانین اور صدر و ریاستی گورنروں کے صادر احکامات کو اس بنا پر کالعدم قرار دے سکتی ہے کہ وہ آئین سے مطابقت نہیں رکھتے یا آئین کی بنیادی روح کے خلاف ہیں ۔ سپریم کورٹ کے اس آئینی اختیار کو عدالتی نظر ثانی کا اختیار کہا جاتا ہے۔ آئین کی تشریح کا فریضہ بھی سپریم کورٹ ہی سرانجام دیتی ہے ۔ اس بنا پر امریکی سپریم کورٹ آئین کا محافظ ادارہ ہے۔(مزید تفصیل کے لیے مطالعہ کریں:

The constitution of U.S.A. by M.Rafiq Butt. Mansoor book house, Lahore.)

لیکن پاکستان میں سپریم کورٹ اپنے عدالتی فیصلوں پر بعض فنی وجوہ یا نئے شواہد کی روشنی میں نظر ثانی کرنے کا اختیار رکھتی ہے، وہ بھی اس صورت میں کہ پارلیمنٹ کا قانون اس کے راستے میں حائل نہ ہو۔

پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت کسی فرد، ادارے، صوبائی حکومت اور وفاقی حکومت کی درخواست پر کسی قانونی نکتے کے اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کا جائزہ لے سکتی ہے۔ اگر اس عدالت کی نظر میں وہ قانون اسلامی تعلیمات سے متصادم ہو تو عدالت کے فیصلے کے دن سے وہ قانون کالعدم متصور ہوگا، تاہم عدالت کے فیصلے کا نفاذ سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرنے کی مدت کے خاتمے کے بعد شمار ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مثال کے طور پر مقامی شرعی عدالت نے سود کو حرام قرار دیا ہے، حکومت نے ایک بینکر کے ذریعے سود کے خاتمے کے فیصلے کے خلاف اپیل دائر کر دی۔

اسلامی نظریاتی کونسل کا مقصد ملک میں رائج الوقت قوانین کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کے لیے قانون ساز اداروں کی راہ نمائی کرنا ہے۔ کونسل سفارشات پیش کر سکتی ہے، پارلیمنٹ انھیں منظور کرے یا نہ کرے یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے۔ اس لیے اس معاملے اسے بے اختیار ادارہ ہی سمجھنا چاہیے۔

وفاقی شرعی عدالت یا اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کے مسلمان شہریوں کے دینی جذبات کے احترام میں قائم کیے گئے ہیں، ورنہ آئینی لحاظ سے ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ پاکستان میں اللہ کے نازل کردہ دستور کا نفاذ پارلیمنٹ کی منظوری کا محتاج ہے جب کہ امریکا میں انسانی دستور کو سپریم لا کی حیثیت حاصل ہے۔ پارلیمنٹ اس کے تابع ہے۔

پاکستان امریکا کی طرف سے سماجی، معاشی، معاشرتی اور جنسی آزادی کے پیکج پر عمل پیرا ہے۔ غور طلب پہلو ہے کہ یہ اس کے آئینی طریقے سے منحرف کیوں ہے......!!!

اس لمحہ حکومتِ وقت کی یہ سب سے بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ نظریہ پاکستان کی آئینی تکمیل کے لیے قومی اسمبلی میں بل پیش کرے جس کے متن خاکہ کچھ اس طرح ہو:

> پاکستان کا دستور قرآن حکیم اور سنت خاتم النبیین ﷺ ہو۔ مجلس شوریٰ اس کے نفاذ کا طریقہ کار وضع کرے۔ اور اس کی روشنی میں جدید دور کے مسائل کے حل کے لیے اجتہادی نوعیت کے فیصلے صادر کیے جائیں بہ شرط کہ وضع شدہ قوانین قرآن وسنت سے متصادم نہ ہوں۔
>
> وفاقی شرعی عدالت/سپریم کورٹ آف پاکستان کو یہ آئینی حق حاصل ہو کہ وہ مسلم شہری/ادارہ یا حکومت کی جانب سے درخواست پر قومی وصوبائی اسمبلی کے قوانین اور صدر یا صوبائی گورنروں کے صادر احکامات کو اس بنا پر کالعدم قرار دے سکتی ہو کہ وہ قرآن وسنت سے مطابقت نہیں رکھتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قومی اسمبلی میں قرارداد پیش نہ ہو، یا پیش تو ہو جائے مگر پاس نہ ہو سکے تو عوام حق ہدایت کے ذریعے قرآن وسنت کی حکمرانی کے لیے جدوجہد کریں۔ پروفیسر امتیاز احمد خان نے حق ہدایت کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

''حق ہدایت (Initiative) کے ذریعے رائے دہندگان کی ایک مقررہ تعداد قانون کا مسودہ تیار کر سکتی ہے یا کسی قانون یا آئین میں ترمیم پیش کر سکتی ہے۔ اور پھر یہ مطالبہ کر سکتی ہے کہ اسے مقننہ منظور کرے یا اسے عوام کی منظوری کے لیے پیش کیا جائے۔ حق ہدایت عوام کا مثبت اختیار ہے جس کی رو سے عوام مقننہ کو مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ اُن کی منشا کے مطابق کوئی قانون وضع کرے اور منظور کرے۔ حق ہدایت کے ذریعے لوگ قانون سازی کے متعلق اپنے خیالات کو عملی جامہ پہنا سکتے ہیں۔ اور عوام اس قابل ہوتے ہیں کہ وہ ایسا قانون بھی پاس کروا سکیں کہ جسے مقننہ قانون بنانے کے لیے تیار نہ ہو۔ حق ہدایت عوام کو موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ اپنی مرضی کے قوانین بنا سکیں، بجائے اس کے کہ وہ اس بات کا انتظار کرتے رہیں کہ مقننہ میں اُن کے نمائندے اُن کے لیے قانون بنائیں گے۔

حق ہدایت کی منضبط شکل (Formulated) یہ ہے کہ ووٹروں کی خاص تعداد مقننہ کو ایک مکمل مسودہ بل پیش کرتی ہے اور پھر مقننہ اس مسودے کو عام ووٹروں کی منظوری کے لیے پیش کرتی ہے۔

غیر منضبط شکل یہ ہے کہ ووٹروں کی خاص تعداد کسی قانون کے متعلق اپنے مطالبے کو عام تجویز کی شکل میں مقننہ کے سامنے پیش کرتی ہے، پھر مقننہ کا فرض ہے کہ اس تجویز کی روشنی میں مسودہ (Bill) تیار کرے اور اسے منظور کر کے عوام کی توثیق کے لیے پیش کرے۔ حق صداقت کو قانونی طور پر عملی جامہ پہنانے کے لیے استصواب رائے کرنا لازمی ہے۔'' (مطالعہ دساتیر، ص: ۴۰۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حق ہدایت کا یہ اختیار سوئٹزرلینڈ کے شہریوں کو حاصل ہے۔ پاکستان کا اسلام پسند طبقہ جو ووٹ بینک میں اضافے کا نہیں بلکہ اللہ کی خوشنودی کا طلب گار ہو، میدان عمل میں آئے اور آئینی ماہرین سے صلاح مشورہ کر کے حق ہدایت کے ذریعے قرآن وسنت کی حکمرانی کے لیے جدوجہد کرے۔

مذکورہ بالا قرارداد کے متن پر مذہبی نظر ثانی کرنے کے بعد اتفاق رائے سے یک جہتی کا مظاہرہ کیا جائے، اس پر ملک کے مختلف صوبوں کے محبِ وطن احباب کے دستخط لیے جائیں، پھر قومی اسمبلی میں حق ہدایت پیش کیا جائے تاکہ قومی اسمبلی کارروائی کرنے کے بعد حق ہدایت کی منظوری کے لیے ریفرنڈم کرانے کی سفارش کرے۔

خدانخواستہ مقننہ یہ کہہ کر درخواست واپس کر دے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کی روشنی میں عوام کو اپنی پسند کے نمائندے منتخب کرنے کے بعد حق ہدایت کا اختیار حاصل نہیں تو اس صورت میں قرآن وسنت کی حکمرانی کی قرارداد کی منظوری کی خاطر استصواب رائے کرانے کے لیے پٹیشن (Petition) تیار کی جائے جسے آئینی ماہرین سے مشورہ کرنے کے بعد ریفرنڈم کے انعقاد کے لیے صدر پاکستان/قومی اسمبلی میں دائر کیا جائے۔ اور عوامی سطح پر رائے ہموار کرنے کی پُرامن جدوجہد کی جائے۔

خدانخواستہ مسئلہ حل نہ ہو تو سپریم کورٹ کے دروازے پر دستک دی جائے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلام کی حکمرانی کے لیے جمہور عوام کو قانون سازی کا اختیار حاصل کیوں نہیں ہوسکتا......!

پاکستان کی تاریخ میں فوجی جرنیل اپنے اقتدار کی خاطر دو دفعہ ریفرنڈم کرا چکے ہیں، عالمی ممالک نے ان کے ساتھ تجارتی و سفارتی تعلقات بدستور قائم رکھے، چنانچہ نظریہ پاکستان کی تکمیل کے لیے ریفرنڈم کا انعقاد وقت کا ناگزیر تقاضا ہے۔

چند نکات پیش خدمت ہیں۔ مستند حوالہ جات کی روشنی میں پٹیشن تیار کی جائے:

1: دو قومی نظریے کی ضرورت اور نظریہ پاکستان کا تاریخی ارتقا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲: تحریک پاکستان کے دوران بے پناہ قربانیوں کا جامع انداز میں تذکرہ۔

۳: تقسیم ہند کے دوران پچاس لاکھ مسلمانوں کی ہجرت کا مقصد۔

۴: ہندو سکھ بلوائیوں کی دہشت گردی کے واقعات۔ (پانچ لاکھ مسلمان شہید ہوئے اور اسی ۸۰ ہزار مسلمان دوشیزائیں اغوا ہوئیں۔)

۵: تحریک پاکستان کے دوران مسلم لیڈروں کا قرآن وسنت کو دستور بنانے کا عزم۔

۶: قرارداد مقاصد میں مذکور ہے:

"مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات اور مقتضیات کے مطابق جس طرح قرآن پاک وسنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے، ترتیب دے سکیں۔"

اس لیے قانون سازی کے عملی میدان میں قرآن وسنت سے کنارہ کشی کسی صورت بھی روانہیں ہوسکتی۔

۷: وطن عزیز کا نام "اسلامی جمہوریہ پاکستان" ہے۔ عوام کے منتخب نمائندوں کی بجائے اگر عوام ریفرنڈم کے ذریعے قرآن وسنت کی حکمرانی کے لیے آئین میں ترمیم کی اجازت دیں تو آئین کے مطابق یہ عمل درست ہوگا، اس لیے ریفرنڈم کرانے کی اجازت دی جائے۔

۸: پاکستان میں نسلی ولسانی اور مذہبی فسادات برپا ہیں۔ صدیوں قبل مخبر صادق محمد ﷺ نے گمراہی سے بچنے کا نسخہ تجویز کر دیا تھا:

((تركت فيكم أمرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما: كتاب الله و سنة رسوله.)) (موطأ إمام مالك)

"میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں، جب تک تم ان دونوں پر عمل کرتے رہو گے، گمراہ نہیں ہو گے؛ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور دوسری اس کے رسول کی سنت۔"

امریکی آئین کو پچاس افراد نے تحریر کیا۔ امریکا کا وفاق اور ریاستیں اس آئین کی روشنی میں قانون سازی کر سکتی ہیں۔ بہ صورت دیگر سپریم کورٹ نظر ثانی کرنے کے بعد یہ کہہ کر رد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر سکتی ہے کہ یہ امریکی آئین کے خلاف ہے۔ مسلمانوں کا آئین قرآن حکیم جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا، صاحب قرآن محمد ﷺ کو بھی اس میں ردو بدل کرنے کا اختیار نہیں:

﴿قُلْ مَا يَكُونُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ﴾ [یونس: ۱۵]

''آپ فرما دیجیے: میرے لیے ممکن نہیں کہ میں اپنی طرف سے اسے (قرآن کو) بدل دوں، میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف کی جاتی ہے۔''

امام کائنات محمد ﷺ کے حکم اور عمل کی پیروی ہی میں ملت اسلامیہ کی نجات اور کامیابی پوشیدہ ہے۔ اور اسی طرح آپ ﷺ کے فرمان میں کسی بھی انداز میں ترمیم کرنے کی کسی صحابی کو بھی اجازت نہیں۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ اللہ کے قرآن اور خاتم النبیین ﷺ کے فرمان جیسے محکم اور قطعی قانون کا نفاذ پاکستان میں ارکان پارلیمنٹ کا محتاج ہے......!!!

ضرورت اس امر کی ہے جس طرح امریکا میں انسانی ساختہ آئین کو محور سمجھ کر قانون سازی کی جاتی ہے، اسی طرح پاکستان میں قرآن وسنت کو اتھارٹی تسلیم کیا جائے اور قرآن و سنت کے منافی قوانین کو ختم کرنے کا اختیار اسلامی نظریاتی کونسل/ وفاقی شرعی عدالت یا سپریم کورٹ کو دیا جائے۔ تحریک پاکستان کے دوران کیے گئے وعدے کو پورا کرنا حکومت کی قومی ذمہ داری ہے:

﴿وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا.﴾ [الإسراء: ۳۴]

''اور عہد پورے کرو کیوں کہ عہد کے بارے میں خصوصی باز پرس کی جائے گی۔''(1)

---

(1) الاعتصام 27 تا 13 فروری 2014ء۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

غیرت کے نام پر قتل...... اعتدال کی راہ

دین اسلام کے ضابطوں پر عمل کرنے کی وجہ سے جرائم کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ جب ہم ان کو پس پشت ڈال دیتے ہیں تو معاشرہ اخلاقی لحاظ سے زوال پذیر ہو جاتا ہے۔ معاشرے میں شتر بے مہار آزادی کی وجہ سے اگر کوئی لڑکی آشنا سے ناجائز تعلقات قائم کر لیتی ہے یا گھر سے بھاگ کر اس سے نکاح کر لیتی ہے تو بعض اوقات اس کے خاندان کا کوئی فرد غیرت کے جذبے سے مشتعل ہو کر لڑکی کو قتل کر دیتا ہے۔ جب مقدمے کی عدالتی کارروائی شروع ہوتی ہے تو مدعی عام طور پر قاتل کو معاف کر دیتا ہے۔

کچھ عرصہ قبل اداکارہ قندیل بلوچ کو ایک واقعہ کی آڑ میں میڈیا میں پذیرائی دی گئی، اتفاقاً اس کے بھائی نے غیرت کے نام پر اسے قتل کر دیا۔ انھی دنوں دو تین اور لڑکیاں غیرت کے نام پر قتل ہوئیں۔ عوام کے ایک حلقے کی طرف سے سخت قانون کا مطالبہ کیا گیا۔ چنانچہ پارلیمنٹ نے غیرت کے نام پر قتل کی روک تھام کے لیے ورثاء کو معافی دینے یا دیت وصول کرنے کے حق سے محروم کر دیا۔

معاشرے میں حرص، عداوت یا اشتعال کی وجہ سے قتل و غارت کے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ اگر ہر شہری خود ہی منصف بنتے ہوئے انتقام لینا شروع کر دے تو ریاستی نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ دین اسلام غیرت کے نام پر خاندان کے کسی فرد کو قتل کرنے کی اجازت نہیں دیتا، بلکہ عدالت کو اختیار دیا ہوا ہے کہ وہ مجرم کو جرم کی نوعیت کے لحاظ سے شرعی سزا دے۔ جناب! اسی طرح مسلم ریاست میں پارلیمنٹ کو اللہ کے نازل کردہ حکم میں ترمیم کرنے کا اختیار نہیں کہ وہ ورثاء کو معافی دینے یا دیت کے حق سے محروم کر دے، چنانچہ حکومت کو چاہیے کہ وہ غیرت کے نام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر قتل وغارت کی روک تھام کے لیے اعتدال کی راہ اختیار کرے۔

مسلم ریاست کا کوئی فرد یا عورت مر جائے تو اس کی وراثت کسی ایک وارث کے نام منتقل نہیں ہوتی بلکہ تمام شرعی وارثوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ اسی طرح قتل غیرت میں معافی دینے کا اختیار مقتولہ کے ایک مدعی کو نہ دیا جائے بلکہ جائیداد کی تقسیم کی طرح اس کے تمام شرعی ورثاء کو اختیار دے دیا جائے تاکہ اس گھناؤنے عمل کا کوئی موثر حل سامنے آسکے۔

اختلاف فطری امر ہے چونکہ مقتولہ کے بھائی بہن ماں باپ سب کا معاف کر دینے پر اتفاق مشکل امر ہے اس بنا پر غیرت کے نام پر قتل کی حوصلہ شکنی ہو سکتی ہے۔ اگر ورثاء بھائی بہن والدین حالات وواقعات کی مناسبت سے اتفاق رائے سے قاتل کو معاف کر دیں یا دیت وصول کرلیں تو حکومت کو اللہ کی طرف سے معافی کا اختیار سلب کرنے کا کوئی حق نہیں۔

غیرت کا قتل اخلاقی خیانت کے جرم کا ردّعمل ہے اس کو فروغ دینے والے فحاشی و عریانی و بے حیائی کے ذرائع کا سدباب بھی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

دیہاتی ماحول میں چرواہا اپنی بھیڑ بکریوں کی نگہداشت کرتا ہے کہ کوئی بھیڑیا آ کر اس کی بکریوں کو اٹھا نہ لے یا اس کی بکری کسی کی فصل کو تباہ نہ کرے۔ اسی طرح والدین کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی پرورش کے دوران نگہداشت کرے کہ وہ غیر محرم رشتوں سے تنہائی میں ملنے سے اجتناب کرے اور وہ بے ہودہ کلچر و ماحول میں مبتلا نہ ہوں۔ اولاد بالغ ہو جائے تو اس کے نکاح میں تاخیر کرنا سماجی برائیوں کا سبب بنتا ہے، چنانچہ اس فرض کی انجام دہی کا جلد اہتمام کرنا چاہیے۔ افزائش نسل کے لیے مرد عورت کا بندھن فطری امر ہے۔ ہندو ثقافت میں ولی خود مختار ہے جس سے چاہے بیٹی کا عقد کرے بیٹی کی مرضی کو دخل نہیں۔ مغربی معاشرے میں لڑکی کا والد یا سرپرست بے اختیار ہے لڑکی اپنی ازدواجی زندگی گزارنے میں آزاد ہے جس سے چاہے ازدواجی رشتہ قائم کرے۔ یا بغیر عقد کے کسی سے تعلقات قائم کرے اس پر قانونی طور پر کوئی گرفت نہیں۔

اسلام کے اصول وضوابط میانہ روی پر مبنی ہیں۔ ولی کو لڑکی پر جبر کا اختیار نہیں نہ ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کنواری لڑکی بغیر ولی کے نکاح کر سکتی ہے۔ البتہ ولی نکاح کا معاملہ طے کرنے کے لیے لڑکی کی رضامندی حاصل کرنے کا پابند ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ولی نسبت طے کرنے سے قبل لڑکے کی سیرت، صورت، تعلیم، رہائش اور روزگار کو مدنظر رکھ کر اہل خانہ سے مشورہ کرے اور لڑکی سے براہِ راست یا بالواسطہ رضامندی حاصل کرے باہمی اتفاق رائے سے نکاح کا معاملہ طے کرنے میں کسی قسم کی ندامت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ البتہ زبردستی فیصلہ ٹھونسنے سے بعض اوقات لڑکی راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ پھر خاندانی غیرت جوش میں آ جاتی ہے اور لڑکی قتل ہو کر قبر کے تاریک گڑھے میں پہنچ جاتی ہے، جبکہ غیرت مند جیل کی کوٹھڑی میں معافی کا منتظر بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اسلامی اصول اپنانے کی توفیق دے تاکہ غیرت کا اظہار کرنے کی نوبت ہی نہ آئے، آمین۔ ☆

☆ الاعتصام ۲ تا ۸ نومبر ۲۰۱۶ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روحانی انقلاب کی طرف پہلا قدم

برصغیر پاک و ہند میں برٹش انڈیا کمپنی کے دور میں قانون سازی کا اختیار عوام کو حاصل ہو گیا تو شرعی قانون کا نفاذ پارلیمنٹ کی منظوری کا محتاج ہو گیا۔ بے پناہ جانی و مالی قربانیوں کی بدولت پاکستان آزاد ہوا۔ قرارداد مقاصد کی منظوری کے بعد جماعت اسلامی نے پہل کی اس کے بعد یکے بعد دیگرے مذہبی جماعتیں انتخابی جدو جہد میں شریک ہو گئیں۔ آزادی حاصل کیے ہوئے پون صدی کے قریب عرصہ گزر گیا مگر آئین سازی میں قرآن و سنت کو برتری حاصل نہ ہو سکی۔

پاکستان کے سیاسی لیڈروں نے اپنے مقاصد کے لیے جو تحریک چلائی اُنھوں نے عوام کی حمایت کی خاطر اُس کو اسلامی رنگ دیا۔ ہمارے علماء نے اسلام سے والہانہ عقیدت کی بنا پر تحریک میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ بدقسمتی کی بات ہے کہ کامیابی کی صورت میں اسلام کی طرف پیش رفت نہ ہو سکی۔

پاکستان میں دو بڑی سیاسی پارٹیاں پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ میدان عمل میں نمو دار ہوئیں۔ خفیہ قوت مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کے لیے دجل و فریب کا کھیل کھیلتی رہی۔ مثلاً مسلم لیگ کو جتانا مقصد ہوتا تو اندرون خانہ تگ و دو سے مذہبی جماعتیں مسلم لیگ کے ساتھ مل کر انتخابی اتحاد کا اعلان کر دیتیں۔ جب مغرب کے ایجنڈے کی تکمیل میں رکاوٹ پڑ جاتی تو پیپلز پارٹی کا نمبر لگ جاتا۔ چونکہ ہر پارٹی میں امریکا کے چہیتے شامل ہوتے ہیں جن کی بیان بازی یا سمجھوتے کی گفتگو کے دوران ایسے حالات پیدا ہو جاتے کہ مذہبی جماعتیں جداگانہ حیثیت سے انتخابی دنگل میں شریک ہوں۔ مثلاً ایک موقع پر اسلامی فرنٹ متحدہ دینی محاذ نے حصہ لیا تو پیپلز پارٹی جیت گئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امریکا نے افغانستان پر حملہ کیا، مشرف حکومت نے امریکا کو لاجسٹک سپورٹ فراہم کی تو عوام میں حکومت کے خلاف غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی انقلابی لہر کو روکنے کے لیے ۲۰۰۲ء کے انتخابات کا اعلان ہوا تو دینی جماعتوں کا اتحاد (متحدہ مجلس عمل) منظر عمل پر آ گیا عوام نے ان کو ووٹ دے کر دل کا غبار نکالا۔ تاریخ پاکستان میں پہلی دفعہ مذہبی جماعتوں کے اتحاد کو ساٹھ قومی حلقوں میں کامیابی حاصل ہوئی۔

ضیاء الحق کے دور میں کمیونسٹوں کے خلاف جہادی نوجوان تیار کرنے کے لیے اسلامی تشخص کو اُجاگر کیا گیا۔ مشرف کے دور میں ساٹھ ارکان کی موجودگی میں اسلامی تشخص کو سیکولر ماحول میں ڈھال دیا گیا۔ دین دار نمائندے مغرب کے ایجنڈے کی تکمیل میں غیر ارادی طور پر کھلونا بن کر رہ گئے خواہ حلیف رہے یا حریف ملک میں قرآن وسنت کو سپریم لا کی حیثیت حاصل نہ ہو سکی۔ عوام اُن سے مایوس ہو گئے۔

صدر آصف علی زرداری نے مشرف کی پالیسی کو جاری رکھا۔ اُن پر سول حکومت کی تائیدی مہر لگا دی اور زرداری ٹیم قومی خزانے کو لوٹتی رہی کسی نے نہیں روکا خاموش تماشائی بن کر اپنی باری کا انتظار کرتے رہے۔ ۲۰۱۳ء کے الیکشن میں مسلم لیگ کو واضح اکثریت حاصل ہوئی جب کہ دینی جماعتوں میں سے جمعیت علماء اسلام کو دس اور جماعت اسلامی کو صرف تین سیٹیں ملیں۔ نصف صدی پیشتر جمعیت علماء پاکستان کا دیہی علاقوں میں اثر ورسوخ تھا۔ اُن کے انتخابی نشان چابی کی گونج سنائی دیتی تھی۔ جب کہ قصبوں اور شہروں میں جماعت اسلامی اور جمعیت علماء اسلام اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کا ووٹ بینک تھا اگر اب وہ تمام آپس میں اتحاد بھی کر لیں اس کے باوجود پنجاب میں اُن کی کامیابی کے آثار نظر نہیں آتے۔ کیوں کہ اُن کے ووٹر مستقل طور پر مسلم لیگ سے منسلک ہو گئے ہیں۔

زمانہ طالب علمی (۱۹۶۵ء) کے دوران راقم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ علاقے کے جاگیردار اور سرمایہ دار اپنے معاملات حل کروانے کے لیے علماء و مشائخ کی خدمت میں دعا کے لیے حاضر ہوتے تھے اور خوشی کے موقع پر اُن کو افتتاحی تقریب کے لیے دعوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیتے تھے۔ آج معاملہ الٹ ہوگیا۔ آج انھی علماء و مشائخ کی اولاد ٹکٹوں کے لیے سیاسی لیڈروں کی کوٹھیوں کا طواف کرتے ہیں۔

لانگ مارچ اور دھرنوں سے سول حکومتیں تو تبدیل ہوتی ہیں لیکن قرآن وسنت کو سپریم لا کی حیثیت سے منوانے کے لیے لانگ مارچ یا دھرنا کیوں نہیں دیا گیا؟ عوام سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ ڈرون حملے یا مہنگائی کا سیلاب روکنے کے لیے موثر احتجاج تک کیوں نہیں کیا گیا؟ عوام کا علماء پر اعتماد مجروح ہو رہا ہے چونکہ علماء اسلام کے ترجمان ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ موجودہ دور کا المیہ ہے۔ شرعی قانون کی حکمرانی کے لیے پارلیمنٹ کے ارکان کی اکثریت کی حمایت ضروری ہے۔ دینی جماعتوں نے ہر حربہ آزمایا لیکن مطلوبہ حمایت حاصل نہ ہوسکی۔ میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ دینی جماعتیں انتخابی دنگل میں مزید وقت ضائع نہ کریں وہ آئندہ قومی انتخابات میں اپنا اُمیدوار کھڑا نہ کریں نہ ہی کسی بائیکاٹ کی مہم میں حصہ لیں۔ عوام کو اُن کی مرضی پر چھوڑ دیں۔ آپ کے حلقے میں جو امیدوار اسلام سے مخلص ہو اور انسانی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو اُسے ووٹ دیں چاہے وہ جس سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتا ہو۔ دین دار حضرات معاشرہ اور حکومت کی اصلاح کو اپنا ماٹو بنالیں اور بے لوث قیادت کا فریضہ سرانجام دیں۔ اور جماعتی احباب میں اطاعت وفرماں برداری کی خوبی اجاگر کریں۔ فقہ جعفریہ کے پیروکار کسی سرکاری عہدے پر فائز ہوجائیں یا کسی سیاسی پارٹی کے ٹکٹ پر قومی وصوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوجائیں تو وہ اپنی تحریک کے قائد کے حکم کو بجالانے میں سعادت سمجھتے ہیں۔ اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دیتے ہیں۔ کیوں کہ وہ قائد یا مجتہد کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو اتھارٹی کی حیثیت دیتے ہیں۔

کیا اہل سنت علماء کی دستک سے انقلاب برپا ہوسکتا ہے؟ عوام مایوس ہو چکے ہیں، کیونکہ تنظیم الاخوان کے امیر نے دسمبر ۲۰۰۰ء میں جنرل پرویز مشرف سے ملاقات کی چند دن ٹھہر کر خط لکھا کہ اگر ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان نہ کیا گیا تو اس کے تین لاکھ جاں نثار شریعت یا شہادت کے لیے بیعت کر چکے ہیں۔ وہ اسلام آباد کی طرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مارچ کریں گے چنانچہ قائد کی پکار پر ہزاروں کفن پوش پہنچ گئے ۔ اس موقع پر حکومت کی طرف سے اطلاع ملنے پر قائد تنظیم نے صدر مشرف سے ملاقات کی تو شہادت کے طلب گاروں کو شرمندگی سے اسلام آباد جانے کی بجائے گھروں کو واپس جانا پڑا۔ میرے خیال میں حکومت کو اس کا فائدہ یہ ہوا حکومت نے ملک میں سیکولر پالیسی کا نفاذ جاری رکھا ہوا تھا۔ مخلوط ماحول میں مراتھن ریس ہوئی بہبود خواتین کے نام پر زنا بالرضا جرم نہ رہا۔ لال مسجد کی طالبات کو کیمیائی گیس سے جلا دیا گیا اُن کی ہڈیوں اور راکھ کو گندے نالے میں بہا دیا گیا۔ پاکستان کے شمالی علاقوں میں القاعدہ کی آڑ میں بے گناہ شہریوں کو بمباری سے ہلاک کیا جا تا رہا۔ حکومت کے خلاف موثر احتجاج نہ ہوا۔ الاخوان کے قائد نے عوام کو مایوس کیا تو اب انقلابی کال پر لوگوں کا اکٹھا ہونا محال ہوگیا۔ علماء کرام سیاسی و انقلابی میدان میں اپنا وقار مجروح کر چکے ہیں چنانچہ وہ فرد، معاشرہ اور حکومت کی اصلاح کو ماٹو بنالیں۔

سرکاری دفاتر اور قومی اداروں میں حلال وحرام کی تمیز ختم ہوگئی ہے وہ عوام سے رشوت اور سرکاری خزانے سے کرپشن کو اپنا حق سمجھتے ہیں قومی وصوبائی اسمبلی کے ممبران پارلیمنٹ میں اسلام کی ترجمانی کرنے کی بجائے سیکولر ایجنڈے کے وکیل ہیں۔ بہ نظر غور دیکھا جائے تو اُن میں کثرت کے لحاظ سے اہل سنت ہیں وہ تزکیہ سے محروم ہیں محلّہ کا امام مسجد جو اپنے مقتدی صاحبان کے غمی وخوشی کے مواقع پر مراعات حاصل کرتا ہے۔ بچہ چلنے پھرنے کے قابل ہوتا ہے تو وہ اُن کے قدموں میں حاضر ہوتا ہے۔ علاقے کے پیر صاحبان جو نذرانہ تو وصول کر لیتے ہیں، اُنھوں نے مریدوں کا تزکیہ نفس کیوں نہیں کیا؟

حکومت صدر یا وزیر اعظم کا نام نہیں۔ بلکہ ہر محکمہ کے چپڑاسی اور کلرک اور افسر اس میں شامل ہیں جب تک اُن کا تزکیہ نہ ہوگا اُس وقت تک الہامی قانون کے نفاذ سے خفیہ نتائج برآمد ہونے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ تحریک اصلاح ملازمین اور افسران کو فرض شناسی اور امانت داری کی تلقین کرے۔ رزق حلال کی برکت سے آگاہ کریں روز محشر کی جواب طلبی کا احساس دلائیں۔ رشوت، غبن سے بچنے کی تلقین کریں۔ اگر دعوت دینے پر منہ پھٹ کہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہماری تنخواہ کم ہے ہم مجبور ہیں تو تحریکی کارکن کہیں آپ کے محکمانہ حقوق کے تحفظ کے لیے یونین موجود ہے ہم کسی یونین کے امیدوار بن کر' چندا مانگنے یا ووٹ لینے کے لیے نہیں آئے ہم تو آپ کو جہنم سے بچانے اور جنت میں لے جانے کی دعوت دینے آئے ہیں۔

روزِ محشر ہر ایک سے اُس کی رعیت کے بارے باز پرس ہوگی۔ پارلیمنٹ اراکین کو کہیں کہ عوام نے آپ کو قومی یا صوبائی اسمبلی کا ممبر منتخب کیا ہے رب نے پوچھ لیا کہ آپ نے قرآن وسنت کو سپریم لا بنانے میں کون سا کردار ادا کیا؟ حکومت کے مختلف شعبوں تعلیم، میڈیا اور انتظامیہ، عدلیہ وغیرہ کا اسلامی سمت میں قبلہ درست کرنے کے لیے کس قسم کی فعال سرگرمی کا مظاہرہ کیا؟ تو آپ کیا جواب دیں گے؟

نماز پڑھنے سے انسان فرشتہ تو نہیں بن جاتا، قرآن کا فرمان ہے کہ نماز برائی سے روکتی ہے۔ گاؤں یا محلہ کے مولوی صاحبان آپس میں اتفاق کر کے اعلان کر دیں کہ آئندہ سے بے نماز اور تارک زکوٰۃ کا جنازہ نہیں پڑھائیں گے۔ لوگ ڈر اور خوف کی وجہ سے مسجد کی طرف رجوع کریں گے۔ اگر اتنی جرأت نہیں تو جنازہ پڑھانے سے قبل حاضرین کو مخاطب کر کے گواہی طلب کی جائے کہ فوت شدہ نماز پڑھتا تھا یا نہیں؟ اگر میت صاحب نصاب ہو تو اس امر کی گواہی بھی لے لی جائے کہ وہ مستحق لوگوں کو زکوٰۃ دیتا تھا یا نہیں؟ اس افسردہ ماحول میں میت کے اہل خانہ اور رشتہ دار احباب ضرور گواہی دیں گے۔ اس طرح ہر گھر میں پیار اور سختی سے دعوت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ چونکہ نماز برائی سے بچاتی ہے۔ اس لیے سرکاری اُمور میں بددیانتی کرتے ہوئے ضمیر اُسے ملامت کرے گا صاحب نصاب زکات دینے والا قومی خزانے سے ناجائز طور پر ایک روپیہ لینا حرام سمجھے گا۔

معاشرے میں روحانی انقلاب برپا کرنے کے لیے امر بالمعروف پہلا قدم ہے جس کو رائج کرنے کے لیے پارلیمنٹ سے قرارداد کی منظوری کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ ملی مجلس شرعی اس پہلو پر غور کرے۔

الاعتصام 22 تا 28 اگست 2014ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقصدِ حیات

عالمی سطح پر مسلم حکمران اہل مغرب سے مرعوب ہیں کیوں کہ مغربی حکمران اپنے مذہب کے وفادار اور عوام کے خدمت گار ہیں جب کہ مسلم حکمران سیکولر اور رعایا کے خیر خواہ نہیں۔

امام کائنات ﷺ سارے جہانوں کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند کر دیا اور کائنات کی راہ نمائی کا فریضہ اُمت مسلمہ پر عائد کیا ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ.﴾ [آل عمران: ١١٠]

"اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت واصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

اللہ نے اُمت محمدیہ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے کی بنا پر دوسری اُمتوں پر برتری دی ہے۔ خلافت اسلامیہ کے دور میں شعبہ دعوت واصلاح کی سرپرستی رہی اللہ نے اُن کا رعب ودبدبہ دشمنوں کے دلوں میں اس قدر حاوی کیا ہوا تھا کہ اُن کی اجازت کے بغیر سمندر میں کوئی جہاز حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن عالم اسلام کے موجودہ حکمران طبقہ کو دعوتی ذمہ داری کا احساس تک نہیں۔ جب کہ یہود ونصاریٰ کی ریاستوں کے حکمران اپنے مذہب کی نشر واشاعت کے لیے سرگرم عمل ہیں۔

یورپی اقوام نے خلافت کو سبوتاژ کرنے کے بعد مسلم ریاستوں کو آپس میں بانٹ لیا تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صلیبی حکمرانوں نے سرکاری خرچ پر مفتوحہ ریاستوں میں تحصیل کی سطح تک گرجا گھر قائم کیے اور مشنری اداروں کا مالی بوجھ برداشت کیا۔ مسلم ریاستوں نے جدوجہد کے بعد آزادی حاصل کر لی اس کے باوجود صلیبی حکمران تاحال ان مشنری اداروں کی اخلاقی و معاشی سرپرستی کر رہے ہیں۔ لیکن مغربی ممالک میں مقیم مسلمان مسجد تعمیر کریں، اجازت نہ ملنے پر اسلامی سنٹر قائم کریں اور تبلیغی وفد تشکیل دیں وہ اپنی مدد آپ کے تحت مذکورہ امور سرانجام دیتے ہیں۔

غیر مسلم حکمران دنیا بھر میں اپنے ہم عقیدہ بھائیوں کے مذہبی حقوق کا تحفظ کرتے ہیں اگر کسی پر مذہبی بنیاد پر مقدمہ دائر ہو جاتا ہے تو وہ متعلقہ حکومت پر دباؤ ڈال کر ملزم کو رہا کرا لیتے ہیں۔ اور اپنے ہاں باعزت پناہ دیتے ہیں لیکن مسلم دنیا میں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اُن کے کسی شہری پر غیر مسلم دنیا میں اسلام سے والہانہ عقیدت کی بنا پر مقدمہ بنتا ہے تو مسلم حکمران ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ جس بے جا قید میں عورت (عافیہ صدیقی) کی رہائی کے لیے سفارتی سطح پر احتجاج تک نہیں کیا کہ کہیں اُن کے اقتدار کو خطرہ لاحق نہ ہو جائے۔ وہ اللہ کو مانتے ہیں لیکن عقیدہ توحید کے تقاضوں پر غور وفکر نہیں کرتے:

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ [آل عمران: ۲۶]

”کہو! خدایا! ملک کے مالک! تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے جسے چاہے عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے بھلائی تیرے اختیار میں ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔“

چنانچہ ارباب اقتدار کی اصلاح کے لیے تعلیم وتزکیہ ضروری ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پرائیویٹ ادارے فرد اور معاشرے کی اصلاح کے لیے حتی المقدور سرگرم عمل ہیں لیکن حکومت کی اصلاح سے غافل ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مزید برآں بدقسمتی سے ہمارا نظام تعلیم طبقاتی بحران میں مبتلا ہے۔ جہاں وڈیروں کی نسل پڑھتی ہے وہاں روحانی تعلیم کا اہتمام نہیں۔ چنانچہ مسلم دنیا میں سرکاری سطح پر یکساں ایسا نظام تعلیم رائج کیا جائے کہ نوجوان عصری علوم میں مہارت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کو سیرت طیبہ ﷺ کے مطابق ڈھالنے کا عزم لے کر فارغ ہوں اور دین حق کو دنیا پر غالب کرنے کی جدوجہد کو اپنی زندگی کا مقصد حیات بنالیں تو یقیناً اللہ ذوالجلال ہمارا رعب ودبدبہ دشمنوں پر مسلط کردے گا، ان شاء اللہ۔ ☆

☆ الاعتصام ۱۹ تا ۲۵ دسمبر ۲۰۱۴ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غلبہ دین کے لیے فرد اور معاشرے کی اصلاح کی ضرورت

خالق کائنات کا نازل کردہ نظام دین اسلام ہے اس پر عمل کرنا، دوسروں کو دعوت دینا اور حائل رکاوٹوں کو احسن انداز سے دُور کرنا امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔

عصر حاضر میں غلبہ اسلام کے لیے کون سا لائحہ عمل موزوں ہوسکتا ہے؟

مغرب کا جمہوری نظام ہیومنزم اور سیکولرزم کے افکار ونظریات کی پیداوار ہے۔ جن کو اپنانے سے مغربی فکر وتہذیب کو فروغ ملتا ہے اور اسلامی اصول واقدار کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ مسلم ریاستوں میں دینی جماعتیں غلبہ دین کے لیے کافی عرصہ سے جمہوری جدوجہد میں مصروفِ عمل ہیں۔ لیکن وہ پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل نہیں کرسکیں۔ البتہ مصر اور الجزائر میں نمایاں کامیابی ہوئی تو ان کا تختہ الٹ دیا گیا۔ اگر کسی ملک کے صوبے میں حکومت بن گئی تو خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ کیونکہ سرکاری اداروں میں سیکولر ذہن کے کارندے ریاستی رٹ کے زور پر اسلام نافذ کرنے نہیں دیتے، چنانچہ جمہوری جدوجہد سے ایسی حکومت قائم نہیں ہوسکتی جو فرد اور معاشرے کو اسلام پر چلنے میں مدد دے اور اسلامی تناظر میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرسکے۔

جزیرۃ العرب میں اسلامی حکومت قائم ہوئی تو ایران اور روم کی اس وقت کی سپر قوتوں نے محاذ آرائی شروع کی تو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے اُن کے خلاف دفاعی جہاد کا فریضہ سرانجام دیا۔ نصف کرہ ارض فتح ہوگیا۔ رائج نظام ختم کر کے متبادل اسلامی قانون نافذ کردیا۔ جو تدریجاً زوال پذیر ہوا۔ تاہم ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک قائم رہا۔ یورپی اقوام نے مسلم ریاستوں پر تسلط جما کر سیکولرازم نافذ کردیا۔ انگریز چلے گئے مگر تا حال نظام برقرار ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ جن علاقوں پر قابض نہ ہو سکے وہاں بزور قوت نافذ کرنے کی تگ و دو جاری ہے۔ مسلم ریاست پر غیر مسلموں کی دہشت گردی کے دفاع یا دیار غیر میں مظلوم اُمت کی پکار پر جہاد بالقتال فرض ہے لیکن مسلم ریاست میں نظام کی تبدیلی کے لیے حکومت سے محاذ آرائی درست فعل نہیں۔

مسلم دنیا میں احتجاجی جدوجہد سے نظام تبدیل نہیں ہوا البتہ الیکشن کی بہ دولت چہروں کی تبدیلی ضرور ہوئی بہ صورت دیگر مارشل لا نے احتجاجی تحریک کو دبا دیا یا وہ ملک خانہ جنگی میں مبتلا ہو گیا البتہ ایک ملک میں نظام ضرور تبدیل ہوا جس کے پس منظر میں مسلم دنیا کو دو ممالک میں تقسیم کرنا مقصود تھا۔

بلاشبہ حکومت کے ایوانوں میں مطالبات پہنچانے کے لیے احتجاجی جدوجہد موثر ذریعہ ہے عالمی ضابطوں کی رو سے انتخابی جماعتوں کی احتجاجی جدوجہد قابل برداشت ہے۔ چونکہ عصر حاضر میں داعش جیسی دہشت گرد تنظیمیں نمودار ہو چکی ہیں جو جہاد کے نام پر اسلام کو بدنام کر رہی ہیں۔ اس لیے مسلم ریاست میں نظام کی تبدیلی کے لیے مذہبی جماعتوں کی طرف سے انقلابی یا احتجاجی جدوجہد کرنا موقع و محل کے مطابق مناسب نہیں کیونکہ تحریکی کارکنوں کو داعش سے خواہ مخواہ نتھی کر کے حکومت کھلنے کا موقع فراہم کرنے کے مترادف ہوگا۔ البتہ جہاد باللسان کا دعوتی و اصلاحی لائحہ عمل وقت کا اہم تقاضہ ہے۔

علمائے حق محکومی کے دور میں فرد، معاشرے کی اصلاح اور ریاستی آزادی کے لیے بھرپور جدوجہد کرتے رہے۔ لیکن آزادی کے بعد ریاست پر اسلام کے غلبے کی تگ و دو میں فرد کی اصلاح کو پس پشت ڈال دیا اور معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو گیا۔ جرائم کے انسداد کے لیے انسانی اور الہامی قوانین موجود ہیں۔ جب تک حکومتی مشینری تقویٰ وتزکیہ کے زیور سے آراستہ نہ ہو گی آپ مثبت اور تعمیری نتائج حاصل نہیں کر سکتے۔

حکومت ایک فرد کا نام نہیں کہ اس کو ہٹا کر دوسرے کو اقتدار پر بٹھا دیا جائے۔ بلکہ حکومت کے کئی شعبے ہیں جہاں ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ عہدوں پر فائز شخصیات اس میں شامل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں جو اس دھرتی پر پیدا ہوئے والدین نے پرورش کی قومی اداروں سے تعلیم حاصل کی مسلم معاشرے میں پروان چڑھے اگر وہ حکومت کے کسی عہدہ پر فائز ہو کر فرائض میں بددیانتی کرتا ہے، عدل وانصاف کا ترازو قائم نہیں رکھ سکتا، سرکاری وسائل کو ذاتی جاگیر سمجھتا ہے، رشوت لیے بغیر جائز کام نہیں کرتا، قومی اثاثوں میں لوٹ مار کرتا ہے، یقیناً وہ قومی مجرم ہے، لیکن اس کے والدین اور اساتذہ بھی قصوروار ہیں جنھوں نے اس کو خیر وشر میں تمیز نہیں سکھائی۔ محلہ کی مسجد کا وہ خطیب بھی جس نے اس کے والد کو اولاد کی تربیت کا سلیقہ نہیں سمجھایا۔ معاشرے کے وہ احباب جن کے ساتھ اس کی نشست اور مجلس رہی اس کی غلط روش پر انھوں نے امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام نہیں دیا۔ چنانچہ حکومت سے مثبت اور تعمیری نتائج کی توقع حاصل کرنے کے لیے فرد اور معاشرے کی اصلاح پر بھرپور توجہ دی جائے۔ مزید برآں حکومت کے ادنیٰ و اعلیٰ عہدوں پر فائز صاحبان کو امر بالمعروف نہی عن المنکر کی تلقین کی جائے تاکہ وہ رشوت، خیانت، اقرباء پروری سے دامن بچا کر دیانتداری اور عدل وانصاف سے فرائض سرانجام دیں۔

یہ درست ہے کہ تعلیم وتربیت، میڈیا کی اصلاح اور خدمت خلق کا فریضہ سرانجام دینا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے لیکن قومی ریاست نے پبلک کو جن شعبوں کے اجرا کی اجازت دے دی ہوان پر توجہ دے کر دنیا وآخرت کی کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ مثلاً پہلے آپ حکومت سے مطالبہ کرتے تھے کہ نظام تعلیم کو اسلامی بناؤ اب آپ پرائیویٹ سیکٹر میں سکول سسٹم کا اجرا کر سکتے ہیں جہاں آپ مغربی تہذیب کی بجائے اسلامی تہذیب کی تعلیم دے سکتے ہیں۔ آپ حکومت سے مطالبہ کرتے تھے سودی نظام ختم کرو اب آپ سود سے پاک بنک کھول سکتے ہیں۔ اس طرح حکومت سے مطالبہ کرتے تھے کہ الیکٹرانک میڈیا سے فحاشی ختم کرو، اب آپ اپنا ٹی وی چینل کھول کر اسلام کی عکاسی کر سکتے ہیں۔ حکومت کی سیکولر پالیسیوں پر اسلامی نقطہ نظر پیش کر سکتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ بہ حیثیت خاوند، والد، معلم، ریفارمر، مصلح، سپہ سالار، تاجر اور سربراہ پیش کر کے فرد کی تعمیر وسیرت و کردار میں اہم کردار ادا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر سکتے ہیں، رشوت، بدعنوانی، غیبت جیسی مہلک بیماریوں کے بھیانک نتائج پیش کر کے معاشرے کی اصلاح کا فریضہ انجام دے سکتے ہیں۔

غیر ملکی امداد سے بعض این جی اوز آزادیٔ نسواں اور بہبود کے نام معاشرے میں بگاڑ پیدا کر رہی ہیں۔ لیکن آپ بھی این جی اوز قائم کر کے بلاتفریق مذہب و ملت غریبوں، یتیموں، بیواؤں، مسکینوں اور نادار طلبہ کی اعانت کر کے خدمت انسانیت کا فریضہ سرانجام دے سکتے ہیں۔

پہلے دور کے پنچائتی نظام میں ابتدائی نوعیت کے تنازعات بغیر خرچے کے مقامی سطح پر طے ہو جاتے تھے۔ جبکہ موجودہ دور میں مقامی چیئرمین اور سپورٹران کی سفارش کی وجہ سے عدل و انصاف کا ترازو قائم رکھنا مشکل ہے۔ چنانچہ آپ اہلیت و قابلیت وصلاحیت کی بنیاد پر شورائی کونسل رجسٹرڈ کرا سکتے ہیں۔ جو دلائل و براہین کی بنیاد پر خاندانی، وراثتی، معاشی لین دین کے تنازعات کا عادلانہ فیصلہ کرے۔ اس طرح آپ نئی نسل کو اسلامی شورائی نظام کی برکات سے آگاہ کر سکتے ہیں۔

جمہوری نظام میں انتخابی جماعتیں ایک دوسرے کی حریف ہوتی ہیں۔ انتخابی امیدوار الیکشن مہم میں میاں مٹھو بن کر اپنی تعریفیں کرتے ہیں اور حریف امیدواروں کی خامیوں کو اچھالتے ہیں تو اس مقابلے بازی میں کشمکش اور منافرت کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔ جبکہ مسلم معاشرے میں ایک عالم کا کردار ایک رہبر، شفیق باپ، ایک روحانی معالج اور مصلح معاشرہ کا ہوتا ہے حریف کا نہیں۔ چنانچہ علماء کرام اقتدار کے طلب گار بننے کی بجائے اہل اقتدار کا تزکیہ کریں اور قومی امور میں ان کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیں۔ وہ سیاسی لیڈروں کی عمدہ کارکردگی پر تحسین کے کلمات کہیں اور اسلام کے منافی امور پر جہاد باللسان کا فریضہ سرانجام دیں۔

البتہ اُس سے عہد لیا جائے کہ وہ کامیاب ہو کر شرعی قانون کی حکمرانی اور عوام کی خدمت کے لیے جدوجہد کرے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ریاست پر اسلام کے غلبے کی تڑپ رکھنے والے ذی وقار صاحبان میڈیا، تعلیم، معیشت، صحت، دفاع، خارجہ وغیرہ کے شعبوں میں دعوتی و اصلاحی لائحہ عمل تشکیل دیں اور متعلقہ ذمہ دار صاحبان کی خدمت میں بالمشافہ پیش کریں اور مستقبل میں اس کے ثمرات سے آگاہ کریں۔ حسب وعدہ عمل درآمد نہ ہونے کی صورت میں اپنا موقف پبلک ہالز یا گراؤنڈ میں عوامی جلسوں میں پیش کر کے جہاد باللسان کا فریضہ ادا کریں۔

سرور کائنات محمد ﷺ نے تعلیم تزکیہ دعوت اور جہاد کی بدولت عرب کی مردہ زمین میں اسلام کا گلشن آباد کیا جس کی مہک سے سارا جہاں مہک اٹھا۔ عصر حاضر میں بھی ان سب پر عمل کرنے سے فصلِ بہار کی توقع کی جاسکتی ہے لیکن کسی ایک پر عمل اور دوسروں کو ترک کرنے سے گوہر مقصود حاصل نہیں ہوسکتا۔

وطن عزیز میں اہل خیر کے کئی ادارے اور تنظیمیں قائم ہیں ہر ایک کی تگ و دو کا ہدف محض ایک جزو کا فروغ ہے چنانچہ وطن عزیز میں غلبہ اسلام کے لیے ان تنظیموں کا ایک دوسرے کے کاموں پر حرف گیری کرنے کی بجائے دوسروں کی خدمات کا اعتراف اور آپس میں ربط و تعاون اور اتحاد ضروری ہے۔

اللہ ہم کو اسلام پر عمل کرنے اور دوسروں کو احسن انداز میں دعوت دینے کی توفیق دے۔ عالم اسلام خصوصاً پاکستان کو طاغوت کی شرانگیزیوں سے محفوظ رکھے اور حقیقی معنوں میں اسے اسلام کا قلعہ بنادے۔ آمین۔ ☆

☆ الاعتصام، لاہور ۲۶ اگست ۲۰۱۶ء۔ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ محرم صفر ۱۴۳۸ھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاٹا کی ترقی کیسے ممکن ہے؟

فاٹا کو قومی دھارے میں شامل کرنا، اس وقت ملک بھر کا متفقہ مطالبہ ہے۔ ایسا لازمی طور پر کیا جانا چاہیے اور وہ بھی فی الفور، تاکہ ضربِ عضب کے نتیجہ میں جو کامیابیاں حاصل کی گئی ہیں، انہیں استحکام بخشا جا سکے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قبائلی علاقوں کو قومی دھارے سے الگ رکھنے کی وجہ سے بے شمار مسائل نے جنم لیا اور ملک بھر کی سطح پر قوم کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ آئندہ کے خطرات سے محفوظ رہنے کے لئے ضروری ہے کہ فاٹا کو جلد از جلد قومی دھارے میں شامل کیا جائے، وہاں جاری ترقیاتی عمل کو تیز تر کیا جائے، تعلیم کے فروغ کا جنگی بنیادوں پر اہتمام کیا جائے اور ملکی وقومی اُمور میں وہاں کے عوام کی شرکت کو یقینی بنایا جائے۔

اس ضمن میں اگرچہ ملک بھر میں اس امر پر عمومی اتفاق پایا جاتا ہے کہ وہاں پر نافذ انگریز کے کالے قانون کو ختم کر کے فاٹا کو پاکستانی آئین کی عمل داری میں لایا جائے، اور سیاسی جماعتوں اور حکومتی اداروں کی اکثریت بھی اس امر پر متفق ہے کہ فاٹا کو صوبہ خیبر پختون خواہ میں ضم کر دیا جائے۔ اس ضمن میں قومی سطح پر یہ طے بھی پا گیا تھا کہ ایک آئینی ترمیمی بل پارلیمنٹ میں پیش کر کے منظور کروالیا جائے۔ قومی اسمبلی کے حال ہی میں ختم ہونے والے سیشن میں ایسا کرنے کی یقین دہانی حکومت کی طرف سے کروائی بھی گئی تھی۔ لیکن عین وقت پر حکومت اپنے وعدے سے مکر گئی اور اس نے پے در پے وعدوں کے باوجود ایسا کرنے سے گریز کی راہ اختیار کی۔

شنید یہی ہے کے حکومت اپنے چند اتحادیوں کے مخالفانہ طرزِ عمل کے ہاتھوں بے بس ہو گئی اور کئی دن کے ٹال مٹول کے بعد بالآخر اسمبلی کا اجلاس التواء کا شکار ہو گیا اور اسی طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متعلقہ آئینی ترمیمی بل بھی۔

فاٹا کو قومی دھارے میں لانا اب ایک حساس مسئلہ بن چکا ہے، چونکہ ملک کی بیشتر سیاسی وغیر سیاسی قوتیں فاٹا کے خیبر پختون خواہ میں انضمام پر متفق ہیں، اس لئے ان کے موقف کو نظر انداز کر کے کوئی اور راستہ اختیار کرنا خطرات کو جنم دے سکتا ہے، بالخصوص ایسے میں جبکہ اس وقت پارلیمنٹ میں موجود فاٹا کے نمائندگان بھی انضمام کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اس لئے اس سے انحراف یالیت ولعل کی پالیسی مشکلات کا باعث بن سکتی ہے۔ فاضل مضمون نگار جناب عطا محمد جنجوعہ نے اگرچہ اس کے انضمام کی بجائے الگ صوبے کے حق میں دلائل دیئے ہیں، لیکن ہماری رائے میں ان کے بعض دلائل کے قوی ہونے کے باوجود مناسب یہ ہو گا کہ اس علاقے کو خیبر پختون خواہ میں ضم کر دیا جائے، انتظامی وسیاسی اور قومی وحدت کے حوالے سے اس کے دور رس نتائج برآمد ہوں گے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ فاضل مضمون نگار نے جن نکات کا احاطہ کیا ہے، فاٹا کے خیبر پختون خواہ میں انضمام کے وقت انہیں کما حقہ ملحوظِ خاطر رکھا جائے اور کسی طور بھی فاٹا کے عوام کی حق تلفی نہ کی جائے اور پسماندہ ہونے کے ناطے ان کی ترقی کا زیادہ اہتمام کیا جائے۔ (ڈاکٹر زاہد اشرف)

....

پاک فوج نے آپریشن کر کے فاٹا سے دہشت گردوں کا کافی حد تک صفایا کر دیا۔ حکومت نے فاٹا کو قومی دھارے میں ڈھالنے کا عزم کر لیا ہے۔ فاٹا ڈویلپمنٹ کمپنی علاقہ میں غربت، پسماندگی اور ناخواندگی کے خاتمہ کے لئے سرگرمِ عمل ہے۔ پاکستان کی سیاسی جماعتیں فاٹا میں تعلیم، صحت ومواصلات کی ترقی پر تو متفق ہیں لیکن اس مسئلہ پر اختلاف ہے کہ فاٹا کو خیبر پختونخواہ میں ضم کیا جائے یا علیحدہ صوبہ کی حیثیت دی جائے۔

پاکستان میں ون یونٹ کی نسبت صوبوں کی تشکیل سے پسماندہ علاقوں نے کافی ترقی کی ہے اسی طرح فاٹا کے علیحدہ صوبہ ہونے کی صورت میں خاطر خواہ ترقی کے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ فاٹا میں صوبائی حکومت کے قیام اور بلدیاتی نظام رائج ہونے سے اُن میں خود اعتمادی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہوسکتی ہے۔ وہ اپنے مقامی مسائل بہتر انداز میں خود حل کر سکتے ہیں۔ اپنی مدد آپ کے تحت اُن کی ترقی کے جلد امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔ صوبائی دارالحکومت قائم ہونے سے فاٹا میں عوام کے انتظامی معاملات اور عدالتی مقدمات جلد حل ہونے کی توقع کی جاسکتی ہے۔

پہاڑوں میں معدنیات کا خزینہ قدرت کا عطیہ ہے۔ فاٹا بھی پہاڑی علاقہ ہے جس میں معدنیات کا ہونا لازمی امر ہے۔ یہ درست ہے کہ فاٹا میں فنی ماہرین کی کمی ہے۔ قابلِ غور پہلو ہے کہ پاکستان اگر موٹروے، سی پیک اور معدنیات کی تلاش میں غیر ملکی ماہرین کی خدمات مستعار لے سکتا ہے، تو فاٹا میں بھی تعلیمی، صنعتی، زرعی و توانائی کے شعبوں کی ترقی کے لئے دیگر صوبوں یا غیر ملکی ماہرین کی خدمات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

فاٹا کا خیبر پختونخواہ میں انضمام کی صورت میں خدشہ ہے کہ فاٹا اور خیبر پختونخواہ کے ممبران ایک دوسرے پر خورد برد، کرپشن اور حق تلفی کی الزام تراشی کریں گے اور اُن میں نفرت کی خلیج حائل ہونے کا اندیشہ بھی رہے گا۔ نیز صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں پسماندہ، ترقی پذیر علاقوں کے نمائندوں میں ترقیاتی منصوبوں کی منظوری میں اُلجھاؤ پیدا ہو جانے کے امکانات بھی نظر انداز نہیں کیے جاسکتے اگر فاٹا کی صوبائی حکومت فنڈز کو خود خرچ کرے گی تو دوسروں پر بدگمانی ختم ہو جائے گی۔

فاٹا کو قومی دھارے میں لانے کے لئے تعلیم مؤثر ذریعہ ہے۔ چنانچہ ہنگامی بنیادوں پر طلباء و طالبات کے لئے سکول، کالج قائم کیے جائیں۔ چونکہ فاٹا میں تعلیم کا فقدان ہے اس لئے انضمام کی صورت میں فاٹا کو میرٹ کی بنیاد پر چند پوسٹیں ملیں گی جبکہ علیحدہ صوبہ کی حیثیت میں مرکزی محکموں میں صوبائی کوٹہ کی سیٹیں ملیں گی جبکہ صوبائی محکموں کی تمام پوسٹوں پر قبائلی نوجوانوں کو ملازمتیں ملیں گی۔ ضروری ہے کہ فاٹا میں غربت اور پسماندگی کے خاتمہ کے لئے علاقہ کی مناسبت سے صنعتوں کا جال پھیلایا جائے۔ مخصوص مدت کے لئے فاٹا کو ٹیکس فری زون علاقہ قرار دیا جائے تاکہ پاکستان اور غیر ملکی سرمایہ کار اس طرف رُخ کریں۔ کارخانوں میں مقامی لوگوں کی شمولیت سے فاٹا میں بے روزگاری کا مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاٹا کو الگ صوبہ کی صورت میں دوسرے صوبوں کے برابر نشستیں حاصل ہو سکتی ہیں۔ اس لحاظ سے وہ قومی اُمور کے مسائل میں مؤثر نمائندگی حاصل کر کے قومی ترقی میں بھرپور کردار ادا کر سکتے ہیں۔

قبائلی طالب علموں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے ملک کی معروف یونیورسٹیوں میں اُن کا مخصوص کوٹہ مقرر کیا جائے۔ کام کی نوعیت کے پیشِ نظر اہلیت وقابلیت کو پرکھ کر موزوں افراد کی نشاندہی کرنا جوہر شناسی ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح برصغیر کے نام وَر جوہر شناس تھے، جنہوں نے قبائلیوں کی حربی صلاحیت کو مدِ نظر رکھ کر اُن کو بے لوث سرحدی محافظ کہا۔ حکومت کو چاہیے کہ قبائلی نوجوانوں کو فوج میں بھرتی کرے، جدید انداز میں فنی ٹریننگ دے۔ عصری وفنی تربیت کے دوران اُن میں جداگانہ تشخص کے ازالہ کے لئے نظریہ پاکستان سے والہانہ عقیدت ومحبت کا جذبہ پیدا کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ فاٹا کو طاغوتی شر سے محفوظ رکھے اور اُن کو اسلام کے دفاع اور وطن کے استحکام کے لئے اپنی صلاحیتیں صرف کرنے کی توفیق دے۔ آمین

☆ المنبر، جنوری ۲۰۱۸ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بصیرت کا فقدان

دشمن کی سرگرمیوں پر عقابی نظر رکھتے ہوئے اپنی دفاعی پالیسی وضع کرنا زندہ قوموں کا شیوہ ہے۔ مسلمانوں کا دشمن کون ہے؟ اللہ عالم الغیب نے آگاہ فرمایا:

''یقیناً آپ ایمان والوں کا سب سے زیادہ دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پائیں گے۔'' (المائدۃ:۸۲)

مشرکینِ مکہ نے سرورِ کائنات ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو آپ ﷺ نے ہجرت کی راہ اختیار کی، اسی طرح مدینہ کے یہودیوں نے بھی آپ ﷺ کو قتل کرنے کی مذموم کوشش کی۔ نبی کریم ﷺ نے اہلِ شہر سے مدینہ منورہ کا مشترکہ دفاع کرنے کا معاہدہ کیا لیکن یہودی مکہ کے مشرکوں سے مل کر مسلمانوں کے خلاف سازباز کرتے رہے۔

اسلام اپنے پیروکاروں کو جہادی میدان میں جان و مال کی قربانی پیش کرنے کا تو حکم دیتا ہے لیکن دشمن کو بدنام کرنے یا جنگ کا بہانہ تراشنے کے لیے اپنے بھائیوں کا خون بہانے کی کسی صورت اجازت نہیں دیتا۔ لیکن یہود و ہنود کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ انھوں نے ''وسیع تر'' قومی مفاد کے حصول کے لیے اپنے ہم قوم بھائیوں کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔

کموڈور بحریہ (ر) محترم طارق مجید تحریر کرتے ہیں:

''القاعدہ کی بنیاد ۱۹۳۳ء کے لگ بھگ فلسطین میں قائم شدہ جیوئش ایجنسی نے رکھی تھی۔ اس میں تقریباً عرب ممالک اور ایران کے یہود میں سے منتخب افراد شامل تھے لیکن نمایاں تعداد اور کردار یمنی اور عراقی یہودیوں کا تھا۔ اس خفیہ ٹولے کا مین مشن یہ تھا کہ مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر عرب ممالک میں یہودیوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف حملے اور دہشت گردی کرے، تاکہ وہ ہجرت کر کے فلسطین میں جا کر آباد ہوں۔ علاوہ ازیں یہودیوں کے لیے علیحدہ مملکت قائم کرنے کی تحریک میں یہودی تندہی سے حصہ لیں۔ وہ مسلم حکومتوں کے تحت امن وسلامتی کے ساتھ رہ رہے تھے جیوئش ایجنسی کے دہشت گردوں اور اس کے ساتھ خوف زدہ کرنے والے پروپیگنڈے نے ان کی بڑی تعداد کو فلسطین میں دھکیل دیا۔'' (عالمی صہیونیت کے فتنہ خیز منصوبے اور خطرات، ص:۵۱)

صہیونیوں نے سانحہ بہاول پور میں رابن فیل کی قربانی دے کر پاکستان کو اعلیٰ فوجی قیادت سے محروم کردیا۔ امریکی مصنف مسٹر ایلیز ڈیوڈسن نے Betrayal of India میں بتایا کہ بمبئی کے واقعے کا بھارت خود ذمہ دار ہے۔ پاکستان کو عالمی سطح پر بدنام کرنا بھارت کا مقصد تھا۔

مشرکین اور یہود نے خود اپنے بھائیوں کو ہلاک کر کے مسلمانوں کو بدنام کیا۔

اسلام ہر معاملے میں باہمی مشورے کا حکم دیتا ہے۔ جنگ کرنی ہے یا نہیں، جنگ کرنی ہے تو کس طرح، نبی کریم ﷺ نے ہر موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا۔ بدر و اُحد اور خندق کی مثال ہمارے سامنے ہے، البتہ میدانِ جنگ میں سینہ تان کر مقابلہ کرنے کا حکم ہے۔ لیکن موجودہ دور کے مسلم حکمران اور لیڈران میں بصیرت کا فقدان ہے۔ وہ مغربی ایجنڈے پر قطعاً مشورہ نہیں کرتے کہ اس میں مسلمانوں کا کتنا مفاد ہے یا نقصان، جب کہ عوام کا نوجوان طبقہ جذبات کی رو میں فیصلہ کر جاتا ہے۔

اسرائیل کے قیام کے بعد جیوئش ایجنسی کا کنٹرول موساد کے پاس آ گیا۔ امریکی سی آئی اے کے عہدے دار یہودی ہیں جن کے تھنک ٹینک نے مسلم دنیا کو باور کرایا کہ مغربی نظام چند اختلافات کے باوجود اسلام کے شورائی نظام سے مطابقت رکھتا ہے، جب کہ کمیونزم اسلام کے صریح خلاف ہے۔ مسلم بلاک میں اس بنیاد پر نوجوانوں کی کھیپ تیار کی گئی۔ جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا تو مشرقِ وسطیٰ اور پاکستان کے انھی کمیونسٹ مخالف مسلم جوانوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افغانیوں کا بھرپور ساتھ دیا۔ سفاری کلب کے یہودی بھی مسلمانوں کے بھیس میں افغانستان آئے، انھوں نے فنڈنگ اور اسلحہ کی فراہمی کی وجہ سے افغان تنظیموں پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اچانک میڈیا پر اُسامہ بن لادن اور القاعدہ نمودار ہوئے۔ صہیونیوں نے روس کی پسپائی کے بعد اِسلام کو ہدف بنالیا۔

موساد نے امریکی سکیورٹی ایجنسیوں میں کلیدی عہدوں پر فائز امریکی یہودیوں کو ساتھ ملا کر ٹریڈ سنٹر کو چار (الیکٹرانک ریموٹ کنٹرول) بوئنگ طیاروں سے زمین بوس کیا لیکن صہیونی میڈیا نے بغیر ثبوت کے اُسامہ بن لادن پر الزام عائد کر دیا۔

قابلِ غور پہلو یہ ہے کہ اُسامہ کے پاس کون سی مقناطیسی قوت تھی جس نے امریکا کے سیٹلائٹ نظام کو جام کر دیا؟ بالفرض اگر اُسامہ بن لادن مجرم تھا تو اس کی گرفتاری کے کئی ذرائع ممکن تھے جن کو بروئے کار نہیں لایا گیا۔ افغان شہریوں کا کیا قصور تھا جن کو نیٹو طیاروں کی کارپٹ بمباری سے ہلاک کر دیا گیا؟ مسلم حکمرانوں نے ان پہلوؤں پر غور نہ کیا، بلکہ امریکا کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے سرنگوں ہو گئے۔ طالبان تختِ کابل چھوڑ کر غاروں میں چھپ گئے اور گوریلا انداز میں مزاحمت جاری رکھی۔

عراق میں صدر صدام حسین کی حکومت تھی جس کے دور میں عوام کے ایک طبقے کو حسب منشا مذہبی آزادی حاصل نہیں تھی۔ امریکا نے القاعدہ کی تلاش اور کیمیائی ہتھیاروں کا بہانہ بنا کر عراق پر حملہ کر دیا۔ صدام کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ عبوری حکومت نے صدام کے حامیوں پر بے انتہا مظالم ڈھائے تو فطری طور پر ان میں نفرت کے جذبات اُمڈ آئے۔

صہیونی ٹولے نے ان کو کیش کیا۔ دولت اسلامیہ عراق کے نام سے تنظیم قائم ہوئی جس نے نظامِ خلافت قائم کرنے کا اعلان کیا۔ اس میں مشرق وسطیٰ کے جذباتی مسلمان نوجوان کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ پہلے قائد ابومصعب زرقاوی کی ہلاکت کے بعد ابوبکر بغدادی قائد مقرر ہوا جس کے اصل نام کے بارے امریکی نیشنل سکیورٹی ایجنسی این ایس اے کے منحرف ایجنٹ اسنوڈن نے میڈیا میں انکشاف کیا کہ بغدادی موساد کا ایجنٹ سائمن ایلاٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ (جنگ سنڈے میگزین: ۹ نومبر ۲۰۱۴ء)

اسے باقاعدہ دینی تعلیم دی گئی اور تقریر کا فن سکھایا گیا جس کی تربیت موساد کے ساتھ ساتھ امریکی برطانوی ایجنسیز نے کی۔ قابلِ غور پہلو یہ ہے کہ اگر داعش کی قیادت انتہا پسند مسلم تھی تو اسرائیلی اس میں شامل کیوں ہوئے؟ لندن کے ممتاز برطانوی اخبار دی گارڈین کے مطابق گزشتہ چار برسوں کے دوران اس دہشت گرد گروہ میں شامل ہونے والے تقریباً ۱۵۰ اسرائیلیوں میں سے بعض افراد اسرائیل واپس چلے گئے۔ ۳۰ سالہ اسرائیلی سابارین زبیدت اور اس کے ۴۲ سالہ شوہر ویسام کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ کسی طرح 2015ء میں اپنے بچوں کے ہمراہ داعش گروہ شامل ہونے کے لیے ترکی سے شام میں داخل ہوئے اور ایک سال بعد گزشتہ مہینے وہ تل ابیب واپس چلے گئے۔

(بہ حوالہ روزنامہ نئی بات، لاہور: ۲۹/ اکتوبر ۲۰۱۶ء)

داعش نے ایک ماہ میں عراق کے نوے ہزار کلومیٹر رقبے پر بغیر مزاحمت کے قبضہ کرلیا۔ جن دنوں بشار الاسد کی مخالف جماعت النصرہ نے شام کے کافی علاقے پر کنٹرول کرلیا اور سرکاری فوج دمشق تک محدود ہوگئی تو اس وقت بغدادی نے شام کو بھی اپنی خلافت کا حصہ قرار دیا اور دراندازی شروع کر دی۔ اس طرح ایران عراق سے بشار کے حامیوں کو شام آنے کا جواز مل گیا، جب کہ داعش نے النصرہ اور دیگر مزاحمتی تحریکوں کو بیعت کا سگنل دیا۔ انکار پر ان سے لڑائی شروع کر دی اور انھیں بے دردی سے قتل کیا اور لاشوں کی بے حرمتی کی۔ داعش نے صحافیوں اور دیگر گرفتار قیدیوں کے گلے کاٹ ڈالے۔ کیا یہ اسلامی نظامِ عدل تھا؟ ہرگز نہیں! بلکہ نظامِ خلافت کو بدنام کرنے کا پلان تھا اور میڈیا نے ان کی دہشت گردی کو بے نقاب کیا۔ طاغوتی قوتوں نے داعش کے خاتمے کی آڑ میں بشار کے خلاف مزاحمتی تحریکوں پر کارپٹ بمباری شروع کر دی، کیمیائی گیسوں کی وجہ سے ہزارہا شامی ہلاک ہو گئے اور لاکھوں کی تعداد میں نقل مکانی کر گئے، اس طرح بشار کے اقتدار کو سہارا مل گیا۔

امریکا سترہ سال سے افغانستان میں طالبان کے خلاف سرگرم عمل ہے۔ اس نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طالبان کو شکست سے دوچار کرنے کے لیے ہر حربہ آزمایا۔ نیٹو طیاروں کی بمباری اور پے در پے ڈرون حملوں سے ہزاروں طالبان ہلاک ہوئے۔ کمانڈروں کو مذاکرات کے بہانے بلا کر ہلاک کیا گیا لیکن ان کے حوصلے پست نہیں ہوئے بلکہ ان کی نئی نسل جوان ہو کر گوریلا کارروائیوں میں مصروف ہے۔ جن کا مطالبہ امریکی فوج کا انخلا ہے، جب کہ امریکا کا اصرار ہے کہ طالبان افغان حکومت کے سیاسی نظام میں شامل ہو جائیں اور انتخابی عمل میں حصہ لے کر اقتدار حاصل کریں۔

امریکا کو ہر طرف سے ناکامی ہوئی تو وہ شام کا خونی ڈرامہ افغانستان میں رچانا چاہتا ہے۔ میڈیا پر خبروں کا سلسلہ شروع ہو گیا کہ داعش کے دہشت گرد شام سے افغانستان پہنچ گئے۔ وہ ایسی خونی وارداتوں کی ذمہ داری قبول کر رہے ہیں جن میں بے گناہ شہری ہلاک ہو رہے ہوں یا طالبان جنگجو مارے جا رہے ہوں۔

حیرت کی بات ہے کہ پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے علاقہ مستونگ میں دہشت گردانہ حملے کے دوران ۱۵۰ افراد ہلاک ہوئے تو اس کی ذمہ داری بھی داعش نے قبول کی! دراصل موساد عالمی برادری کو تاثر دے رہی ہے اگر تم نے داعش کو ختم نہ کیا تو وہ جنوبی ایشیا کی سلامتی کے لیے خطرہ بن سکتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان اپنے ملک سے دہشت گردی ختم کرنے کی پالیسی پر قائم رہے لیکن کسی صورت امریکا یا افغان فورسز سے مل کر افغانستان کے اندر آپریشن میں حصہ نہ لے، یہی سلامتی کا تقاضہ ہے۔

یہودی نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے لیکن انھیں آپ ﷺ کی پیش گوئیوں پر یقین ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے جنھیں کوئی روک نہیں سکے گا، یہاں تک کہ ایلیا (فلسطین) میں نصب کیے جائیں۔ (سنن ترمذی، حدیث: ۲۲۶۹۔ امام ترمذی کے بہ قول یہ حدیث ''غریب'' ہے) اس کے باوجود انھیں خراسان سے ممکنہ خطرہ ہے جس میں افغانستان اور فاٹا سمیت خیبر پختون خوا بھی شامل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلم دنیا میں مقامی حالات کی مناسبت سے نوجوانوں کے جذبات کو مشتعل کرنا، اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ان میں شامل ہونا، انھیں فنڈ مہیا کر کے ان کا پالیسی میکر بن جانا، کارکنوں کو قتل وغارت پر اُکسانا، ملت اسلامیہ میں نفرت کی دیوار حائل کرنا، مخصوص مفاد حاصل کر لینے کے بعد خفیہ معلومات کو فاش کرنا اور حکومت کو ان کا آپریشن کرنے کا مواقع فراہم کرنا صہیونی طریقہ واردات ہے۔

اسلامی حکومت کو عدالتی کارروائی کے بعد مبینہ مجرموں کو سزائے موت دینے کا اختیار حاصل ہے۔ لیکن کسی شہری کو خاندانی وقار یا مذہبی جذبے میں دوسرے شہری کو قتل کرنے کا اختیار نہیں، ایسی تنظیمیں جو مذہبی اور نسلی ولسانی اختلاف کی بنا پر دوسروں کو قتل کرنے پر اُکساتی ہیں وہ یقیناً صہیونی ایجنڈے پر کام کر رہی ہیں۔ ان کا بنیادی مقصد ملک کو خانہ جنگی میں مبتلا کرنا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے بعد نزولِ وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ کائنات میں کوئی معصوم نہیں۔ اسلامی ریاست کے سربراہ یا کابینہ کے ارکان سے اِنفرادی و اِجتماعی غلطی کا امکان ہو سکتا ہے۔ کسی فرد، سوسائٹی یا تنظیم کا ان کو ان کی غلطی کا احساس دلا کر درست سمت پر گامزن کرنا جہاد باللسان ہے، لیکن عوام کے جذبات بھڑکا کر ہنگامہ آرائی کروانا اور انھیں بغاوت پر اُکسانا بلوائیوں کا طرزِ عمل ہے۔ محب وطن طبقے کا فرض ہے کہ وہ نئی نسل میں شعور پیدا کریں کہ انتہا پسند تنظیموں میں شامل ہونا اسلام کی خدمت نہیں صہیونی عالمی پروٹوکول کی پیش قدمی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری نئی نسل کو دہشت گرد تنظیموں کے سائے سے بچائے، ان کو سوچ سمجھ کر قدم اُٹھانے کی بصیرت دے اور ہماری قیادت کو معاہدے کرنے سے قبل قومی اداروں سے مشورہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یارب العالمین!

الاعتصام، ۱۷ تا ۲۳ اگست ۲۰۱۸ء۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

افغان مسئلہ کا حل

امریکہ نے نائن الیون کی آڑ میں افغانستان پر حملہ کیا سترہ سال گزر چکے ہیں طالبان کی طرف سے تا حال مزاحمت جاری ہے۔ افغان صدر اشرف غنی نے مذاکرات کی پیشکش کی لیکن طالبان نے مذاکرات کو امریکہ سے براہِ راست اور غیر ملکی فوجیوں کے انخلا سے مشروط کر دیا تو امریکہ نے اس کا غصہ پاکستان پر نکالا۔ وائس آف امریکہ کے پروگرام جہاں رنگ میں عالمی تجزیہ نگاروں نے اس موضوع پر اظہارِ خیال یوں کیا کہ طالبان نے پاکستان سے منہ پھیر کر روس اور چین سے تعلقات قائم کر لئے ہیں۔

امریکی بمباری اور طالبان کی گوریلا کارروائیوں سے متعلقہ ہدف کے علاوہ بے گناہ سول شہری بھی ہلاک ہو رہے ہیں جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں۔ جس طرح افغانستان میں پائیدار امن کے بغیر فوج کا انخلا امریکہ کے لئے باعثِ ندامت ہے، اسی طرح طالبان کا افغانستان سے امریکی فوج کا انخلا کے بغیر پسپائی کر کے حکومت میں شامل ہونا رسوائی ہے۔ موت کے سوا ہر مسئلہ کا حل ممکن ہے بشرطیکہ نیت درست ہو۔ امریکہ افغان مسئلہ کے حل کے لئے صرف پاکستان پر انحصار نہ کرے بلکہ وہ روس، چین اور ایران سے مل کر افغان مسئلہ کا پُر امن پائیدار حل تلاش کرے تا کہ طالبان قومی حکومت میں حصہ لیں، امریکہ کی افغانستان سے واپسی ممکن اور جنوبی ایشیا میں امن کی فضا ہموار ہو۔

اگر امریکہ افغان مسئلہ کے حل میں روس و چین کی مداخلت کو اپنی توہین تصور کرے تو اس کے حل کی دوسری صورت یہ ہے کہ افغان حکومت باضابطہ اعلان جاری کر دے کہ افغانستان کا آئین قرآن و سنت ہے اور افغان پارلیمنٹ اس امر کی پابند ہو کہ وہ قرآن و سنت سے متصادم قانون جاری نہ کرے۔ افغان شرعی عدالتی کونسل کو قرآن و سنت سے متصادم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قوانین کو کالعدم قرار دینے کا اختیار حاصل ہو، جبکہ امریکہ فوجی انخلا کی تاریخ کا تعین کر دے۔ شرعی حدود و تعزیرات کے نفاذ سے جرائم کی شرح میں کمی ہو جائے گی۔ قابلِ غور پہلو یہ ہے کہ طالبان جس بنیاد پر نئی نسل کو ہم نوا بنا رہے ہیں، قرآن و سنت کو سپریم لاء قرار دینے سے اُن کی دعوت کا جواز ختم ہو جائے گا۔ خدانخواستہ اس کے بعد بھی طالبان نے مزاحمت جاری رکھی تو افغان عوام بھی اُن کو دہشت گرد کہیں گے اور حکومت سے مل کر اُن کا مقابلہ کریں گے۔

الٰہی! افغانستان میں امن وامان قائم کرنے میں اپنی نصرت اور رحمت کی بارش برسا۔ آمین

ماہنامہ المنبر، فیصل آباد، جولائی، اگست ۲۰۱۸ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توکل علی اللہ

اسلام اپنے پیروکاروں کو غیر مسلموں سے میل ملاپ اور تجارتی لین دین سے منع نہیں کرتا، بلکہ دکھ وغم اور قدرتی آفات کی صورت میں ان کے ساتھ تعاون کرنے کا حکم دیتا ہے لیکن ان کے ساتھ دوستی کرنے سے منع کرتا ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ ٱلْيَهُودَ وَٱلنَّصَٰرَىٰٓ أَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ﴾ [المائدة: ٥١]

’’اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، یہ تو آپس ہی میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔‘‘

تاریخ شاہد ہے کہ اگر انھوں نے مسلم دنیا سے معاہدے کیے، اس میں ان کا ذاتی مفاد تھا، ورنہ ان کی وفاداری ایک دوسرے سے تھی۔

❁ ...... مشرق وسطیٰ کی مسلم ریاستیں امریکی بلاک میں شامل تھیں لیکن امریکا نے عرب اسرائیل تنازعے کے دوران عملی طور پر اسرائیل کا ساتھ دیا اور عربوں کی علانیہ مخالفت کی۔

❁ ...... برطانیہ نے تقسیمِ ہند کے دوران بھارت کو مراعات دیں اور کشمیر پر قبضے کا موقع فراہم کیا۔ آزادی کی تحریک نے زور پکڑا، حریت پسندوں نے کشمیر کے کچھ علاقے پر قبضہ کرلیا تو اقوام متحدہ نے جنگ بند کرادی۔ ستر سال گزر گئے استصوابِ رائے کی قرارداد پر عمل نہ ہوسکا۔

❁ ...... بھارت چین سرحدی تنازعے نے شدت اختیار کرلی، پاکستان نے موقع سے فائدہ اٹھانا چاہا، طاغوتی قوتوں نے پاکستان کو روک دیا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁......۱۹۶۵ء میں پاک فوج نے بھارتی جارحیت کا جرأت مندی سے مقابلہ کیا اور بھارتی حدود میں پیش قدمی شروع کر دی تو بھارتی اپیل پر اقوامِ متحدہ نے جنگ بند کرا دی۔

❁......۱۹۷۰ء میں پاکستان کو دولخت کرنے میں طاغوتی قوتوں نے بھارت کا ساتھ دیا۔

تاریخ شاہد ہے کہ یہود و نصاریٰ نے عالَم اسلام کے ہر معاملے میں غیر مسلموں کا ساتھ دیا جب عرب مسلمانوں کو اللہ پر بھروسا تھا تو ان کے گھوڑوں کی تھرتھراہٹ سن کر روم، ایران اور چین کی سلطنتیں صلح کی بھیک مانگتی تھیں، جب سے انھوں نے دفاع کے لیے نصاریٰ سے دوستی کا پیمان کیا، نصاریٰ نے من گھڑت بہانے تراش کر ان حکمرانوں کو عبرت کا نشان بنا دیا اور اسرائیل کو تحفظ فراہم کیا۔ عرب بہار کے بعد مشرق وسطیٰ میں ایسی حکومتیں قائم ہوئیں جو اسرائیل کے بارے میں نرم گوشہ رکھتی ہیں۔ اور جہاں تبدیلی نہیں آئی، انھوں نے بھی مجبور ہو کر اسرائیل سے خفیہ تعلقات قائم کر لیے ہیں۔

مسلم دنیا میں پاکستان ایٹمی صلاحیت کا حامل ملک ہے۔ عوام کے دلوں میں حرمین شریفین سے والہانہ عقیدت موجود ہے، یہی وجہ ہے کہ صہیونی لیڈر پاکستان کو اسرائیل کی سلامتی کے لیے بہت بڑا خطرہ سمجھتے ہیں۔ پاکستان نے افغان جنگ میں امریکا کو ہر قسم کی مدد فراہم کی لیکن امریکا کی طرف سے تاحال ڈومور (Do more) کا اصرار بدستور جاری ہے کہ پاکستان نے جس طرح روس کو پسپا کر کے خودسری کا تاج اس کے سر پر رکھا، اسی طرح افغان طالبان کے خلاف کارروائی کر کے امریکا کو ''زیرو پاور'' کی رسوائی سے بچائے۔

چنانچہ اس موقع پر پاکستان کو اپنے موقف پر قائم رہنا چاہیے کہ پاکستان سے کسی کو افغان حدود میں اور افغانستان سے پاکستان میں کسی کو دہشت گردی نہیں کرنے دیں گے اور دلائل کی قوت سے عالمی برادری کو قائل کیا جائے کہ پاکستان نے اربوں ڈالر کا نقصان برداشت کیا اور اسی لاکھ افراد کی قربانی دے کر فاٹا کو قومی دھارا میں شامل کر لیا ہے۔ وہاں عورتوں کو مردوں کے مساوی سیاسی حقوق مل چکے ہیں۔ لیکن افغانستان کو بین الاقوامی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دھارے میں شامل کرنا پاکستان کی نہیں امریکا اور نیٹو کی اپنی ذمہ داری ہے۔ خدانخواستہ امریکا پاکستان کو خوف زدہ کرے تو جرأت سے کہہ دیں:

﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ.﴾ [الزمر: ۳۸]

''اللہ مجھے کافی ہے توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں۔''

استقامت کا مظاہرہ کرنے پر اللہ کی نصرت یقیناً ہمارے ساتھ ہوگی، ان شاء اللہ۔

الاعتصام، ۱۴ تا ۲۰ ستمبر ۲۰۱۸ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظریہ پاکستان اُجاگر کرنے کی ضرورت

خلافتِ عثمانیہ اپنے آخری نازک دور میں بھی اس قدر وقار رکھتی تھی کہ قسطنطنیہ میں بیٹھا خلیفہ کسی غیر مسلم ملک کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیتا تو مراکش سے انڈونیشیا تک مسلمان نوجوانوں کی بھرتی شروع ہو جاتی۔ یہود و نصاریٰ کی ملی بھگت سے ۳ مارچ ۱۹۲۴ء کو خلافت ختم ہوگئی۔ ترکی کی قومی اسمبلی نے مذہب کو سیاست سے علیحدہ کرنے کا قانون پاس کیا۔ یورپی ریاستوں نے مسلم ریاستوں پر تسلط قائم کرلیا اور دیگر مسلم ریاستوں نے تحریک کے دوران نسلی، لسانی اور علاقائی بنیاد پر آزادی حاصل کی۔ اس کے بعد پاکستان مذہبی بنیاد پر غلبۂ اسلام کے لیے دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا۔

تقسیم ہند کے پس منظر میں طاغوتی قوتوں نے ممکنہ مقاصد حاصل کر لیے۔ یورپ اور امریکا نے کمیونسٹ یلغار کے سدباب کے لیے مشترکہ فوج تشکیل دی۔ پاکستان اور افغانستان نے بالآخر روسی افواج کو پسپائی پر مجبور کیا جس سے اس کے شکنجے سے چھ ریاستوں نے آزادی کا سانس لیا۔ اس دوران مشترکہ فوج نے جنگ میں حصہ نہیں لیا کچھ عرصے بعد امریکا نے نائن الیون کی آڑ میں افغانستان پر حملہ کیا پاکستان نے لاجسٹک سپورٹ فراہم کی۔ طالبان نے حکمت عملی کے تحت کابل خالی کر دیا اور نیٹو فوج نے قابل کا کنٹرول سنبھال لیا۔ لیکن طالبان نے ان کے خلاف گوریلا جنگ جاری رکھی۔ برطانیہ کی وسیع و عریض سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا، اس کی عسکری جدوجہد کے باوجود افغانستان اور پاکستان کا فاٹا بین الاقوامی دھارے میں نہ ڈھل سکا لیکن پاک فوج نے جرأت و حکمت عملی سے فاٹا کو قومی حصار میں شامل کر لیا۔

جوں ہی طاغوتی قوتوں نے پاکستان کے تعاون سے ممکنہ مقاصد حاصل کر لیے تو انھوں نے اس سے آنکھیں پھیر لیں۔ کابل کی کٹھ پتلی حکومت نے بھارت کو سر آنکھوں پر بٹھا لیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھارتی قونصل خانے دہشت گردی کے تربیتی مرکز بن گئے جن کی دراندازی سے پاکستان میں دھماکوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ قبل ازیں پاک افغان سرحد پر چند فوجی چوکیاں قائم تھیں اب ۱۶۰۰ کلومیٹر سرحد پر فوج تعینات کرنا پڑی۔ اس دہشت گردی کے خاتمے کی جنگ میں پاکستان کے ستر ہزار نفوس مارے گئے اور اربوں ڈالر کا مالی نقصان اس پر مستزاد۔

طالبان کابل سے نکل کر غاروں میں پناہ گزیں ہو گئے۔ انھوں نے نیٹو فوج کے خلاف گوریلا جنگ جاری رکھی اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ قادر مطلق مسبب الاسباب ہے روس اور چین نے افغانستان میں امریکی اثر ورسوخ کو اپنی سلامتی کے لیے خطرہ سمجھا۔ انھوں نے طالبان کو فنی سپورٹ مہیا کی، چنانچہ طالبان کے حملوں میں شدت آ گئی اور کابل میں امریکا کی کٹھ پتلی حکومت بوکھلا گئی۔ امریکا پاکستان سے مطالبہ کرتا رہا کہ تم طالبان کے خلاف جنگ میں کودو اور جنگ جیت کر پلیٹ میں ہمیں پیش کرو۔ پاکستان نے امریکی اشاروں پر چلنے سے صاف انکار کیا تو امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے جارحانہ انداز میں کہا کہ پاکستان انھی دہشت گردوں کو پناہ دے رہا ہے جن کے خلاف ہم لڑ رہے ہیں! اس کے بعد ''برکس'' میں روس اور چین نے پاکستان کو اپنا گھر ٹھیک کرنے کا مشورہ دیا۔

شام میں داعش نے بشار الاسد کے خلاف اپوزیشن کی جیتی ہوئی جنگ کو شکست سے دوچار کر دیا۔ ایشیا کی جنرل پالیسی کا اعلان ہونے کے بعد افغانستان میں طالبان کے خلاف یہی حربہ آزمایا جا رہا ہے۔ بھارتی ''را'' کے ایجنٹ ان کی صفوں میں گھس کر پاکستان کے خلاف دہشت گردانہ وارداتیں کر رہی ہے۔ ٹرمپ کی دھمکی کے بعد طالبان کی آواز بلند ہوئی کہ ہم طاغوتی حملے کی صورت میں پاکستان کا ساتھ دیں گے!

مشرق وسطیٰ میں خانہ جنگی اور تباہی گریٹر اسرائیل کی طرف پیش قدمی ہے جس کے مجوزہ نقشے میں مدینہ منورہ بھی شامل ہے۔ مصر، شام، عراق اور لبنان لہولہان اور سعودی عرب اور خلیجی ریاستیں خوف زدہ ہیں۔ اس وقت اسرائیل کو اپنے مذموم منصوبے کی راہ میں پاکستان کی ایٹمی قوت کھٹکتی ہے۔ اس کا بھارت سے گٹھ جوڑ ہے اور سب موقع کی تلاش میں ہیں۔ یہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجہ ہے کہ امریکا اور بھارت واویلا کر رہے ہیں کہ پاکستان دہشت گردوں کی پناہ گاہ ہے تاکہ عالمی برادری بیان جاری کرنے پر مجبور ہو جائے کہ پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کو دہشت گردوں سے خطرہ لاحق ہے۔ بھارت سندھ طاس معاہدے کے تحت دریائے ستلج، بیاس اور راوی پہلے ہی بند کر چکا ہے۔ اب وہ پاکستانی ملکیت کے چناب، جہلم اور سندھ کے پانی کو روکنے کی تگ ودو میں ہے۔ بگلیہار ڈیم کی وجہ سے بھارت نے دریائے چناب پر کافی حد تک کنٹرول پا لیا۔ دریائے جہلم میں ۱۳ فی صد اور سندھ میں ۱۷ فی صد پانی آ رہا ہے۔ اس طرح بھارت پاکستان کو بنجر بنانے کی سازش پر عمل پیرا ہے۔

بھارتی ایجنٹوں کے افغان ایران سرحد سے پاکستان میں داخل ہونے اور متعدد دہشت گردی کی وارداتوں میں ان کے ملوث ہونے کے ثبوت منظر عام پر آ چکے ہیں۔ ہندوستان ٹائمز نے خود اقرار کیا ہے کہ ''را'' کے ٹی ٹی پی سے تعلقات ہیں۔ بھارت کی سات لاکھ فوج مقبوضہ کشمیر میں تحریک حریت کو گن پوائنٹ سے کچل رہی ہے اور باؤنڈری لائن کی بھی خلاف ورزی جاری ہے۔ اسرائیل کو پاکستان کی ایٹمی صلاحیت قبول نہیں اور بھارت کو پاکستان کا وجود برداشت نہیں۔ یہ دونوں اپنے مذموم مقاصد کے لیے امریکی کندھا استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا پاکستان کی سلامتی کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ عسکری اور سیاسی قیادت ایک پیج پر ہو۔

۲۰۰۵ء میں یو ایس نیشنل انٹیلی جنس کونسل (NIC) اور سی آئی اے کے حوالے سے جو رپورٹ منظر عام پر آئی اس میں واضح طور پر لکھا تھا کہ پاکستان کی قسمت یوگوسلاویہ کی طرح ہے۔ (ماہ نامہ البرہان، لاہور: اگست ۲۰۱۱ء)

بھارت، اسرائیل اور امریکا کا گٹھ جوڑ پاکستان کے خلاف سیاسی، معاشی اور عسکری محاذ پر سرگرم عمل ہے۔ چنانچہ طاغوتی سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے پاکستان میں قومی اتحاد و یک جہتی کی اشد ضرورت ہے۔ مغربی دنیا میں الیکشن مہم کے دوران سیاسی پارٹیاں ایک دوسرے پر تنقید کرتی ہیں اور پارلیمنٹ میں بھی داخلی مسائل پر اختلاف رائے کا اظہار کرتی ہیں لیکن قومی مفاد کی پالیسی طے کرتے ہوئے تعمیری مشورے دیتی ہیں، جب پالیسی طے ہو جائے تو یک جہتی کا اظہار کرتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈونلڈ ٹرمپ نے الیکشن مہم میں افغانستان سے فوج واپس بلانے کا وعدہ کیا تھا، پنٹاگان نے مزید فوج بھیجنے کا مشورہ دیا تو امریکی صدر نے عار محسوس نہیں کی، بلکہ قومی مفاد کو ترجیح دے کر مزید فوج بھیج دی اور حزبِ اختلاف نے بھی اس پالیسی کو ہدفِ تنقید نہیں بنایا۔

بھارت کی سات لاکھ فوج ستر سال سے کشمیریوں کی نسل کشی کر رہی ہے بھارتی پارلیمنٹ میں کسی سیاسی پارٹی نے اختلاف رائے کا اظہار نہیں کیا بلکہ بی جے پی، کانگرس اور انڈین آرمی کا متفقہ فیصلہ ہے کہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے اور کشمیر کی ایک انچ زمین بھی پاکستان کو نہیں دیں گے۔ پاکستان کی مذہبی و سیاسی پارٹیوں کا فرض منصبی ہے کہ وہ اہم قومی معاملات میں ایک دوسرے سے محاذ آرائی کی پالیسی سے اجتناب کریں تاہم حکومت پر بھی لازم ہے کہ دفاعی و سلامتی کے مسائل کے حل کے لیے حزب اختلاف اور فوج سے مشورے کرے مثبت اور تعمیری تجزیے کے بعد قومی مفاد میں اتفاق رائے سے فیصلے کیے جائیں۔ اسی طرح خارجہ پالیسی کی بنیاد بھی قومی مفاد پر مبنی ہو۔

آزاد خود مختار خارجہ پالیسی کے لیے ملک کا معاشی طور پر خود کفیل ہونا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ پاکستان کو معاشی طور پر خوش حال بنانے کے لیے بالخصوص حکومتی سطح پر سادگی کے اصولوں کو فروغ دیا جائے، مثلاً: سفر میں بچت کے لیے موٹر کار موثر ذریعہ ہے لیکن ایک کروڑ کی گاڑی خریدنا اسراف اور دس لاکھ کی گاڑی پر سفر کرنا سادگی اور اعتدال کی راہ ہے۔

مغرب کی ٹیکنالوجی سے استفادہ حاصل کریں لیکن ان کی تہذیب کو گلے کا ہار نہ بنائیں بلکہ اسلامی تہذیب کو اپنا کر فکر و فلسفے سے ان کو دین کی دعوت دیں۔ اسلام مذہب ہی نہیں دین کا نام ہے۔ بانیِ پاکستان محمد علی جناح نے ۱۹۴۴ء میں الائیڈ پیپرز کے نامہ نگار میورلی نکس سے انٹرویو میں کہا تھا: ''اسلام صرف روحانی اور مذہبی اصول ہی نہیں بلکہ حقیقی عملی نظامِ حیات ہے۔'' (بہ حوالہ چراغ راہ، کراچی: دسمبر ۱۹۶۰ء)

مذہب عقائد و عبادات کا نام ہے جب کہ دین عقائد و عبادات کے احکام کے ساتھ زندگی کے معاملات سے متعلق ضابطوں کا نام ہے۔ مذاہب عالم میں سے اسلام کو دین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہلانے کا اعزاز حاصل ہے جس میں عمرانیات، اقتصادیات، اخلاقیات، سیاست، تہذیب وثقافت اور جزا وسزا سے متعلق ضابطے موجود ہیں۔

خلفائے راشدین کے بعد نظامِ خلافت کسی نہ کسی صورت میں چلتا رہا اور ۱۹۲۴ء تک قائم رہا جس سے دین و دنیا میں ہم آہنگی کافی حد تک برقرار رہی۔ مغربی اقوام نے مسلم ریاستوں پر قبضہ کیا تو انھوں نے تعلیمی اور عدالتی نظام کو تبدیل کر دیا اور اپنی مرضی کا نصاب اور قوانین نافذ کیے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام جو کبھی اپنے علاقوں میں دین کی صورت میں نافذ ہوا کرتا تھا، وہ غلامی میں مذہب بن کر رہ گیا!

برصغیر کے مسلمانوں نے تحریک پاکستان میں غلبۂ دین کے لیے قربانیاں دی تھیں۔ بانی پاکستان محمد علی جناح کی وفات کے بعد کسی صاحبِ اقتدار نے اس پر خاطر خواہ توجہ نہ دی۔

اسرائیل کی نظریاتی ریاست کا آئین تورات ہے۔ مسلم دنیا میں سے پاکستان اسلامی نظریاتی ریاست ہے جس میں قرآن وسنت کو آئینی طور پر سپریم لا کی حیثیت ملی ہے۔

تقسیم ہند سے قبل برصغیر کے مسلمانوں میں مذہبی، نسلی اور لسانی اختلاف موجود تھا۔ لیکن تحریک پاکستان کے دوران "پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ" نے ان کو سبز ہلالی پرچم تلے جمع کر دیا۔ طاغوتی قوتوں نے قیامِ پاکستان سے مقصد حاصل کر لیا، اب وہ اکھنڈ بھارت کی تگ و دو میں ہیں۔ چنانچہ وطن عزیز کی کی جہتی و سلامتی کے لیے نظریہ پاکستان کے تقاضوں کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔

الحمدللہ پاکستانی مسلمانوں کے دلوں میں لا إلٰہ إلا اللّٰہ کی ایمانی قوت اور محمد رسول اللہ ﷺ سے والہانہ عقیدت ومحبت ہے اور پاک فوج کے سینوں میں جرأت وشجاعت اور شہادت کا جذبہ بھی موجزن ہے۔

طاغوتی چیلے لاکھ جتن کر لیں، اللہ کی نصرت سے پاکستان قیامت تک قائم رہے گا اور غزوۂ ہند کی قیادت کرے گا، ان شاء اللہ!

الاعتصام ۳۰ تا ۹ دسمبر ۲۰۱۷ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عدالتی تقاضہ: حقائق پر مبنی رپورٹ

عوام کی عزت، جان اور مال کا تحفظ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ پاکستان میں آبادی کے لحاظ سے پولیس اسٹیشن موجود ہیں۔ اہم شاہراہوں کے حساس مقامات پر پولیس چوکیاں قائم ہیں۔ عدل وانصاف کی فراہمی کے لیے تحصیل کی سطح پر عدالتیں کام کر رہی ہیں۔ عوام کی قانونی معاونت کے لیے وکلاء کی کثرت ہے۔

اس کے باوجود پاکستان میں جرائم کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے۔ معاشرے میں دہشت گردی کے ایسے سنگین جرائم منظرِ عام پر آ رہے ہیں جن سے سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ عورتوں کی بے حرمتی ہو رہی ہے، کم سن بچوں اور بچیوں سے زیادتی کے بعد بہیمانہ انداز میں قتل کی وارداتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ ملزم گرفتار نہیں ہوتے، کوشش بسیار کے بعد گرفتار ہو جائیں تو بعض اوقات عدالتی کارروائی کے بعد بری ہو جاتے ہیں۔

اس کا احساس عدلیہ کو بھی ہے۔ چیف جسٹس آف پاکستان میاں ثاقب نثار نے ۱۳ جنوری ۲۰۱۸ء کو کراچی میں تیسری جوڈیشل کانفرنس اور میڈیا سے خطاب کرتے ہوئے اہم نوعیت کی باتیں کی ہیں کہ ہم مقننہ نہیں، اس لیے ہم قانون سازی نہیں کر سکتے کیوں کہ قانون بنانا اور اصلاحات کرنا پارلیمنٹ کا کام ہے، تاہم انھوں نے تسلیم کیا ہے کہ انصاف میں تاخیر ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ دنیا میں لوگ عدالت کے ڈر سے مسئلے خود حل کرتے ہیں لیکن پاکستان میں معاملہ عدالت لے جانے پر مجرم خوش ہوتے ہیں کہ عدالت میں دیکھ لوں گا۔ عموماً فوجداری مقدمات کی تفتیش غیر معیاری اور استغاثہ کمزور ہوتا ہے۔ اس بنا پر بعض اوقات ملزم آزاد ہو جاتے ہیں۔ انھوں نے قوانین کی بہتری کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے ۱۴ تجاویز دی ہیں۔

عدلیہ تفتیشی رپورٹ اور گواہوں کی شہادت کی روشنی میں فیصلہ صادر کرنے کی پابند ہے، اس لیے چیف جسٹس کا بیان درست ہے کہ قوانین میں اصلاحات لانا عدالت کی نہیں پارلیمنٹ کی ذمہ داری ہے۔ جرائم پر کنٹرول شرعی حدود و قیود کے بغیر ناممکن ہے چونکہ بین الاقوامی ضابطوں کی وجہ سے ان کو نافذ نہیں کر سکتے، اس لیے مروّجہ قانون کی اصلاح کے لیے غور و فکر ضروری ہے۔

مشاہدے کی بات ہے کہ قتل کے مقدمے میں مقتول کے لواحقین میں سے وہ لوگ گواہ بنتے ہیں جو عموماً موقع پر موجود نہیں ہوتے اور وہ فریق مخالف کے اعتراضات کے سامنے لاجواب ہو جاتے ہیں۔ جج کی نظروں میں اُن کی گواہی مشکوک ہو جاتی ہے، چنانچہ ملزم شک کا فائدہ اٹھا کر بری ہو جاتے ہیں۔ مقدمے کی تفتیش اور عدالتی کارروائی کے دوران لاکھوں روپے خرچ ہو جاتے ہیں۔ غم سے نڈھال مقتول کے والدین کے دل کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور مقتول کے نوجوان لواحقین جوش میں آ کر قاتلوں سے بدلہ لینے کی خود ٹھان لیتے ہیں۔

اس لیے حقائق پر مبنی تفتیشی رپورٹ پیش کرنا انتہائی اہم مسئلہ ہے جو عدلیہ یا پارلیمنٹ کی نہیں، بلکہ انتظامیہ کی ذمہ داری ہے۔

دیگر مقدمات میں وقوعے کی تصدیق کے بارے شبہ ہو سکتا ہے لیکن قتل کے بارے میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں۔ اگر تفتیشی رپورٹ میں ملوث افراد مجرم ثابت نہیں ہوئے تو اس میں مقتول کے ورثاء کا کوئی قصور نہیں۔ دیوانی مقدمات میں حقائق پر مبنی ثبوت فراہم کرنا مدعی پر لازم ہے اس سے کسی کو انکار نہیں لیکن فوجداری مقدمات؛ ڈاکا، قتل یا چوری وغیرہ کی وارداتوں میں چشم دید گواہ پیش کرنا مدعی کے بس کی بات نہیں۔

کیوں کہ قتل یا ڈاکے کی ہر واردات میں مقتول کے ورثاء کا ہونا ضروری نہیں۔ اسی طرح نقب لگنے کی صورت میں مالک مکان کا چوروں کو تلاش کرنا پیچیدہ مسئلہ ہے، چنانچہ انتظامیہ (نمبردار، چیئرمین، ایم پی اے اور ایس ایچ او) کی ذمہ داری ہے کہ وہ قتل یا ڈاکے کا خود

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سراغ لگائے۔ چشم دید گواہ تلاش کرے اور اپنی طرف سے مقدمہ درج کرائے اور پیروی کرے اور مجرموں کو قرارِ واقعی سزا دلوائے۔

خدانخواستہ کسی وجہ سے سراغ نہ مل سکے یا عدالت میں عدم ثبوت کی بنا پر ملزم بری ہو جائیں تو حکومت مقتول کے ورثاء کو خود دیت ادا کرے۔

دن بھر کے تھکے ماندے کسان، مزدور اور ملازم پیشہ افراد رات کو آرام کریں یا اپنے گھروں کا پہرہ دیں، لہٰذا حکومت کی ذمہ داری ہے کہ چوکی داری نظام کو ازسرنو منظم و فعال کرے۔

عدلیہ، انتظامیہ اور مقننہ حکومت کے اہم ستون ہیں ان اداروں کا ایک دوسرے کے معاملات میں بے جا مداخلت غیر مناسب ہے تاہم جرائم پر قابو پانے کے لیے ان اداروں کا چیف جسٹس کی تجاویز کی روشنی میں باہم صلاح مشورہ ضروری ہے۔ عدل وانصاف کو سستا اور جلد فراہم کرنا نظریہ پاکستان کا بنیادی تقاضہ ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کیا ہی خوب بات کہی ہے:

> ”بے شک اللہ تعالیٰ عدل پسند حکومت کی مدد کرتا ہے، اگرچہ وہ کافر ہو۔ اور ظالم حکومت کی مدد نہیں کرتا، اگرچہ وہ مسلم ہو۔ عدل ہی سے افراد کی اصلاح اور اموال میں برکت ہوتی ہے۔“ (السیاسۃ الشرعیۃ، ص: ۱۰)

اللہ تعالیٰ ہماری حکومت کو عدل و اِنصاف کے تقاضے بروئے کار لانے کی توفیق دے، آمین۔

الاعتصام ۲۳ فروری ۰۱ مارچ ۲۰۱۸ء۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہم سب ایک ہیں!

پاکستان ستر سال تک امریکا کا اتحادی رہا لیکن اس نے اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا بلکہ ہر موقع پر فلسطینیوں کا ساتھ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اسرائیل پاکستان کو اپنا دشمن نمبر ایک تصور کرتا ہے اور اس نے بھارت سے دفاعی تعاون کے معاہدے کیے ہوئے ہیں۔ امریکی حکومت پر یہودی چھائے ہوئے ہیں وہ ان کی مرضی کے بغیر فیصلے صادر نہیں کر سکتے۔

یہودی اپنے معبد میں مسیح الدجال کی آمد کے لیے دعا کرتے ہیں کہ وہ آئے اور ساری دنیا پر حکومت کرے وہ اس کے استقبال کے لیے عالمی نظام کو کنٹرول کرنے کی تگ و دو میں ہیں۔ عالمی مالیاتی نظام کا مرکز نیویارک کی وال سٹریٹ ہے جہاں سے تیل کی قیمت کا تعین ہوتا ہے جس کے بعد دنیا بھر میں تیل کی قیمت کا تعین ہوتا ہے۔ اسی طرح سونے (Gold) کی قیمت لندن کے اکنامک زون سے روزانہ جاری ہوتی ہے اس کے بعد دنیا بھر میں سونے کے نرخ مقامی کرنسیوں میں جاری کیے جاتے ہیں۔ کمپیوٹر، انٹرنیٹ، سیل فون کے ذریعے دنیا بھر کی جاسوسی نظام کا مرکزی ڈیٹا بینک امریکا کے نیشنل سکیورٹی ادارے N.S.A میں ہے۔ لندن کا اکنامک زون ہو یا نیویارک کی وال سٹریٹ یا امریکی ادارہ این ایس اے ان کے کرتا دھرتا یہودی ہیں اس بنا پر واشنگٹن اور لندن سے یہودی منشا کے مطابق آرڈر جاری ہوتے ہیں۔

امریکی کانگرس نے ۱۹۹۵ء میں یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کر لیا لیکن مسلمانوں کی طرف سے مزاحمت کے خوف سے کسی امریکی صدر کو جرأت نہ ہوئی۔ نیٹو افواج کی اندھا دھند بمباری سے دنیا کھنڈر بن گئی۔ عرب بہار کی لہر سے مشرق وسطیٰ کی مستحکم حکومتیں عدم استحکام سے دوچار ہوگئیں۔ جرأت مند مسلم قیادت کو عبرت کا نشان بنا دیا گیا۔ شام اور یمن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں خانہ جنگی جاری ہے۔ ترکی میں انقلاب کی سازش کی گئی جو ناکام ہوگئی اگرچہ ترک حکومت عالم اسلام کے مسائل کے حل میں اہم کردار ادا کر رہی ہے تاہم وہ کردوں کے مسئلے سے بھی دوچار ہے۔ مصر کی ہیبت کیمپ ڈیوڈ کے معاہدے میں تحلیل ہوگئی۔ خلیجی ریاستیں داخلی انتشار کا شکار ہیں اور پاکستان میں لانگ مارچ اور دھرنوں کی سیاست جاری تھی۔ مسلم امہ کے ابتر حالات سے فائدہ اٹھا کر امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے یروشلم کو اسرائیلی دارالحکومت تسلیم کر لیا۔ بیت المقدس میں امریکی سفارت خانے کے قیام کے خلاف قرارداد منظور کرانے میں پاکستان نے اقوام متحدہ میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ پاکستان کی مستقل مندوب ڈاکٹر ملیحہ لودھی نے کہا کہ امریکا کے غیر قانونی اقدام کی حمایت نہیں کی جائے گی۔ بلکہ مظلوم فلسطینیوں کی حمایت جاری رکھنے کا اعلان کیا۔ اقوام متحدہ میں قرارداد مذمت پاس ہونے سے عالمی برادری میں امریکی وقار کو دھچکا لگا تو اسی کو امریکا نے پاکستان پر غصہ نکالنے کا بہانہ تراش لیا۔

پاکستان نے امریکی حکومت کے اشارے پر افغانستان سے روسی فوج کے انخلا میں اہم کردار ادا کیا جب امریکا نے نائن الیون کی آڑ میں افغانستان پر حملہ کیا تو پاکستان نے امریکا کو لاجسٹک سپورٹ فراہم کی، طالبان کابل چھوڑ کر پسپائی پر مجبور ہو گئے۔ افغانستان میں کٹھ پتلی حکومت قائم ہوگئی تاہم طالبان کی طرف سے مزاحمت جاری رہی۔ امریکا نے کابل حکومت کی سرپرستی بھارت کو سونپ دی۔ دشمن قوتوں کی سازش سے پاکستان پر غیر علانیہ جنگ مسلط کر دی گئی جس کا ہدف پاکستان کی دفاعی قوت کو کمزور کرنا تھا۔ افغان سرحد سے پاکستان میں دہشت گردی کا سلسلہ شروع ہوا۔ پاک فوج نے شجاعت اور حب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہو کر ہر مشکل وقت میں وطن کے دفاع اور سلامتی کے لیے اہم کردار ادا کیا۔ چنانچہ پاک فوج نے متعدد آپریشن کر کے دہشت گردوں کی کمر توڑ دی۔ لیکن افغانستان میں گھس کر امریکی جنگ میں شریک ہونے سے پس و پیش کیا۔ اس بنا پر امریکا کی طرف سے ڈومور کی رٹ برقرار رہی امریکا نے بھارت سے دفاعی معاہدے کر لیے تو پاکستان نے چین اور روس کی طرف جھکاؤ کر لیا۔ اس دوران کئی امریکی عہدہ دار پاکستان آئے تو ہماری حکومت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے دو ٹوک موقف اختیار کیا۔ کسی کو اپنے ملک میں دہشت گردی کرنے دیں گے اور نہ ہی اپنے ملک سے کسی کو افغانستان میں گھس کر دہشت گردی کرنے دیں گے اور دوسروں کی جنگ کا ایندھن بھی نہیں بنیں گے۔

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے سالِ نو ۲۰۱۸ء کے پہلے دن اپنے ایک ٹویٹ میں الزام لگایا کہ امریکا نے گزشتہ ۱۵ سال میں پاکستان کو ۳۳ ارب ڈالر کی امداد دے کر بہت بڑی بے وقوفی کی امداد وصول کرنے کے باوجود پاکستان نے امریکا کے ساتھ جھوٹ بولا۔ پاکستان امریکی راہنماؤں کو بے وقوف سمجھتا ہے اور ان دہشت گردوں کو محفوظ پناہ گاہیں فراہم کرتا ہے جنھیں ہم افغانستان میں تلاش کر رہے ہیں۔ پاکستانی تعاون نہ ہونے کے برابر ہے۔ اب مزید ایسا نہیں چلے گا۔

امریکی صدر کے بیان پر پاکستان کی سول و عسکری قیادت اور حزبِ اختلاف نے متفقہ لائحہ عمل اختیار کیا کہ ہماری خارجہ پالیسی کی سمت قومی مفاد ہے کوئی اور نہیں۔ کسی قسم کے خطرے کی صورت میں پاکستانی قوم متحد ہوگی اب ہم جو کچھ کریں گے وہ پاکستان کے مفاد میں ہوگا۔ ہم نے دو مرتبہ دوسروں کی جنگ لڑی ہے اب ہم اپنی سرزمین پر دوسروں کی جنگ نہیں لڑیں گے۔ وطن کی سالمیت کے لیے اتفاق رائے سے پاکستان کی استقامت قابل تحسین فیصلہ ہے۔

خدانخواستہ طاغوتی قوتوں کی جانب سے دھمکی آمیز بیان جاری ہو تو جوش سے نہیں ہوش اور باہمی مشورے سے قدم اٹھانے کی ضرورت ہے کیوں کہ جنگ کو دعوت دینا دانش مندی نہیں البتہ قضائے الٰہی سے آجائے تو عزیمت کا پہاڑ بن کر مقابلہ کرنا زندہ قوموں کا شیوہ ہوتا ہے۔ امریکا جو رٹ لگا رہا ہے کہ پاکستان دہشت گردوں کی پناہ گاہ ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ نائن الیون کے پس منظر میں کون سی مخفی قوت ملوث تھی، اسامہ بن لادن کی متنازعہ شخصیت، داعش کا اچانک عروج و زوال اور C-130 طیارہ کریش کے حقائق منظرعام پر لائے جائیں۔ اگر پردہ فاش نہ کیا گیا تو اسامہ کی پراسرار گمشدگی اور موت کا معمہ مستقبل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں وطن عزیز کے لیے فتنہ بن کر نمودار ہونے کا خدشہ لاحق ہے۔

صہیونی تنظیم کا منصوبہ ہے کہ عالمی بینک کا مرکز نیویارک سے یروشلم منتقل ہو جائے تاکہ سونے کی قیمت لندن اور تیل کی قیمت نیویارک کی بجائے یروشلم سے جاری ہو جاسوسی کا نیٹ ورک N.S.A بھی یروشلم میں منتقل ہو جائے۔ روزِ محشر ہر مسئول سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی عالَم اسلام میں اس وقت پاکستان واحد ایٹمی قوت ہے اور عالَم اسلام کا حتی المقدور دفاع بھی اس کی ذمہ داری ہے۔ پاکستان نے اللہ کے فضل سے ہر مشکل وقت میں عالَم اسلام کے مسئلے کو اپنا مسئلہ سمجھا۔ چنانچہ حکومت پاکستان کا فرض منصبی ہے کہ وہ دیگر مسلم ممالک سے مل کر صہیونی ناپاک عزائم کی راہ میں سد سکندری بن جائیں۔

بھارت اسرائیل اور امریکا کا گٹھ جوڑ پاکستان کی سلامتی کے در پے ہے۔ مشرق وسطیٰ کی طرح پاکستان میں مذہبی منافرت پھیلانے کی سازش کی گئی، حکومت کی مدبرانہ پالیسی سے جس کی کمر ٹوٹ گئی۔ طاغوتی چیلے نسلی ولسانی تعصب کو بھڑکا کر پاکستان کو پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں ان کی تخریبی کارروائیوں کا مرکز بلوچستان اور کراچی ہے۔ تاریخی حقیقت ہے کہ برصغیر کے لیڈروں، علماء، دانش وروں، ادیبوں، صحافیوں اور خواتین و حضرات کے علاوہ طلبہ نے نظریہ پاکستان کے فروغ اور تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا اسی طرح پاکستان کے اتحاد و یک جہتی اور استحکام کے لیے منظم تحریک برپا کرنے کی ضرورت ہے۔ جن کا مطمح نظر ووٹ بینک یا قد کاٹھ میں اضافہ نہ ہو بلکہ اللہ کی رضا ہو وہ قریہ قریہ بستی بستی جا کر مظاہرہ کریں کہ وطن کے استحکام اور دفاع کے لیے ہم بلوچی، سندھی، پختون اور پنجابی بعد میں پہلے پاکستانی ہیں اور سب ایک ہیں۔

اللہ تعالیٰ مسلم امہ کو صہیونی شر سے اور پاکستان کو بھارتی غنڈوں کے فتنے سے محفوظ رکھے، آمین۔

الاعتصام، ۰۲ تا ۰۸ فروری ۲۰۱۸ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شورائی نظام

اسلام کا سیاسی نظام شورائی ہے۔ انسان کا ذاتی مسئلہ ہو یا خاندانی، ملکی معاملہ ہو یا بین الاقوامی، جنگ کی صورت میں حربی تدبیر وضع کرنا ہو یا امن کے دور میں رفاہ عامہ کے امور انجام دینے ہوں اسی طرح شرعی قوانین کا لائحہ عمل طے کرنا ہو یا امیر کا چناؤ کرنا ہو اسلام ہر معاملے میں مشورے کا حکم دیتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ.﴾ [الشوریٰ: ۳۸]

''اور (اہلِ ایمان وہ لوگ ہیں) جو اپنے رب کے فرمان کو قبول کرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور اُن کا (ہر) کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے۔''

اس آیت میں مشاورت کا ذکر نماز کے ساتھ کیا گیا ہے۔ مشورے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس معاملے کے تمام پہلو سامنے آ جائیں البتہ جن سے مشورہ کیا جائے وہ اس کے اہل ہوں اور وہ کتاب و سنت کی روشنی میں مسئلے کی نوعیت پر غور و فکر کریں اور اسلام کے فروغ، وطن کے استحکام اور خدمتِ خلق کے لحاظ سے اقرب الی الحق رائے کا اظہار کریں۔

کائنات میں اعلیٰ و ارفع نبی کریم ﷺ کی مقدس ہستی ہے جن کے اسوۂ حسنہ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دنیا و آخرت کی فلاح و کامرانی کی بنیاد قرار فرمایا ہے۔ خالقِ کائنات نے ان کو بھی ساتھیوں سے مشورہ کرنے کا حکم دیا:

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ.﴾ [آل عمران: ۱۵۹]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور (اے نبی ﷺ!) اپنے کاموں میں ان سے مشاورت لیا کرو اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم کر لو تو اللہ پر بھروسا رکھو، بے شک اللہ بھروسا رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

سرورِ کائنات ﷺ کی سیرت طیبہ اس امر کی شاہد ہے کہ جب کسی معاملے میں اللہ کی طرف سے واضح ہدایت نہ ملتی تو آپ ﷺ انتظامی اُمور (جیسے بدر واحد وخیبر میں پڑاؤ، تبوک سے واپسی وغیرہ) کے علاوہ تشریعی معاملات (جیسے اذان وغیرہ) میں بھی ساتھیوں سے مشورہ کرتے تھے۔

خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم پیش آمدہ مسائل سے متعلق ساتھیوں سے مشورہ کرتے تھے اگر کوئی مشیر یا امیر کتاب وسنت کی دلیل پیش کر دیتا تو سب ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کر لیتے بہ صورت دیگر کتاب وسنت سے مطابقت رکھنے والی اقرب الی الحق دلیل کے مطابق اتفاقِ رائے سے فیصلہ صادر کرتے۔ البتہ محض رائے شماری کی بنیاد پر اکثریتی رائے سے فیصلے نہیں ہوتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تاجر پیشہ تھے جب خلافت ملی تب بھی اپنا کاروبار جاری رکھا۔ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: اے خلیفۂ رسول! آپ تجارت کے لیے بازار جائیں گے تو خلافت کی ذمہ داری کیسے ادا ہوگی؟ دونوں نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں، انھوں نے مشورے سے اڑھائی سو دینار سالانہ وظیفہ مقرر کرنا چاہا، اتنے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے، اُن کے مشورے سے تین سو دینار وظیفہ سالانہ مقرر ہوا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جس وقت بذاتِ خود مرتدین کا قلع قمع کرنے کے لیے ذوالقصہ کی طرف روانہ ہوئے اور عسکری کارروائی کی قیادت کرنا چاہی اور اپنی سواری پر سوار ہو گئے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فوراً سواری کی لگام تھام لی اور عرض کیا: خلیفۂ رسول! آپ کدھر جا رہے ہیں؟ میں آپ سے وہی بات کہتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہی تھی، اپنی تلوار میان میں ڈال لیجیے اور اپنے متعلق افسوس ناک خبر میں نہ ڈالیے اور مدینہ لوٹ چلیے۔ اللہ کی قسم اگر آپ کے ساتھ کوئی افسردہ حادثہ پیش آ گیا تو اسلام کا نظام کبھی قائم نہ ہو گا۔ پھر آپ واپس ہو گئے۔ (البدایہ والنہایہ: ۱/۳۱۴، ۳۱۵)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے پر اصرار نہ کیا بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورے کو اسلامی حکومت کے استحکام کے لیے مفید سمجھا اور اس پر عمل کیا۔

اہل شوریٰ قضا سے متعلق کسی امر پر متفق ہو جاتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کو نافذ کرتے اور اس بات کا حکم آپ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو دیا تھا جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان کی مدد کے لیے بھیجا تھا، فرمایا: لوگوں سے مشورہ لینا اور ان کی مخالفت نہ کرنا۔

ایک نانی اپنے نواسے کی وراثت میں سے حصہ طلب کرنے کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت حاضر ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی کتاب میں میں تمھارے لیے کچھ نہیں پاتا ہوں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلے میں مجھے کچھ معلوم ہے۔ پھر آپ نے اس سلسلے میں لوگوں سے دریافت کیا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ میں حاضر تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سدس (چھٹا حصہ) نانی کو دیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کیا تمھارے ساتھ کوئی اور اس کا شاہد ہے؟ اس پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس بات کی شہادت دی تو آپ نے اس خاتون کے لیے سدس نافذ کر دیا۔ (سنن ابوداود: ۲۸۹۴)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عار محسوس نہ کی اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا، تصدیق ہو جانے پر اس پر عمل کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دوران والیان ریاست کو سختی سے اس بات کا حکم دیا ہوا تھا کہ ان کی ریاستوں میں جو لوگ رائے دینے کے اہل ہوں اور دانش ور ہوں ان سے مشورہ لیتے رہیں۔ چنانچہ وہ لوگ اس حکم کو عملاً انجام دیتے تھے اور دانش ورانِ قوم کی مجالس منعقد کیا کرتے تھے۔ (نصیحة الملوك از ماوردی، ص: ۲۰۷)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گورنر صاحبان کو جو حکم دیا خود بھی اسی پر عمل کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عثمان بن عبیداللہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن مسیّب کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اور انصار کو جمع کیا اور کہا: کب سے ہم اپنی اسلامی تاریخ مقرر کریں؟ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیارِ شرک کو چھوڑ کر ہجرت کی۔ سعید بن مسیّب کا بیان ہے کہ پھر اسی کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مقرر فرمایا۔ (مستدرک: ۱۴/۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پاگل عورت لائی گئی جس نے زنا کا ارتکاب کیا تھا۔ آپ نے اس کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا اور اسے رجم کرنے کا حکم دے دیا۔ اُدھر سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو کہا: اسے واپس لے جاؤ اور پھر آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: کیا آپ کے علم میں نہیں کہ یہ "مرفوع القلم" ہے۔ اور پھر اس سلسلے کی پوری حدیث سنائی۔ آخر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں، یہ تو ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر یہ کیوں رجم کی جارہی ہے؟ چنانچہ آپ نے اسے چھوڑ دیا اور اللہ اکبر کہنے لگے۔

(عصر الخلافة الراشدة، ص: ١٤٨)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عراق کے گورنر کو لکھا کہ میرے پاس دو بہادر اور شریف لوگوں کو بھیج دو، میں ان سے عراق اور اس کے باشندگان کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔ وہ دونوں مدینہ آئے اور اپنی اپنی سواریوں کو مسجد کے احاطے میں بٹھایا، پھر دونوں مسجد میں داخل ہوئے وہاں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے دونوں کی ملاقات ہوئی۔ انھوں نے حضرت عمرو بن عاص سے کہا امیر المومنین سے ہمارے لیے ملاقات کی اجازت مانگ لیجیے۔ حضرت عمرو اُٹھ کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا: السلام علیکم اے امیر المومنین! حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن عاص! اس ("امیر المومنین" نام) میں تمھیں کیا خوبی نظر آ گئی؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم آئے اور انھوں نے کہا: "امیر المومنین" سے ہماری ملاقات کے لیے اجازت مانگ لیجیے تو میں نے کہا اللہ کی قسم! تم دونوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا درست اور بہتر نام لیا ہے، وہ امیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور ہم مومن ہیں، اسی دن سے آپ کو امیر المومنین لکھا جانے لگا۔ (مستدرک حاکم: ۸۱/۳، ۸۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بحرین سے پانچ لاکھ درہم مالِ غنیمت لے کر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، آپ نے منبر پر اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا اے لوگو! ہمارے پاس بہت مال آ گیا ہے اگر چاہو تو وزن کر کے تم کو دے دوں اور چاہو تو گن کر دے دوں۔ اس دوران آپ کے سامنے ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: امیر المومنین! میں نے شاہانِ عجم کو دیکھا ہے کہ وہ عطیات کی تقسیم کے لیے اپنا دیوان (محکماتی طریقۂ اندراج) بناتے ہیں، یہ سن کر آپ نے رجسٹر، دفاتر کی تنظیم و تنسیق کے لیے مسلمانوں سے مشورہ لیا۔ حاضرین نے اپنی اپنی رائے دی اور ولید بن ہشام بن مغیرہ نے کہا میں شام گیا ہوں میں نے وہاں کے بادشاہوں کو دیکھا ہے کہ وہ لوگ عام عطیات و مصارف اور فوجی اخراجات کے لیے الگ الگ رجسٹر رکھتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس مشورے کو خوب سراہا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنی رائے دیتے ہوئے کہا: میرے خیال میں مال بہت ہے لوگوں کے لیے کافی ہوگا اگر اِحاطہ نہ کیا گیا کہ معلوم ہو جائے کہ کس نے اپنا حصہ لیا اور کس نے نہیں لیا تو ڈر ہے کہ بدنظمی پیدا ہوگی۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیوان کی تیاری و ترتیب شروع کی اور اس میں مستحقین کے نام اور ان کے عطیات کی مقدار درج کی گئی۔ (حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ از ڈاکٹر علی محمد صلابی، ص: ۴۳۶)

تہذیب وتمدن میں یہود و نصاریٰ کی نقالی کی ممانعت ہے لیکن دفاعی، صنعتی اور زرعی اُمور میں ان کی ٹیکنالوجی سیکھنے اور عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھا جس میں عراق کے ان عرب ذمیوں کے بارے میں کارروائی کی تفصیل جاننا چاہی جنھوں نے مسلمانوں کی کمزوری اور ان کے مشکل حالات میں اپنا عہد و پیمان توڑ دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خط پڑھنے کے بعد لوگوں کو جمع کیا اور خط میں مذکور عراق کی صورت حال سے آگاہ کیا اور مشورہ طلب کیا۔ سب نے بہ اتفاق یہ مشورہ دیا کہ جو ذمی اپنے عہد پر قائم رہے اس کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دیا جائے اور جو یہ کہتا ہے کہ فارسی فوج نے عہد توڑنے پر مجبور کیا تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثبوت فراہم ہونے پر انھیں بھی ذمیوں کے حکم میں شمار کیا جائے اگر ان کے دعوے کی تصدیق نہ ہو سکے تو ان کا پہلا معاہدہ باطل ہو جائے گا اور وہ دوبارہ صلح کریں اور جو لوگ عراق چھوڑ کر دشمن سے جا ملے تھے اگر وہ دوبارہ لوٹنا چاہتے ہیں تو ان میں سے جسے مناسب سمجھیں تحقیق و تفتیش کے بعد ذمیوں کی فہرست میں شمار کر لیں۔ اگر مناسب سمجھیں تو انھیں ان کی زمینیں نہ دیں اور عراق سے نکال دیں۔ (تاریخ طبری: ۴/۴۱۰)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی اساس شورائیت ہی پر تھی جب بھی کوئی نیا معاملہ پیش آتا تو اس بارے میں اس وقت تک کوئی ٹھوس فیصلہ نہ کرتے جب تک مسلمانوں کو جمع کر کے ان سے صلاح ومشورہ نہ لے لیتے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مقدمے کی کارروائی سن کر ایک عورت کو رجم کرنے کا حکم دیا جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے کتاب وسنت کی دلیل پیش کی تو انھوں نے اپنے فیصلے کو کالعدم قرار دے کر کتاب وسنت کے مطابق فیصلہ صادر فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک ایسی عورت کا قضیہ پیش کیا گیا جس کو چھ مہینے میں ولادت ہوئی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے رجم (سنگسار) کرنا چاہا، لیکن اس عورت کی بہن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور کہا: عمر رضی اللہ عنہ میری بہن کو سنگسار کرنا چاہتے ہیں، میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ کیا میری بہن کے لیے رجم سے بچنے کے لیے کوئی عذر ہے؟ حضرت علی نے فرمایا: ہاں، اس کے لیے عذر ہے۔ اس عورت نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا جسے حضرت عمر، نیز آپ کے ساتھ بیٹھنے والے دیگر لوگوں نے سنا۔ وہ عورت وہاں سے حضرت عمر کے پاس آئی اور کہا: بے شک حضرت علی کا خیال ہے کہ میری بہن کے لیے ایک عذر ہے۔ حضرت عمر نے حضرت علی کو بلا بھیجا اور پوچھا کہ اس کے لیے کیا عذر ہے؟ تو حضرت علی نے کہا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ الْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ﴾ [البقرۃ: ۲۳۳]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔''

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

﴿وَحَمْلُهُ وَفِصٰلُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا﴾ [الاحقاف: ۱۵]

''اس (ماں) کے حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس (۳۰) مہینے ہے۔''

اس طرح حمل کی مدت چھ مہینے اور دودھ چھڑانے کی مدت چوبیس (۲۴) مہینے ہوتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ استنباط سن کر اس عورت کو معاف کر دیا۔

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں حمل نو (۹) مہینے سے زیادہ دیر رہتا ہے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایسی ہی ایک عورت کا معاملہ پیش ہوا، اس کا شوہر دو سالوں سے غائب تھا، جب وہ گھر واپس آیا تو بیوی حاملہ تھی، آپ نے اسے رجم کرنے کا ارادہ کیا تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المومنین! آپ عورت پر حکم نافذ کر سکتے ہیں لیکن پیٹ میں پلنے والے بچے کا کیا قصور ہے، چنانچہ آپ نے اسے اس وقت جانے دیا، پھر لڑکے کی ولادت ہوئی تو اس کے دونوں اگلے دانت نکلے ہوئے تھے اور شوہر نے بچے کو اپنے مشابہ پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورتیں معاذ جیسے لوگوں کو پیدا کرنے سے بانجھ ہو گئی ہیں، اگر معاذ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

(موسوعة فقه عمر بن الخطاب، ص:۳۷۱)

کسریٰ (شاہِ فارس) دریائے دجلہ کی تمام کشتیوں کو قبضے میں لے کر مدائن کی طرف چلا گیا۔ اسلامی لشکر کے سپہ سالار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو پریشانی لاحق ہوئی اگر دشمن کا تعاقب نہ کیا تو پھر ان کا خاتمہ مشکل ہو جائے گا آپ اس بارے میں فکرمند تھے کہ فارس کے چند باشندے جو مسلمانوں کی اطاعت قبول کر چکے تھے انھوں نے آپ کو دریا عبور کرنے کا ایک راستہ بتایا۔ آپ ابھی تردّد میں تھے کہ اسی دوران حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اونگھ آ گئی۔ آپ نے خواب دیکھا کہ مسلمانوں کے گھوڑوں نے دریا عبور کر لیا ہے۔ آپ نے بیدار ہو کر لوگوں کو اکٹھا کیا۔ اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: میں نے دشمنوں تک پہنچنے کے لیے دریا عبور کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟ سب نے بہ یک زبان کہا کہ ہمارے اور آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے اللہ نے بھلائی کا فیصلہ کرلیا۔ آپ قدم بڑھائیں ہم آپ کی اقتدا میں ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے دریا میں گھوڑے ڈال دیے، دشمن پر ہیبت طاری ہوگئی کہ "دیو آمند، دیو آمند"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آمرانہ انداز میں حکم جاری نہیں کیا، بلکہ سب کو بلا کر اپنی رائے کا اظہار کیا اور ان سے مشورہ طلب کیا۔ اس جنگ قادسیہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ہاتھیوں سے چھٹکارا پانے کے لیے ایرانی نومسلموں سے ترکیب پوچھی جس پر کامیابی سے عمل کیا گیا۔

خلفائے راشدین پیش آمدہ مسائل کے لیے ساتھیوں سے مشورہ کرتے، تشریعی نوعیت کا معاملہ ہوتا تو کبار صحابہ رضی اللہ عنہم سے رائے طلب کرتے، اگر انتظامی اور اجتماعی قسم کا ہوتا تو مسئلے کی نوعیت کے لحاظ سے دیگر ساتھیوں سے مشورہ کرتے تھے۔ تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ خلفائے راشدین نے جن سے مشورہ لیا وہ عوام کے منتخب نمائندے نہیں تھے، بلکہ وہ علم وتقویٰ، صلاحیت اور فنی مہارت کی وجہ سے معروف تھے۔

اسلامی حکومت میں قرآن وسنت کو سپریم لا کی حیثیت حاصل ہے جس میں کسی کو ترمیم کا حق حاصل نہیں البتہ شوریٰ کے ارکان امن کے نفاذ کا لائحہ عمل اور جدید دور کے پیش آمدہ مسائل کے حل کے لیے اجتہادی فیصلے کرنے کا حق رکھتے ہیں بہ شرط کہ وضع شدہ ضابطے قرآن وسنت سے متصادم نہ ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشورہ دیا کہ جیش اُسامہ کو فوری طور پر روانہ نہ کیا جائے لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اتباع رسول پر ثابت قدم رہنے کا درس دیا اور فرمایا:

> "اللہ کی قسم! میں اس جھنڈے کو نہیں کھولوں گا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے، خواہ درندے ہمیں مدینہ کے اردگرد سے اچک لیں تو بھی میں ضرور جیش اسامہ کو بھیجوں گا۔" (تاریخ ابن کثیر: ۱۱۴۱/۶)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکاۃ سے متعلق مشورہ طلب کیا تو صحابہ کرام نے عرض کی کہ وہ عدم ادائیگی کی جس حالت پر قائم ہیں آپ رضی اللہ عنہ انھیں اس حالت میں چھوڑ دیں حتیٰ کہ ایمان ان کے دلوں میں جاگزیں ہو جائے، پھر اس کے بعد وہ زکاۃ دینے لگیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو حضرت ابوبکر نے فرمایا:

”اللہ کی قسم اگر انھوں نے مجھے بکری کا ایک سالہ بچہ بھی نہ دیا جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اُن کے روکنے پر ان سے جنگ کروں گا۔ اللہ کی قسم! جس نے نماز اور زکاۃ کے درمیان فرق کیا میں اس سے ضرور جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا کہ جنگ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا شرح صدر فرمادیا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ حق پر ہیں۔“ (تاریخ ابن کثیر: ۶/۱۱۵۳)

پیکرِ عزیمت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جیش اسامہ کی روانگی کا فیصلہ کرتے وقت نبی کریم ﷺ کے حکم کو مقدم رکھا اور مانعینِ زکاۃ کے خلاف تادیبی کارروائی کے لیے اللہ کا کلام سنایا۔

اسلام میں نص قطعی یا ویٹو پاور قرآن وسنت کو حاصل ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خداداد بصیرت کے کیا کہنے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کا قرآن اور نبی کریم ﷺ کا فرمان سن کر سرِ تسلیم خم کرلیا اور اپنی کثرت رائے پر گھمنڈ نہیں کیا۔

سرورِ کائنات حضرت محمد ﷺ نے بدر وخیبر کے غزوات میں فوج کا پڑاؤ ڈالنے کے لیے حربی ماہر حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا اور ان کی رائے پر عمل کیا۔ روزمرہ زندگی کا مشاہدہ ہے کہ جس قسم کا مسئلہ درپیش ہو اس کے متعلقہ ماہر سے مشورہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً کوئی مریض ہے تو جسمانی طبیب سے مشورہ کیا جاتا ہے۔ عدالتی مقدمہ درپیش ہو تو وکیل سے رجوع کیا جاتا ہے۔ تعمیر کا معمہ ہو تو انجینئر کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ اسی طرح شرعی امور سے آگاہی مطلوب ہو تو شرعی علوم کے ماہر عالم سے استفسار کیا جاتا ہے۔

اسلامی ریاست میں علمی وفنی ماہرین موجود ہوتے ہیں جن کی اہلیت، ذہانت اور فنی مہارت معاشرے میں معروف ہوتی ہے لیکن انتخابی عمل میں ان کی کامیابی کے امکان نہیں ہوتے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ زرعی ترقی کے لیے زرعی ماہرین، صنعتی ترقی کے لیے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

معروف کاری گر اور صنعت کار، تعلیمی ترقی کے لیے نام ور سکالر، جرائم کی روک تھام کے لیے ریٹائرڈ جسٹس اور پولیس افسران، مذہبی نوعیت کے معاملات کے لیے شرعی ماہرین اور دفاعی معاملات کے لیے فوجی ماہرین کی رائے مفید ہوتی ہے۔ مختلف ماہرین سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد ایجنڈا تیار کیا جائے۔

اہل مغرب میں تھنک ٹینک کے کئی ادارے قائم ہیں جو مختلف شعبوں کی ترویج و ترقی کے لیے حکومت کو اپنی تجاویز پیش کرتے ہیں۔ ارکان پارلیمنٹ اس پر غور و فکر کرتے ہیں۔ حکومتی ارکان بھی اختلاف رائے کا حق رکھتے ہیں۔ بحث مباحثے کے بعد تھنک ٹینک کی تجاویز کو آئینی حیثیت دی جاتی ہے، جب کہ وطن عزیز کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ پارلیمانی لیڈر صاحبان طاغوتی قوتوں سے ایجنڈا لے کر آتے ہیں۔ حکومتی ارکان پارٹی کے فیصلوں کے پابند ہوتے ہیں وہ اس پر تنقید نہیں کر سکتے چنانچہ وہ ایجنڈا اکثریت کے بل بوتے پر عموماً منظور ہو جاتا ہے۔

یہ جمہوری انداز نہیں طاغوتی غلامی کا فعل ہے۔ ایجنڈے کے حقائق منظر عام پر آتے ہیں تو عوام مشتعل ہو جاتے ہیں۔ احتجاجی مارچ اور دھرنوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے تو مغربی ذرائع ابلاغ پر بعض تجزیہ نگار حساس اداروں پر انگلی اٹھاتے ہیں۔

پارلیمنٹ عدلیہ، انتظامیہ اور فوج حکومت کے اہم ستون ہیں۔ وطن کے تحفظ نظم و نسق اور فوجی ترقی کے لیے ان کی اپنی اپنی ذمہ داریاں ہیں۔ یہ درست ہے کہ ان کا ایک دوسرے کے معاملات میں بے جا مداخلت نامناسب فعل ہے لیکن قومی نوعیت کے اہم اور حساس معاملات طے کرتے وقت ان کا آپس میں مشورہ اور اتفاقِ رائے ضروری ہے۔

ٹرمپ نے انتخابی مہم میں افغانستانی سے فوج واپس بلانے کا وعدہ کیا جب کامیابی کے بعد اقتدار پر فائز ہوا تو پینٹاگون کے مشورے پر واپس بلانے کی بجائے مزید فوج بھیج دی۔ بھارت کے سابق وزیراعظم منموہن سنگھ کی مرضی تھی کہ کشمیر سے زائد فوج واپس بلائی جائے لیکن فوج کے مشورے پر ایسا نہ ہو سکا۔

تنازعہ کشمیر کی وجہ سے پاک بھارت تعلقات کشیدہ ہیں۔ سرحدی خلاف ورزی سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسرے پر گولہ باری کا سلسلہ جاری رہتا ہے افغانستان میں بھارت کا اثر و رسوخ بڑھ گیا ہے، سرحدی وراندازی سے دہشت گردی کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ ستر ہزار سے زائد سول و فوجی افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ پاک فوج جان ہتھیلی پر رکھ کر سرحدوں کی حفاظت کر رہی ہے۔ اگر کوئی سول حکومت فوجی کمانڈ کی مشاورت کے بغیر بھارت سے دوستی کے معاہدے کرے یا فوج حکومت کی مرضی کے بغیر سرحد پر اِشتعال انگیز کارروائی شروع کردے تو یہ شورائی نہیں آمرانہ فعل ہے۔ ملک میں قتل و غارت، چوری ڈکیتی اور کرپشن کے واقعات پر قابو پانے کے لیے عدلیہ اور انتظامیہ کے درمیان باہمی مشورے کی ضرورت ہے۔

ارکان اسمبلی کا پارلیمانی لیڈر کے چناؤ کے فیصلے کی خلاف ورزی یا کامیاب ہو کر ایک پارٹی سے دوسری پارٹی میں پھسل جانا غیر قانونی ہو، تاہم قومی ایجنڈے پر بحث مباحثے کے دوران رائے کے اظہار کرنے میں آزادی ہو۔ البتہ مشورے کا مرکز ومحور یہ ہو کہ وہ اسلام کے منافی نہ ہو بلکہ وطن کی سلامتی واستحکام کا موجب ہو اور عوام کی خیر خواہی اور قومی ترقی کا راز اس میں پنہاں ہو۔ مشورے میں خیر و برکت ہے اور اس پر عمل کرنے سے اتحاد کی فضا سازگار ہوتی ہے۔

رحمتِ کائنات ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے والے تمام صحابہ کرام کو ''رضی اللہ عنہم'' کا سرٹیفکیٹ حاصل ہوا۔ ان کی دعوت و جہاد کے میدان میں خداداد صلاحیتیں نکھر کر سامنے آ گئیں جن کو مدنظر رکھ کر نبی کریم ﷺ نے قومی اُمور کی اہم ذمہ داریاں ان کے سپرد کیں تاہم دعوت و عزیمت کے سفر میں نمایاں خدمات کی بنا پر ان کے مرتبہ و مقام میں فرق ہے۔ عشرہ مبشرہ کو جو مخصوص اعزاز حاصل ہوا وہ دیگر صحابہ کرام کو نہیں۔ ان کے بعد اہل بدر، پھر بیت رضوان میں شامل ہونے والوں کا مقام ہے۔ خلفائے راشدین نے اپنے دور میں اس معیار کو برقرار رکھا۔

تاریخ شاہد ہے کہ خلفاء کے تقرر میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حصہ نہیں لیا، بلکہ ان میں سے اہل حل وعقد (خصوصاً عشرہ مبشرہ) نے خلیفہ کے انتخاب میں مرکزی کردار ادا کیا بعد ازاں دیگر صحابہ کرام وتابعین نے اطاعت کے اظہار کے لیے بیعت کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عشرہ مبشرہ (اہل حل و عقد) دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ووٹوں سے منتخب نہیں ہوئے بلکہ دعوت و جہاد کی تحریک میں اہلیت، صلاحیت اور عمدہ کارکردگی کی بنا پر اہل حل و عقد کے مقام پر فائز ہوئے۔

اس طرح خلفائے راشدین کے دور میں صوبائی عامل (وزیر اعلیٰ) عوام کے منتخب نمائندے نہیں تھے، بلکہ خلیفہ نے ان کو فکر و نظر، تحمل مزاجی اور بہادر منتظم ہونے کی وجہ سے مقرر کیا تھا۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ممتاز صحابہ کرام سے مشورہ لینے کے بعد گورنروں کا انتخاب اور ان کی تقرری کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا کہ اہلِ کوفہ پر کس کو گورنر بنایا جائے؟ آپ کا فرمان تھا کہ اہل کوفہ کا اپنے امراء کے خلاف عدم تعاون، بلکہ بدسلوکیوں سے کون مجھے بچاؤ کا راستہ بتائے گا؟ اگر میں ان پر نرم دل و پاک دامن آدمی کو حاکم بناتا ہوں تو وہ اسے کمزور سمجھتے ہیں اور اگر سخت و قوی آدمی کو بناتا ہوں تو وہ اس کے خلاف بیہودہ گوئی کرتے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا: اے لوگو! ان دو آدمیوں کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے جن میں ایک کمزور تو ضرور ہے لیکن تقویٰ شعار مسلمان ہے اور دوسرا طاقت ور اور سخت گیر ہے ان دونوں میں امارت کے لیے کون زیادہ مناسب ہے؟ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین! کمزور مسلمان کا اسلام اس کے لیے ہے اور اس کی کمزوری (کا اثر) آپ اور مسلمانوں پر (پڑنے والا) ہے، جب کہ طاقت ور اور سخت گیر کی سختی اس کی ذات تک محدود ہے اور اس کی قوت سے آپ کو اور سارے مسلمانوں کو فائدہ پہنچنے والا ہے۔ آپ اپنی رائے سے جو مناسب سمجھیں فیصلہ کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مغیرہ رضی اللہ عنہ! تم نے سچ کہا۔ اور پھر ان کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا اور نصیحت کی کہ خیال رکھنا تم ان لوگوں میں سے بننا جن کے دامن میں ابرار و نیک لوگ امان محسوس کرتے ہیں اور بدکار و فاجر لوگ خوف کھاتے ہیں۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امیرالمومنین! میں ایسا ہی کروں گا۔ (الولایة علی البلدان: ۱/ ۲۸)

قرونِ اولیٰ میں ''سول'' اور ''فوجی'' کا کوئی امتیاز نہیں تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جن چودہ فوجیوں کو یزدگرد کے پاس مذاکرات کے لیے روانہ کیا وہ اہل علم، مدبر، دلیر اور بے باک خطیب تھے۔

عصر حاضر میں جس تحریک کی جدوجہد سے ریاست میں اسلامی انقلاب کی راہ ہموار ہو تو اس تحریک میں فعال کردار ادا کرنے والوں کو اہل حل وعقد اور تحریکی قائد کو امیر تسلیم کرنا اسلاف کا منہج ہے۔

تقسیم ہند کے بعد تحریک پاکستان کے روح رواں بابائے قوم محمد علی جناح اتفاق رائے سے سربراہ مقرر ہوئے جبکہ تحریک کو منظم کرنے میں اہم کردار ادا کرنے والے کارکنوں پر مشتمل کابینہ تشکیل ہوئی۔

ایران میں قائد انقلاب خمینی نے تحریک میں نمایاں خدمات سرانجام دینے والوں پر مشتمل سپریم کونسل قائم کی۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ لائحہ عمل تحریکی دور میں ممکن ہے لیکن جمہوری دور میں قابل عمل نہیں ہوسکتا ہے۔ اس کا معقول جواب ہے کہ انتخابات سے قبل سیاسی جماعتوں کے قائدین باہمی مشورے سے عبوری حکومت کے سربراہ اور کابینہ پر اتفاق کر لیتے ہیں اسی طرح خلوص نیت سے مشورہ کر کے مستقل حکومت بھی تشکیل دے سکتے ہیں۔

موجودہ دور میں فوج کا چیف کمانڈر سپاہیوں کے اور عدالت عالیہ کا چیف جسٹس وکلاء (تعلیم یافتہ طبقہ) کے ووٹوں سے منتخب نہیں ہوتے تو حکومت کے تمام شعبوں کے سربراہ کا چناؤ کرنے والے اہل حل وعقد کو خواندہ وناخواندہ عوام کے ووٹوں سے منتخب کرنا بالکل بھی دانش مندانہ فعل نہیں!

عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے غزوات میں بھرپور حصہ لیا اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں فوجی مہمات کے دوران قائدانہ کردار ادا کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چیف جسٹس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے عہدے پر فائز رہے۔ اسلام کے شورائی نظام میں سول و فوجی کا کوئی امتیاز نہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت قیس بن سعد (سپہ سالار) نے احباب کے مشورے سے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی پہلے بیعت کی ان کے بعد دیگر لوگوں نے بیعت عام کی۔

عصرِ حاضر میں اہل حل وعقد کون ہو سکتے ہیں؟ ملک کے معروف نیک امین لیڈر، سکالر، ریٹائرڈ جسٹس، جنرل وغیرہ کو بھی سربراہ مقرر کر دیا جائے تو وہ انتظامیہ کے تعاون کے بغیر ملک میں امن وامان قائم نہیں کر سکتا اور نہ ہی عوام کی خدمت کر سکتا ہے اور وہ فوج سے بگاڑ کر ملک کا دفاع نہیں کر سکتا عدلیہ کے تعاون کے بغیر ملک میں انصاف قائم نہیں کر سکتا۔

احتجاجی تحریکوں کے دوران میڈیا پر سنتے ہیں کہ اسٹیبلشمنٹ مخالف ہے یا خفیہ قوت سے اَن بن ہے۔ اس کا بہتر تدارک اور حل شورائی نظام ہے۔ عصر حاضر میں بری، بحری اور فضائی افواج کے چیف آف سٹاف، سپریم و ہائی کورٹس کے چیف جسٹس، انتظامیہ کے مرکزی عہدے دار اور نمایاں سیاسی جماعتوں و قومی تنظیموں کے قائدین اسلام کی سربلندی و وطن کی یک جہتی و سلامتی اور عوام کی خیر خواہی کو پیش نظر رکھ کر بحث مباحثے کے بعد صلاح و مشورے سے امیر مملکت اور کابینہ کا چناؤ کریں۔ بیعت کر کے عملی طور پر اطاعت کا اظہار کریں اس کے بعد ریفرنڈم کے ذریعے عوام کی بیعت لی جائے۔ اگر وطن سے پیار اور خلوص کا جذبہ ہو تو رفاہِ عامہ کے کاموں کی انجام دہی کے لیے ضلعی سطح پر اماراتی و شورائی نظام قائم ہو سکتا ہے۔

بالواسطہ انتخابات سے شورائی حکومت قائم ہو سکتی ہے، نہ ہی حقیقی معنوں میں عوامی، البتہ اس سے سرمایہ دارانہ حکومت کی تشکیل ہو سکتی ہے!

عالمی ضابطوں کی وجہ سے انتخابات کرانا مجبوری ہے اس بنا پر راقم نے اپنے مضمون بہ عنوان ''عوامی حکومت کا لائحہ عمل'' میں قومی وصوبائی اور بلدیاتی نظام میں امیدوار اور ووٹران کی اہلیت وقابلیت پر اظہارِ خیال کیا ہے۔

''شوریٰ'' کا مطلب رائے کو پختہ کرنا ہے شہد کی مکھیاں جو شہد بناتی ہیں اس عمل کو عربی میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شوریٰ کہتے ہیں جس طرح وہ مختلف پھلوں اور پھولوں سے شہد تیار کرتی ہیں اس طرح اہل شوریٰ و اہل حل وعقد مختلف تجاویز دیں گے۔ بحث ومباحثے سے وہ تجاویز پختہ ہوتی چلی جائیں گی چونکہ ہر شخص کے دل میں ملت کا درد ہوگا وہ خلوص سے اختلاف بھی کرے گا اور اتفاق بھی۔ بالآخر اجتہادی معاملہ یا امارت کا مسئلہ حل ہوجائے گا۔

جس طرح پاکستان میں سانحہ پشاور کے بعد سول وفوجی سربراہان اور سیاسی لیڈروں نے دہشت گردی کے خاتمے کے لیے نیشنل ایکشن پلان پر اتفاق کرلیا، اسی طرح یہی احباب خلوصِ نیت اور حب الوطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قرآن وسنت کو سپریم لا بنانے اور ریاست کے امیر کے چناؤ پر اتفاق رائے کرسکتے ہیں۔

مآخذ ومراجع:

۱۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ از ڈاکٹر علی محمد الصلابی

۲۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

۳۔ تاریخ اسلام از صاحبزادہ عبدالرسول

۴۔ تاریخ ابن کثیر از حافظ ابن کثیر، جلد ششم

الاعتصام، ۱۶ تا ۲۹ مارچ ۲۰۱۸ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُردو زبان کا فروغ

مخبرِ صادق ﷺ کے فرمان کا مفہوم ہے کہ

اللہ سبحانہ و تعالیٰ قرآن کے ضابطوں پر عمل کرنے کی وجہ سے بعض قوموں کو بلندی و رفعت عطا فرماتا ہے اور قرآن کو پس پشت ڈالنے والوں کو ذلت و رسوائی سے دو چار بھی کرتا ہے۔ (صحیح مسلم: ۸۱۷)

عصر حاضر میں مسلم حکومتیں قرآن حکیم پر ایمان رکھتی ہیں لیکن اس کے ضابطوں سے روگردانی کرتی ہیں جب کہ غیر مسلم حکمران قرآن پر ایمان نہیں رکھتے لیکن وہ اس کے ضابطوں پر عمل کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

''ہم نے ہر نبی کو اس کی قومی زبان ہی میں بھیجا تاکہ ان کے سامنے وضاحت سے بیان کردے۔'' (ابراہیم:۴)

یہودی اڑھائی ہزار سال تک در در کی ٹھوکریں کھاتے رہے فطری طور پر ان کی زبانیں ایک دوسرے سے مختلف تھیں جوں ہی ۱۹۴۸ء میں اسرائیل وجود میں آیا تو انھوں نے قومی زبان عبرانی کو ذریعہ تعلیم بنایا اور سرکاری سطح پر اسے رائج کیا۔ مختلف زبانیں بولنے والے یہودی اب عبرانی میں ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہیں۔

بھارت میں سنسکرت صرف ہندو دھرم تک محدود ہو چکی تھی جب انھوں نے آزادی حاصل کی تو انھوں نے اس کی تعلیم لازمی قرار دی ان کے وزراء دوسرے ممالک میں جا کر ہندی ہی میں گفتگو کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۹۴۵ء میں شکست خوردہ جاپان کا بادشاہ ہیروہیٹو اور امریکی جنرل میک آرتھر کے درمیان معاہدے کے لیے بات چیت ہوئی تو بادشاہ نے ایک شرط پیش کی کہ میرے نظام تعلیم اور جاپانی زبان کو نہ چھیڑنا۔

جاپان ایٹمی دھماکوں سے تباہی کے دھانے پر پہنچ گیا لیکن اس قوم نے قومی زبان میں ادبی و علمی، فنی اور سائنسی علوم سیکھے اور آج پھر جاپان معاشی لحاظ سے ترقی یافتہ ممالک میں شامل ہے۔

چین میں ۱۹۴۹ء کے انقلاب سے قبل انگریزی رائج تھی لیکن آزادی کے بعد ماؤزے تنگ نے اعلان کیا کہ چینی بچے چینی زبان میں چینی اساتذہ سے علم حاصل کریں گے۔ اس نے خاطر خواہ ترقی کی اور ایشیا کی بڑی قوت بن گیا۔

کسی بھی قوم کی زندگی اور روح اس کی زبان ہوتی ہے۔ تاریخی حقیقت ہے کہ فاتح قوم مفتوح قوم کی زبان کو پہلے مٹاتی ہے، جب کہ زندہ قومیں آزادی کے بعد قومی زبان کو ذریعہ تعلیم بناتی ہیں اور وہ اپنی زبان میں علوم وفنون میں مہارت حاصل کر کے اپنی مہارت کا لوہا منواتی ہیں چین اور جاپان کی مثال آپ کے سامنے ہے۔

پاکستان کی تاریخ کا المیہ ہے کہ آزادی کو ستر سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا لیکن تا حال اردو کو عملاً قومی زبان کی حیثیت نہ مل سکی۔

۱۹۷۳ء کے آئین کی رو سے ۱۴راگست ۱۹۸۸ء کو پاکستان میں نفاذِ اردو کا کام ہر لحاظ سے مکمل ہو جانا چاہیے تھا۔ مقام افسوس ہے کہ حکومت نے اردو کو ذریعہ تعلیم اور سرکاری زبان بنانے کی موثر کوشش نہیں کی۔ پاکستان کی قومی زبان اردو ہے لیکن آئین انگریزی میں ہے اس میں ترمیم کرنا ہو تو انگریزی میں قرارداد پیش ہوتی ہے اکثر ممبران قومی اسمبلی لکیر کے فقیر بن کر دستخط کر دیتے ہیں۔ درحقیقت ان میں سے اکثر کو قرارداد کے متن سے آگاہی نہیں ہوتی جب اصل حقائق منظر عام پر آتے ہیں تو وطن عزیز میں دھرنوں کی وجہ سے امن وامان کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۵ جولائی ۲۰۱۴ء کو اسپیکر قومی اسمبلی نے دیگر پارٹیوں کے قائدین کے مشورے سے چند قومی اسمبلی کے ممبران پر مشتمل انتخابی اصلاحات کے لیے پارلیمانی کمیٹی بنائی جنھوں نے کافی غور وفکر کے بعد ایک قانون کا مسودہ مرتب کیا مجوزہ قانون کو منتخب نمائندوں اور عوام کے اعتراضات کے لیے ۲۰ دسمبر ۲۰۱۶ء کو قومی اسمبلی کی ویب سائٹ پر مشتہر کیا گیا۔ کمیٹی نے رپورٹ کو ۱۹ جولائی ۲۰۱۷ء کو شائع کیا جس پر کسی جانب سے کوئی اعتراض نہیں اٹھایا گیا۔ اس بل کو مرکزی پارلیمانی کمیٹی نے ۲۱ جولائی ۲۰۱۷ء کو منظور کیا حتمی رپورٹ قومی اسمبلی میں پیش کی گئی۔ تمام ارکان کو اس کی ایک ایک کاپی مہیا کی گئی مختلف جماعتوں کے ارکان کی طرف سے بعض تجاویز موصول ہوئیں لیکن ختم نبوت کے حلف نامے پر کوئی اعتراض یا تجویز موصول نہیں ہوئی۔ قومی اسمبلی نے ۲۲ راگست ۲۰۱۷ء کو اسے منظور کر لیا۔ یہی الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء سینٹ میں پیش ہوا جہاں سینٹر حمد اللہ نے اعتراض اٹھایا کہ حلف نامہ کے عنوان میں Solemnly Swear کے لفظ کی جگہ Solemnly Affairm کا لفظ آیا ہے، تجویز شدہ ترمیم ۲۲ ستمبر ۲۰۱۷ء کو پیش ہوئی، مگر پاس نہ ہو سکی۔

پاکستانی قوم عملی لحاظ سے اتباع رسول ﷺ سے دور سہی لیکن خاتم النبیین ﷺ کی حرمت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے تن من دھن قربان کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتی ہے۔ چنانچہ ختم نبوت کے حلف نامے میں تبدیلی کی وجہ سے پاکستان میں احتجاج کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ حکومت نے اصل متن بحال کر دیا۔ ایک طبقے نے اس سازش میں ملوث افراد کی برطرفی کا مطالبہ کیا اور فیض آباد میں دھرنے کا اعلان کر دیا۔

دھرنے کے تین ہفتوں کے دوران راولپنڈی اور اسلام آباد کی عوام کو آمدورفت میں دقت کا سامنا کرنا پڑا بلکہ دیگر شہروں میں بھی ٹریفک کا نظام معطل ہو گیا۔ ہم بحرانی کیفیت سے اس لیے دوچار ہوئے کہ ہم نے قومی زبان کی بجائے انگریزی زبان کو سرکاری زبان کی حیثیت دے کر قرآنی اصول کو پس پشت ڈال دیا۔ پارلیمانی کمیٹی میں شامل ایک دو افراد کی سازش تو ہو سکتی ہے، ورنہ دیگر ارکان عقیدہ ختم نبوت پر دل و جان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ایمان رکھتے ہیں یقیناً ان سے غیر ارادی طور پر اس لیے غلطی ہوئی کہ وہ انگریزی زبان پر عبور نہیں رکھتے تھے۔ اگر آئین کا متن اردو میں ہوتا تو وہ ختم نبوت کے حلف نامے میں تبدیلی سے فوراً آگاہ ہو جاتے اور اسے قطعاً منظور نہ کرتے۔

اردو ہماری قومی زبان ہے۔ محترم ڈاکٹر محمد شریف نظامی (پی ایچ ڈی کیمسٹری) نے ذریعہ تعلیم کے ماہرین کی آراء کا تذکرہ کیا ہے:

ڈاکٹر جمیل جالبی فرماتے ہیں:

''عوام کی ۹۹ فی صد اکثریت جو قوم کی اصل قوت ہے وہ اردو کے حق میں ہے صرف ایک فی صد اقلیت انگریزی جانتی ہے۔''

محترم جسٹس ذکی الدین پال نقاب کشائی کرتے ہیں:

''طلبہ کی اکثریت انگریزی میں فیل ہونے کے سبب ناکام قرار دی جاتی ہے جب کہ دوسرے مضامین میں اچھے نمبر لیے ہوتے ہیں۔ آخر اس قتل عام کا کون ذمہ دار ہے؟ یہ غلط تعلیمی پالیسی کا شاخسانہ ہے جن کی بنا پر اردو کو اتنا مقام نہیں دیا جا رہا۔ جب تک ایک غیر ملکی زبان کو بالادستی حاصل ہے ہم اس وقت تک ذہنی طور پر غلام ہی رہیں گے۔ میں قانون کے امتحانات کا کئی سال تک ممتحن رہا ہوں، طلبہ انگریزی میں اپنا مافی الضمیر بیان نہیں کر سکتے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ طالب علم نفس مضمون کو تو جانتا ہے لیکن اسے انگریزی میں ادا کرنے سے قاصر ہے اس بنا پر کئی طلبہ فیل ہو جاتے ہیں۔''

مشہور ادیب عبدالسلام خورشید جو تحریک پاکستان کے دوران مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن پنجاب کے صدر بھی تھے ان کا تبصرہ ایک کرب ناک صورت حال کی طرف اشارہ کرتا ہے:

''ہماری قیادت کی یہ غلطی تھی کہ آزادی کے ساتھ ہی انگریزوں کی چال میں آ گئی۔ انگریزی کے تسلسل سے جو بیوروکریسی وجود میں آئی اس نے نسلاً بعد نسلٍ اپنی چودھراہٹ برقرار رکھنے کے لیے اردو کو کبھی قریب نہ آنے دیا اور شوشہ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھوڑا کہ اردو میں صلاحیت کا فقدان ہے لہٰذا یہ نہ تو سرکاری زبان بن سکتی ہے اور اپنی بے سروسامانی کے سبب ذریعہ تعلیم بننے کے قابل بھی نہیں ہے۔''

(قومی ذریعہ تعلیم از شریف نظامی، ص:۱۳، ۱۴)

اردو زبان کے بارے میں بیوروکریسی کا شوشہ سراسر بے بنیاد ہے۔ اردو نہایت فصیح و بلیغ زبان ہے وہ دنیا بھر کے علوم وفنون کی تھیوری (نظریات) اپنے اندر استوار کرنے کی وسعت وصلاحیت رکھتی ہے۔ ایک زبان کی حیثیت سے اس میں وہ استعداد بھی موجود ہے جو ذریعہ تعلیم کے لیے لازم ہے۔

قرآن وحدیث اور دیگر عربی کتب کے اردو میں تراجم ہو چکے ہیں۔ میڈیکل نصاب کی متعدد کتب کا ترجمہ قومی زبان میں ہو چکا ہے۔ بیس سے زیادہ ممالک کے قومی ریڈیو باقاعدگی سے اردو پروگرام نشر کرتے ہیں۔ دنیا کی مختلف یونیورسٹیوں میں اردو کے شعبے قائم ہیں۔ مسلم دنیا میں عربی کے بعد اردو معروف زبان ہے۔ متعدد دیگر زبانوں میں اردو کے لغت موجود ہیں۔ سائنس، ٹیکنالوجی اور قانون کی کتابوں کے ترجمے کی صلاحیت و وسعت اردو زبان میں موجود ہے۔

اہل علم بہ خوبی آگاہ ہیں کہ دوقومی نظریے نے اردو ہندی تنازعے کی کوکھ سے جنم لیا لیکن ہم نے آزادی کے بعد نظریہ پاکستان کی بنیاد رکھنے والی اردو زبان کو فراموش کر دیا۔ تحریک پاکستان کے راہنماؤں نے دوٹوک الفاظ میں وائسرائے ہند سے اردو کے تحفظ کا مطالبہ کیا تھا۔ قائداعظم نے جواہر لعل نہرو کے سوال پر واضح کر دیا کہ اردو ہماری قومی زبان ہے ہم آئینی ضمانت چاہتے ہیں۔ انھوں نے ہر قابل ذکر مقام پر اُردو میں تقاریر کیں۔

بلاشبہ انگریزی بین الاقوامی زبان ہے اس کو سمجھنے بولنے اور لکھنے میں مہارت ضروری ہے لیکن اس کو ذریعہ تعلیم کی حیثیت نہ دیں۔ وطن عزیز میں اردو اسلامی اور تہذیبی ورثے کی امین اور ہماری قومی زبان ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن حکیم کی مذکورۃ الصدر آیت کی رو سے کہ قوم کی زبان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی میں جو بیان قوم کے لیے ہوسکتا ہے کسی بدیسی زبان میں ویسی تبیین ممکن نہیں، ذریعہ تعلیم قومی زبان اُردو ہی کو بنایا جائے۔

آئین پاکستان کی ترویج قومی زبان اردو میں کی جائے۔ ارکانِ اسمبلی اس کی توثیق کریں اور آئندہ کارروائی اردو میں کی جائے تاکہ ارکان کو قراردادوں کا متن سمجھنے اور اظہارِ خیال کرنے میں دقت نہ ہو۔ ایل ایل بی، ایم بی بی ایس اور مقابلے کے امتحانات قومی زبان میں لیے جائیں۔

نظریہ پاکستان کی ترویج اور مضبوطی کے لیے اردو زبان کا تحفظ، فروغ اور نفاذ ہمارا قومی فریضہ بھی ہے اور حقیقت میں نسل نو کی علمی وفنی ترقی کا زینہ بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآنی ضابطوں پر عمل کرنے کی توفیق دے اور ہمارے ملک کو ہر قسم کی دہشت گردی اور انتشار سے محفوظ رکھے، آمین۔

الاعتصام، ۱۲ تا ۱۸ جنوری ۲۰۱۸ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرپشن کا چور دروازہ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل سے پاکستان دفاعی لحاظ سے مستحکم ہے اور بدقسمتی سے معاشی طور پر مفلوج ہے۔ اس وقت ملکی و غیر ملکی قرضوں کا کل حجم ۲۶۸۱۴ ارب روپے تک پہنچ چکا ہے۔ ان قرضوں سے کوئی کالا باغ ڈیم تعمیر نہیں ہوا جس سے ملک توانائی میں خود کفیل ہو اور نہ ہی یہ قرض کسی صنعتی منصوبے پر خرچ ہوا جس سے قومی مصنوعات کی برآمدات میں گراں قدر اضافہ ہوا ہو۔ دراصل اس قرض کا بیشتر حصہ قومی و صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کو غیر پیداواری سکیموں کی آڑ میں گرانٹ کی صورت میں دیا جاتا رہا۔ وہ انتخابی مہم میں خرچ شدہ سرمائے کے عوض گرانٹ کا کثیر حصہ خود ہڑپ کرتے رہے اور نہایت قلیل حصہ تعمیراتی منصوبوں پر لگاتے رہے۔ اس طرح ممبران کالے دھن سے مالا مال ہو گئے، ان میں سے اکثر نے اپنا سرمایہ مغربی دنیا میں منتقل کیا۔ ہماری حکومت وہی سرمایہ بھاری شرح سود اور قومی مفاد کے منافی کڑی شرائط پر بطور قرض لیتی ہے۔ قومی بجٹ کا تہائی حصہ قرضوں کی اقساط اور سود کی واپسی کے لیے مخصوص کرنا مجبوری بن گیا ہے، چنانچہ معاشی غلامی سے نجات کے لیے آئندہ سودی قرض نہ لینے کا قانونی بل پاس کیا جانا چاہیے۔

امریکا و یورپ کے حکمران عموماً محب وطن، اپنے مذہب کے وفادار اور عوام کے محافظ و خدمت گار ہیں۔ اگر مغرب کے کسی شہری کی جان کو دنیا کے کسی بھی کونے میں خطرہ لاحق ہو جائے یا مذہب کی بنیاد پر کسی سے ناروا سلوک کیا جائے تو امریکا و برطانیہ اس کا فوراً نوٹس لیتے ہیں اور ان کے تحفظ کو یقینی بناتے ہیں۔

امریکی حکمران بدلتے رہے لیکن ان میں سے کسی نے امریکی مفادات کو ٹھیس نہیں پہنچائی اور نہ ہی اپنے ملک کا سرمایہ لوٹ کر کسی مسلم ملک میں جمع کرایا۔ لیکن پاکستان کا معاملہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے برعکس ہے۔ انھوں نے اپنے شہریوں کا ناحق خون بیچ کر اور حساس مقامات انھیں سونپ کر ڈالر حاصل کیے۔ قومی راز فاش کر کے گڈ بک میں نام لکھوایا اور قومی خزانہ لوٹ کر مغربی بینکوں میں جمع کرایا۔ مفاد پرست خود مالا مال ہو گئے اور ملک کو کنگال کر دیا، وطن عزیز ۲۷ ارب روپے کا مقروض ہو گیا۔ کچھ عرصے سے ملک میں کرپشن کے خلاف تحریک جاری ہے۔ عدالت چھان بین کرنے کے بعد فیصلے سنا رہی ہے لیکن قومی خزانہ لوٹنے کی جو بنیاد ہے اس کا سدباب بھی ضروری ہے۔ سرورِ کائنات ﷺ کی خدمت میں مال غنیمت آیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے گھریلو کام کاج کے لیے لونڈی کا مطالبہ کیا، آپ ﷺ نے تھکاوٹ دور کرنے کے لیے لختِ جگر کو روحانی تلقین کی اور فرمایا کہ یہ لونڈی و غلام سے بہتر ہے۔ خلیفہ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرضِ موت میں بیٹے کو بلایا اور فرمایا میرے مال کا حساب کرو کہ دورانِ خلافت میرے اثاثوں میں کتنا اضافہ ہوا ہے، اس نے عرض کی ایک اونٹ اور ایک غلام کا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اسے بیت المال میں جمع کرا دو!

قوم کا خزانہ قوم کی امانت ہے جس میں خرد برد اور ناجائز تصرف خیانت ہے۔ ملک میں چھان بین کا عمل جاری ہے۔ عوام کی عزت، جان و مال کا تحفظ اور فلاح و بہبود کے لیے قانون سازی کرنا قومی وصوبائی اسمبلیوں کے ممبران کی ذمہ داری ہے، جب کہ سڑکوں اور سرکاری عمارتوں کی تعمیر کی آڑ میں لاکھوں کروڑوں کے حساب سے ان کو گرانٹ دینا کرپشن کا چور دروازہ کھولنے کے مترادف ہے۔

چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ تعمیراتی گرانٹ ضلعی حکومت کو دی جائے، وہ بلدیاتی ارکان کے مشورے سے مناسب مقامات پر خرچ کرے۔ جب قومی وصوبائی اسمبلی کے ممبران کے پاس مال اور انتظامی اختیارات نہ ہوں گے تو پھر انتخابی مہم کے دوران عوام ان سے ہرگز مطالبہ نہیں کریں گے۔ پانی دو ووٹ لو، گیس دو ووٹ لو، روزگار دو ووٹ لو۔ شرم سے سر جھک گیا جب ۲۰۱۸ء کے الیکشن سے قبل وائس آف امریکا کے راؤنڈ ٹیبل میں مبصرین نے اظہار خیال کیا کہ پاکستان کی سیاسی جماعتوں نے منشور کی بجائے ایک دوسرے کے کردار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو موضوعِ سخن بنایا ہوا ہے اور عوام کے ایک طبقے میں سیاسی شعور کی اس حد تک کمی ہے کہ وہ ووٹ کو بریانی کی نذر کر دیتے ہیں۔ چنانچہ عوام میں ملی شعور بیدار کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی رائے (ووٹ) کو ایسے امیدوار کے حق میں استعمال کریں جو اسلام سے مخلص، محبِ وطن اور عوام کا خیر خواہ ہو۔ ووٹ وکالت ہے اور ایسے امیدوار کے حق میں دلیل نہ دیں جو پاکستان کی یک جہتی و سلامتی کے منافی سرگرمیوں میں ملوث ہو۔

جب قومی و صوبائی اسمبلی کے ارکان کے اختیار قانون سازی تک محدود ہوں گے اور امیدوار انتخابی حلقے میں آئیں گے تو عوام سابقہ ارکان کا محاسبہ کریں گے کہ تم نے جماعتی منشور کے مطابق عمل کیا ہے یا نہیں؟ اور امیدواروں سے مطالبہ کریں گے کہ اعلیٰ تعلیم کے حصول میں اخراجات کم کرو، تاکہ غریب اور نادار طلباء آسانی سے تعلیم حاصل کر سکیں۔ نصاب تعلیم کو نظریہ پاکستان کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے آپ کیا کریں گے؟ سرکاری دفاتر میں رشوت اور سفارش کے بغیر حق پر مبنی کام کرانا بھی مشکل ہے، آپ کی جماعت کا کیا منشور ہے؟ انصاف کے حصول کو سستا اور آسان بنانے میں آپ کا کیا منصوبہ ہے؟ کشمیر کی آزادی اور افغانستان میں امن قائم کرنے کے لیے آپ کی جماعت کا کیا موقف ہے؟

قومی و صوبائی ارکان سے انتظامی و مالی اختیارات سلب کر لیے جائیں تو اِدھر دولت و شہرت کے پجاری اور کرپشن کے عادی کم رُخ کریں گے، دوسری جانب عوام میں سیاسی شعور بیدار کیا جائے کہ ووٹ کا حق دار وہ ہے جو اسلام اور نظریہ پاکستان کا حامی ہو، صاحب نصاب ہونے کی صورت میں عشر و زکاۃ ادا کرتا ہو تو یقیناً ووٹرز جماعتی منشور اور امیدوار کی اہلیت و قابلیت اور کردار کو مدنظر رکھ کر ووٹ کاسٹ کریں گے۔

مذکورہ لائحہ عمل سے مخلص قیادت منتخب ہو گی اور ملک معاشی ترقی اور خوش حالی کی طرف گامزن ہو گا، جب کہ منتخب ارکان مطمئن ہو کر عوام کی خیر خواہی اور پاکستان کی یک جہتی و سلامتی کو یقینی بنانے کے لیے بہتر انداز میں قانون سازی کر سکیں گے، ان شاء اللہ۔

الاعتصام، ۲۷ جولائی ۲۰۱۸ء۔ المنبر، اگست، ستمبر ۲۰۱۸ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یک جہتی وسلامتی کا تقاضہ......قومی حکومت کی تشکیل

پاکستان دو قومی نظریے کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا، تقسیم ہند کے بعد بھارت کے دھرم پرست جنونی ہندو اکھنڈ بھارت کا نعرہ لگاتے تو پاکستان کے محب وطن دوٹوک انداز میں جواب دیتے یہ کبھی نہ ہوگا۔ بھارت نے طاغوتی قوتوں سے گٹھ جوڑ کرلیا جن کے سازشی پلان سے سارک SAARC قائم ہوئی جس کے متعدد اجلاس ہوچکے ہیں کئی منصوبوں پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔ یہی سارک اگلے مرحلے میں ساؤتھ ایشین فیڈریشن (SAF) کا پیش خیمہ ہے جس میں پاکستان کو ضم کرنے کا پلان ہے۔

ہندو لیڈر اس سے بہ خوبی آگاہ ہیں کہ ساؤتھ ایشین فیڈریشن اکھنڈ بھارت کا دوسرا نام ہے۔ ۹ راپریل ۲۰۰۲ء کے اجلاس میں سارک کے وزرائے خزانہ نے اسلام آباد میں ایکشن پلان کی منظوری دی کہ جنوبی ایشیا معاہدہ برائے ترجیحی تجارت پر عمل درآمد شروع کر دیا جائے، پھر تیزی سے فری تجارت Free Trade کی جانب قدم بڑھایا جائے۔

''پاکستان دہشت گردوں کی پناہ گاہ ہے'' کا واویلہ مچا کر ایٹمی توانائی کے منصوبے کو رول بیک کرنے پر مجبور کرنا اور بھارت کو جمہوری چیمپئن کا تمغہ دے کر ایس اے ایف کی قیادت پر فائز کرنا طاغوتی ہدف ہے۔

سقوطِ ڈھاکہ کے بعد بلوچستان اور سندھ میں نسلی ولسانی بنیاد پر خودمختار تحریکوں نے جنم لیا۔ پاکستان میں دہشت گردی کے متعدد واقعات رونما ہوئے جن میں معصوم طلباء اور شہری ہلاک ہوئے ان دہشت گردوں کے بھارتی ''را'' سے تعلقات کے ثبوت مل چکے ہی۔

صہیونی لیڈر اسرائیل کی سلامتی کے لیے پاکستان کی نظریاتی ریاست کو اپنے لیے خطرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمجھتے ہیں اور امریکا کو شکوہ ہے کہ پاکستان نے طالبان پر قابو پانے کے لیے اس کا ساتھ نہیں دیا۔ بھارت نے امریکا اور اسرائیل سے گٹھ جوڑ کر لیا۔ طاغوتی قوتوں نے مشرق وسطیٰ کی طرح پاکستان کو خانہ جنگی سے دوچار کرنے کے لیے ہر حربہ آزمایا لیکن پاک فوج کے جوانوں نے جرأت اور استقامت سے ان دہشت گردوں کا صفایا کر دیا۔ عالمی مبصرین نے برملا اظہار کیا جب تک پاک فوج کا مستحکم ادارہ موجود ہے، دنیا کی کوئی قوت پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار نہیں کر سکتی۔ چنانچہ طاغوتی تکون پاک فوج کے وقار کو عوام میں مجروح کرنے کی پالیسی پر گامزن ہے۔

''را'' افغانستان سے پاکستان میں تخریبی سرگرمیوں میں ملوث ہے، پاک فوج ۲۶۰۰ کلومیٹر سرحد پر دراندازی روکنے کے لیے تعینات ہے۔ وہ دہشت گردی کے سدباب کے لیے جانوں کا نذرانہ پیش کر رہی ہے۔ بھارتی فوج مقبوضہ کشمیر میں پاکستان کے حق میں مظاہرہ کرنے والے نوجوانوں کو گولیوں سے چھلنی کر رہی ہے۔ ان سنگین حالات میں پاکستان کی سول قیادت کا عسکری قیادت سے مشورہ کیے بغیر بھارت سے غیر مشروط اور والہانہ دوستی کا دم بھرنا بالکل نادرست ہے۔

قدرتی آفات کی صورت میں پاک بھارت کا ایک دوسرے سے تعاون کرنا، فنی ماہرین کی خدمات کا تبادلہ اور حسب ضرورت باہمی تجارت کرنا قابلِ اعتراض نہیں لیکن مسئلہ کشمیر حل کیے بغیر بھارت سے ایسی دوستی کے معاہدے دوقومی نظریے کے منافی اور اکھنڈ بھارت کی راہ ہموار کرنے کے مرادف ہے۔ اسی طرح عسکری قیادت کا سول قیادت سے مشورہ کیے بغیر باؤنڈری لائن کی خلاف ورزی کرنا، اندرون ملک آپریشن کرنا یا کسی اور ملک سے دفاعی تعاون یا فوجی مشقوں کے معاہدے کرنا غیر دانش مندانہ فعل ہے۔

پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے۔ اور اسلام راہ نمائی کرتا ہے:

﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ [الشوریٰ: ۳۸]

''اور ان کا (ہر) کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قبائلِ عرب نے مدینہ پر چڑھائی کی، سرورِ کائنات ﷺ نے اپنا فیصلہ صادر نہیں کیا، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا، آپ ﷺ نے قوی دلیل کے پیش نظر اس پر عمل کیا۔ خلفائے راشدین کا چناؤ بھی اہل حل و عقد کے مشورے سے ہوا۔ عراق کی مفتوحہ زمین کو کس طرح تقسیم کیا جائے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔

پاکستان کے قومی اداروں کی جداگانہ ذمہ داریاں ہیں، مقننہ قانون کی تشکیل کرتی ہے، انتظامیہ قانون شکنوں کو گرفتار کرتی ہے، عدلیہ قانون کے مطابق سزا دیتی ہے، جب کہ فوج سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے اور ہنگامی حالات میں ملک میں امن قائم کرتی ہے۔ تاہم اہم قومی معاملات میں ان سے باہمی مشورہ نظریہ پاکستان کا تقاضہ ہے۔

طاغوتی قوتوں کی عادت ہے کہ وہ پاکستان کے مختلف اداروں کے سربراہوں سے براہ راست رابطہ کرتی ہیں، کسی مخصوص ایجنڈے پر معاہدہ کرنے کے لیے ان کو سبز باغ دکھاتی ہیں، اس ایجنڈے کو پارلیمنٹ یا متعلقہ ادارے کے مشورے کے بغیر ملک میں رائج کرنا جمہوری فعل نہیں، بلکہ منافقانہ انداز ہے۔

قیام پاکستان کے بعد سول حکومتیں مقررہ میعاد سے قبل آئینی وغیر آئینی طریقے سے تبدیل ہوتی رہیں جس کی وجہ سے پاکستان کی عالمی برادری میں رسوائی ہوئی اور داخلی سطح پر استحکام بھی متزلزل ہوا۔ کچھ عرصہ قبل سپریم کورٹ نے عدالتی کارروائی کے بعد ایک سول قائد کو نااہل قرار دیا، بعدازاں ایک مقدمے میں ان کو قید اور جرمانے کی سزا سنائی گئی تو قومی اور بین الاقوامی میڈیا میں عوامی مینڈیٹ اور اسٹیبلشمنٹ میں تناؤ موضوعِ سخن بن گیا دراصل قومی اداروں میں تناؤ کا سبب خودسری کا نتیجہ اور باہمی مشورے کا فقدان ہے۔

امریکا اور یورپی یونین میں تھنک ٹینک کافی سوچ بچار کے بعد قومی و بین الاقوامی پالیسی تیار کرتے ہیں، بعدازاں پارلیمنٹ مباحثے میں من وعن یا معمولی ترمیم کے بعد اس کو منظور کرتی ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں معاملہ برعکس ہے۔ دباؤ یا قرضوں کے چکر میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایجنڈا باہر سے آتا ہے جس کو منظور کرنا ہماری مجبوری بن جاتا ہے۔ امریکا بھارت کو جنوبی ایشیا کا چیمپئن بنانا چاہتا ہے، سول حکومت پر دباؤ ہے جو پاک فوج کے ماٹو کے صریح خلاف ہے۔

ہمارے قومی اداروں کے ذہنوں پر ''میں'' کا خمار سوار ہے وہ کسی سے مشورہ لینا اپنی توہین سمجھتے ہیں، چنانچہ قومی اداروں میں تناؤ کے خاتمے کے لیے ضرورت باہم مشاورت کے فروغ کی ہے۔

ہمارے ادارے احسن انداز میں قومی فرض منصبی ادا کریں اور دوسرے اداروں کے معاملات میں بے جا مداخلت نہ کریں۔ اور ان پر اپنی مرضی ٹھونس کر بداعتمادی اور نفرت کی دیوار حائل نہ کریں البتہ وطن کی یک جہتی وسلامتی کے لیے قومی نوعیت کے معاملات میں قومی اداروں کی ایک دوسرے سے مشاورت میں خیر وبرکت ہے۔ پڑوسی ممالک اور بھارت افغانستان اور ایران سے معاہدے کرنے سے قبل سول وفوجی قیادت کا ایک دوسرے سے مشورہ ضروری ہے اسی طرح نکاح وطلاق اور دیگر شرعی معاملات پر قانون سازی کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل سے رائے طلب کی جائے، جرائم کے خاتمے کے لیے عدلیہ اور پولیس سے اور دہشت گردی کے خاتمے کے لیے سول قیادت کا پولیس اور فوج سے مشورہ کرنا دانش مندی ہے، قانون بے شک پارلیمنٹ پاس کرے، تاہم متعلقہ ادارے سے مشورہ کرنے میں قومی اتحاد کا راز مضمر ہے۔

خلفائے راشدین کا چناؤ اہل حل وعقد نے کیا اور عوام نے بیعت کر کے اعتماد کا اظہار کیا۔ اگرچہ آئین پاکستان کی رو سے انتخابی عمل کے بعد اکثریتی پارٹی قائد ایوان کے چناؤ میں بااختیار ہے تاہم قومی اداروں میں بداعتمادی کے خاتمے اور اتفاق رائے کی فضا سازگار کرنے کے لیے قومی حکومت کی تشکیل وقت کا اہم تقاضہ ہے۔

پارلیمنٹ میں نمایاں نمائندگی حاصل کرنے والے سیاسی قائدین، عدلیہ اور عسکری قیادت باہم مشورے سے غور فکر کے بعد فیصلہ کریں کہ اکثریتی پارٹی میں کون سا رکن قومی و بین الاقوامی امور طے کرنے اور عوام کی خیر خواہی کے لیے موزوں ہے لیکن کابینہ کا چناؤ منتخب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارکان سے کیا جائے، احساس محرومی کے ازالے کے لیے بلوچستان کو کابینہ میں اہم ذمہ داری دی جائے، تاکہ ارکان پارلیمنٹ اتفاق رائے سے قائد اور کابینہ پر اعتماد کا اظہار کریں۔ یہ طریقہ آئین پاکستان کے منافی بھی نہیں اور اسلام کے طریقہ چناؤ سے بھی مطابقت رکھتا ہے، چنانچہ طاغوتی یلغار کے دفاع، نظریہ پاکستان کے تحفظ اور وطن کی سلامتی کا راز قومی حکومت کی تشکیل میں مضمر ہے۔

الاعتصام، ۱۰ تا ۱۶ اگست، ۲۰۱۸ء۔ شمس الاسلام، بھیرہ، ستمبر ۲۰۱۸ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریاست مدینہ کے خدوخال

انسان روح اور جسم کا مرکب ہے، خود ساختہ نظاموں کا تصور انسانی جسم کی نشوونما اور آرام و آسائش مہیا کرنا ہوتا ہے جبکہ خالق کائنات کا نظام انسان کی روحانی و مادی فلاح و بہبود کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ روحانی بالیدگی دنیا میں سکونِ قلب اور آخرت میں کامیابی کی کنجی ہے۔ اللہ ذوالجلال کا ارشاد ہے:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ. (الحج:41)

(اللہ کے دین کی مدد کرنے والے) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں۔ بھلے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور سب کاموں کا انجام تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

چنانچہ اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ریاست میں نماز اور زکوٰۃ کا نظام نافذ کریں۔ نماز روحانی سکون مہیا کرتی ہے تو نظامِ زکوٰۃ عوامی فلاح و بہبود اور خدمتِ خلق کا مؤثر ذریعہ ہے۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر سے بدکاری اور مکروہ کاموں کی روک تھام ہوتی ہے جبکہ خیر اور نیکی کے کاموں کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔

مخبر صادق محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس کام کا حکم دیں وہ معروف (نیکی) ہے جس سے منع فرمائیں وہ منکر (برائی) ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. (الحشر:7)

اور تمہیں جو کچھ رسول دے، لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرد، معاشرہ اور حکومت کی کامیابی کی ضمانت خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کی پیروی میں مضمر ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ - (الاحزاب :21)

یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے۔

اللہ کی حاکمیت

ریاست مدینہ میں حکمرانی عوام یا اُن کے نمائندوں کی نہیں اور خارجی سطح پر امریکہ، چین، روس کی بالادستی کا تصور نہیں۔ قرآن حکیم وضاحت کرتا ہے:

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ. (انعام) حکم کسی کا نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں عوام یا کسی سپر پاور کا آرڈر تسلیم کرنا ریاست مدینہ کے منافی فعل ہے۔

نظامِ حکومت شورائی

قرآن میں رب کا ارشاد ہے:

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ. (الشوریٰ:38)

اور اُن کا (ہر) کام آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے۔

وہ دلیل جو کتاب وسنت اور ملک وقوم کے مفاد میں ہو، اس پر اتفاق رائے سے عمل کرنا شورائی فعل ہے۔

شہری حقوق

عوام کی عزت، جان ومال کا تحفظ، اسلامی ریاست کی اوّلین ترجیح ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (فِيْ حِجَّةِ الْوَدَاعِ) اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَلَدِكُمْ هٰذَا۔ (بخاری عن ابن عمر کتاب الاضاحی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری حج میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون، مال اور آبرو کو محترم قرار دیا ہے جیسا کہ تمہارے شہر (مکہ) میں تمہارے اس مہینہ (ذوالحجہ) میں تمہارا یہ دن محترم ہے۔"

محدثین نے لکھا ہے کہ مسلمان کو قتل کرنا یا اس کا مال لوٹ لینا یا اس کی عزت پر حملہ کرنا ایسا حرام ہے جیسا مکہ کے شہر 10 ذوالحجہ کے دن کسی انسان کو قتل کرنا حرام ہے۔ خلفاء راشدین نے اللہ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعین کردہ حدود قیود کا نفاذ کیا تو اُن کے دور میں امن و امان قائم ہو گیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ حیرہ سے ایک عورت تن تنہا اکیلی چلی اور بیت اللہ کا طواف کیا تو اُسے کوئی خوف و خطر محسوس نہ ہوا۔ شہریوں کی عزت، جان و مال کا تحفظ، حدود قیود کے نفاذ میں مضمر ہے۔

ریاستِ مدینہ کے سربراہ کی رہائش گاہ

حضرت عمر فاروق ؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگاہ فرمایا:

دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى حَصِيْرٍ فَجَلَسْتُ فَاَدْنٰى عَلَيْهِ اِزَارَهُ وَلَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُهُ وَ اِذَا الْحَصِيْرُ قَدْ اَثَّرَفِىْ جَنْبِهٖ فَنَظَرْتُ بِبَصَرِىْ فِىْ خِزَانَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا اَنَا بِقُبْضَةٍ مِنْ شَعِيْرٍ نَحْوَ الصَّاعِ وَمِثْلُهَا قَرَظاً فِىْ نَاحِيَةِ الْغُرْفَةِ وَاِذَا أَفِيْقٌ مُعَلَّقٌ قَالَ فَابْتَدَرَتْ عَيْنَاىَ قَالَ مَايُبْكِيْكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ قُلْتُ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ وَمَالِىَ لَا اَبْكِىْ وَهٰذَا الْحَصِيْرُ قَدْ اَثَّرَفِىْ جَنْبِكَ وَهٰذِهٖ خِزَانَتُكَ لَا اَرٰى فِيْهَا اِلَّا مَا اَرٰى وَذَاكَ قَيْصَرُ وَكِسْرٰى فِى الثِّمَارِ وَالْاَنْهَارِ وَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَفْوَتُهٗ وَهٰذِهٖ خِزَانَتُكَ فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اَلَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ لَنَا الْاٰخِرَةُ وَلَهُمُ الدُّنْيَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قُلْتُ بَلٰی۔ (مسلم عن عمر بن الخطاب کتاب الطلاق)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے کہ مَیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیٹھ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہبند ٹھیک کیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف یہی کپڑا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو پر چٹائی کا نشان پڑا ہوا تھا، پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مال گودام پر نگاہ ڈالی تو اس میں ساڑھے تین سیر کے قریب جَو تھے، ایک درخت کے کچھ پتے بھی اتنی ہی مقدار میں موجود تھے جن سے چمڑا رنگا جاتا ہے، دیوار پر ایک چمڑہ بھی لٹک رہا تھا جو پوری طرح رنگا ہوا نہیں تھا (یہ منظر دیکھ کر) میری آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر! کیوں روتے ہو، مَیں نے عرض کیا حضور! کیا اب بھی مجھے رونا نہ آئے، چٹائی کے نقوش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو پر ثبت ہو گئے ہیں۔ آپ کا یہ مال گودام بھی میرے سامنے ہے حالانکہ آپ خدا کے برگزیدہ رسول ہیں۔ اُدھر روم اور ایران کے بادشاہوں کو مَیں عیش و نعمت کی بہاروں میں دیکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرؓ! کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ ہمارے لئے آخرت کی نعمتیں ہیں اور اُنہیں صرف دنیا میں مل رہا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں، کیوں نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا کی آسائشوں کے مقابلے میں آخرت کی نعمتوں کو ترجیح دینا مسلم حکمرانوں کے لئے سبق آموز ہے کہ عیش و عشرت کی بجائے سادگی اختیار کرنا آخرت کی فلاح ہے۔

والیٔ مدینہ کی معیشت

قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ، وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ مَاشَبِعَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاَهْلُهٗ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ تِبَاعًا مِنْ خُبْزٍ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا۔

(مسلم عن ابی ہریرہ کتاب الزھد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں ابو ہریرہ کی جان ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے گھر والوں نے مسلسل تین دن تک گندم کی روٹی پیٹ بھر کر کبھی نہیں کھائی یہاں تک کہ آپؐ نے اس دارِ فانی کو خیر باد کہا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المال کو قوم کی امانت سمجھا۔ آپؐ نے روکھی سوکھی کھا کر رات بسر کر لی لیکن سرکاری خزانہ میں کرپشن نہ کی۔

سرکاری اہل کاروں کے اوصاف

ہرقل نے جب رومی فوجوں کی متواتر شکست اور پسپائی کے متعلق رپورٹ طلب کی تو ایک بوڑھے رومی نے ان الفاظ میں اسلامی لشکر کے اخلاق کا تذکرہ کیا:

"من أجل أنهم يقومون الليل و يصومون النهار و يوفون بالعهد و يا مرون بالمعروف وينهون عن المنكر و يتناصفون بينهم، ومن أجل أنانشرب الخمر و نزني و نركب الحرام و ننقض العهد و نغصب و نظلم و نأمر بالسخط و ننهى عما يرضى الله و نفسد في الأرض. فقال: أنت صدقتني." (البداية:١٥/٧)

مسلمان رات کو قیام کرتے ہیں، دن کو روزے رکھتے ہیں، وعدہ پورا کرتے ہیں، اچھی باتوں کا حکم کرتے ہیں، بری باتوں سے روکتے ہیں اور باہم انصاف کرتے ہیں۔ اور ہم لوگ تمام معاملات میں ان کے اُلٹ کرتے ہیں۔ ہرقل نے اس کی تصدیق کی۔

اسلامی تاریخ کی روشنی میں تقویٰ، عفت، عملِ صالح اربابِ حکومت کے لئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضروری ہے۔

حکومت امانت اور اعزازی خدمت ہے

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(انها أمانة و انها يوم القيامة خزى وندامة الا من أخذها بحقها و أدى الذى عليه فيها) (صحیح مسلم، رقم:۱۸۲۵)

"حکومت امانت ہے، اگر اس کا صحیح طور پر حق ادا نہ کیا گیا تو یہ قیامت کے دن ندامت اور شرمندگی کا باعث ہو گی۔"

ابومسلم خولانی رحمہ اللہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملنے کے لئے تشریف لائے تو آپ نے تین دفعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہا:" السلام عليك أيها الأجير " (اے نوکر! تم پر سلام ہو) لوگوں نے کہا:"أيها الأمير " کیوں نہیں کہتے؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابومسلم جو کہہ رہے ہیں، اسے خوب سمجھتے ہیں، انہیں کہنے دو۔ ابومسلم نے فرمایا:

"انما أنت أجير، استأجرك رب هذا الغنم لرعايتها، فان هنأت جرباها و داويت مرضاها و حبست أولاها على أخراها وفاك سيدها أجرك.... الخ۔" (السياسة الشرعية لابن تيمية ص: ١٧)

"تمہیں خدا نے یہ بکریاں چرانے کے لئے مزدور رکھا ہے۔ اگر تم ان کی صحت اور دوسری ضروریات کا خیال رکھو گے تو ان کا مالک (اللہ) تمہیں پوری مزدوری دے گا، اگر تم نے یہ حقوق پورے نہ کئے تو تمہیں سزا ملے گی۔"

اسلامی نظام کے مطابق حکومت امانت اور اعزازی خدمت کا مقام ہے۔ یہ خویش پروری دولت کمانے اور ثروت کا ذریعہ نہیں۔ ہمارے حکمران الیکشن مہم میں بلند بانگ دعوے کرتے ہیں لیکن اقتدار ملتے ہی سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ اللہ ان کو قوم کی خدمت کرنے کی توفیق دے اور بدعنوانی سے بچائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خدمت خلق کا جذبہ اور احساس

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”لو أی جملا هلك بشط فرات لخشيت أن يسئل الله عنه ابن الخطاب۔“ (الأموال لأبی عبید قاسم بن سلام، تاریخ الطبری:۲/٥٦٦)

”اگر فرات کے کنارے پر اونٹ مر جائے تو مجھے ڈر ہے کہ عمر کو اس کی بابت پوچھا جائے گا۔“

طلحہ بن عبداللہ فرماتے ہیں:

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک رات ایک مکان میں تشریف لے گئے، مجھے بدگمانی ہوئی، میں صبح اس مکان میں گیا، وہاں ایک اندھی بوڑھی بے دست و پا عورت رہتی تھی، میں نے اس سے پوچھا: تمہارے پاس رات کو کوئی آیا تھا؟ اس نے کہا: یہ شخص مدت سے رات کو آتا ہے، میرا سامان سلیقے سے رکھ جاتا ہے، مکان صاف کرا کے کوڑا کرکٹ باہر ڈال جاتا ہے۔ طلحہ فرماتے ہیں: میں بہت شرمندہ ہوا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے عیب تلاش کرتا ہوں۔“ (محاضرات خضری:۲)

خزانہ کی نگہبانی

ایک رات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ کے اطراف میں دوڑ رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وجہ دریافت کی۔ فرمایا: بیت المال کے کچھ اونٹ گم ہو گئے ہیں، ان کی تلاش میں پھر رہا ہوں۔

خائن حاکم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْ وَالٍ يَلِیْ رَعِيَّةً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهُمْ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(بخاری عن معقل بن یسار کتاب الاحکام)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے اس حکمران پر بہشت کو حرام قرار دیا ہے جو آخر دم تک ان پر دھوکہ بازی اور خیانت کے ساتھ حکومت کرتا ہے۔

مستحق افراد کی بجائے قومی خزانہ کو چہیتوں میں تقسیم کرنے والا خائن حاکم آخرت میں رسوا ہوگا۔

جواب دہی کا ہمہ گیر تصور

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ كُلُّكُمْ راعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ الْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَ الْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ مَالِ اَبِيْهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔

(بخاری عن ابن عمر کتاب الجمعۃ۔ کتاب فی الاستقراض کتاب النکاح۔ کتاب الاحکام مسلم، کتاب الامارۃ ترمذی ابواب الجہاد ابوداؤد کتاب الخراج)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم میں سے ہر ایک نگران اور جوابدہ ہے۔

(۱)..... اسلامی ریاست کا صدر نگران ہے اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔

(۲)..... ہر شخص اپنے بال بچوں کا حاکم ہے اور اپنی ذمہ داریوں کے لئے خدا کے ہاں جوابدہ ہے۔

(۳)..... عورت اپنے شوہر کے گھر (اور اس کے بچوں) کی ذمہ دار ہے۔ گھریلو انتظام کے سلسلے میں اس سے باز پرس ہوگی۔

(۴)..... نوکر اپنے آقا کی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۵).....بیٹا اپنے باپ کی جائیداد کا امین اور محافظ ہے۔ اللہ کے ہاں اس پر ان سے محاسبہ ہوگا۔

(غور سے سنو!) تم میں سے ہر ایک (اپنے اپنے دائرہ میں) حاکم اور نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے ان لوگوں کی بابت پوچھا جائے گا جو اس کی نگرانی میں ہیں۔

ملتِ اسلامیہ کے ہر فرد اور اسلامی ریاست کے ہر چھوٹے بڑے عہدہ دار کو انتباہ کیا جا رہا ہے کہ تم جس منصب پر فائز ہو اور جس شعبہ کے انچارج ہو، نہایت امانت و دیانت سے عہدہ برآء ہونے کی جدوجہد کرو۔ اللہ کی عدالت میں تم سے باز پرس ہوگی کہ جو امانت تمہارے سپرد ہوئی اس کا تم نے حق ادا کیا یا نہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریاستِ مدینہ کے تقاضے

سرورِ کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست قائم کی جو اُمتِ مسلمہ کے لئے آئیڈیل کی حیثیت رکھتی ہے۔ خلفاء راشدین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کے حوالے سے پیش رفت کی۔ ان کے بعد اگرچہ نظامِ حکومت میں تدریجی لحاظ سے زوال جاری رہا تاہم ریاستِ مدینہ کی سرحدیں نیل کے ساحل سے تا بخاکِ کاشغر پھیل گئیں۔

مغربی نظام انسان کی دنیوی خیر خواہی کو مدنظر رکھتا ہے جبکہ ریاستِ مدینہ انسانیت کی دنیوی و اُخروی فلاح کی ضمانت فراہم کرتی ہے اور بندوں کی غلامی سے نکال کر خالقِ کائنات کی بندگی کا حکم دیتی ہے۔ اسلام میں آزادی ہے لیکن شتر بے مہار آزادی کا تصور نہیں جس کی آڑ میں وہ دوسروں کی عزت، جان اور مال کو پامال کرے۔ دیگر مذاہبِ عالم کی اساس چند مذہبی رسومات ہیں جبکہ دین اسلام مذہبی، فلاحی، اخلاقی، تمدنی، سیاسی، سماجی، معاشرتی اور معاشی ضابطوں کا نام ہے جن پر عمل کرنے سے خوش حالی اور امن و سکون نصیب ہوتا ہے۔ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ کرۂ ارض پر دَر بدر کی ٹھوکریں کھانے والی اقلیتوں کو خلافتِ عثمانیہ میں پناہ حاصل ہوئی تو انہوں نے سکھ کا سانس لیا۔

یہود و نصاریٰ کی ملی بھگت اور اُمتِ مسلمہ کی تن آسانی کی وجہ سے ریاستِ مدینہ کا نظام درہم برہم ہو گیا جس کو ازسرِنو زندہ و تابندہ کرنا ہر ذی شعور مسلمان کے دل کی تڑپ ہے۔ 2018ء کی الیکشن مہم میں تحریکِ انصاف نے انتخابی جلسوں میں ریاست مدینہ کو ازسرِنو قائم کرنے کا اعلان کیا جس کی چند اہم خصوصیات پیش خدمت ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریاستِ مدینہ کی اساس عقیدۂ توحید کا تحفظ اور فروغ ہے۔ کفارِ مکہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو مشروط بادشاہت کی پیشکش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ کہہ کر ٹھکرا دیا لیکن اللہ کے ساتھ کسی اور کی الوہیت کو شریک کرنا گوارا نہ کیا۔ جب ریاستِ مدینہ کو عرب دھرتی پر غلبہ نصیب ہوا تو داعی الی اللہ نے مذہبی آستانوں پر نصب شدہ بت مسمار کرنے کا حکم جاری کیا۔ چنانچہ عصرِ حاضر میں بھی عقیدۂ توحید کا تحفظ اور فروغ ریاستِ مدینہ کا فرضِ اوّلین ہے۔

مختلف مکاتبِ فکر کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قبروں کو سجدہ حرام ہے۔ جاہل عوام اس مذموم فعل کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ جادوگروں اور جعلی پیروں کے آستانوں پر عصمت دری اور قتل و غارت کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ (مثلاً چک 95 سرگودھا) کوئی سیکولر حکومت تو ایسے واقعات سے چشم پوشی کر سکتی ہے، مگر ریاستِ مدینہ کے طرز پر قائم ہونے والی حکومت ایسا نہیں کر سکتی۔ ایسے واقعات کا سدباب کرنا تو اس کا فرضِ اولین ہوتا ہے۔

اللہ ذوالجلال نے کائنات کی راہ نمائی کے لئے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، جن کی سیرت طیبہ پر عمل پیرا ہونے سے دنیا و آخرت کی فلاح حاصل ہوتی ہے۔

اپنی جان سے بڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کیے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا، اِسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنا بھی حُبِ رسول کا اہم تقاضا ہے۔ غارِ ثور کے سفر میں رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پر آبلے پڑ گئے تو صدیقِ اکبرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کندھوں پر اُٹھا لیا۔ جب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد صحابہ کرامؓ نے لشکرِ اسامہؓ کی روانگی کی مخالفت میں رائے پیش کی تو ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوبکرؓ کی جان ہے اگر مجھے یقین ہو کہ درندے مجھے نوچ کر کھا جائیں گے تب بھی اس لشکرِ اسامہؓ کو بھیج کر رہوں گا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ریاستِ مدینہ کا بنیادی تقاضا ہے کہ ریاست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں آئینی لحاظ سے اللہ کے قرآن اور نبیؐ کی سنت کو سپریم لاء کی حیثیت حاصل ہو۔

صالح معاشرہ کے لئے راہ نما اصول

اللہ نے مسلمانوں کو غلبہ کی صورت میں درج ذیل ہدایات جاری کیں:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۔ (الحج:۴۱)

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین پر قبضہ دیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، پسندیدہ باتوں کا حکم دیں گے اور ناپسندیدہ باتوں سے روکیں گے اور معاملات کا انجام تو اللہ کے اختیار میں ہے۔

اللہ سبحانہٗ نے مذکورہ آیت میں مسلمانوں کو چار اُمور سرانجام دینے کا حکم دیا ہے:

اوّل: نماز کو قائم کرنا، نماز کا اہتمام کرنے سے اللہ کی یاد تازہ رہتی ہے اور بندہ گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

دوم: زکوٰۃ کی ادائیگی سے اُمت کی مالی مشکلات حل ہو جاتی ہیں اور معاشی خوشحالی نصیب ہوتی ہے۔

سوم: اچھی باتوں کو حکماً جاری کرنا۔

چہارم: بری باتوں سے جبراً روکنا۔

ان اُمور پر عمل کرنے سے معاشرہ معاشی طور پر خوشحال اور حتی المقدور برائی کے کاموں سے پاک ہوگا۔

شرعی حدود کا قیام

صالح معاشرہ میں نقب لگانے والے طاغوتی چیلوں کا انسداد شرعی حدود کے نفاذ کے بغیر ناممکن ہے۔ زنا کی حد حرمت نسب کے لئے، شراب کی حد حرمتِ عقل کے لئے، قذف کی حد حرمتِ ناموس کے لئے اور چوری کی حد حرمتِ مال کے لئے لگائی گئی جبکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قصاص کا مقصد انسانی جانوں کے تحفظ کو یقینی بنانا ہے۔ خود ساختہ انسانی قانون سازی سے سنگین جرائم کا خاتمہ ناممکن ہے۔ درحقیقت عوام کی عزت و جان و مال کا تحفظ شرعی حدود کے نفاذ میں مضمر ہے۔

اقلیتوں کا تحفظ

ریاستِ مدینہ میں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم شہریوں کو بھی عزت و جان و مال کے تحفظ کے حقوق حاصل تھے۔ مذہبی اختلاف یا طبقاتی تقسیم کی وجہ سے اُن کے حقوق سلب نہیں کیے گئے۔ اُن کو مذہبی عبادت گاہوں میں اپنی عبادت کرنے کی آزادی حاصل تھی، البتہ قومی سلامتی کے اہم اُمور میں اُن کو راز دان بنانے کی ممانعت ہے۔ ریاستِ مدینہ کی خارجہ پالیسی آزاد اور غیر جانبدارانہ لیکن قومی و ملی مفاد کے منافی نہ ہو۔ بین الاقوامی معاملات میں مظلوم قوم کی حمایت کی جائے۔ پڑوسی ممالک سے دوستانہ تعلقات قائم کیے جائیں، البتہ عیار دشمن پر کڑی نظر رکھی جائے۔ طاغوتی قوتوں کو سر پر نہ بٹھایا جائے بلکہ برابری کی سطح پر تعلقات قائم کیے جائیں۔ تجارتی لین دین اور سرمایہ کاری کے معاہدوں کے دوران قومی سلامتی مجروح نہ ہو۔

طاغوتی قوتوں کا ہدف سیکولر نظریات کا پرچار ہے۔ وہ مصنوعات کی تشہیر کی آڑ میں میڈیا کو کثیر سرمایہ فراہم کرتی ہیں چنانچہ وہ اُن کے اشارے پر چلتا ہے۔ ریاستِ مدینہ کا تقاضا ہے کہ میڈیا کسی خبر کی تحقیق کے بعد حقائق پر مبنی رپورٹ نشر کرے۔ کسی انسانی جان کا قتل درندگی ہے چاہے کوئی عورت غیرت کے نام پر قتل ہو یا اپنی عصمت کے تحفظ کی خاطر جان سے ہاتھ دھو بیٹھے، نشریات میں اُن کو مساوی درجہ دیا جائے۔

قرونِ اولیٰ میں بچہ ماں کی گود میں اللہ ھو کی لوریاں سنتا تھا، آج میڈیا کی سکرین پر نظریں جمانا اُس کا مشغلہ بن گیا ہے۔ چنانچہ بچوں کی دلچسپی کو مدنظر رکھ کر اسلامی و اصلاحی پروگرام پیش کیے جائیں۔ سپورٹس، نیوز کی طرح تعلیمی چینل کا اجراء کیا جائے تاکہ سائنسی و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فنی مضامین پر عبور حاصل کرنے میں آسانی ہو۔

عورت ماں، بہن اور بیٹی ہے اسے ماڈل گرل بنا کر پیش نہ کریں۔ حقائق پر مبنی خبریں اور ڈراموں میں دعوت و اصلاح کو فوقیت دے کر دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کریں۔

ظہورِ قدسی سے قبل معاشرہ میں عورت کی قدر و قیمت نہ تھی، اسلام نے ماں کی خدمت اور بیٹی کی احسن انداز میں تربیت کرنے پر آخرت کی فلاح کا سرٹیفکیٹ دیا۔ عورت کو تقسیم ہونے والے خاوند کے ورثہ میں حق دار ٹھہرایا۔ سیکولر طبقہ نے عورت کو ماڈل گرل بنا کر کمائی کا ذریعہ بنایا جبکہ اسلام نے مرد کو عورت کے نان ونفقہ کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ طاغوتی چیلوں نے کلب کی زینت بنا کر عورت کی عصمت کو داغدار کیا جبکہ ریاستِ مدینہ نے پردہ کا حکم دے کر عورت کی عزت و عصمت کو تحفظ فراہم کیا۔

عورت کی تعلیم پر ریاستِ مدینہ میں کوئی قدغن نہیں البتہ مخلوط ماحول میں نہ ہو اور اُن کے نصاب میں معروف صحابیات کے تذکرہ کے ساتھ عورتوں کے حقوق و فرائض سے آگاہی کا باب شامل ہو۔ محرم رشتوں سے مل کر محنت مزدوری اور کام کاج کی اجازت ہے لیکن غیر محرموں سے نہیں۔

ریاستِ مدینہ میں کنواری لڑکی کو ولی کے مشورہ سے من پسند نکاح کرنے کی آزادی حاصل ہے تاہم بغیر نکاح کے عصمت داغدار کرنے پر قانونی قدغن عائد کی جائے۔

عصرِ حاضر میں بیٹی کو جہیز کی صورت میں کچھ دے کر جائیداد سے محروم کرنے کا رواج ہے چنانچہ چور دروازوں کو بند کر کے جائز حصہ دلوانا ریاستِ مدینہ کا فرض ہے۔

عدل وانصاف

ریاستِ مدینہ کا نظام عدل وانصاف پر مبنی ہے۔ امیر غریب، شاہ و گدا، مسلم و غیر مسلم قانون کی نظروں میں مساوی ہیں کسی سے کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جاتا۔ عدل و

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انصاف قائم کرنے سے اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

سودی نظام کا خاتمہ

دین اسلام امن وسلامتی اور خیر خواہی کا نام ہے جبکہ سودی نظام اخوت وخیر خواہی کو دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ریاستِ مدینہ میں سودی کاروبار اور لین دین کی سختی سے ممانعت ہے۔ سودی نظام کا خاتمہ ریاست کی معاشی خوشحالی اور ترقی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

خودمختاری کی ضمانت

اسلام میں باہمی امور مشورہ سے طے کرنے کا حکم ہے تاکہ اس کے منفی، مثبت اور مخفی پہلو نکھر کر سامنے آجائیں جبکہ وطن عزیز حکمران طبقہ نے امریکہ، یورپ یا چین سے معاشی ترقی کے لئے سرمایہ کاری کا معاملہ طے کرنا ہو یا معاشی بحران پر قابو پانے کے لیے قرضہ لینا ہو یا دفاعی استحکام کے لئے اسلحہ کے حصول کا معاہدہ کرنا ہو تو وہ پارلیمنٹ کو اعتماد میں لئے بغیر دستخط کردیتے ہیں یا فون سن کر یس سر! کی گردان شروع کردیتے ہیں، چاہے معاہدہ کی کڑی شرائط وطن کی سلامتی، قومی یکجہتی اور عوامی مفاد کے منافی ہو۔ یہ جمہوری نہیں آمرانہ طرز فعل ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ حکمران طبقہ کا کسی ملک سے کیا گیا معاہدہ اس وقت تک مؤثر نہ ہو جب تک پارلیمنٹ اس معاہدے کی توثیق نہ کردے۔ پاکستان کی خودمختاری اور سلامتی کا یہ اہم تقاضا ہے۔

دفاع

نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کا تحفظ ریاستِ مدینہ کی اہم ذمہ داری ہے۔ قریشِ مکہ نے مدینہ طیبہ پر یکے بعد دیگرے یلغار کی، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سدِ باب کے لئے قائدانہ کردار ادا کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے فضل سے پاکستان ایٹمی قوت کا حامل ملک ہے۔ پاک فوج نے داخلی و خارجی سطح پر ہر قسم کی دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے بے پناہ قربانیاں دیں اور ہر قسم کی جارحیت کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے ہمہ وقت چوکس ہے۔ البتہ جدید دور کے تقاضوں کے پیشِ نظر بحری قوت میں مزید اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔

تعلیم و تزکیہ

ریاستِ مدینہ میں تعلیم و تزکیہ کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں ارقم اور مدینہ منورہ میں صُفّہ کی درس گاہیں قائم تھیں جہاں سے قاضی، مجاہد، معلم، خازن، تاجر بن کر فارغ ہوئے جنہوں نے احسن انداز میں قومی ذمہ داری ادا کی۔ رشوت اور سفارش کو ٹھوکر مار کر عدل و انصاف کا ترازو قائم کیا۔ انہوں نے کرپشن میں ملوث ہوکر قومی خزانہ نہیں لوٹا بلکہ کندھوں پر بوجھ اٹھا کر مفلوک الحال طبقہ کی خدمت کی۔

عصر حاضر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ کالج، یونیورسٹی میں نئی نسل کو جدید علوم و فنون سکھائے جائیں لیکن اس کے ساتھ تزکیہ کا خصوصی اہتمام ہوتا کہ وہ برسرروزگار ہوکر دولت کمائیں لیکن قومی خدمت کے جذبہ کو فراموش نہ کریں اور خشیت اللہ کی وجہ سے اپنے فرائض ایمانداری سے سرانجام دیں۔

ریاستِ مدینہ کی تشکیل نظریہ پاکستان کا اساسی تقاضا ہے۔ رب ذوالجلال ہمیں اس سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق دے۔

اسلام زندہ باد، پاکستان پائندہ باد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام امن و سلامتی کا دین ہے

اسلام امن و سلامتی کا دین ہے جس کے اخلاقی و سماجی، معاشی اور عدالتی ضابطے معاشرہ میں عدل و انصاف پر مبنی اور انسانی حقوق کے محافظ ہیں۔ جہاد زبردستی مسلمان بنانے کے لئے نہیں بلکہ ظلم و دہشت، فتنہ و فساد مٹانے کا ایک ذریعہ ہے۔ تاریخ شاہد ہے جب مکہ فتح ہوا تو رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو معاف کر دیا، کسی کو زبردستی مسلمان نہیں کیا۔

طاغوتی چیلوں نے نائن الیون کا ڈرامہ رچا کر مسلم دنیا کو ہدف بنالیا۔ نیٹو طیاروں کی بمباری سے افغانستان اور عراق کی ہزاروں عورتیں اور بچے ہلاک ہوئے جبکہ میڈیا نے واویلا مچایا کہ اسلام دہشت گردی سکھاتا ہے۔ اس سے اہلِ مغرب کے سنجیدہ طبقہ میں اسلام کو سمجھنے کا تحقیقی ذوق پیدا ہوا۔ یورپ اور امریکہ میں سرگرم مسلم تنظیموں کے حسن کارکردگی، جذبۂ ایثار اور حسنِ اخلاق نے انہیں متاثر کیا۔ اس طرح مغربی دنیا کے اہلِ ذوق تیزی سے اسلام میں داخل ہوئے۔ صیہونی طبقہ نے اہلِ مغرب کی اسلام سے دلچسپی کو اپنے لئے خطرہ سمجھتے ہوئے اسلام فوبیا کی تخم ریزی کی جس کے نتیجے میں توہین آمیز خاکوں کے ذریعہ اور قرآن کی بے حرمتی کر کے جہاں مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کیا گیا وہیں اسلام دشمنی کے جذبات کو بھڑکایا گیا جس کا برگ دبار سانحہ نیوزی لینڈ کی صورت میں نمودار ہوا۔ عیسائی دہشت گرد نے دو مساجد میں گھس کر پچاس نمازیوں کو شہید کر دیا۔

نیوزی لینڈ کی وزیر اعظم جیسنڈا آرڈرن اسلامی لباس پہن کر مسلمانوں کے غم میں شریک ہوئی ہے۔ السلام علیکم کہا پھر بسم اللہ پڑھ کر گفتگو کی۔ مقامی خواتین نے بڑے پیمانے پر یومِ حجاب منایا۔ پارلیمنٹ کا آغاز تلاوتِ قرآن سے ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملتِ اسلامیہ کا فرض ہے کہ وہ نیوزی لینڈ میں ہمدردی کے جذبات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام کے پیغامِ امن کو غیر مسلموں تک پہنچانے کی حکیمانہ مساعی بروئے کار لائے۔

ثانیاً: مسلم دنیا میں ریاستِ مدینہ کے خدوخال اور تقاضوں کو عملی جامہ پہنا کر اسلام فوبیا کے اثرات کو زائل کریں، جہاں عورت کو تعلیم کے زیور سے آراستہ ہونے کی آزادی ہو لیکن اپنی عصمت نیلام کرنے پر قدغن ہو۔ وہ اکیلی جا رہی ہو تو اسے کوئی خطرہ محسوس نہ ہو۔ دن کا تھکا ماندہ مزدور رات کو بے فکر ہو کر سو جائے، اُسے چوری کا خدشہ نہ رہے۔ قصاص کے قانون کے خوف سے کسی کو قتل کرنے کی جرأت نہ ہو۔ ریاست معاشی طور پر اس قدر خوشحال ہو کہ جہاں صدقہ خیرات دینے والے ہوں، لینے والا کوئی نہ ہو۔ روزمرہ زندگی کی ضروریات ارزاں نرخوں پر دستیاب ہوں۔ تعلیم اور صحت کی سہولتیں مفت میسر ہوں۔ دفاعی طور پر اس قدر استحکام و انضباط ہو کہ کسی کو اُس کی سرحد کی خلاف ورزی کی جرأت نہ ہو۔ جہاں دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے شرعی حدود کا نفاذ ہو اور بلا امتیاز عدل و انصاف کا سستا اور فوری نظام ہو، تا کہ ریاست امن و سلامتی کا اس طرح گہوارہ بن جائے کہ اسلام فوبیا کے متاثرین شرعی قوانین کی حکمت کے شیدائی بن جائیں۔

عالمِ اسلام میں پاکستان کو امتیازی حیثیت حاصل ہے جو اسلام کے نام پر 27 رمضان المبارک کو معرضِ وجود میں آیا۔ اللہ کے فضل سے پاکستان دفاعی لحاظ سے مستحکم ہے چنانچہ ریاست مدینہ کے دیگر تقاضوں کو بروئے کار لانا قیامِ پاکستان کا اوّلین مقصد ہے ،تا کہ عالمی میڈیا شرعی ضابطوں کی عملی تعبیر کا ماڈل دیکھ کر یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے کہ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے۔ یقیناً ان اقدامات سے عالمی سطح پر اسلام سے دلچسپی اور رجحان میں اضافہ ہوگا، ان شاء اللہ۔ (ہفت روزہ الاعتصام 10 تا 16 مئی 2019ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرف آخر

تحریک آزادی کے دوران قوم نے پاکستان کا مطلب کیا لا اللہ الا اللہ کے نعرہ پر تن من دھن کی قربانیاں دی تھیں۔ اللہ سبحانہ کی نصرت سے پاکستان 27 رمضان المبارک کی شب معرضِ وجود میں آیا۔

آزادی کو ستر سال سے زائد عرصہ بیت گیا۔ ہم نے ترقی و خوشحالی کے لئے اہلِ مغرب کے ماٹو کو اپنایا اور اللہ کے نازل کردہ ضابطوں کو پس پشت ڈال دیا، نتیجہ یہ نکلا کہ حکومت قرضوں کی دلدل میں پھنس گئی اور عوام کی جان ومال اور عزت کا تحفظ غیر یقینی صورتِ حال اختیار کر گیا۔

ان احوالِ بد میں حکومت کا فرض ہے کہ عدل وانصاف کے قیام کے لئے قرآن وسنت کے نفاذ کے لیے مؤثر اقدامات کرے۔

مذہبی وسیاسی جماعتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اختلافِ برائے اختلاف کی بجائے تنقید برائے اصلاح کا انداز اختیار کریں اور حکومت کے مختلف شعبوں کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کے لیے لائحہ عمل پیش کریں اور اس پر عمل درآمد کے لئے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ باللسان ادا کریں جبکہ عوام کو چاہیے کہ جو جماعت اسلام آباد کی بجائے فرد، معاشرہ اور حکومت کی اصلاح اور پاکستان کی یک جہتی وسلامتی اور ترقی کے لئے جدوجہد کر رہی ہے اس کے ساتھ تعاون کریں۔ پاکستان کا استحکام نظریہ پاکستان کے تقاضے کو بروئے کار لانے میں مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کو طاغوتی فتنوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

☆......☆......☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نے ہمیں لیلائے آزادی سے ہمکنار کیا

ڈاکٹر زاہد اشرف

آزادی سے سرفراز فرمانے والے آقا!
آپ کا ارشادِ گرامی ہے آپ کی کتابِ برحق میں:
''وہ جنہیں ہم جب اقتدار و اختیار سے نوازتے ہیں زمین میں، تو
قائم کرتے ہیں نماز،
ادا کرتے ہیں زکوۃ،
دیتے ہیں نیکی کا حکم،
اور روکتے ہیں برائی سے۔''☆

اے ربِ حنّان و منّان!
آپ نے ہمیں لیلائے آزادی سے ہمکنار کیا،
ہمیں اس سرزمینِ پاک میں اقتدار و اختیار سے نوازا،
ہمیں یہاں کے وسائل پر تصرف عطا فرمایا،
ہمیں یہ موقعہ بہم پہنچایا کہ ہم
یہاں آپ کے متعین کردہ مقاصدِ اقتدار کے حصول کی جدوجہد کر سکیں،
اس ملک کو اس منزل کی طرف لے چلیں،
جو منزل ہو کامرانی کی، خیر و فلاح کی۔

☆ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ.
(الحج 22:41)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لیکن.......... ہم تو شر کے راستوں پر چل نکلے،
ہم نہ خود برائی سے رکے اور نہ دوسروں کو روک پائے،
ہم نے اقتدار و اختیار کے مالک ہونے کے باوجود،
اوامر و نواہی کی پابندی کو اپنا شعار نہ بنایا،
انھیں قوانین کا روپ دے کر اس ملک میں نافذ نہ کیا،
ہمارا اقتدار و اختیار تو بے لگام رہا،
اس پر آپ کی قائم کردہ حدبندیاں لاگو ہی نہ ہو سکیں،
ہم سیاست، معیشت، صنعت و تجارت اور عدل و انصاف کے ایوانوں میں
شترِ بے مہار بنے رہے،
ہم نے آپ کے عطا کردہ اقتدار کو
آپ کے دین کا راستہ روکنے کے لئے استعمال کیا،
یہی وجہ ہے کہ
آج ذلت و رسوائی ہر سُو ہمارا مقدر بن رہی ہے۔
اے ربِ اعظم و برتر!
آپ ہمارے اقتدار کو اس خود سری سے محروم کر دیجئے،
اسے اپنے احکامات و فرامین کا تابع بنا کر،
ہمیں اپنی اس بندگی میں لے لیجئے،
جو ہر غیر اللہ سے بے نیاز کر دیتی ہے،
اور مقاصدِ آزادی کا شعور بخش کر،
ان کے حصول کے لئے ہر دم مصروف عمل رکھتی ہے۔

کیم تا 15 ربیع الاول 1415ھ ...... 10 تا 24 اگست 1994ء
(از دعائے محرومی صفحہ: 143-144)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چند اہم خطوط

مکرمی محترمی جناب عطا محمد صاحب

السلام علیکم! آپ کا مضمون ''نظریہ پاکستان کا تاریخی ارتقاء'' مختلف عنوانوں سے مختلف رسائل، اخبارات کی وساطت سے نظر سے گزرا، آپ جیسے جوانوں کے جذبہ حب الوطنی کی قدر کرتا ہوں۔

موجودہ دور میں جبکہ تعصبات اور غلط تاریخی واقعات کو اچھالا جا رہا ہے اس وقت آپ کی اس تحریر سے حقیقت عیاں ہوتی ہے۔

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس میدان میں عزمِ صمیم کے ساتھ ترقی کرتے رہیں گے۔

والسلام

دعا گو عطاء الحق قاسمی

کلچرل سوسائٹی گورنمنٹ ایم، اے، او کالج لاہور

☆......☆......☆

آپ کی تعمیری سرگرمیوں سے ہر وہ شخص یقیناً بڑا متاثر ہوگا جو نئی نسل میں ان کے جسمانی وذہنی صلاحیتوں کے فروغ کا حامی ہے، ہمارے ہاں اس قسم کے تعمیری مواقع کم مہیا کیے جاتے ہیں، جس وجہ سے تعلیم وتربیت پر بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔ اور بعض صورتوں میں تو تعلیمی صحت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا معیار بلند کرنے کا بھی خیال نہیں رکھا جاتا مگر آپ نے ایسا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جو صحت مندانہ تعلیمی سرگرمیوں کے علاوہ نئی نسل کے معیار کو بلند کرنے میں تعمیری و معیاری ثابت ہوگا۔ مجھے یہ پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ اس قسم کے مضامین لکھنے اور تخیل رکھنے والے اہل قلم موجود ہیں۔

اس سے نئی پود بہتر طور پر استفادہ کرسکتی ہے۔ ہر دردمند پاکستانی کی یہ دلی خواہش ہے کہ ہمارے ملک میں ایسے مفید ادارے زیادہ سے زیادہ تعداد میں قائم ہوں، جو نئی پود کی ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کرسکیں اور انہیں تعلیمی ترقی کے لیے اہم کردار ادا کرنے کی توفیق ہو۔

والسلام

ظہور عالم شہید

ہفت روزہ استقلال

☆......☆......☆

آپ کا مضمون بعنوان نظریہ پاکستان کا ارتقاء نظر سے گزرا، اس قدر معیاری گراں قدر تاریخی مجموعہ کی اشاعت پر یقیناً آپ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ نیک خواہشات اور دلی مبارکباد کے ساتھ آپ سے درخواست کروں گا کہ اسلامی ممالک میں باہمی اتفاق و تعاون کے لیے ضرور لکھیے، تاکہ آپ کی ذہنی صلاحیتوں سے اس میدان میں فیض یاب ہوا جا سکے۔

دعا گو

سیکرٹری موتمر عالم اسلامی — 25-5-83

راولپنڈی

☆......☆......☆

آپ کا مضمون ''نظریہ پاکستان کا تاریخی ارتقاء'' مختلف جرائد کی وساطت سے پڑھنے کا اتفاق ہوا، آپ کے اعلیٰ خیالات کی پوری قوم کو قدر کرنی چاہیے۔ ایسے اصلاحی مضامین ضرور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لکھتے رہا کریں۔ ہمارے ادارے کی خدمات بھی حاصل کریں، میں دعا کرتا ہوں کہ آپ کے قلم سے ایسی گوہر افشانی ہوتی رہے۔

المخلص

ضیاء الاسلام انصاری

روزنامہ مشرق

☆......☆......☆

امید ہے کہ مزاج بالخیر ہوں گے۔

ارسال فرمودہ کتب موصول ہوگئی ہیں، عزت افزائی پر شکر گزار ہوں۔ آپ کی کتب یہاں دارالعلوم کے طلبہ میں تقسیم کر دی جائیں گی۔ اور یہاں کی علمی برادری استفادہ کرے گی۔ میری دلی دعا ہے کہ باری تعالیٰ آپ کی مساعی کو بارآور کرے اور ملک کو اسلامی قوانین سے سرفراز فرمادے۔ آمین

والسلام

29 اپریل 1985

عبدالحق غفرلہ

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور

☆......☆......☆

مکرمی جناب جنجوعہ صاحب

نونہالانِ قوم کے سلسلے میں کم وبیش ہر گفتگو یہاں سے شروع ہوتی ہے کہ وہ ہمارے ''کل کے معمار ہیں لیکن جس انداز سے ہم ان کی ''آج'' کی تعمیر کر رہے ہیں اسے کسی طور بھی تسلی بخش نہیں کہا جا سکتا، ایسے میں ان کو حقیقی معنوں میں اپنے ملک سے پیار اور اسلاف سے محبت کا جذبہ ہی تبدیل کر سکتا ہے۔ ان کے ذہنوں کو نظریہ پاکستان، تخلیقِ پاکستان اور علامہ اقبال سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متعارف کرانا ضروری ہے۔ ان کی ذہنی صلاحیتوں کے فروغ کے لیے بھی آپ کی کوشش خوش آئند ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ نئی نوع کے صحت مندانہ ماحول کی ذہنی نشوونما میں بہت اہم اور خوشگوار فریضہ ادا کریں گے اور دعا کرتا ہوں کہ آپ کے اس سے اور زیادہ ارادے بھی آگے آئیں گے تاکہ ہمارے ''کل'' سچ مچ درخشندہ اور تابندہ ہو۔

امجد اسلام امجد
سٹوڈنٹس سٹڈی سرکل
گورنمنٹ ایم اے او کالج، لاہور

☆......☆......☆

میرے لیے یہ امر موجب مسرت ہے کہ آپ کا ادارہ ایک نہایت مفید خدمت انجام دے رہا ہے۔ آنے والی نسلوں کے لیے ایسے مضامین مفید اور اہم ثابت ہو سکتے ہیں۔ اور ان کی ذہنی صلاحیتوں کو جلا مل سکتی ہے۔ نظریہ پاکستان کی تاریخ سے واقف ہونا ہر شخص کا فرض عین ہے۔ اس قسم کے غیر نصابی مضامین حقیقت میں ایک لازمی حصہ ہیں اس کے بغیر نئی نسلوں کی نشوونما متوازن نہیں ہوتی ہے۔ آپ چونکہ ملکی سطح پر ذہنوں کی تربیت کا ارادہ رکھتے ہیں اس لیے امید کی جا سکتی ہے کہ آپ کی مساعی سے ایک طرف تو قومی یگانگت سے اتحاد کو فروغ ملے گا، تو دوسری طرف صحیح ملی شعور پیدا ہوگا، سب آپ کو مسرت کے ساتھ ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

والسلام
مسکین علی حجازی
شعبہ صحافت پنجاب یونیورسٹی لاہور

4-5-83

☆......☆......☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماشاء اللہ آپ کے دونوں مضمون بہت پسند آئے۔ اسلام کی تبلیغ و تقسیم کے لیے علمی اور قلمی ذرائع آج کے دور میں بہت اہمیت رکھتے ہیں، اس سلسلہ میں ہمیں رابطہ میں رہنا چاہیے۔

والسلام

اٹامک سائنٹسٹ، انجینئر سلطان بشیر محمود (ستارہ امتیاز)

☆......☆......☆

Quaid-I-azam University, Islamabad

Dated 27-4-1983

To

Atta Muhammad Janjua.

I am delighted to learn about your article "Evolution of Pakistan". It is indeed a collection of historic events in connection with the evolution of Pakistan. Your excellent work on Pakistan is a good for our young generation.

Your first attemp shows your selfess social work for our future generation. It is matter of honour that I congraturate you and will request you to carryon your attempts about the Ideology of Pakistan.

Prof. Sheikh Imtiaz Ali

☆......☆......☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٤١﴾

(تیسیر القرآن)

(اللہ کے دین کی مدد کرنے والے) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، بھلے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور سب کاموں کا انجام تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٨﴾

اور ان کا (ہر) کام آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے اور جو ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

''تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ رَسُولِهِ'' (موطا)

''مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم لوگوں میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔''

Gull

نشریات

فضلی بک سپر مارکیٹ

اردو بازار نزد ریڈیو پاکستان، کراچی۔

فون: 32212991-32629724

کتاب سرائے

پبلشرز، ڈسٹری بیوٹرز، مشہوران کتب خانہ جات

الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور، پاکستان

فون: 0092-42-37239884-37320318

ای میل: kitabsaray@hotmail.com